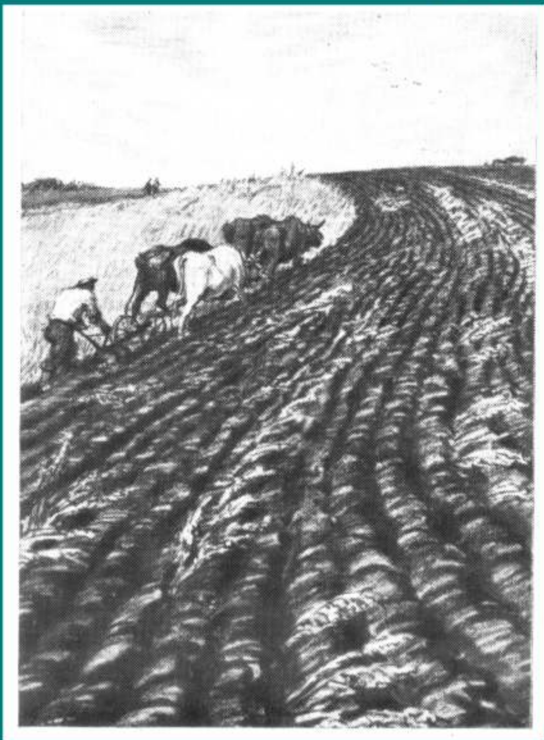
میخائیل شولوخوف



دھرتی جاگی



"عام لوگوں جیسی زندگی بسر
کر کے ، انکی طرح مصیبتیں برداشت
کر کے اور انکی خوشیوں سے
لطف اندوز ہو کر ہی مصنف ایسی
کتاب لکھ سکتا ہے جو قاری کے
دل کے تاروں کو واقعی چھو
سکے ۔"

میخائیل شولوخوف

میخائیل شولوخوف

جب دھرتی جاگی

جلد اول

دارالاشاعت ترقی
ماسکو

پیش لفظ

ھمارے ادب میں شولوخوف کا ظہور واقعی افسانوی ھے۔ تیئیس سال کی عمر میں ھی وہ نہ صرف کہانیوں کی دو کتابوں بلکہ ''خاموش دون،، ناول کے پہلے حصے کے مصنف بن چکے تھے جس نے ان کو ھمارے ملک اور دنیا کے بہترین مصنفوں کے شانہ بشانہ صف آرا کر دیا ۔ بہرحال ان سب کے لئے مصنف نے انقلاب اور خانہ جنگی کی راھوں سے گذر کر ھی پختگی حاصل کی تھی ۔ ابھی شولوخوف پندرہ سال کے تھے کہ وہ کارخاص کے دستے میں شامل ھوکر اوپری دون کے استیپی میدانوں میں سفید گروھوں کا تعاقب کرنے لگے ۔ کزاک استیپی میں عظیم طبقاتی حدبندی کا جو پیچ وخم کھاتا ھوا سیلاب بہہ رہا تھا اس کی جھلک پہلی بار ان کی کہانیوں میں دکھائی دی اور پھر ان کے رزمیہ اظہار بیان کو ''خاموش دون،، نامی ناول میں پوری طرح جگہ ملی ۔ آپ اس بات کا تصور کر سکتے ھیں کہ کیسے چکا چوندھ پیدا کرنے والی روشنی کے سیلاب میں شولوخوف نے زندگی کو اپنی آنکھوں میں سمویا اور اندر ھی اندر اپنے مستقبل کے ناول ''خاموش دون،، کی ''ورق گردانی،، شروع کردی ۔ پھر اسی طرح انھوں نے اس کا اعادہ دس سال بعد اپنے دوسرے ناول ''جب دھرتی جاگی،، کے لئے کیا ۔

یہ سچ ھے کہ ان کو ماں باپ اور قدرت سے بھی یہ جوھر عطا ھوا تھا ۔ لیکن صرف کزاک استیپی میں انقلابی واقعات کا بپھرتا ھوا سیلاب اور طوفانی لہریں ھی اس تحفے کو ایسی قوت عطا کر سکتی تھیں ۔ انقلاب نے سارے عوام میں طوفانی لہر پیدا کر دی تھی، اس نے ان جوانوں کو بھی جھنجھوڑ دیا تھا جو روس کی طاقتوں اور جوھروں کو بروئے کار لانے کے لئے بےتاب تھے ۔

شولوخوف کی زندگی بھی ایک ایسا رومان، ایک ایسا افسانہ ھے جو اپنے مصنف کا منتظر ھے ۔ شولوخوف کی سوانح حیات اپنے زمانے کی زندگی سے

ترجمہ : انور عظیم

МИХАИЛ ШОЛОХОВ

ПОДНЯТАЯ ЦЕЛИНА

Книга первая

на языке урду

سوویت یونین میں شائع شدہ

Ш $\frac{70302-955}{014(01)-75}$ 611-74

کر جب اس کو اپنی زندگی کا اھم‌ترین فیصلہ کرنا تھا مصنف ٹھیک دس سال آگے داویدوف اور ناگولنوف کی طرف بڑھ جاتا ھے... پھر داویدوف اور ناگولنوف کو ٹھیک اسی گھڑی چھوڑ کر جب خونی پولوفتسیف دوبارہ گریمیاچی لوگ میں نمودار ھوتا ھے، مصنف گیورگی کی طرف واپس آتا ھے تاکہ اس کے ساتھ آکسینیا کو بھی سپرد خاک کرے اور میشاتکا کی شفاف آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے جو اجنبی اور نیم‌وحشی آدمی کو اپنے باپ کی حیثیت سے نہیں پہچانتا ھے۔ فسطائیت کے خلاف جنگ چھڑتے ھی، ۱۹۴۱ء میں شولوخوف میدان جنگ میں پہنچ جاتے ھیں۔ ماں کو جو نازیوں کے بم کا نشانہ بنی تھیں اپنے گاؤں ویشینسکایا میں دفن کرکے وہ محاذ جنگ پر پہنچتے ھیں اور مجاھدان وطن سے بھائی‌چارہ پیدا کرتے ھیں جنہوں نے دون سے لیکر والگا تک کا دشوار گذار راستہ طے کرنا شروع کیا۔ پھر فتح کے بعد، دل کی پکار پر، وہ گریمیاچی لوگ تیس سال بعد واپس آتے ھیں تاکہ واریوخا گوریوخا اور شوکار کے ساتھ داویدوف اور ناگولنوف کے قبروں پر جائیں۔ یہ ''جب دھرتی جاگی،، کے دوسرے حصے میں ھوتا ھے۔

شولوخوف معمولی کسان کے بیٹے سے ترقی کرکے دور حاضر کے ایک بڑے مصنف بنے ھیں۔ ان کی تخلیقات میں موجودہ سوویت ادب کی ساری خصوصیات کا خوشگوار امتزاج و اتحاد پایا جاتا ھے — اس کی انقلابی جوانی، عوام کی روحانی دولتوں کے سرچشموں سے گہرا رابطہ، انسانیت کے آزادی کے آدرشوں سے وفاداری اور سچی آزادی اور جمہوریت کے دشمنوں کے خلاف قطعی غیرمصالحانہ رویہ۔ ھمارے ادب میں نیا ھیرو نمودار ھوا۔ اس میں سوشلسٹ حقیقت‌پسندی کا بڑا ھاتھ ھے جس کے شولوخوف ممتاز نمائندے ھیں۔ محنت‌کش انسان کے دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ھونا، یہی شولوخوف کی فنی مہارت اور ان کے جوھر کی متاثرکن قوت ھے۔

دون کی اپنی پہلی کہانیوں سے ھی محنت‌کش انسان فنکار کی توجہ کا خاص مرکز رھا ھے۔ شولوخوف کے پیش کئے ھوئے دون کے دیہات کے اس محنت‌کش کی توجہ کا مرکز مدتوں سے زمین تھی۔ خانہ‌جنگی کے دوران دون کے علاقے میں جوش‌وخروش کا طوفان ابل پڑا۔ بڑی بڑی آراضیاں رکھنےوالے دولت‌مند کزاکوں اور بےآراضی کسانوں کے درمیان ایک زبردست تفریق پیدا ھو گئی اور لینن کا یہ‌قول بالکل

منسلک ھے جس سے انھوں نے اپنے فنکارانہ جوھر کےلئے طاقت حا[illegible]
کی ھے۔

شولوخوف خود بھی پنچائتی فارموں کے ناظموں میں سے تھے۔ انھوں نے امیر کسانوں (کولاکوں) کی رائفلوں کی تڑتڑاھٹ سنی اور آتش زنی کی وارداتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ انھوں نے شدائد کا مقابلہ کیا اور ایماندار پنچائتی کسانوں اور کمیونسٹوں کے پشت پناہ بنے۔ شولوخوف نے ایسے لوگوں کے ریلے کا بھی سامنا کیا اور اپنے اختیار اور اخلاقی طاقت سے ان کی خود سری کو روکا جو دون کے خالص پانی کو ناپاک بنانا اور راستے کا روڑا بننا چاھتے تھے۔ انھیں صرف اپنے موضوعات کی عقدہ کشائی نہیں کرنی تھی جو شولوخوف کے یہاں نہ ختم ھونے والے ناولوں کے صفحات میں خوب مربوط ھوجاتے ھیں بلکہ ان کو ایسی ڈراسائی گتھیاں بھی سلجھانی تھیں جو ان کی روزمرہ زندگی میں چاروں طرف نظر آتی تھیں۔ ان لوگوں سے لڑنا تھا جو پارٹی کا نام لیکر پارٹی کے خلاف کارروائیاں کرتے تھے۔ جو غم وغصہ، درد و تکلیف اور محبت وغیرہ ان کی کتابوں میں نظر آتے ھیں وہ سب اسی زندگی سے انھوں نے لئے ھیں بلکہ یہ کہنا زیادہ ٹھیک ھوگا کہ وہ ان کے اوپر طاری ھوکر ان کی دل کی گہرائیوں میں اتر گئے ھیں۔ ان حالات میں شولوخوف کی مستقبل کی کتابوں کے ھیروؤں نے ان کو محصور کرکے نہ صرف اپنے شعلہ فشاں مسائل، توقعات اور معاملات کے ذریعہ انھیں زور سے جھنجھوڑ دیا بلکہ ان میں باھمی دھکا پیل شروع ھوگئی۔ کزاک گیورگی میلیخوف کو (''خاموش دون،،) پوتیلوف کارخانے کا فٹر سیمیون داویدوف (''جب دھرتی جاگی،،) دھکہ دیکر سامنے آجاتا ھے اور میلیخوف کو ایک طرف ھٹنا اور صبر سے انتظار کرنا پڑتا ھے۔ اور بعد میں سیمیون داویدوف کو ھٹ کر گیورگی میلیخوف کو جگہ دینی پڑی۔ ''خاموش دون،، کے تیسرے اور چوتھے حصوں کے درمیان ''جب دھرتی جاگی،، کا پہلا حصہ شایع ھوا۔ اور ''جب دھرتی جاگی،، کے پہلے اور دوسرے حصوں کے درمیان ''خاموش دون،، کی چوتھی جلد، ناول ''وہ وطن کےلئے لڑے،، کے پہلے باب اور ''انسان کی تقدیر،، کی کہانی شایع ھوئے۔ اتنی ملاقاتوں اور جدائیوں، مسرتوں اور مصیبتوں کو جو یکے بعد دیگرے مسلسل اور متواتر ھوتی ھیں انجام تک پہنچانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ گریگوری میلیخوف کو وھاں

وهی اس دور کے بہترین اور مثالی نمونے ہیں - بالشویکوں داویدوف، ناگولنوف، رازمیوتنوف، اور غریب اور درمیانہ کسانوں، مائدانیکوف، شوکار اور لیوبیشکین میں اور ان کے مدمقابل کولاک استروونوف اور سابق کپتان پولوفتسیف جیسے لوگوں میں ہم دیہاتوں میں ایک دوسرے سے کشمکش کرنےوالی طاقتیں دیکھتے ہیں -

اجتماعیت کے برسوں میں دون کی طبقاتی جدوجہد نے وسیع پیمانے پر ڈرامائی شکلیں اختیار کیں - داویدوف اور ناگولنوف کی موت کے شعلہ‌ور دھماکے نے اس جدوجہد کے میدان کو، طبقاتی طاقتوں کی ترتیب وتفریق اور ان عظیم فتوحات کو روشن کر دیا جو دون کے کسانوں نے کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں حاصل کی تھیں - زندگی کے حقائق سے وفاداری کرتے ہوئے شولوخوف بڑی فیاضی سے اپنا دل ان لوگوں کی نذر کرتے ہیں جو دون کے استیپ میں انقلابی اصولوں پر مبنی نئی زندگی کی تشکیل، اس زندگی کی کھوج اور دون کی سرزمین پر پنچائتی کھیتی کی ابتدا کرتے تھے -

''یہ رہا سب کچھ،، — دوسری جلد کے آخر میں قارئین بھی مصنف کے ساتھ دھراتے ہیں - ہاں، داویدوف اور ناگولنوف کے بارے میں، ان کی زندگی اور جدوجہد کے بارے میں یہ ضرور سب کچھ ہے لیکن وہ زندگی اور جدوجہد جس کے لئے انہوں نے اپنی جانیں قربان کیں ابھی جاری ہے -

اس طرح ''جب دھرتی جاگی،، کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اور ناول کے پہلے صفحات سے ہی، جب ان لوگوں سے صرف ہماری واقفیت شروع ہوتی ہے جن کو اب دون کی بلبلوں کے نغمے بھی بیدار نہیں کر سکتے، تازگی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ گریمیاچی لوگ آنےوالے ۲۵ هزاری اگواکار داویدوف کے بارے میں ہم چند چھوٹی موٹی باتوں کے علاوہ ابھی کوئی تفصیلات نہیں جانتے - بس اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ فٹر جس کے ہاتھ پر جہازی لنگر نقش ہے انقلاب کے انتہائی روسانی مرکز پیٹرسبورگ کے پوتیلوف کارخانے سے آیا ہے -

گریمیاچی لوگ میں داویدوف کی ناگولنوف سے پہلی ملاقات قارئین کے لئے ان کی دوستی کا آغاز ہے جو آخری دم تک قائم رہتی ہے۔ اس دوستی میں مردانہ اکھڑپن، ہمت وجرات اور نزاکت پائی جاتی ہے - وہ اثر بھی مسلمہ ہے جو ساکار ناگولنوف پر اس کے دوست سیمیون

صادق ہوا کہ زمین کا حصول صرف سوویت اقتدار کی جدوجہد کے ذر[illegible]
ہی ممکن ہے۔

شولوخوف سے پہلے بھی روسی ادب میں کسانوں کے متعلق لکھا گیا تھا لیکن کسی نے بھی دیہات میں مخاصمانہ طبقاتی طاقتوں کے حدود کی تصویر کشی ایسے سچے الفاظ اور رنگوں میں نہیں کی تھی، کسی نے بھی کسانوں کو ایسی مجسم شکل میں نہیں پیش کیا تھا جنھوں نے اپنے صدیوں پرانے دشمن، امیر کسان (کولاک) کے خلاف سخت جدوجہد میں کامیابی حاصل کرکے اجتماعی زندگی کے راستے پر قدم رکھا تھا۔ ''جب دھرتی جاگی،، کو براہ‌راست ''خاموش دون،، کا سلسلہ نہیں کہا جاسکتا۔ پھر بھی یہ تصنیف دون کے کزاکوں کی آئندہ تاریخی زندگی کے بارے میں ''خاموش‌دون،، کے قارئین کے قدرتی سوالوں کا جواب دیتی ہے جو روسی کسانوں کا اہم اور خصوصی نوعیت رکھنے‌والا حصہ ہیں۔ نسبی لحاظ سے انوکھے اور قدیم زمانے میں کسان غلامی سے مفرور آزادی‌پسند کسانوں سے ابھرنے‌والے کزاک رسم‌ورواج کے مطابق فوجی زندگی کے عادی تھے۔ دون کے علاقے کے محنت‌کش کزاک، اپنے رسم‌ورواج اور ذات پات‌والی برادری کے سوا، اور تمام باتوں میں کسی طرح کسی دوسرے روسی علاقے یا صوبے کے کسانوں سے مختلف نہ تھے۔ ان کی ضروریات، غربت اور مصیبت کی وجوہ یکساں تھیں۔ ان کے دشمن مطلق العنان زارشاہی، جاگیردار اور امیر کسان بھی یکساں تھے۔ محنت‌کش کزاکوں اور روسی کسانوں کے بنیادی مفادات میں کوئی تصادم نہ تھا بلکہ ان میں مطابقت پائی جاتی تھی اور صرف دھوکے کے زہرآلود خنجر سے ہی ان کے دشمن ان کے درمیان برابر پھوٹ ڈالتے رہتے‌تھے، کزاکوں کو روسی کسانوں کے خلاف اکسا دیتے تھے اور ان میں نفاق کا بیج بوتے تھے۔

۱۹۳۰ء کی انقلابی بہار نے دون کے گاؤں اور مزرعوں میں طوفان برپا کر دیا۔ اجتماعیت کی لہر نہ صرف نجی کاشتکاری پر چھا گئی بلکہ محنت‌کش کزاکوں کے ذہنوں اور شعور پر بھی طاری ہو گئی۔ شولوخوف کا ناول ''جب دھرتی جاگی،، نہ صرف فنی نقطۂ نظر سے ایک قابل رشک ادبی تخلیق ہے بلکہ ملک کی زراعت میں انقلابی تبدیلیوں کی تاریخی دستاویز کی بھی حیثیت رکھتی ہے۔ ''جب دھرتی جاگی،، میں مصنف نے جن اشخاص اور واقعات کو اپنی فنی توجہ کا مرکز بنایا

شولوخوف تو حق کا طرفدار ہے۔ حالانکہ دونوں ہیرو — داویدوف اور ناگولنوف — اس کی آنکھوں کے تارے ہیں لیکن اس کا بڑا ہیرو حق ہی ہے۔ وہ عبارت ہے اس سے کہ اجتماعیت کے خیال کی پاکیزگی اور فیروزمندی کے نام پر سارے تشدد کو فوراً ختم کرنا ضروری ہے اور صرف یقین کے سہارے آگے بڑھنا ہے نہ کہ کسانوں کو مجبور کرکے پنچائتی کھیتی میں لانے کا طریقہ اختیار کرنا ہے۔ اور حق اس پر مشتمل ہے کہ اگر پارٹی کبھی ماکار ناگولنوف جیسے اپنے پرخلوص فرزندوں کو غلطیوں کےلئے سزا دینے پر مجبور ہوجائے تو وہ ان کو ختم نہیں کر سکتی، ان کو قسمت کے رحم‌و کرم پر نہیں چھوڑ سکتی اور نہ ان کے ساتھ دشمنوں جیسا رویہ اختیار کر سکتی ہے۔ شولوخوف کا یہ ناول اور بہت سی باتوں کے بارے میں سوچنے پر مجبور کرتا ہے جن کا تعلق دون کے علاقے میں پنچائتی کھیتی‌باڑی سے ہے اور صرف دون ہی میں کیوں! اس کے بارے میں سوچئے کہ یہ کتنا دشوار، پیچیدہ اور بےنظیر زمانہ تھا!

داویدوف اور ناگولنوف کے کرداروں میں عدم مشابہت کے باوجود ان دونوں کی ایک خصلت ان کو متحد کرتی ہے۔ یہ ہے خیالات اور دل‌ودماغ کی ناقابل خرید پاکیزگی جو پوری طرح عوام کےلئے وقف کردی گئی ہے۔ ملاح اور مزدور داویدوف زندگی کے ان مراحل سے گذرا تھا جو ناگولنوف کے حصے میں نہیں آئے تھے اگرچہ وہ بھی خانہ‌جنگی میں محاذوں پر جانبازی دکھا چکا تھا۔

داویدوف یہ سمجھتا تھا کہ وہ سخت طریقے جو ناگولنوف کبھی کبھی استعمال کرتا ہے عوامی کاز کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پھر بھی وہ ماکار سے بڑی محبت کرتا ہے۔ وہ ناگولنوف کے کردار کی زوردار خصوصیات کو اچھے کاموں میں استعمال کرتا ہے اور ان باتوں سے احتیاط کے ساتھ کتراتا ہے جو بڑھکر غلطیوں کی صورت اختیار کر سکتی ہیں۔

"جب دھرتی جاگی"، کی دوسری جلد کے نئے حالات میں قارئین کے سامنے داویدوف اور ناگولنوف کے کرداروں کے نئے پہلو آتے ہیں۔ سیمیون داویدوف صرف لوگوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات میں ہی اخلاقی بلندیوں تک نہیں اٹھتا۔ ماکار ناگولنوف کی طرح اس کو بھی اپنا خاندان

داویدوف نے ڈالا ہے۔ ناگولنوف کسی کا بھی اتنا لحاظ نہیں کرتا
جتنا داویدوف کا۔ ساکار ناگولنوف کا داویدوف کےلئے یہ پاس ولحاظ
محض خوش‌نما الفاظ اور لفاظی پر مبنی نہ تھا۔ کہتے ھیں کہ دوستی
کو وقت کی آزمائشوں سے گذرنا ھوتا ہے۔ اور کیا وقت تھا وہ!
داویدوف اور ناگولنوف کی دوستی نے ایسے انقلابی واقعات سے بھرپور
زمانے میں جنم لیا تھا کہ اس کا اندازہ لگانے کےلئے دنوں اور مہینوں کے
شمار کی نہیں بلکہ دل کی ان دھڑکنوں کو شمار کرنے کی ضرورت تھی
جو ان واقعات نے پیدا کی تھیں۔

ناگولنوف پر داویدوف کا اثر مسلمہ ہے لیکن یہ اثر دوطرفہ
تھا۔ یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ داویدوف زراعت کی اجتماعیت
کرنے کےلئے ایسے علاقے میں نہیں آیا تھا جہاں کچھ تیار نہ ھو۔ اس
کے آنے سے پہلے ساکار ناگولنوف نے یہاں کے سارے علاقے، ساری زمین
کی پیمائش اور چھان‌بین کرلی تھی، یہ سوچ لیا تھا کہ نوتوڑ زمین پر
کس طرف سے دھاوا بولا جائے۔ داویدوف نے گاؤں میں آتے ھی یہ فوراً
دیکھ لیا کہ یقین و اعتماد کے لحاظ سے اور عام طور پر قوت‌ارادی اور
کردار کے لحاظ سے یہاں ناگولنوف کا کوئی ثانی نہ تھا اور قارئین سے
اس کو متعارف کراتے ھوئے شولوخوف بھی اس کے کردار کو ٹھیک
اور تیز رنگوں میں پیش کرتے ھیں۔ اس کے کردار کو ابھی اور
فروغ دیا جائیگا لیکن اس کا تعین کیا جا چکا ہے۔ ناگولنوف کے سارے
خدوخال واضح، نمایاں اور تیز ھیں۔ داویدوف کو یہ یقین کرنا پڑتا
ہے کہ یہاں صورت‌حال کو جاننے اور سمجھنے کے لحاظ سے ساکار
ناگولنوف کا کوئی ثانی نہیں ہے اور گریمیاچی لوگ کی گاؤں سوویت
کے صدر آندرئی رازمیوتنوف کے مقابلے میں ناگولنوف میں طبقاتی شعور
بھی کہیں زیادہ تیز ہے۔

سچی دوستی بھی محبت کی طرح اٹوٹ ھوتی ہے۔ گریمیاچی میں پارٹی
کے جلسوں میں داویدوف اور ناگولنوف کے درمیان بحث‌مباحثے بھی دوستانہ
تعلقات اور ان کے مفادات و مقاصد کا لازمی جز ھیں۔ اور مصنف
کس کا طرفدار ہے؟ داویدوف کا، جس کا یہ یقین کسی شبہ کی
گنجائش نہیں رکھتا کہ پنچائتی فارموں کی تنظیم میں تشدد کی ضرورت نہیں
ہے؟ یا وہ ناگولنوف کا طرفدار ہے پارٹی کےلئے جس کی وفاداری لا کلام
ہے اگرچہ وہ تشدد سے کام لیتا ہے؟

جی وردی میں ھی اپنے گاؤں گریمیاچی لوک واپس ھوتا ھے اور جب کلخوز (پنچائتی فارم) منظم کیا جانے لگتا ھے تو وہ صرف کسان کے معاملہ‌فہم شعور سے ھی نہیں بلکہ دل‌وجان سے یہ محسوس کرتا ھے کہ وہ نیا راستہ اختیار کرنے کے علاوہ کوئی اور فیصلہ نہیں کرسکتا۔ یہ سچ ھے کہ کوندرات بھی تذبذب میں مبتلا ھوجاتا ھے۔ تیت بورودین بھی سوویت اقتدار کےلئے لڑا تھا لیکن بعد میں امیر کسان (کولاک) بن گیا اور امیر بننے کی کوشش کرنے لگا۔ اس دوران میں کوندرات نے بھی کچھ نہ کچھ ملکیت جمع کر لی تھی۔ لیکن اس کو یہ محسوس ھوتا ھے کہ اس ملکیت کو مضبوط کرنے اور بڑھانے کےلئے وحشیانہ لوٹ کھسوٹ کی ضرورت ھے اور یہ اس کے کردار کے خلاف ھے۔ وہ تیتوک نہیں ھے۔ کوندرات اپنی درخواست میں لکھتا ھے: ''میں درخواست کرتا ھوں کہ مجھے نئی زندگی میں جگہ دی جائے کیونکہ میں اس سے بالکل متفق ھوں۔ ،، پھر بھی ذاتی ملکیت اس کا پنڈ نہیں چھوڑتی۔ وہ اس ملکیت میں الجھتا ھے جو اس نے سخت محنت سے حاصل کی تھی۔ کوندرات یہ خیال کرکے غمگین ھوجاتا ھے کہ کل اس کو اپنے بیل عام باڑے میں داخل کرنے ھوں‌گے۔ وہ اپنا کسان‌والا غم اس طرح ظاھر کرتا ھے کہ بیلوں کو جدا کرنے سے پہلے ان کے سامنے رسیلی گھاس کا بڑاسا گٹھا ڈال دیتا ھے۔

بہار کی بوائی کے سلسلے میں داویدوف اس کو گریمیاچی لوگ کا پہلا اودارنک (اگواکار کام کرنےوالا) کہتا ھے اور بعد میں سفید کزاک کپتان پولوفتسیف کے ھاتھوں داویدوف کے قتل کے بعد کوندرات اس کی جگہ گریمیاچی کے کلخوز کا صدر ھوتا ھے۔

یہ ھے دون کا وہ کزاک کسان جس کو پارٹی پنچائتی فارم کی زندگی تک لائی ھے۔ پارٹی سے پرخلوص محبت کرتے ھوئے وہ اس وقت پارٹی کی صفوں میں آجاتا ھے جب گریمیاچی لوگ میں جدوجہد کی کشیدگی اپنے شباب پر ھے اور اس کے پنچائتی فارم پر گھنے بادل چھا گئے ھیں۔ اور یہی راستہ دون کے ایک معمولی کزاک نے اپنایا۔

کوندرات کا اپنایا ھوا راستہ ملک کے دوسرے علاقوں کے محنت کش کسانوں کا بھی راستہ ھے۔ کوندرات کی ھستی میں ھمیں ان سوویت پنچائتی کسانوں کے خط وخال اور خصوصیات نظر آتی ھیں جن کےلئے پنچائتی فارموں کے باھر زندگی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

بنانے کا کبھی وقت نہیں ملا اور لوشکا ناگولنووا سے اس کے جو تعلق قلیل عرصے تک رہے ان کا انجام وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا ۔

پھر داویدوف کے راستے میں واریا آئی ... یہ ''جب دھرتی جاگی،، میں نسوانیت کا نیا نمونہ ہے جس سے اس ناول کی پہلی جلد کے قاری روشناس نہیں ہیں ۔ شولوخوف نے واریا کو بڑے پاکیزہ رنگوں میں پیش کیا ہے۔ مصنف نے واریا کے بارے میں اسی طرح سنبھال کر لکھا ہے جس طرح داویدوف نے واریا کا اعتراف محبت سنا جو دوشیزگی کی اچھوتی محبت سے بھرپور تھا ۔ واریا کا اعتراف محبت داویدوف کےلئے تقریباً غیرمتوقع تھا ۔ کیونکہ وہ اپنی خاکساری اور منکسرالمزاجی کیوجہ سے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ نازک اندام پھول اس کی طرف جھکیگا ۔

واریا کے محبت کے اعتراف کے جواب میں جو کسی بات کی طالب نہیں ہے داویدوف بڑی احتیاط سے کام لیتا ہے اگرچہ اس کا دل اس محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ ''جب دھرتی جاگی،، کی دوسری جلد میں ایک باب ایسا ہے جس میں داویدوف اور واریا کی محبت کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ یہ باب لطیف غنائیت سے لبریز ہے اور اس میں داویدوف کے تعلق سے بہت سی نئی باتیں سامنے آتی ہیں ۔ لیکن ہم عورتوں کی طرف داویدوف کے اس رویے کے بارے میں پہلے سے بھی جانتے تھے ۔

ماکار ناگولنوف کو ہم ایک ایسی ہستی کی حیثیت سے جانتے ہیں جو دل‌وجان سے عالمی انقلاب کا فدائی ہے اور سنجیدگی سے یہ یقین کرتا ہے کہ ایسے وقت میں نجی زندگی، خاندان اور بیوی بچے وغیرہ محض جان کا روگ ہیں، وہ اس کےلئے غیرضروری ہیں اور اس کے کام میں خلل انداز ہوتے ہیں... پھر اچانک پتہ چلا کہ وہ عملی لحاظ سے ایسا سنگدل آدمی نہیں ہے۔ وہ آنےوالے عالمی انقلاب کا شیدائی ہے لیکن لوشکا کی محبت بھی کہیں دور اس کے دل کی گہرائیوں میں پنہاں ہے۔ اور ماکار کے پاس سے آخری بار گذرتے ہوئے اس خام خیال عورت کا سر بھی محبت کی طاقت کے سامنے جھک جاتا ہے ۔

''جب دھرتی جاگی،، میں کوندرات مائدانیکوف کی ہستی دزاک کسانوں میں بلاشبہ سب سے بلندوبالا ہے۔ کوندرات درمیانے دزاک خاندان سے ہے اور ساری خانہ‌جنگی میں سوویت اقتدار کےلئے لڑچکا ہے۔

کی ضرورت نہیں - استروونوف، اپنی ماں کا قاتل' زندہ ہوتے ہوئے بھی مرچکا ھے -

''جب دھرتی جاگی،، کا انجام تلخ ھے لیکن مصنف نے ان بلندیوں کو سارے روشن رنگ دئیے ھیں جن تک دون اور روس کے کسان اپنی پارٹی کے پیچھے چل کر پہنچے ھیں - کتاب کے رنگوں میں، اس کی شاعرانہ تفصیلات اور قدرتی مناظر کی تصویر کشی میں بڑی گرمی اور جان پائی جاتی ھے- اپنی جنم بھومی دون کے استیپی کی، اس دھرتی کی ہر چیز مصنف کے لئے عزیزوقریب ھے- شولوخوف کو وہ لوگ بہت پیارے ھیں جو اس دھرتی کے لئے لڑے مرے، اس سے محبت کی اور فتح پائی -

لوگوں کے لئے وہ خوشی اور مسرت اور بھی زیادہ عزیز ھیں جو اس جدوجہد کے ذریعہ انہوں نے حاصل کی ھیں اور آندرئی رازمیوتنوف کی پیروی کرتے ہوئے قارئین کی نگاہ اٹھ جاتی ھے ''اس طرف، جہاں ان دیکھے افق کے پار ایک سرخ شعلہ اچانک بھڑک کر نصف آسمان کو روشن کر دیتا ھے، نیم خفتہ قدرت کو جگا کر زندگی کی طرف لاتا ھے اور شدید گرمیوں کے آخری زبردست طوفان بادوباراں کی طرح آرھا ھے،، -

<u>اناتولی کالینین</u>

اس خصوصی اور اہم معنی میں سوویت کسان کا یہ تـ
شولوخوف کے ناول میں پوری بالیدگی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور
کوندرات مائدانیکوف کی طرح ہر کزاک کسان کو (جس سے ''جب
دھرتی جاگی،، میں قارئین کا تعارف ہوتا ہے مثلاً لیوبیشکین، اوشاکوف،
دوبتسوف، لوہار شالی وغیرہ) شولوخوف جاندار کردار عطا کرتے ہیں۔
ان میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی تقدیر اور یادیں ہیں۔

''جب دھرتی جاگی،، کے لوگ اپنی خوش‌حالی کی طرف پیچ وخم کھاتے ہوئے راستے پر بڑھتے ہیں۔ ''جب دھرتی جاگی،، کے صفحات پر پیش کیا ہوا وقت پرسکون نہیں تھا، اس وقت سخت جدوجہد ہورہی تھی۔ پھر بھی اگر ''جب دھرتی جاگی،، میں مزاح کے چھینٹے پائے جاتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ روسی لوگ زندگی کے انتہائی ڈراسائی لمحات میں بھی زندہ‌دلی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، وہ مذاق سے نہیں چوکتے اور اپنی مصیبتوں کے وقت بھی وہ مسکرا سکتے ہیں۔ اسی لئے دادا شوکار کو شولوخوف کے ناول ''جب دھرتی جاگی،، میں ایسا بڑا مقام حاصل ہے۔ شوکار میں سب سے دلکش بات یہ ہے کہ تقدیر کی چوٹیں اس کو زندگی میں یقین کے راستے سے نہیں ہٹا سکیں۔ ''جب دھرتی جاگی،، کے آخری ابواب میں مختصر، جامع اور دلپذیر تاثرات پیش کئے گئے ہیں۔ مصنف قارئین کے سامنے بیدھڑک اپنا دل کھول کر رکھ دیتا ہے۔ اس کا دل داویدوف اور ناگولنوف کے غم میں چور چور ہے۔ وہ پولوفتسیف اور لاتیفسکی کے خلاف غم و غصے کے الفاظ استعمال کرتا ہے اور بالاعلان ان کےلئے سزا کا مطالبہ کرتا ہے اور خود یہ لوگ بھی اپنے جرم کو نہیں چھپاتے۔ چنانچہ جب سپاہی پولوفتسیف کو گرفتار کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے: ''ہم ہار گئے، اب زندگی میرے لئے بےمعنی ہوگئی۔ یہ محض لفاظی نہیں ہے۔ میں کوئی بہروپیا یا بانکا نہیں ہوں۔ ہم سب کےلئے یہ تلخ حقیقت ہے۔ باعزت فریضہ تو یہی ہے: ہار گئے — تو بھگتو! اور میں اس شکست کا بھگتان اپنی زندگی سے کرنے کےلئے تیار ہوں''۔

ملک کے جنوب میں انقلاب‌دشمن سازش کرنےوالوں میں استرووونوف بھی ہے جس کا ذکر مصنف نے مختصر طور پر کیا ہے۔ صرف ایسے ہی ذکر سے شولوخوف نے اس کا کردار پیش کیا ہے کیونکہ اس سے زیادہ

پہلا باب

جنوری کا چل چلاؤ ہو اور ایسے میں جب پہلی بار برف پگھلے تو چیری کے باغوں کی بھینی بھینی سہک بڑی اچھی لگتی ہے۔ دو پہر کو چھپر کے سایوں میں (اگر دھوپ میں گرمی ہو) چیری کے چھال کی ہلکی یاس‌انگیز بو برف کی بے‌رنگ نمی میں گھل مل جاتی ہے، زمین کی صدیوں پرانی تیز بو میں رچ جاتی ہے۔ زمین جو برف کی تہوں کے اندر سے جھانکتی ہے اس میں پچھلی خزاں کے مارے ہوئے پتوں کی بو بھی شامل ہوتی ہے۔

یہ لطیف، مدھم سہک نیلگوں جھٹپٹے کے پھیلنے تک باغوں پر چھائی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ چاند کا سبز سینگ ننگی شاخوں میں پیوست ہو جاتا ہے اور موٹلے خرگوش پھدک کر باہر آتے ہیں اور اپنی کل‌دار دموں سے برف کو بکھیرنے لگتے ہیں ...

تب گھاس کے میدانوں میں ابھری ہوئی پہاڑیوں سے ہوا آتی ہے اور اپنے ساتھ پالے کی ماری ہوئی افسنتین کی مدھم بو کے جھونکے لاتی ہے، تب دن کی خوشبوئیں اور آوازیں مٹنے لگتی ہیں اور استیپ کی گھاس پر، مٹر کی پھلیوں جیسے ویچ کے پودوں پر، کٹی ہوئی ہرزہ گھاس کے ٹھنٹھوں پر، دور تک پھیلتے ہوئے کھیتوں پر، مشرق کی طرف سے رات اپنا سایہ ڈالتی ہے، ایک ایسے سرمئی بھیڑیے کی طرح، جو اپنے پیچھے استیپ کے میدانوں پر اپنے لمبے اور سیاہ پڑتے ہوئے سائے اور نشان چھوڑ گیا ہو۔

* * *

۱۹۳۰ء کی جنوری کی ایک شام کا واقعہ ہے۔ صحرا کے راستے پر ایک شہسوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور گریمیاچی‌لوگ نامی گاؤں میں داخل ہوا۔ چشمے پر پہنچ کر اس نے اپنے گھوڑے کی لگام کھینچی۔

''ہاں دیکھ رہا ہوں۔ شکریہ۔''

کھپریل والے بنگلے پر پہنچ کر وہ گھوڑے سے اترا اور اس کی لگام پکڑ کر پھاٹک کے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے چابک کے دستے سے کھڑکی پر دستک دی اور پکارا:

''یاکوف لوکیچ، سنتے ہو؟ ذرا ایک سنٹ کو باہر آؤ۔''

مالک باہر آیا، برساتی میں۔ نہ اس کے سر پر ٹوپی تھی، نہ کوٹ کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ زینے سے اترتے ہوئے وہ بڑی چبھتی ہوئی نظر سے آنے والے کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

''یہ کون ہے بھلا؟'' اس نے پوچھا۔ اس کی ہلکی مسکراہٹ اس کی سفید پڑتی ہوئی مونچھوں میں جھلملا رہی تھی۔

''ارے، تم مجھے نہیں جانتے لوکیچ؟ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے یہاں رات بسر کروں۔ گھوڑا کہاں باندھوں — کوئی ایسی جگہ ہے جہاں اسے زیادہ ٹھنڈک نہ لگے؟''

''نہیں، میرے عزیز دوست، میں تمہیں نہیں پہچان سکا۔ تم ضلع انتظامی کمیٹی سے تو نہیں آئے ہو؟ یا آراضی کے شعبے سے؟ مجھے لگتا ہے میں نے تمہاری آواز پہلے سنی ہے۔''

نووارد کے داڑھی مونچھ صاف چہرے پر ہونٹ بھنچ گئے، مسکراہٹ پھیلی اور اس نے اپنی ٹوپی پیچھے سرکا دی۔

''پولوفتسیف یاد ہے نا؟''

یاکوف لوکیچ نے یکایک گھبرا کر اپنے اردگرد نظر دوڑائی اور زرد پڑتے ہوئے سرگوشی میں بولا:

''جناب عالی! آپ یہاں کیسے؟ کپتان! ہاں، ہم ابھی انتظام کرتے ہیں آپ کے گھوڑے کا۔ اصطبل میں... کتنے سال بیت گئے جب ہم...''

''آہستہ، بھئی، آہستہ! ہاں زمانہ بیت گیا... تمہارے پاس گھوڑے کی جھول ہے؟ کوئی اجنبی تو نہیں ہے گھر میں؟''

نووارد نے گھوڑے کی لگام گھر کے مالک کو تھمائی۔ ایک اجنبی ہاتھ کے لمس پر گھوڑے نے نہایت بےدلی سے سر پیچھے کی طرف جھٹکتے ہوئے، تھکے تھکے انداز میں پچھلی ٹانگیں گھسیٹیں اور اس کے پیچھے پیچھے اصطبل کی طرف چل پڑا۔ اس کی ٹاپیں لکڑی کے فرش پر گونج رہی تھیں۔ وہ دوسرے گھوڑے کی بو پا کر نتھنے پھلا رہا تھا۔ ایک اجنبی ہاتھ نے اس کی تھوتھنی کو چھوا، ماہر

اور گھوڑے کی زین سے اترا - گھوڑا تھکا ھوا تھا - اس کی کمر کے بال پالے سے سخت ھو گئے تھے - گھٹتا ھوا چاند باغوں کے سیاہ جھنڈ کے اوپر ٹکا ھوا تھا اور یه جھنڈ سفیدے کے جزیروں کو اپنی آغوش میں چھپائے ھوئے تھے - سفیدے کے پیڑ تنگ سڑک کے ساتھ ساتھ پھیلتے چلے گئے تھے - سڑک تاریک تھی اور خاموش - چشمے کے اس پار کہیں ایک کتا غرایا - ایک زرد سی روشنی ٹمٹمائی - شہسوار نے بڑے چاؤ سے پالے بھری ھوا میں گہری گہری سانس لی، آھسته آھسته دستانے اتارے، سگریٹ سلگائی، زین کی پیٹی کسی، کپڑے کے نیچے انگلیاں گھسائیں، گھوڑے کے گرم اور پسیجتی ھوئی پشت کو چھوا اور پھر بھاری بھرکم ھونے کے باوجود بڑی چستی سے اچھل کر زین پر جم گیا - اس کا گھوڑا چشمے کو پار کرنے لگا جس کا پانی جاڑے میں بھی نہیں جما تھا - گھوڑے نے، جس کی ٹاپیں چشمے کی کنکر بھری تہه سے ٹکرا کر کھوکھلی سی آواز پیدا کر رھی تھیں، پانی پینے کےلئے گردن بڑھائی - لیکن شہسوار نے اس کو سہمیز لگائی اور وہ ھنہناتا ھوا چشمے کے ڈھلواں کنارے پر چڑھ گیا -

فضا میں برف پر پھسلنےوالی گاڑی کی چرچراھٹ ابھری اور سوار نے گھوڑے کی لگام پھر کھینچ لی - آواز پر گھوڑے کے کان کھڑے ھوگئے اور وہ مڑ گیا - یکایک چاند کی کرن چاندی کے سینهبند اور کزاکی زین کے کامدار اونچے ھرنے پر پڑی اور دونوں سڑک کے اندھیرے میں جھلملا اٹھے - سوار نے لگام ھرنے پر ڈالی، شانوں پر لٹکتی ھوئی، اونٹ کی اون سے بنی ھوئی کزاک ٹوپی سے چہرہ بڑی تیزی سے ڈھکا اور دلکی چلتے ھوئے گھوڑے کو آگے بڑھایا - برف گاڑی سے آگے نکلنے کے بعد گھوڑا پھر اپنی آھسته چال پر آ گیا - البته سوار نے ٹوپی چہرے سے نہیں ھٹائی -

گاؤں کے کافی اندر جانے کے بعد، اس نے ایک راھگیر کو آواز دی :

”اے، بہن، یاکوف استروونوف کہاں رھتے ھیں؟“

”کون؟ یاکوف لوکیچ؟“

”ھاں -“

”ادھر، سفیدے کے درخت سے آگے، کھپریلوالے گھر میں، دیکھ رھے ھیں نا؟“

آنکھیں اپنے گہرے خولوں میں بڑے بوجھل پن کے ساتھ چمکیں - وہ عورتوں کے آگے تعظیماً جھکا — یہ تھیں گھرکی مالکن اور اس کی بہو۔
''صحت تو اچھی ہے، آپ لوگوں کی؟،،
''خدا کا شکر ہے،، بڑی عمروالی عورت نے کہا اور سوالیہ نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو : ''یہ کون ہے جسے تم یہاں لے آئے - ہم اس کے ساتھ کس طرح پیش آئیں؟،،
''کھانا لگادو !،، شوہر نے اختصار سے کہا اور اپنے مہمان کو بہترین کمرے میں کھانے کی میز تک چلنے کی دعوت دی -
عورتوں کی موجودگی میں، مہمان کرم کلے کا سوپ اور گوشت کھاتا رہا، موسم اور رفقائےکار کی باتیں کرتا رہا - اس کے چوڑے چکلے جبڑے جو، لگتا تھا، پتھر سے تراشے گئے تھے، بڑی مشکل سے چل رہے تھے - وہ بہت آہستہ آہستہ چباتا تھا، تھکے تھکے سے انداز میں، تھکے ہوئے بیل کی طرح، جو اپنے تھان پر بندھا ہو - کھانے کےبعد وہ اٹھا - اس نے یسوع مسیح کی شبیہ کے آگے دعا مانگی جس کے کاغذ کے پھولوں پر گرد جم گئی تھی - اس نے اپنے کسے کسائے معمولی قسم کے بندگلےوالے کوٹ پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو جھاڑتے ہوئے کہا :
''کھانے کا شکریہ، یاکوف لوکیچ - آؤ اب باتیں کریں - ،،
گھر کی مالکن اور اس کی بہو نے جلدی جلدی میز صاف کی اور مالک کا اشارہ پاتے ہی باورچی‌خانے میں چلی گئیں -

دوسرا باب

ضلع پارٹی کمیٹی کے سکریٹری نے، جس کی نظر کمزور تھی اور جس کی حرکات و سکنات سے بڑی سستی ٹپکتی تھی، کنکھیوں سے داویدوف کی طرف دیکھا اور اپنی میز پر بیٹھ گیا - اس کی تیوریاں چڑھنے لگیں

انگلیوں نے بڑی صفائی اور چستی سے اس کے دکھتے ہوئے مسوڑ[illegible] سے آھنی زنجیر الگ کی اور گھوڑا شکر گزاری کے جذبے کے ساتھ چا[illegible] کھانے کےلئے جھک گیا۔

''میں نے اس کے پٹے ڈھیلے کر دئے ھیں۔ ابھی تھوڑی دیر زین چڑھائے چڑھائے سستا لے، ذرا ٹھنڈا پڑے تو پھر میں اس کا زین بھی اتارلوں گا،، میزبان نے بڑی احتیاط سے گھوڑے کی جھول کو جانور کی پشت پر پھیلاتے ہوئے کہا۔ زین کے لمس، پٹوں کے تناؤ اور رکابوں کے ڈھیلےپن سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کا مہمان کہیں دور سے آ رہا تھا اور اس دن اس نے لمبا سفر طے کیا تھا۔

''یا کوف لوکیچ، کیا کہیں تھوڑا سا دانہ مل جائیگا؟،،

''تھوڑا سا ھے۔ میں اسے دانہ پانی سب دونگا۔ اب گھر کے اندر چلئے۔ سمجھ میں نہیں آتا ... آپ کو کس طرح مخاطب کروں۔ اب ہم پرانے ڈھب کو چھوڑ چکے ھیں۔ بہرحال، وہ انداز اب کچھ عجیب سا لگتا ھے،،۔ وہ اندھیرے میں کچھ پشیمانی اور معذرت کے ساتھ مسکرایا، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی مسکراھٹ دیکھی نہ جا سکیگی۔

''مجھے میرے نام اور موروثی نام سے پکارو۔ وہ تو نہ بھولے ھونگے، کیوں،، مہمان نے جواب دیا اور اصطبل سے نکل گیا۔

''بھلا نام کیسے بھُول سکتا ھوں! ھم نے ایک ساتھ جرمن جنگ میں کیا کچھ نہیں سہا ھے! اور وہ دوسری جنگ... میں نے اکثر آپ کے بارے میں سوچا ھے، الکساندر انیسی‌موچ۔ جب سے ھم نوواروسیئسک میں بچھڑے پھر ایک لفظ آپ کے بارے میں معلوم نہ ھوسکا۔ میں نے سوچا آپ سمندر کے راستے سے ترکی نکل گئے، کزاکوں کے ساتھ۔،،

وہ باورچی خانے میں داخل ہوئے جو خوب گرم ھو رھا تھا۔ مہمان نے سر سے ھوڈ ھٹایا اور بھیڑ کی کھال کی سفید ٹوپی اتاری۔ اس کی بےڈول کھوپڑی چمک اٹھی جس پر بہت ھی چھدرے سفیدی مائل بال تھے۔ بھیڑیوں جیسے ڈھلوان ماتھے کے نیچے سے نگاھیں اٹھیں اور اس نے ایک نظر کمرے پر ڈالی، اس کی چھوٹی چھوٹی نیلگوں آنکھوں کے کونوں میں بہت ھی خفیف سی مسکراھٹ ابھری۔ اس کی

گوں کی ضرورت ہے۔ بہت ضرورت ہے! پنچائتی فارموں نے ہم سے تینتالیس کارکنوں کی درخواست کی ہے۔ اور تم کل نو آئے ہو۔ ''

اب اس نے پھولے پھولے سے پپوٹے اٹھائے اور غور سے داویدوف کو دیکھا۔ اس کی کریدتی ہوئی نگاہ میں ایک نئی بات تھی، جیسے وہ داویدوف کو تول رہا ہو، یا پرکھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ آخر یہ آدمی کس قماش کا ہے۔

''اچھا کامریڈ، تو تم میکانک ہو۔ بہت خوب! پوتی‌لوف کارخانے میں ایک عرصے سے کام کر رہے ہو؟ سگریٹ پیو۔ ''

''فوجی فرض سے سبکدوش ہوئے مجھے نو سال ہو گئے۔ ''

داویدوف نے سگریٹ کےلئے ہاتھ بڑھایا۔ سکریٹری کی نظر داویدوف کی کلائی کے مدھم گودنے پر پڑی اور اس کے لٹکے ہوئے ہونٹوں کے کناروں پر مسکراہٹ ابھری۔

''ملک کی آن اور مزے کی زندگی — ایں؟ تو تم فوجی بیڑے میں تھے؟''

''ہاں۔ ''

'''تمہاری کلائی پر لنگر کا نشان ہے نا...''

''جوانی کے سرپھرے دنوں کا تحفہ سمجھو... اور اب یہ مٹنے سے رہا۔ '' داویدوف نے جھنجھلا کر آستین نیچے کھینچی اور سوچا: ''بیکار چیزوں کےلئے تو چیل کی نظر رکھتے ہو۔ لیکن اناج کی فراہمی کے معاملے میں آنکھیں چوک گئیں!''

سکریٹری ایک لمحے کو رکا اور یکایک اس کے بیمار سے سوجے ہوئے چہرے پر کھیلتی ہوئی خالی خالی سی مہمان‌نواز مسکراہٹ بجھ گئی۔

''کامریڈ، تم ضلع کمیٹی کے نمائندے کی حیثیت سے مکمل پنچائتی کاشتکاری کی مہم چلانے کےلئے آج ہی روانہ ہو جاؤ۔ علاقائی کمیٹی کی ہدایت پڑھی ہے تم نے؟ واقف ہو اس سے؟ تو پھر ٹھیک ہے۔ تم گریمیاچی گاؤں کی سوویت میں جاؤگے۔ آرام بعد میں کرنا۔ اب آرام کا وقت نہیں۔ مقصد ہے سو فیصد پنچائتی کاشت۔ وہاں ابھی چھوٹی موٹی تنظیم ہے۔ لیکن ہمیں عظیم‌الشان پنچائتی فارم بنانے ہیں۔ جیسے ہی تبلیغی دستہ تیار ہوگا، اسے ہم تمہارے پاس بھی روانہ کر دینگے۔ سردست اپنے بل بوتے پر جاؤ اور امیر کاشتکاروں کو قابو

اور آنکھوں کے نیچے پھولی پھولی شکنیں سی ابھر آئیں۔ اس داویدوف کے کاغذات پر نظر ڈالنا شروع کیا۔

کھڑکی کے باہر ٹیلی گراف کے تاروں سے الجھ الجھ کر ہوا سیٹیاں بجا رہی تھی۔ احاطے کے تار سے بندھے ہوئے گھوڑے کی کھردری ریڑھ کی ہڈی پر ایک مینا بڑے بے ڈھنگے پن سے پھدک رہی تھی اور کسی چیز پر چونچ مار رہی تھی۔ ہوا اس کی دم سے کھیل رہی تھی اور اسے پھلا رہی تھی۔ وہ باربار پر پھڑ پھڑاتی اور پھر گھوڑے کی لاغر پیٹھ پر بیٹھ جاتی جو اس کے وجودسے بالکل بے نیاز تھا۔ وہ باربار بڑی فاتحانہ شان سے تیز اور بے حد حریص نظروں سے چاروں طرف دیکھتی۔ بادل کے بکھرے ہوئے ٹکڑے گاؤں کے اوپر بہت نیچے نیچے تیر رہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر پر سورج کی ترچھی کرنیں جیسے نیچے کی طرف دوڑتیں، آسمان کا کوئی حصہ گرمیوں کی نیلا ہٹ لئے جھلک جاتا، بل کھاتا ہوا دریائے دون، جو کھڑکی سے دکھائی دے رہا تھا اور اس کے آگے جنگل اور اس سے بھی آگے دور کی پہاڑیاں، جہاں ایک ہوا چکی افق پر ابھری ہوئی تھی، نرم و لطیف خاکوں میں ڈھلتے معلوم ہو رہے تھے۔

''اچھا تو تم بیماری کی وجہ سے روستوف میں رک گئے؟... ہاں، پچیس ہزاریوں* میں سے دوسرے آٹھ یہاں تین دن پہلے پہنچ گئے تھے۔ ہم نے ایک میٹنگ کی۔ پنچائتی فارموں کے نمائندوں نے ان کا خیرمقدم کیا۔،، سکریٹری کچھ سوچتے ہوئے ہونٹ چبانے لگا۔ ''اس وقت ہم ذرا مشکل میں ہیں۔ پورے ضلع میں کاشتکاری کو پنچائتی بنانے کا کام صرف ۱۰۴۸ فیصد ہوا ہے۔ ابھی تو بس مل جل کر زمین کی کاشت کرنے کےلئے پنچائتی انتظام ہوا ہے۔ کھاتے پیتے کولاک لوگوں** کے کئی گروہ ابھی تک اپنا غلہ ادا کرنے میں پچھڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں

---

* پچیس ہزار صنعتی مزدور جو ۱۹۲۹—۳۰ء میں ماسکو، لینن گراد، کیئف اور دوسرے شہروں سے پنچائتی فارموں کی تنظیم میں مدد کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ مترجم۔

** امیر کاشتکار۔

کی دفعه ۱۰۷* موجود ھے۔ بس قصه ختم۔ لیکن پہلی قسم سے نبٹنا ذرا ٹیڑھا کام ھے۔ اچھا بتاؤ، تم بھلا ایسے کاشتکار سے کیسے نبٹو گے؟،،

داویدوف نے ایک لمحے کو سوچا۔

''میں تو ایسوں سے اور بھی بڑھ کر مطالبہ کرونگا۔ ،،

''ارے واہ! خوب کہا! نہیں کامریڈ، یوں کام نہیں چلیگا۔ اس طرح تو ھمارے کام پر سے ان کا بھروسہ ھی اٹھ جائیگا۔اور تب درمیانہ کسان کیا کہیگا؟ وہ کہےگا: 'بس، دیکھ لیا کیسی ھوتی ھے سوویت سرکار! یہ تو کسانوں کی گردن مروڑنے پر اتارو ھے'۔ لینن نے ھمیں تعلیم دی ھے کہ پوری سنجیدگی سے کسانوں کے تیور پر نظر رکھو۔ اور تم ھو کہ اور بڑھ چڑھ کر مطالبہ کرنے کی بات کر رھے ھو۔ بھائی، یہ بڑی بچکانہ بات ھے۔،،

''بچکانہ؟،، داویدوف کا چہرہ تمتما اٹھا۔ ''تو تمھارا خیال ھے استالن سے غلطی ھوئی ھے، ایں؟،،

''استالن سے کیا واسطہ اس کا؟،،

''میں نے مارکس‌وادیوں کی کانفرنس میں ان کی تقریر پڑھی ھے۔ ان لوگوں کی کانفرنس میں... وھی کیا کہتے ھیں انہیں... وھی جو زمین کے سوال پر کام کر رھے ھیں... زمینی... زمینی...،،

''زرعی؟،،

''ھاں ھاں، وھی!،،

''تو پھر؟،،

''ذرا ''پراودا،، دیکھئے جس میں یہ تقریر چھپی ھے**۔،،

---

* امیر کسانوں (کولاکوں) کی توڑ پھوڑ، فاضل اناج ریاست کو دینے سے انکار اور مخالفت اور اناج کی چوربازاری اور نفع‌خوری کی وجہ سے سوویت حکومت نے ضابطۂ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷ نافذ کی۔

** سوویت یونین میں زرعی پالیسی کے مسائل سے متعلق استالن کی تقریر جو ۲۷ دسمبر ۱۹۲۹ء میں زرعی مارکس‌وادیوں کی کانفرنس میں پڑھی گئی تھی اور ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کے اخبار ''پراودا،، کے شمارے میں شایع کی گئی تھی۔ مترجم۔

میں کرکے پنچائتی فارم بناؤ۔ تمام غریب اور درمیانے کسان گھرانوں کو اس میں شامل ھونا چاھئیے ۔ اس کے بعد، ۱۹۳۰ء کے موسم بہار میں پنچائتی بوائی کے لئے بیج کا پنچائتی خزانہ بنایا جا سکتا ھے ۔لیکن یہ کام ذرا احتیاط سے ھونا چاھئیے ۔ درمیانے کسان پر ھاتھ نہ ڈالنا ! گریمیاچی میں تین ھی کمیونسٹ ھیں ۔ گروپ سکریٹری اور گاؤں سوویت کا صدر، دونوں بھلے آدمی ھیں ۔ وہ سرخ چھاپہ‌مار رہ چکے ھیں ۔ ،، پھر ھونٹ چباتے ھوئے سکریٹری نے کہا : ''اور اس کے اچھے برے جو بھی نتائج ھو سکتے ھیں، جھیل چکے ھیں ۔ سمجھے؟ سیاسی سوجھ بوجھ زیادہ نہیں ھے۔ بھول چوک ھو سکتی ھے۔ اگر مشکلات پیدا ھوں تو یہاں آؤ ، ھمیں بتاؤ ۔ افسوس اب تک وھاں ٹیلیفون نہیں ۔ یہ بری بات ھے۔ ھاں، ایک بات اور : وھاں کے گروپ سکریٹری کو سرخ پرچم کا تمغہ مل چکا ھے۔ اکھڑ آدمی ھے ذرا ۔ تیور تیکھے، مزاج تیز ۔ ،،

سکریٹری نے اپنے تھیلے کے تالے پر انگلیاں بجائیں اور جب دیکھا کہ داویدوف اب اٹھنے‌والا ھے تو جلدی سے کہا :

''رکنا ذرا ۔ ھاں ایک بات اور ھے۔ گھوڑسوار کی معرفت روزانہ رپورٹ یہاں بھیجتے رھنا ۔ ذرا وھاں لڑکوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ۔ اچھا جاؤ ھمارے مینجر سے ملو اور چلنے کی تیاری کرو۔ میں کہہ دوں‌گا، تمہیں ضلع کمیٹی کے گھوڑے دے دیں ۔ یاد رکھو سو فیصد پنچائتی کاشت کا مقصد پورا کرنا ھے۔ تمہارے کام کو ھم فیصد کے پیمانے سے ناپینگے ۔ ھم ایک عظیم الشان پنچائتی فارم بنائیں گے جس میں اٹھارہ گاؤں سوویتیں شامل ھونگی۔ یہ ھوگا سرخ پوتی‌لوف زرعی فارم ! ،، وہ مسکرایا جیسے اسے یہ تشبیہ بہت بھائی ھو ۔

''آپ نے امیر کاشتکاروں کے ساتھ ذرا احتیاط سے پیش آنے کے بارے میں کچھ کہا ۔ اس کے معنی میں کیا سمجھوں؟،، داویدوف نے پوچھا ۔

''بتاتا ھوں،، سکریٹری قدرے مربیانہ انداز سے مسکرایا ۔ ''کچھ امیر کاشتکار ایسے ھیں جو حسب مطالبہ اناج دے دیتے ھیں اور کچھ ایسے ھیں جو بڑی ھٹ‌دھرمی سے انکار کر دیتے ھیں ۔ دوسری قسم کے امیر کاشتکاروں سے نبٹنا آسان ھے۔ ایسوں کے لئے ضابطہ فوجداری

لیکن هم اب تک عوامی عدالت کی مدد سے صرف ان امیر کسانوں کو سزا دیتے رہے ہیں — دفعہ ۱۰۷ کی بنیاد پر — ان امیر کسانوں کو جو اناج دبا کے رکھتے ہیں - ،،

''یعنی آپ کے کہنے کے مطابق کھیت مزدور، غریب اور درمیانے کسان امیر کاشتکاروں کی بےدخلی کے خلاف ہیں؟ وہ امیر کسانوں کے حق میں ہیں، کیوں؟ کیا ہمارا کام ان کو امیر کسانوں کے خلاف ابھارنا نہیں ہے؟،،

سکریٹری نے تیزی سے اپنے تھیلے کا تالا بند کیا اور رکھائی سے بولا :

''جو چاہو اپنے لیڈر کے الفاظ کا مطلب نکالو - تمہاری مرضی - لیکن ضلع کی ذمہ‌داری ضلع کمیٹی پر ہے، ذاتی طور پر مجھ پر - ہم تم کو جہاں بھیج رہے ہیں، وہاں بس ہماری لائن پر عمل کرو - اس لائن پر نہیں جو تم نے ایجاد کی ہے - اور اب، معاف کرنا، میرے پاس اور زیادہ وقت نہیں ہے - مجھے اور بہت کچھ کرنا ہے - ،، وہ اٹھ کھڑا ہوا -

داویدوف کے رخسار پھر سرخ ہو گئے - لیکن اس نے اپنے آپ کو قابو میں کیا اور بولا :

''میں پارٹی لائن پر عمل کرونگا - لیکن کامریڈ، جہاں تک آپ کا تعلق ہے، میں بات دوٹوک کہونگا مزدور کی طرح - آپ کی لائن غلط ہے، سیاسی طور پر غلط - بالکل!،،

''میں جو کچھ کرتا ہوں، میری ذمہ‌داری ہے - اور یہ 'مزدور کی طرح، والی بات ہی گھسی پٹی پرانی ہے - ،،

ٹیلیفون کی گھنٹی بجی - سکریٹری نے تیزی سے رسیور اٹھایا - کمرے میں لوگ جمع ہونے لگے اور داویدوف تنظیمی شعبے کے مینجر کے پاس چلا گیا -

''یہ شخص دائیں پاؤں سے لنگڑا رہا ہے* - یہ بات پکی ہے!،، اس نے ضلع کمیٹی کے دفتر سے نکلتے ہوئے سوچا - ''زرعی مارکس‌وادیوں کے سامنے استالن کی تقریر ضرور پوری پڑھونگا، ایک بار پھر - میں نے

---

* ''دائیں پاؤں سے لنگڑانا،، اس زمانے میں ''دائیں‌بازو کے موقع پرستوں،، کے حامیوں کے بارے میں کہا جاتا تھا -

ایک کلرک ''پراودا،، کی کاپی لے آیا - داویدوف نے بڑے چ سے اس پر نظر دوڑانا شروع کی -

سکریٹری چپ چاپ مسکراتا اور اس کے چہرے کا جائزہ لیتا رہا -

''یہ رہا — لکھا ہے؟ 'امیر کسانوں کو زمین سے محروم کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی جب تک ہم حدوں کو قائم رکھنے کا نقطۂ نظر رکھتے تھے،... اور آگے... یہ رہا... 'لیکن اس وقت؟ اس وقت بات دوسری ہے - اس وقت ہم امیر کسانوں کے خلاف ثابت‌قدمی سے هله بول سکتے ہیں، ان کی مزاحمت کی کمر توڑ سکتے ہیں، بحیثیت طبقه ان کو ختم کر سکتے ہیں ...، بحیثیت طبقه، سمجھے تم؟ پھر اناج کےلئے ان سے اور بڑھ چڑھ کر مطالبه کیوں نه کیا جائے؟ ہم انہیں کچل کیوں نه دیں، پسوؤں کی طرح!،،

سکریٹری کے چہرے سے مسکراهٹ غائب ہو گئی - وہ سنجیده ہو گیا -

''اس میں یه بھی کہا گیا ہے کہ امیر کسانوں کو بےدخل کرنے کا کام ان غریب اور درمیانے کسانوں کی بڑی تعداد انجام دیگی جو پنچائتی فارموں میں شامل ہوگی - کیوں، یه نہیں لکھا ہے کیا ؟ پڑھو -،،

''ہونہه!،،

''مارو گولی اپنے 'ہونہه، کو!،، سکریٹری نے بپھر کر کہا - اس کی آواز کانپ رہی تھی - ''اچھا تو تمہاری تجویز کیا ہے؟ اندھا دھند ہر امیر کسان کے خلاف کارروائی؟ اور تم یه ایک ایسے ضلع میں کرنا چاہتے ہو جہاں پنچائتی کاشت کا کام صرف چوده فیصد ہوا ہے، جہاں درمیانه کسان ابھی تک پنچائتی فارم میں شامل ہونے کا صرف اراده کر رہا ہے؟ اس ڈھنگ سے تو تم بہت جلد منہه کی کھاؤگے - اس قسم کے لوگ آتے ہیں ہمارے پاس - یہاں کے حالات سے بالکل بےخبر - ،، اس نے اپنے آپ کو قابو میں کیا اور ذرا دھیرج سے بولنے لگا: ''تمہارے خیالات کے لوگ تو خوب گل کھلا سکتے ہیں - ،،

''میں کیا کہه سکتا ہوں - ،،

''خیر، چھوڑو! اگر اس قسم کے اقدامات ضروری اور مناسب ہوتے تو علاقائی کمیٹی ہمیں براہ راست حکم دیتی: 'تباہ کر دو امیر کسانوں کو!، بس پھر کیا ہے، آگے بڑھو اور کر گزرو - بڑا آسان کام ہے! تمہارے پاس ملیشیا ہے، ریاست کی پوری مشین تمہارے ہاتھ میں ہے..

ضلع کمیٹی کے گھوڑے خوب کھائے پیسے تیار تھے اور خوش رنگ برف گاڑی کو تیزی سے کھینچ رہے تھے۔ گاؤں سے نکلتے نکلتے داویدوف پالے سے بالکل جم سا گیا۔ اس نے بھیڑ کی کھال کے پرانے کوٹ کے کالر اوپر کھینچ کر ٹھنڈ سے بچنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوا۔ اس نے اپنی ٹوپی آنکھوں پر جھکالی۔ ہوا اور پھواریں اس کے کالر اور آستینوں میں گھس رہی تھیں اور وہ کانپ رہا تھا۔ ہلکے پھلکے جوتوں میں، جو وہ شہر سے لایا تھا، اس کے پیر خاص طور پر ٹھنڈے ہو رہے تھے۔

گریمیاچی لوگ کو جانے والی سڑک کوئی اٹھائیس کلومیٹر تک سنسان پہاڑی چڑھائیوں کے ساتھ ساتھ چلتی تھی۔ راستہ نیم پگھلے ہوئے گوبر سے بھورا ہو رہا تھا اور اوپر چڑھائی کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔ چاروں طرف، جہاں تک نظر جاتی تھی، اچھوتی برف پھیلی ہوئی تھی۔ میدان کی گھاس جھک سی گئی تھی اور سڑک کے کنارے گوکھرو کے پودے اپنے برف‌پوش سر جھکائے کھڑے تھے۔ البتہ گھاٹیوں کے ڈھلان کو جیسے ہوا نے دھو دیا تھا اور اس پر برف نہیں جم سکی تھی، اس لئے یہاں زمین کا رنگ دکھائی دیتا تھا۔ یہ پہاڑی زمین دنیا کو اپنے مٹی اور گھاس ملے ہوئے دیدوں سے گھور رہی تھی۔ البتہ گھاٹیوں کے دامن کو ہوا کی لائی اور بچھائی ہوئی برف نے ڈھک سا دیا تھا۔

داویدوف دیر تک دوڑتا رہا۔ وہ برف گاڑی کی نشست کو پکڑے ہوئے بھاگتا رہا تاکہ کسی طرح پیروں میں گرمی آئے اور آخر کود کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اب وہ سمٹ‌سمٹا کر اونگھنے لگا۔ برف گاڑی کی پٹریاں چرچرا رہی تھیں۔ گھوڑوں کی نعل‌لگی ٹاپیں برف پر آواز پیدا کر رہی تھیں، دھرے بج رہے تھے۔ کبھی کبھی داویدوف بمشکل آنکھیں کھولتا اور پالے کی تہہ کو چیر کر اسے سڑک پر سے اڑتے ہوئے کواؤں کے پر سورج کی روشنی میں بجلی کی نیلی چمک کی طرح تڑپتے نظر آتے۔ اس کے بعد پھر ایک بار میٹھی میٹھی غنودگی اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتی۔

اسے لگا جیسے پالے نے اس کے دل پر پنجہ مار دیا ہو۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنی پلکوں پر ٹپکتی ہوئی بوندوں کی دھنک سے جھانک کر سورج کو دیکھا، ٹھنڈا سورج، گھاس کے پھیلے ہوئے،

اسے سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں کی؟ نہیں بھائی، تم اس طرح زیادہ آگے نہیں جا سکوگے! تمھاری یہی رواداری تو ان امیر کسانوں کو من‌مانی کرنے کا موقع دے رہی ہے۔ وھاں علاقائی کمیٹی میں مجھے بتایا گیا تھا کہ تم بڑے کام کے آدمی ھو - لیکن دیکھو امیر کسان اناج دینے کے معاملے میں پچھڑے چلے جا رہے ھیں - ان کی روک تھام کرنا ایک بات ہے اور ان کو توڑ پھوڑ کرنےوالوں کی طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکنا بالکل دوسری بات - تم عوام کی رھنمائی کیوں نہیں کرتے؟،، وہ دل ھی دل میں سکریٹری سے بحث کرتا ھوا آگے بڑھتا رھا - سب سے زوردار دلیلیں ھمیشه کی طرح آج بھی اسے بعد میں سوجھ رھی تھیں - ضلع کمیٹی میں گرما گرمی میں جو پہلی بات اس کے دماغ میں آئی اس نے وھی پکڑ لی - اسے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچنا چاھئے تھا - وہ چلتا رھا - کبھی وہ پانی سے بھرے ھوئے گڑھوں میں پھسل جاتا جو نیم جمے ھوئے تھے، کبھی بازار کے چوک میں گائے کے گوبر پر پاؤں پڑ جاتا -

''افسوس، بات بڑی جلدی ختم ھو گئی ورنه میں تمھیں چت کرکے دم لیتا - ،، داویدوف نے بلند آواز سے کہا اور وھیں کے وھیں رک گیا - اس کی نظر ایک گزرتی ھوئی عورت پر پڑی جس کے چہرے پر مسکراھٹ کھیل رھی تھی -

* * *

داویدوف بھاگتا ھوا ''کزاک اور کسان گھر،، گیا - اسے اپنا سوٹ کیس لینا تھا - اور جب اسے یاد آیا کہ دو بنیائنیں، چند جوڑے موزے اور ایک سوٹ کے علاوہ اس کے سامان میں کچھ پیچ کشی، رندہ، ریتی، پرکار، پیچ کش‌والی قینچی جیسے چند سیدھے سادے اوزار بھی ھیں، جو وہ لینن گراد سے لایا تھا، تو اس کے ھونٹوں پر مسکراھٹ ابھری - ''خوب، کیا کام آئیں‌گی یه چیزیں یہاں! ھاں، لیکن یه اوزار ٹریکٹر کی مرمت میں تو کام آھی سکتے ھیں - لیکن یہاں ٹریکٹر بھی تو نہیں ھیں - معلوم ھوتا ہے ضلع میں بس ایک نمائندے کی حیثیت سے بھٹکنا پڑےگا - خیر یه اوزار کسی پنچائتی فارم کے لوھار کو تحفے میں دے دوں‌گا،، سوٹ کیس کو برف‌گاڑی میں ڈالتے ھوئے اس نے طے کرلیا -

یہ سن کر وہ بڈھے کی طرف مڑا۔ اس کے نیلے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کا اگلا دانت غائب تھا۔

''میں مشین گن چلایا کرتا تھا، چچا۔ یہ کوئی پہلا گھوڑا نہیں ہے جسے میں ہاتھ لگا رہا ہوں۔ ،،

''مگر تمہارا تو ایک دانت غائب ہے۔ کون جانے کسی گھوڑے کی دولتی نے اس کا وارانیارا کر دیا ہو،، کسی نے آوازہ کسا جس کا رنگ سیاہ تھا، بالکل کوے جیسا۔ اس کی گھنی داڑھی نتھنوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

کزاک کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ لیکن داویدوف نے پٹا ہٹاتے ہوئے وار خالی دیا۔

''نہیں۔ یہ تو کب کا دغا دے گیا۔ پینے پلانے کی قیمت سمجھ لو۔ مگر دیکھو اس کے بغیر زیادہ مزے ہیں — لڑکیاں بھی نہیں ڈرتیں کہ میں انہیں کھاجاؤں گا۔ کیوں، چچا، لڑکیاں ڈریں گی؟،،

مذاق سب کو پسند آیا۔ بڈھے نے محض بن کر اپنی بےبسی کا اظہار کیا اور سر ہلایا۔

داویدوف نے سب کو اپنی سگریٹ پیش کی، خود سگریٹ پی اور گاؤں سوویت کی طرف چل دیا۔

''اندر جاؤ۔ صدر وہیں ہیں اور ہماری پارٹی کے سکریٹری بھی وہیں ہیں،، بڈھے نے کہا۔ وہ داویدوف کے ساتھ تھا۔

چند ہی کش میں کزاکوں نے سگریٹ کا صفایا کر دیا اور ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ وہ یہ دیکھ کر بہت خوش تھے کہ یہ نووارد ضلع مرکز سے آنےوالے دوسرے لوگوں کی طرح نہیں تھا کہ برف‌گاڑی سے کودے، تھیلا اٹھائے اور گاؤں سوویت میں گھس‌جائے۔ نہیں، اس نے یہ نہیں کیا۔ اس نے تو گھوڑے کھولنے میں بھی گاڑی‌بان کی مدد کی۔ اور گھوڑوں کے معاملے میں کافی منجھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ ساتھ ہی اس کے انداز پر حیران بھی تھے۔

''کامریڈ، گھوڑوں کی دیکھ‌بھال میں تم کو کسی قسم کی کراہیت نہیں ہوتی؟ یہ بھلا دفتری لوگوں کا کام ہے؟ آخر یہ گاڑی‌بان کس مرض کی دوا ہے؟،، کالی داڑھی‌والے کزاک سے رہا نہ گیا اور اس نے پوچھ ہی لیا۔

''بات تو ہے یہ اچنبھے کی،، بڈھے نے صفائی سے کہہ‌دیا۔

بیکراں اور شاندار میدان، افق پر جھکا ھوا سیسہ‌نما آسمان، اور قریب ھی ٹیلے کی چوٹی پر ایک سرخ اور سنہرے رنگ کی چمکتی سی لومڑی جو میدانی چوھوں کا شکار کر رھی تھی۔ وہ پچھلی ٹانگوں پر کھڑی ھوتی، مڑتی، بل کھاتی اور ھوا میں اچھل جاتی اور پھر پنجوں کے بل نیچے آتی اور پنجوں سے برف کو کریدتی یہاں تک کہ اس کا وجود ایک چمکتے ھوئے غبار سے ڈھک جاتا اور اس کی دم برف پر شعلے کی سرخ زبان کی طرح لہرانے لگتی۔

وہ شام سے پہلے گریمیاچی لوگ پہنچ گئے۔ گاؤں سوویت کے بڑے احاطے میں دو گھوڑوں‌والی برف‌گاڑی خالی کھڑی تھی۔ برساتی کے پاس کوئی سات کزاک مزے میں تمباکو نوشی کررھے تھے۔ گھوڑے جنکی پشت پر پسینہ جم گیا تھا برساتی کے پاس پہنچ کر رک گئے۔

''سلام علیک، دوستو، کیوں بھئی اصطبل کہاں ھیں؟،،

''سلامت رھو!،، ایک عمررسیدہ کزاک نے سب کی طرف سے جواب دیا اور اس کا ھاتھ خرگوش کی کھال کی ٹوپی تک اٹھ گیا۔ ''وہ، ادھر، بید کی چھت نظر آرھی ھے نا، وھی اصطبل ھے۔،،

''وھاں چلو،، گٹھے ھوئے بھاری بھرکم جسم‌والے داویدوف نے گاڑی‌بان سے کہا اور گاڑی سے کود گیا۔ دستانے سے رخسار کو رگڑتا ھوا وہ برف‌گاڑی کے پیچھے پیچھے ھولیا۔

کزاک بھی اصطبل کی طرف چل پڑے۔ وہ حیران تھے کہ یہ نووارد، جو دیکھنے میں سرکاری کارکن معلوم ھوتا ھے، اور جو ''گ،، پر زور دے کر روسی بولتا ھے، برف‌گاڑی کے پیچھے پیچھے کیوں جارھا ھے۔ اسے تو سیدھے گاؤں سوویت جانا چاھئے تھا۔

اصطبل کے دروازوں سے لید کی بھاپ کے گرم گرم بادل سے نکل رھے تھے۔ گاڑی‌بان نے گھوڑوں کی لگام کھینچی۔ داویدوف تیزی سے راس کھولنے لگا۔ کزاکوں کے گروہ نے ایک دوسرے سے نگاھوں نگاھوں میں کچھ کہا۔ بڈھا جو سفید بھیڑ کی کھال کا زنانہ کوٹ پہنے تھا بڑی چاپلوسی سے کھیس نکال کر اپنی مونچھوں سے برف کے ٹکڑے جھاڑنے لگا۔

''دیکھنا کہیں دولتی نہ جما دے، کامریڈ۔،،

داویدوف نے اسی وقت گھوڑے کی دم کے نیچے کا پٹہ نکالا تھا۔

چھوٹی عقابی ناک میں بہت ھی بری طرح پھیلے ھوئے نتھنے اور آنکھوں پر ایک بوجھل جھلی سی جھلملاتی نظر نہ آتی۔

ایک گٹھیلے بدن کا کزاک دوسرے کمرے سے اندر آیا۔ اس کے سر پر بھوری بکری کی کھال کی ٹوپی تھی جو پیچھے گدی کی طرف کھسکی ھوئی تھی۔ وہ کپڑے کی جیکٹ پہنے تھا اور اسکی پٹی‌دار کزاکی شلوار کے پائنچے سفید اونی موزوں میں اڑسے ھوئے تھے۔

''لو، یہ رھے — اندرئی رازمیوتنوف، گاؤں سوویت کے صدر۔''

صدر نے مسکراتے ھوئے اپنی سنہری گھونگھریالی مونچھوں پر تاؤ دیا اور بڑے وقار سے داویدوف کی طرف ھاتھ بڑھایا۔

''آپ کی تعریف؟ ضلع کمیٹی کے نمائندہ؟ اچھا آپ کے کاغذات؟ ماکار تم نے دیکھ لئے کاغذات؟ غالباً آپ پنچائتی‌فارم کے کام سے آئے ھیں؟'' اس نے بڑی سادگی مگر ھمت‌افزائی کے انداز میں داویدوف کی طرف دیکھا۔ اس کی نیلی آنکھیں تیزی سے جھپک رھی تھیں۔ اس کا سنولایا چہرا، جو شیو سے محروم تھا، اور جس کی پیشانی پر زخم کا نیلا نشان تھا، بے‌صبری کی چغلی کھا رھا تھا، جیسے اسے کچھ سننے یا جاننے کی توقع ھو۔

داویدوف میز کی دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اس نے ان فریضوں کے بارے میں بتایا جو پارٹی نے دو مہینے کی مہم کے دوران پنچائتی فارموں کی تنظیم مکمل کرنے کےلئے پیش کئے ھیں اور اگلے دن غریب کسانوں اور سرگرم کارکنوں کی میٹنگ بلانے کی تجویز کی۔

ناگولنوف نے مقامی صورت‌حال پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ وھاں زمین پر مل کر کاشت کرنے کےلئے گریمیاچی انجمن ھے۔

رازمیوتنوف بھی اس کی بات اتنی ھی توجہ سے سن رھا تھا۔ اور یہاں وھاں ایک آدھ جملہ کہہ بھی دیتا تھا۔ اتنی دیر میں اس نے ایک لمحے کو بھی اپنا ھاتھ سنولائے ھوئے چہرے سے نہیں ھٹایا تھا۔

''دیکھو، ھمارے یہاں ایک انجمن ھے، مل‌جل کر کاشت کرنے کی انجمن۔ میں کہتا ھوں، کامریڈ، یہ پنچائتی نظام قائم کرنے کا مذاق ھے اور ریاست کا قطعی نقصان،'' ناگولنوف نے کہا۔ وہ بڑے جوش میں تھا۔ ''اس میں کل اٹھارہ گھر شامل ھیں — سب مفلس۔ نتیجہ؟ ظاھر ھے، ساری کارروائی ایک مذاق بن کر رہ گئی ھے۔ ان سب نے اپنے اپنے وسائل یکجا کر لئے — کل چار گھوڑے اور بیلوں کا

داویدوف کے پاس جواب دینے کا وقت نہیں تھا۔

''اکاں، یہ تو لوہار معلوم ہوتا ہے،، بھوری سونچھوں‌والے ایک نوجوان کزاک نے کچھ مایوس ہوکر کہا۔ اس نے داویدوف کے ناخنوں کی طرف اشارہ کیا جن پر نشان پڑے ہوئے تھے اور دھات کا کام کرنے سے اس کی کھال کچھ کھردری سی پڑ گئی تھی، پھٹی پھٹی سی۔

''مستری،، داویدوف نے اس کی تصحیح کی۔ ''اور تم لوگ کیوں جا رہے ہو گاؤں سوویت؟،،

''بس جی چاہتا ہے دیکھیں تو سہی،، بڈھے نے ان سب کی طرف سے جواب دیا اور برساتی کے نچلے زینے پر رک گیا۔ ''ذرا پتہ تو چلے تم یہاں کیوں آئے ہو؟ کہیں وہی اناج کا قصہ تو نہیں ہے۔،،

''پنچائتی فارم کے سلسلے میں آیا ہوں۔،،

بڈھے نے نہایت مایوسی کے ساتھ لمبی سیٹی بجائی اور سب سے پہلے زینے سے ہی مڑ گیا۔

* * *

نچلی چھت‌والے گھٹے ہوئے کمرے میں بھیگی ہوئی بھیڑ کی کھالوں اور لکڑی کی راکھ کی نم اور کھٹی بو بسی ہوئی تھی۔ داویدوف کے سامنے میز کے پاس چوڑے شانوں‌والا ایک شخص کھڑا لیمپ کی بتی اونچی کر رہا تھا۔ اس کی خاکی قمیض پر سرخ پرچم کا تمغہ تھا۔ داویدوف نے بھانپ لیا کہ گریمیاچی پارٹی گروپ کا سکریٹری یہی ہوگا۔

''میں ضلع کمیٹی کا نمائندہ ہوں۔ کامریڈ، گروپ سکریٹری آپ ہی ہیں؟،،

''ہاں، گروپ سکریٹری ناگولنوف۔ بیٹھئے کامریڈ۔ سوویت کے صدر ایک منٹ میں آتے ہیں۔،، ناگولنوف نے مٹھی سے دیوار کو کھٹکھٹایا اور داویدوف کے پاس آیا۔

اس کا سینہ چوڑا تھا اور ٹانگیں گھوڑسوار فوج کے آدمی کی طرح تھیں۔ دونوں گھٹنے ذرا دور دور۔ زردی مایل آنکھوں میں بڑی بڑی اور بہت ہی سیاہ پتلیاں ابھری تھیں اور اس کی پر جیسی بھویں آپسمیں جڑی تھیں۔ اس میں ایک حد تک مردانہ حسن ہوتا اگر اسکی

شرمائے گی۔ اس کے بغیر ھی ان کو بہت سے پیٹ پالنا پڑتے ھیں۔ ،،

''ھاں ھماری انجمن کی حالت خراب ھے،، رازسیوتنوف نے تصدیق کی۔ ''اس کا صدر ارکاشکا لوسیف بالکل گیا گزرا ناظم ھے۔ ذرا سوچو تو کیسے آدمی کو چنا ھے! ماننا پڑےگا ھم سے بڑی غلطی ھوئی! ھمیں چاھئے تھا کہ اس کو ایسے کام میں گھسنے ھی نہ دیں۔ ،،

''مگر کیوں؟،، داویدوف نے امیر کسانوں کی جائداد کی فہرست دیکھتے ھوئے پوچھا۔

رازسیوتنوف مسکرایا۔ ''اس میں کچھ گڑبڑ ھے۔ کامریڈ، ذرا دیکھئے تو وہ رھتا کس طرح ھے۔ جو چیز چاھےگا بیچ دےگا، ادل بدل کرےگا۔ اس نے انجمن کا جی بھرکے کباڑا کر دیا ھے! پہلے ایک زوردار سانڈ خریدا۔ پھر گیا اور اس کو بدل کے ایک موٹرسائیکل لے آیا۔ اس نے اپنے ممبروں کو سمجھابجھاکر شیشے میں اتار لیا۔ ھمیں کانوں کان خبر بھی نہ ھونے دی۔ ایک دن ھم دیکھتے کیا ھیں کہ قصبے سے ایک موٹرسائیکل لئے چلا آرھا ھے۔ ھم نے سنا تو سکتے میں آ گئے۔ وہ خرید بھی لایا اور یہاں کسی کو پتہ نہیں کہ موٹر سائیکل چلاتے کیسے ھیں۔ بھلا ایسی چیز سے فائدہ؟ ظاھر ھے ھنسنے کی بات نہیں لیکن اس کی اس حرکت پر بہت ھنسی آئی۔ وہ اس کو ایک بڑے قصبے میں لے گئے۔ وھاں جن کو معلوم تھا کہ موٹرسائیکل ھے کیا بلا، وہ بولے: 'اس کےلئے بہترین جگہ ھے کباڑخانہ!، اس کے بعض ایسے پرزے غائب تھے جو صرف فیکٹری میں تیار ھوسکتے تھے۔ ان کو یاکوف لوکیچ استروونوف جیسا صدر چاھئے۔ اس آدمی کے دماغ میں کچھ ھے! اس نے کراسنودار سے نئی قسم کے بیج منگوائے — چاھے ھوا کسی رخ کی ھو، وہ اپنی کشتی کھینا جانتا ھے۔ وہ ھمیشہ برف کو اپنے کھیتوں میں باندھ رکھتا ھے اور کیا فصل اگاتا ھے! اس کے پاس کیا شاندار مویشی ھیں! یہ ضرور ھے کہ جب اس سے ٹیکس وصول کرنے جاؤ تو ذرا منہہ بناتا ھے لیکن کاشتکار اچھا ھے۔ سندیافتہ بھی ھے۔ ،،

''وہ اس جھنڈ میں جنگلی بطخ کی طرح ھے۔ دوسروں سے الگ تھلگ رھتا ھے۔ اپنے پروں سے پرواز کرنا چاھتا ھے۔ ،، ناگولنوف نے ذرا مشکوک انداز میں سر ھلایا۔

''نہیں۔ وہ اپنا آدمی ھے،، رازسیوتنوف نے یقین کے ساتھ کہا۔

هل ۔ اور ایک سو سات پیٹ ۔ وہ کیسے زندہ رهیں؟ ظاهر هے ان کو مشینیں اور ٹریکٹر خریدنے کےلئے لمبی مدت کے قرضے تو ضرور مل رہے هیں ۔ اور وہ قرضے لے بھی رهے هیں لیکن ایک زمانے تک وہ یہ قرضے نہیں لوٹا سکیں گے۔ میں بتاتا هوں، کیوں ۔ اگر ان کے پاس ٹریکٹر هوتا تو بات اور تھی ۔ لیکن ان کو ٹریکٹر کوئی نہیں دینے کا ۔ اور بیلوں کے سہارے امیر بننا ممکن نہیں ۔ اور اس سے بھی بڑھ کر، میں کہتا هوں، ان کی پالیسی میں گھپلا هے۔ میں تو کب کا ان کو ٹھکانے لگا چکا هوتا کیونکه یہ لوگ سوویتوں کی چھتر چھایا میں بیمار بچھڑے کی طرح پڑے دودھ چوس رهے هیں لیکن بڑھنے کا نام نہیں لیتے ۔ اور ان میں بعض ایسے هیں جو سوچتے هیں : ’کوئی بات نہیں ۔ وہ همیں پیسہ دیتے رهیں گے اور رهی لوٹانے کی بات تو همارے پاس دینے کو رکھا کیا هے۔ ، اسی چیز نے نظم و ضبط کا گھٹالا کر رکھا هے۔ اور میری بات گرہ سے باندھ رکھو یہ انجمن کل تک هو جائے گی، آج نہیں تو کل اس کا کباڑا هوجائے گا ۔ پھر، سب کو پنچائتی فارم میں کیوں نہ یکجا کر لیا جائے؟ بہت عمدہ خیال هے! لیکن کزاک بڑے هٹ دھرم هیں ۔ میں کہتا هوں ۔ ان کو توڑنا پڑے گا ۔ ،،

’’تم دونوں میں سے کوئی انجمن کا ممبر هے؟،، داویدوف نے دونوں کا جائزہ لیتے هوئے کہا ۔

’’نہیں،، ناگولنوف نے جواب دیا ۔ ’’میں ۱۹۲۰ء میں ایک کمیون میں شامل هوا تھا ۔ لیکن خودغرضی کا بھلا هو کہ دیکھتے دیکھتے اس کے پرخچے اڑ گئے ۔ میں نے تو ساری جائداد سے هاتھ اٹھا لیا هے۔ چڑ هو گئی هے مجھے اس سے ۔ اس لئے میں نے اپنے بیل اور اوزار وغیرہ پڑوس والے کمیون کو دےدئے ۔ یہ اب بھی ویسے هی زندہ هے۔ اب خود میرا اور میری بیوی کا کچھ نہیں هے۔ رازمیوتنوف ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا ۔ بیچارا رنڈوا جو هوا ۔ اس کی بوڑھی ماں کے سوا اس کا کوئی نہیں ۔ اگر وہ اس میں شامل هوتا تو اسے اور کا پتہ چلتا نہ چھور کا ۔ وہ کہتے هیں : ’دیکھو اس نے اپنی بڑھیا ماں کا بوجھ هم پر ڈال دیا ۔ خود کھیتوں میں کام بھی نہیں کرتا ۔ یہ آدمی هے یا خانہ بدوش، ۔ بڑا نازک سوال هے۔ همارے گروپ کا تیسرا ممبر اس وقت یہاں نہیں هے— ایک بازو کا آدمی هے۔ دوسرا بازو غلہ گاهنے کی مشین کھا گئی ۔ اسے اس طرح انجمن میں شامل هونے میں

لوکیچ اٹھ کھڑا ہوا، اس کی مونچھیں کتری ہوئی تھیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ گیا اور آئینے کے پیچھے سے کاغذات کا ایک پلندہ اٹھا لایا۔ ''یہ رہے، یہ ہیں رسیدیں جو کچھ میں نے ۱۹۲۱ء میں دیا اس کی۔ اناج، مکھن، گوشت، کھالیں، اون، چوزے، انڈے وغیرہ۔ لیوں میں تو اپنا سانڈ تک فراہمی کے مرکز تک پہنچا آیا۔ اور یہ ہیں رسیدیں زرعی ٹیکس کی۔ اور یہ رہیں بیمے کی رسیدیں — میری چمنی سے جو دھواں نکلتا ہے اس کا ٹیکس تک میں نے ادا کیا ہے اور اسکا بھی کہ سویشی‌خانے میں زندہ جانور ہیں، جلد ہی میرے پاس اس قسم کے اتنے کاغذات جمع ہوجائیں‌گے کہ بورا بھرجائےگا۔ بہر حال، الکساندر انیسی‌موچ، میں زندہ ہوں، میں نے زمین سے اپنی بھی کفالت کی اور اپنے اردگرد کے لوگوں کی بھی۔ نہ جانے کتنی بار وہ میری کھال اتار کرکے گئے لیکن میں نے نئی کھال اگالی۔ پہلے تو میں نے دو بیل پالے۔ جب دونوں بڑے ہوگئے تو ایک میں نے ریاست کے حوالے کر دیا۔ جاؤ اس کا گوشت کھاؤ۔ میں نے بیوی کی سلائی کی مشین بیچ دی اور اس کی جگہ دوسرا بیل لے لیا۔ اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں میری گایوں سے دو جوڑی بیل اور ہاتھ آگئے۔ اب میرے پاس بیلوں کے دو ہل اور دو گائیں ہو گئیں۔ مجھ سے ووٹ کا حق نہیں لیا گیا اور میرا نام اوسط درجے کے کسانوں میں شامل کر لیا گیا،،۔

''تمہارے پاس گھوڑے ہیں؟،، مہمان نے پوچھا۔

''ذرا رکئے۔ گھوڑوں کے بارے میں بھی بتاتا ہوں۔ میں نے اپنے پڑوسی سے ایک سال کی بچھیڑی خریدی۔ اس کی ماں تھی دون کی اصیل — پورے گاؤں میں یہی ایک بچ رہی تھی — وقت کے ساتھ وہ کیا نایاب چیز بن گئی! فوج کےلئے بیکار تھی۔ اونچائی میں کم تھی۔ لیکن دوڑنے میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ہوا سے بات کرتی تھی۔ ضلع نمائش میں اس کےلئے مجھے انعام بھی ملا اور ایک سند بھی ملی جس میں کہا گیا تھا کہ وہ اصیل ہے۔ میں نے زرعی ماہرین کی باتیں غور سے سنیں اور زمین کی دیکھ بھال اس لگن سے کرنے لگا جیسے وہ کوئی بیمار عورت ہو۔ میری مکئی گاؤں میں سب سے اچھی ہے۔ میری فصل سب سے تگڑی ہوتی ہے۔ میں نے بیج کی حفاظت کی اور برف کو کھیتوں میں باندھے رکھا۔ میں نے بہار کی فصل صرف اس زمین پر لگائی جس کی خزاں میں جوتائی ہو چکی تھی۔ میں سب سے پہلے جوتائی

تیسرا باب

جب رات کو یاکوف لوکیچ کا سابق کمانڈنگ افسر ، کپتان پولوفتسیف اس سے ملنے آیا تو دونوں بڑی رات گئے تک باتیں کرتے رہے۔ یاکوف لوکیچ کو گاؤں میں بہت ذھین آدمی سمجھا جاتا تھا، لومڑی کی طرح چالاک اور چوکس۔ لیکن وہ بھی اس جدوجہد سے بچ نہ سکا جس نے آگ کی طرح گاؤں کو لپیٹ میں لےلیا تھا۔ وہ بھی لہروں میں بہتا بہتا حالات کے بھنور میں جاپھنسا۔ اس رات یاکوف لوکیچ نے ایک ایسے راستے پر قدم رکھا جو ایک خطرناک کھائی میں اترتا چلا گیا تھا۔

کھانے کے بعد یاکوف لوکیچ نے تمباکو کی تھیلی نکالی اور آلتی پالتی مار کر صندوق پر بیٹھ گیا۔ اس کے پاؤں گرم موزے میں چھپے ہوئے تھے۔ اور پھر اس نے بولنا شروع کیا۔ وہ سارا زھر جو سال به سال اس کے سینے میں جمع ھوتا رھا تھا وہ اب اگل رھا تھا۔

’’کہنے کو کیا رکھا ھے الکساندر انیسیموو‌چ؟ زندگی میں کوئی خوشی نہیں، کوئی لطف نہیں۔ کزاک تھوڑی بہت کاشت کرتے تھے، تھوڑی بہت دولت پیدا کر لیتے تھے۔ ۲/۱ - ۲۶ء میں ٹیکس قابل برداشت تھے۔ لیکن وہ پھر ھماری کھال ادھیڑ رھے ھیں۔ آپ نے پنچائتی کھیتی کے بارے میں اپنی طرف کچھ سنا ھے یا نہیں؟‘‘

’’سنا ھے‘‘، مہمان نے اختصار سے جواب دیا۔ اس نے سگریٹ کو تھوک سے بھگوتے ھوئے جھکی جھکی نظر سے اپنے میزبان کو دیکھا۔

’’ھر جگہ وھی راگ ھے نا جسکے لئے خون کے آنسو رونا پڑ رھے ھیں؟ خیر، میں بتاتا ھوں آپ کو اپنے بارے میں۔ میں سن بیس میں پسپائی کے بعد لوٹ آیا۔ میں اپنے دونوں گھوڑے اور اپنا سارا سامان وھیں بحیرۂ اسود پر چھوڑ آیا۔ یہاں ایک خالی جھونپڑے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ تب سے میں رات دن کام کر رھا ھوں۔ پہلی ھی فصل پر کامریڈ سارا اناج اٹھا لے گئے۔ تب سے نہ جانے کتنی بار یہ ظلم کیا گیا، اسکا کوئی حد حساب نہیں۔ حالانکہ ھم ان کا حساب رکھ سکتے ھیں۔ وہ ظلم کرتے ھیں اور اس کی رسید بھی دے دیتے ھیں تاکہ حساب میں کوئی بھول چوک نہ ھوجائے۔‘‘ یاکوف

پنچائتی فارم؟ انھوں نے لوگوں کو ابھی تک بہت زیادہ پریشان نہیں کیا ھے۔ لیکن کل غریب کسانوں کی میٹنگ ھونےوالی ھے۔ آج شام وہ لوگ آئے تھے، مجھے بتا گئے۔ خود ھمارے لوگ کرسمس کے زمانے سے اسی چکر میں ھیں: 'پنچائتی فارم میں شامل ھو، ضرور! ضرور!، لیکن لوگوں نے دوٹوک انکار کر دیا۔ کسی نے بھی اپنا نام نہیں لکھایا ھے۔ اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی کون ماریگا؟ لگتا ھے کل پھر وہ کوشش کرینگے۔ کہتے ھیں ضلع سے کوئی مزدور آیا ھے جو ھم سب کو ڈھکیل کر پنچائتی فارم میں شامل کرنا چاھتا ھے۔ بس سمجھو ھماری زندگی کا، ھماری ریت‌رسم کا خاتمہ ھوا چاھتا ھے۔ خون پسینہ ایک کرکے ذرہ ذرہ بچاؤ، اور لو اب وہ کہتے ھیں اپنا سب کچھ ایک ھی جھولی میں ڈال‌دو — مویشی، اناج، چرند پرند، اپنا گھر بھی! کیوں؟ عجیب گھن چکر ھے... مطلب یہ کہ تم کسی اور کی بیوی کے پاس جاؤ اور کوئی اور تمہاری.... بس! آپ خود ھی انصاف کیجئے، الکساندر انیسی‌مووچ، میں بیلوں کی ایک جوڑی پنچائتی فارم میں لاتا ھوں (میں نے دوسری جوڑی تو بیچ دی) اور گھوڑی، بچھیڑا دیتا ھوں، میں اپنے سارے آلات اور اوزار دے دیتا ھوں، سارا غلہ دےدیتا ھوں اور دوسرا آدمی کیا لاتا ھے؟ — ایک پھٹی ھوئی تارتار پتلون۔ ھم اس کی پتلون اور اپنا سارا سامان ایک ساتھ رکھ دیتے ھیں - پھر منافع بانٹنے لگتے ھیں۔ کہئے، بھلا یہ انصاف ھوا میرے ساتھ؟ ھو سکتا ھے وہ پوری زندگی اپنے چولھے پر لیٹا جنت کے خواب دیکھتا رھے، اور میں... لیکن اب ان باتوں سے کیا ھوگا!،، یاکوف لوکیچ نے اپنی ھتھیلی گردن پر دوڑائی۔ ''بس، بہت ھوگیا۔ آپ کی کیسی بسر ھو رھی ھے؟ کسی دفتر میں ھیں یا کسی کاروبار میں؟،،

مہمان یاکوف لوکیچ کے قریب آکر ایک اسٹول پر بیٹھ گیا۔ اور پھر سگریٹ بنانے لگا۔ وہ غور سے تمباکو کی تھیلی کو دیکھ رھا تھا۔ یاکوف لوکیچ کی آنکھیں اس پرانے بند گلے کے کوٹ پر جمی ھوئی تھیں جس کا کالر بہت تنگ تھا۔ یہ کالر اس کی بھوری موٹی گردن کی رگوں کو چھو رھا تھا جہاں کنٹھ ابھرا ھوا تھا۔

''لوکیچ تم میرے دستے میں تھے۔ تمھیں یاد ھوگا، پسپائی کے دوران، شاید ایکاترینودار میں، میں نے کزاکوں سے سوویت اقتدار کے بارے میں کچھ کہا تھا؟ اس وقت بھی میں نے وارننگ دی تھی، یاد

کرتا ہوں ۔ مطلب یہ کہ میں ماہر کاشتکار بن گیا ہوں ۔ اور علاقائی زرعی بورڈ نے سند دی ہے۔ وہ دیکھئے ۔ وہاں ۔ ،،

مہمان نے اس طرف دیکھا جدھر یاکوف لوکیچ اشارہ کر رہا تھا یہ مہربند دستاویز تھی جو یسوع مسیح کی شبیہہ اور وروشیلوف * کی تصویر کے درمیان لٹک رہی تھی ۔

''ہاں انہوں نے یہ سند دی مجھے اور زرعی ماہر نے میرے گیہوں کا نمونہ روستوف بھجوایا تاکہ حکام ذرا دیکھیں،، یاکوف لوکیچ نے فخریہ کہا ۔ ''شروع میں تو میں بارہ ایکڑ پر بوائی کرتا تھا لیکن جب میں اپنی راہ پر آگیا تو میں نے صحیح معنی میں بوائی کی — میں نے تیس، پچاس، بلکہ ستر ایکڑ تک بوائی کی ۔ ساری محنت میں نے اور میرے بیٹے اور بہو نے کی ۔ صرف دو بار ایسا ہوا کہ کچھ وقت کو ایک مزدور لگایا ۔ بڑی مارا ماری کا موسم تھا ۔ ان دنوں سوویتوں کا حکم ہمارے لئے کیا تھا — زیادہ سے زیادہ بوائی کرو ۔ اور میں نے جی بھرکے بوائی کی ۔ اور اب، میرے مہربان الکساندر انیسی‌مووچ، یقین کیجئے، میں ڈرتا ہوں ۔ ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ ستر ایکڑ بوائی کی بدولت مجھے امیر کسان بنا دیں گے ۔ یہ سب کارستانی ہماری سوویت کے صدر، سرخ چھاپہ‌مار کامریڈ رازمیوتنوف کی ہے— ہم اس کو اندروشکا کے نام سے پکارتے ہیں — یہ کارستانی اندروشکا کی ہے ۔ اسی نے مجھے سبز باغ دکھائے ۔ لعنت ہو اس پر ! وہ کہا کرتا تھا : 'یاکوف لوکیچ زیادہ سے زیادہ بوائی کرو ، سوویت حکومت کی زیادہ سے زیادہ مدد کرو ۔ اس کو اناج کی بڑی ضرورت ہے ۔ ، مجھے اس وقت بھی کچھ کچھ شبہ ہوتا تھا ۔ اور اب مجھے لگتا ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ چکر مجھے لے ڈوبے گا، خدا کی مار !،،

''کیا یہاں کے لوگ پنچائتی فارم میں شامل ہو رہے ہیں؟،، مہمان نے پوچھا ۔ وہ چولھے کے پاس کھڑا ہوگیا ۔ اس کے ہاتھ کمر پر تھے ۔ اس کا لحیم شحیم سر اور چوڑے شانے اناج کے بوروں کی طرح ٹھوس معلوم ہو رہے تھے ۔

---

*وروشیلوف، ک ۔ اے (۱۹۶۹ء—۱۸۸۱ء) مارشل، خانہ‌جنگی کے عوامی ہیرو ، سوویت کمیونسٹ پارٹی اور حکومت کے کارکن ۔

نہ جانے کتنی کتابیں پانی ہوچکی ہوں‌گی ۔ اچھا، ایک بات بتائیے، اب ہوگا کیا؟ یہ پنچائتی فارم ہمیں کہاں لےجائےگا؟''

''کمیونزم کی طرف، میرے بھائی ۔ اصلی کمیونزم کی طرف ۔ میں نے کارل مارکس کو پڑھا ہے۔ میں نے مشہور کمیونسٹ مینی‌فسٹو پڑھا ہے۔ جانتے ہو اس پنچائتی فارم کی تان کہاں ٹوٹےگی؟ پہلے پنچائتی فارم، پھر کمیون — ملکیت کا مکمل خاتمہ ۔ ارے، بھائی بیل تو بیل ۔ وہ تو تمہارے بچوں کو بھی اٹھا لے جائیں‌گے تاکہ ریاست انہیں تعلیم دے ۔ ہر چیز پنچائت کی ملکیت ہوگی: بیویاں، بچے، پیالیاں، چمچے ۔ تمہارا جی چاہےگا ذرا بطخ کا شوربہ اور سویاں کھاتے اور وہ کہیں‌گے: نہیں بس کواس* پیو اور چھٹی کرو ۔ تم کھیت مزدور بن‌جاؤگے، زمین سے نتھی ۔''

''اور اگر میں ایسا نہ چاہوں تو؟''

''تم سے پوچھےگا کون!''

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟''

''ایسا ہی ہوگا ۔''

''خوب رہی!''

''اور نہیں تو کیا! اب میں پوچھتا ہوں تم سے، کیا ہم اسی طرح زندگی بسر کر سکتے ہیں؟''

''نہیں، ہرگز نہیں ۔''

''نہیں، ہرگز نہیں تو پھر کچھ کرنا ہوگا، جدوجہد کرنی ہوگی!''

''کیا کہہ رہے ہیں آپ الکساندر انیسی‌مووچ! ہم نے کی تو تھی ایک بار جدوجہد — ناممکن! میں تو سوچ بھی نہیں سکتا!''

''سوچو، سوچنے کی کوشش کرو!''، مہمان اپنے ساتھی کے قریب کھسک آیا، باورچی‌خانے کے دروازے پر نظر ڈالی جو مضبوطی سے بند کیا گیا تھا ۔ اچانک اس کا چہرہ زرد پڑگیا اور اس نے نیم سرگوشی میں کہا: ''میں تو کہوں‌گا دوٹوک ۔ میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں ۔ ہمارے گاؤں کے کزاک بغاوت پر آمادہ ہیں ۔ اور یہ نہ سمجھنا میں کوئی دور کی کوڑی لا رہا ہوں ۔ ہمارا ناتا ہے ماسکو سے، جنرلوں سے

---

* ایک روسی مشروب ۔

ہے؟ 'یارو، تم بڑی بھول کر رہے ہو'۔ میں نے کہا تھا: 'کمیونسٹ تمہیں دبائیں گے۔ رسی کی طرح اینٹھ کر رکھ دیں گے۔ اور جب تمہیں ہوش آئے گا تو پانی سر سے اونچا ہوچکا ہوگا۔،، وہ ایک لمحے کو خاموش ہوا۔ اس کی زردی مائل نیلی آنکھوں میں باریک پتلیاں ابھرآئیں اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ ''ٹھیک تھی نا میری بات؟ میں نوواروسیئسک سے باھر نہیں گیا دوسروں کے ساتھ۔ نہیں جاسکا۔ ہم سے غداری کی گئی تھی۔ دنیکن کے حامیوں اور اتحادیوں نے ھمیں چرکا دیا۔ میں سرخ فوج میں شامل ہو گیا۔ ایک دستے کا کمانڈر بنا، پولینڈ کے محاذ پر جاتے ہوئے... وھاں ایک کمیشن تھا، اس کا کام تھا چھلنی کی طرح چھاننا۔ یہ کمیشن پرانے افسروں کی جانچ کر رھا تھا۔ اس کمیشن نے مجھ سے کمان چھین لی۔ مجھے گرفتار کیا۔ اور مجھے انقلابی عدالت کے سامنے پیش کیا۔ وہ تو یقیناً مجھے گولی سے اڑا دیتے۔ یا نظربندی کے کیمپ بھیج دیتے۔ اور جانتے ہو، کیوں؟ کسی کتے کے پلے نے جو میرے ھی قصبے کا رھنےوالا تھا ان کو بتا دیا کہ پودتیلکوف * کو ھلاک کرنے میں میرا ھاتھ تھا۔ وہ مجھے فوجی عدالت میں پیش کرنے کےلئے لےجا رہے تھے کہ میں فرار ھوگیا۔ عرصے تک روپوش رھا، فرضی نام سے کام چلایا اور ۱۹۲۳ء میں اپنے قصبے واپس گیا۔ میں نے کسی نہ کسی طرح ایک کاغذ سنبھال کرر کھا تھا جس میں لکھا تھا کہ میں کبھی سرخ گھوڑ سوار دستے کا کمانڈر تھا۔ مجھے کچھ اچھے لوگ مل گئے — مختصر یہ کہ میں زندہ بچ گیا۔ شروع میں تو انہوں نے خوب پاپڑ بیلوائے مجھ سے۔ مجھے لے گئے علاقائی محکمہ تحفظ کے پولٹ‌بیورو کے سامنے۔ لیکن کسی طرح ان سے نبٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ٹیچر بن بیٹھا۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے تک میں پڑھانے کا کام کر رھا تھا۔ لیکن اب... اب بات دوسری ہے۔ میں اوست‌خوپرسکایا جا رھا ھوں۔ کام ہے۔ سوچا تم سے ملتا چلوں۔ آخر ھم پرانے یار جو ٹھہرے۔،،

''اچھا تو آپ پڑھاتے تھے؟ — اوں — آپ پڑھے لکھے آدمی ھیں،

---

* فیودر گریگوریوچ پودتیلکوف، ایک کزاک انقلابی رھنما اور دون کے علاقے میں سوویت فوج کے کمانڈر۔ ان کو ۱۹۱۸ء میں سفید گارڈ کے فوجیوں نے گرفتار کرکے ھلاک کر دیا۔

انہیں توپوں اور رائفلوں سے لدے ہوئے غیرملکی جہاز یہاں آجائیں گے۔ ہمیں ہوائی جہاز بھی مل جائیں گے۔ کہو، اب کیا کہتے ہو؟،،
''مجھے سوچنے کا وقت دیجئے! فوراً فیصلہ کرنے پر مجبور نہ کیجئے!،،

سہمان کا چہرہ اب تک زرد تھا۔ اس نے چولھے کی نشست پر ٹیک لگاتے ہوئے بھاری آواز میں کہا: ''ہم تم سے پنچائتی فارم میں شامل ہونے کے لئے نہیں کہہ رہے ہیں۔ ہم کسی پر زور نہیں ڈالتے۔ یہ تمہاری اپنی مرضی ہے۔ لیکن، لوکیچ، زبان پر قابو رہے۔ ورنہ چھہ گولیاں تمہارے سینے میں اتر جائیں گی اور ساتویں... ،، اس کی جیب سے کھٹ کھٹ کی آواز آئی۔ اس کی انگلیاں ریوالور سے کھیل رہی تھیں۔

''اس بارے میں بےفکر رہئے۔ لیکن آپ کا کھیل ہے بڑا خطرناک۔ اور صاف بات ہے اس قسم کا راستہ اپنانے کے خیال سے ہی دل کانپتا ہے۔ لیکن یہ بھی ہے کہ ہم اس طرح رہ بھی نہیں سکتے۔ ،، وہ ذرا رکا۔ ''اگر اسیروں کے گلے میں پھندا نہ ڈالا جاتا تو اس وقت میں اپنے گاؤں میں، اپنے کام اور ہنر کی بدولت، سب سے آگے ہوتا۔ اگر زندگی آزاد ہوتی تو عین ممکن تھا کہ اس وقت میں اپنی موٹرکار میں دندناتا پھرتا۔ ،، وہ پھر رکا۔ ''لیکن ان کے خلاف تن تنہا کھڑے ہونا — خود اپنا سر پھوڑنا ہے۔ ،،

''لیکن تن تنہا کیوں؟،، سہمان نے کچھ الجھتے ہوئے بات کاٹ دی۔

''یہ تو میں نے ایک بات کہی ہے۔ لیکن دوسروں کے بارے میں؟ عام لوگ اس کو کس نظر سے دیکھیں گے؟ وہ ہمارا ساتھ دیں گے؟،،

''یہ عام لوگ تو بھیڑوں کا گلہ ہیں۔ ان کو ہانکنا پڑتا ہے۔ بولو، فیصلہ کیا؟،،

''جیسا کہ میں نے کہا، الکساندر انیسیموچ ...،،

''مجھے صاف صاف بتاؤ، تم نے فیصلہ کیا؟،،

''کترانے کا موقع نہیں۔ اس لئے فیصلہ کرتا ہوں۔ لیکن مجھے سوچنے کا وقت دیجئے۔ کل صبح میں پکی بات بتا دوں گا۔ ،،

''اس کے علاوہ تمہیں بھروسے کے لوگوں کو پٹانا ہے۔ ایسوں کو چن چن کر نکالو جن کے دانت ہوں سوویت راج پر،، — اب پولوفتسیف حکم دے رہا تھا۔

جو اس وقت سرخ فوج میں ہیں۔ ہمارا واسطہ ہے انجنیروں سے جو کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں، ان سے بھی جو باہر ہیں، دوسرے ملکوں میں کام کر رہے ہیں۔ ہاں، اگر ہم مل کر منظم ہوں اور اس وقت اٹھ کھڑے ہوں تو غیرملکی طاقتوں کی مدد سے اگلی بہار تک دون کا علاقہ پاک ہو جائیگا۔ تب تم اپنی زمین پر اپنا اناج بوؤگے اور اپنے لئے، صرف اپنے لئے۔ ٹھہرو، تم بات بعد میں کرنا، پہلے میری سنو۔ ہمارے ضلع میں ہمارے بہت سے همدرد ہیں۔ ضرورت اس کی ہے ان سب کو یکجا کیا جائے۔ میں اسی کےلئے اوست خوپرسکایا جا رہا ہوں۔ تم ہمارا ساتھ دوگے؟ ہماری تنظیم میں تین سو سے زیادہ سابق فوجی کزاک شامل ہو چکے ہیں۔ دوبروفسکی میں، وائسکووائی میں توبیانسکی میں، مالی اولخوواتسکی میں اور دوسرے دیہاتوں میں ہمارے زبردست جنگجو گروہ ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اس قسم کا ایک گروہ یہاں گریمیاچی میں بھی بنائیں۔ اب بولو۔ ،،

''لوگ پنچائتی فارم کے خلاف بڑبڑا رہے ہیں۔ یہی کہ اپنا اناج دینا پڑ رہا ہے۔ ،،

''رکو ذرا۔ ہم لوگوں کے بارے میں بات نہیں کر رہے ہیں۔ ہم بات کر رہے ہیں تمہارے بارے میں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہو کیا کہتے ہو؟ ،،

''ایسی چیزوں کے بارے میں آن کی آن کیسے فیصلہ کر سکتا ہوں۔ اوکھلی میں سر دینے کا معاملہ ہے۔ ،،

''تو سوچو۔ ہم تو حکم آتے ہی تمام دیہاتوں میں ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ہم تمہارا ضلع مرکز لےلیں گے۔ ملیشیاوالوں اور کمیونسٹوں سے ایک ایک کرکے ان کے گھروں میں نبٹ‌لینگے۔ پھر تو بغاوت کا شعلہ ہوا کے بغیر ہی بھڑک اٹھیگا۔ ،،

''ہم یہ سب کریں گے کس طرح؟،،

''وہ ہم دیکھلیں گے۔ پرانے وقتوں کی کچھ چیزیں بچ رہی ہوں‌گی تمہارے پاس؟ ،،

''کون جانے — شاید ایک پرانی آسٹریائی بندوق کہیں پڑی ہوگی۔ کچھ خیال تو آتا ہے۔ ،،

''بس بھائی شروع کرنے کی دیر ہے۔ پھر تو ہفتے بھر کے اندر

چوتھا باب

بتیس مرد اور عورتیں — گریمیاچی‌لوگ کے سرگرم کارکن اور غریب کسان — یک جان اور بتیس قالب تھے۔ داویدوف گفتار کا غازی نہیں تھا، لیکن شروع میں اس کی باتیں اتنی توجہ سے سنی گئیں کہ کیا کسی داستان‌گو کی باتیں یوں سنی جاتیں۔

''ساتھیو، میں لینن‌گراد کے سرخ پوتیلوف کارخانے کا مزدور ہوں۔ مجھے یہاں آپ کے پاس ہماری کمیونسٹ پارٹی اور مزدور طبقے نے بھیجا ہے تاکہ میں پنچائتی فارم کی تنظیم کرنے میں اور امیر کسانوں کا قلع قمع کرنے میں آپ کی مدد کروں — ہاں امیر کسان ہمارا اور آپ کا، دونوں کا خون پیتے ہیں۔ میں زیادہ نہیں کہنا چاہتا۔ آپ سب کو پنچائتی فارم میں متحد ہونا ہے، اپنی زمین کو، اپنے تمام اوزار اور مویشیوں کو مشترکہ ملکیت بنانا ہے۔ لیکن آپ پنچائتی فارم میں شریک کیوں ہوں؟ اس لئے کہ اب آگے آپ کےلئے یوں جینا ممکن نہیں ہے جس طرح اس وقت جی رہے ہیں! غلے کے سوال پر اتنی زیادہ مشکلات اس لئے پیدا ہو رہی ہیں کہ یہ امیر کسان اناج کو تہہ زمین چھپا کر سڑا رہے ہیں۔ بھائیو، ہمیں ان سے غلے کے لئے لڑنا ہے! آپ تو شوق سے اناج دےدیتے لیکن آپ کے پاس خود اپنے لئے ہی کافی غلہ نہیں ہے۔ سوویت یونین کا پیٹ غریب اور درمیانے کسانوں کے غلے سے نہیں پالا جاسکتا۔ اور زیادہ اناج بونا ضروری ہے۔ لیکن آپ لکڑی کے ہل یا ایک پھل‌والے ہل سے کہاں تک زیادہ اناج بو سکتے ہیں؟ صرف ٹریکٹر سے کام چل‌سکتا ہے۔ صرف ٹریکٹر سے۔ میں نہیں جانتا یہاں، دون کے علاقے میں، لوگ خزاں میں ایک ہل کی مدد سے کتنی زمین کی جوتائی کر لیتے ہیں...''

''اگر کوئی صبح سے رات تک لگا رہے تو وہ جاڑوں تک کوئی تیس ایکڑ زمین جوت لےگا۔''

''تیس، اوہ! اور اگر زمین سخت ہو تو؟''

''کیا کہہ رہے ہو؟'' ایک عورت کی تیز آواز سنائی دی۔ ''ہل کےلئے تین یا چار زبردست بیلوں کی جوڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چار جوڑیاں کہاں ملیں‌گی؟ ہم میں سے درجنوں کے پاس جانوروں کی ایک جوڑی ہے۔ اور وہ بھی ایسے کہ دور سے پسلیاں گن لو۔

''جیسی زندگی ہے، اس میں تو بہتوں کے دانت ہیں اس پر''
''اور تمہارا بیٹا؟،،
''میرا ہی تو خون ہے وہ۔ جہاں میں وہاں وہ۔ ،،
''کیسا لڑکا ہے؟ اس پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے نا؟،،
''بھلا کزاک ہے،، میزبان نے فخریہ کہا۔

مہمان‌خانے میں، چولھے کے پاس مہمان کا بستر لگا دیا گیا۔ اس نے اپنے اونچے جوتے اتارے۔ لیکن کپڑے نہیں بدلے۔ اسے فوراً نیند آگئی بس تکیے پر سر رکھنے کی دیر تھی جس سے پروں کی بو آرہی تھی۔

... پو پھٹنے سے پہلے یاکوف لوکیچ نے اپنی ماں کو جگایا جس کی عمر اسی سال تھی۔ وہ گھر کے پہلووالے چھوٹے کمرے میں سوتی تھی۔ اس نے اختصار سے اپنے سابق کمانڈر کا آنے کا مقصد بتایا۔ بڑھیا نے ساری باتیں خاموشی سے سنیں۔ اس کی گٹھیازدہ ٹانگیں چولھے کی سل سے نیچے لٹک رہی تھیں اور ان پر رگیں ابھری ہوئی تھیں، اور اس کی ھتھیلی زرد کان پر کٹوری کی شکل میں لگی تھی۔

''مجھے دعا دو ماں؟،، یاکوف لوکیچ گھٹنوں کے بل جھک گیا۔

''میرے بیٹے، ان ظالموں کے خلاف اٹھنا ہےنا؟ خدا کی رحمت ہو تجھ پر۔ یہ کم‌بخت گرجا گھر بند کئے دے رہے ہیں۔ پادریوں کو بھگایا جا رہا ہے۔ اٹھو، ان کے خلاف ضرور اٹھو!،،

صبح کو یاکوف لوکیچ نے اپنے مہمان کو اٹھایا۔

''میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ حکم دیجئے!،،

''اس کو پڑھو اور اس پر دستخط کر دو۔ ،، پولوفتسیف نے اپنے سامنے کی جیب سے ایک کاغذ نکالا۔

''خدا ہمارے ساتھ ہے! میں، عظیم دون فوج کا ایک کزاک، ''نجات دون کی یونین،، میں شامل ہوتا ہوں۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میں کمیونسٹ بالشویکوں کے خلاف، جو عیسائی عقیدے کے کٹر دشمن اور روسی عوام پر جبروتشدد کرنےوالے ہیں، لڑوں‌گا اور اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دوں‌گا، میں آخری سانس تک لڑتا رہوں‌گا۔ میں عہد کرتا ہوں کہ اپنے حاکموں کے حکم کی تعمیل بےچون وچرا کروں‌گا۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میں اپنی ساری جائداد عیسائی وطن کی قربانگاہ پر نچھاور کر دوں‌گا۔ میں اس عہدنامے پر اپنے دستخط کرتا ہوں۔ ،،

کے دل سے نکال لیاجائے۔ کامریڈ لینن نے اپنی موت سے پہلے کیا کہا تھا؟ انھوں نے کہا تھا غربت سے نجات کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ محنت کش کسان پنچائتی فارم میں شامل ہوجائے۔ ورنہ اس کا انجام ظاہر ہے۔ امیر کسان وہ خونخوار بھوت ہے جو اس کے خون کا آخری قطرہ تک چوس لیگا۔ آپ کو جو راستہ دکھایا گیا ہے اس پر ثابت‌قدمی سے چلنا ہے۔ پنچائتی کسان مزدوروں کے ساتھ مل کر تمام امیر کسانوں کا قصہ پاک کردیں گے، عوام کے تمام دشمنوں کو ٹھکانے لگا دیں گے۔ میں آپ سے سچ کہہ رہا ہوں۔ اور اب میں آپ سے آپ کی انجمن کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ سمجھئے یہ ایک ھلکی پھلکی توپ ہے۔ کچھ کمزور سی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا حال اتنا دگرگوں ہے۔ بس، یہاں تک پہنچے ہیں آپ — اور اس کے معنی ہیں کہیں نہیں۔ سب کچھ بیکار گیا! لیکن ہمیں اس انجمن کو پنچائتی فارم میں بدلنا ہے۔ یہ ہوگی ریڑھ کی ھڈی اور اس ریڑھ کی ھڈی کے گرد درمیانے کسان پھلیں پھولیں گے...،،

''ذرا رکنا، میں بات کاٹ رہا ہوں!،، دیومکا اوشاکوف اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بال سنہرے تھے، اس کے چہرے پر جھائیاں پڑی ہوئی تھیں اور آنکھیں بھینگی تھیں۔ وہ کبھی انجمن کا ممبر رہ چکا تھا۔

''پہلے اجازت لو پھر منہہ کھولو!،، ناگولنوف نے، جو میز کے گرد داویدوف اور رازمیوتنوف کے پاس بیٹھا تھا، ذرا سختی سے کہا۔

''اجازت ہو یا نہ ہو مجھے جو کہنا ہے وہ ضرور کہوں‌گا،، دیومکا نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔ اس کی آنکھیں ترچھی ہونے لگیں یہاں تک کہ معلوم ہوتا تھا وہ بیک وقت پلیٹ‌فارم اور مجمع کو دیکھ رہا ہے۔ ''کیا میں پوچھ سکتا ہوں وہ کیا چیز تھی جس نے ہمیں نقصان پہنچایا اور ہمیں سوویت حکومت کےلئے بوجھ بنا دیا؟ میں پوچھتا ہوں، وہ کیا چیز تھی جس نے ہمیں قرض کے فنڈ سے جونک کی طرح چپکنے پر مجبور کر دیا؟ یہ تھے ہمارے عزیز صدر انجمن! ارکاشکا۔ مولیا تولیا!،،

''تم دشمن کے ساتھی جھوٹ بول رہے ہو!،، ایک مرغے جیسی آواز پچھلی صفوں سے ابھری اور ارکاشکا نے کہنیوں سے لوگوں کو ھٹاتے ہوئے پلیٹ‌فارم کا رخ کیا۔

''میں یہ ثابت کروں‌گا!،، دیومکا زرد پڑگیا اور اس کی آنکھیں ترچھی

اور زیادہ‌تر کے پاس تو بیل کی جگہ گائیں ھیں - امیروں کی بات ھی اور ھے، ان کے پیر تو زمین پر پڑتے ھی نہیں - ''

ایک پھنسی پھنسی سی بھاری آواز ابھری: ''ھم اس کے بارے میں بات نہیں کر رھے ھیں - تم اپنا لہنگا منہہ میں ٹھونس لو اور چپکی ھو جاؤ!''

''تم کیا جانو یہ کیا ھوتا ھے! اپنی بیوی کو سبق پڑھاؤ، مجھے نہ سکھاؤ!''

''اچھا، ٹریکٹر سے کیا ھو سکتا ھے؟''

داویدوف نے انتظار کیا - جب خاموشی ھوگئی تو جواب دیا: ''ایک ٹریکٹر سے، اگر تمھارے پاس ایک ایسا ٹریکٹر ھو جو ھم پوتیلوف میں بناتے ھیں، تجربہ‌کار ٹریکٹر چلانےوالے ھوں اور تم کام دو پالیوں میں کرو تو تیس ایکڑ زمین کی جتائی ایک دن میں کر سکتے ھو -''

لوگ دم بخود رہ گئے -

کسی نے چکراکے کہا: ''او — ماں!''

''یہ ھوئی نا بات! ایسا گھوڑا مل جائے تو میں جوتائی کرنے کو تیار ھوں!'' ایک رشک‌بھری آواز نے کہا اور تان ٹوٹی سیٹی پر -

داویدوف نے اپنے ھونٹ پونچھے جو سارے جوش کے سوکھ رھے تھے - اس نے اپنی بات جاری رکھی:

''ھم اپنے کارخانے میں تمھارے لئے ٹریکٹر بنا رھے ھیں - لیکن غریب اور درمیانہ کسان ٹریکٹر نہیں خرید سکتا - اس کی جیب میں اتنا مال کہاں - اس لئے ٹریکٹر خریدنے کے لئے اس کے سامنے ایک ھی راستہ ھے کہ تمام کھیت مزدوروں اور غریب اور درمیانے کسانوں کو متحد ھونا چاھئے - جیسا کہ تم جانتے ھو ٹریکٹر ایک ایسی مشین ھے جس کو زمین کے چھوٹے ٹکڑے پر نہیں چلایا جا سکتا - اس کے لئے کافی زمین کی ضرورت ھوتی ھے- چھوٹی چھوٹی انجمنیں بھی کوئی زیادہ کام کی نہیں - جیسے بکرے سے دودھ حاصل کرنے کی کوشش - ''

''ھاں، اس سے بھی بدتر!'' ایک گہری آواز پیچھے سے گونج گئی -

'' تو پھر ھم کیا کریں؟ '' داویدوف نے مداخلت کی پروا کئے بغیر اپنی بات کا سلسلہ جاری رکھا - ''پارٹی تو مکمل پنچائتی انتظام چاھتی ھے تاکہ اس طرح آپ ٹریکٹر سے جڑجائیں اور آپ کو غربت

'اماں، اے سودائی، سوویت راج کےلئے ھمیں ابھارنے کی کوشش اور تم کرو ؟ جب جنگ ھو رھی تھی اس وقت ھم ھی نے یہاں اسے قائم کیا - ھم ھی نے اس کو اپنے کندھوں کا سہارا دے کر سنبھالا - ھم خوب جانتے ھیں پنچائتی فارم کیا ھے اور ضرور ھم اس میں شامل ھوں گے - لاؤ ، ھمیں مشینیں دو!،، اس نے کھردری سخت ھتھیلی آگے بڑھائی - ''ٹریکٹر بڑھیا چیز ھے - کسی کو اس میں شبہ نہیں - لیکن تم، مزدورو ، تم کافی تعداد میں مشینیں نہیں بناتے - اسی کی شکائت ھے تم لوگوں سے ھمیں! ھماری جھولی میں ھے کیا - کچھ بھی نہیں - یہی بات تو ھمیں دکھی کرتی ھے- بس یہ ھے ھماری زندگی - ھم بس اتنا کر سکتے ھیں کہ ایک ھاتھ سے بیلوں کو ھانکتے رھیں اور دوسرے سے آنسو پونچھتے رھیں - ایسے میں کسی پنچائتی فارم میں کیا خاک شامل ھوں گے - پنچائتی فارم کا کاروبار شروع ھونے سے پہلے میں تو یہ سوچ رھا تھا کہ کالینن* کو ایک خط لکھوں کہ ھم کاشتکاروں کی مدد کی جائے تاکہ ھم ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈال سکیں - ارے میاں شروع شروع میں تو لگتا تھا وھی پرانے راج والی بات ھے- ٹیکس ادا کرو اور بس، اللہ اللہ خیر سلا - میں پوچھتا ھوں روسی کمیونسٹ پارٹی کا مصرف کیا ھے؟ میں جانتا ھوں اب طاقت ھمارے ھاتھ میں ھے - لیکن اس سے ھوتا کیا ھے؟ وھی پرانی لکیر کے فقیر بنے رھو - اگر بیل ھوں تو انہیں جوتو اور ھل چلاؤ - لیکن ان کا کیا ھوگا جن کے پاس ھل بیل نہ ھوں؟ کیا گرجا گھر کے دروازے پر ھاتھ پھیلائیں وہ سب؟ یا پل کے نیچے ان سوویت تاجروں اور کارکنوں کا انتظار کریں جن کے کالر وہ لکڑی کے سوئے سے سی سکیں - امیروں کو اجازت ھے زمین کرائے پر اٹھانے کی، کرائے کے مزدوروں کو کام پر لگانے کی اجازت ھے- کیا یہی ھے انقلاب کا کارنامہ؟ تم نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ھے! اور جب ھم کہتے ھیں : 'ھم کس لئے لڑے تھے؟'، تو وہ حاکم نوکر ، جنہوں نے کبھی بارود کی بو بھی نہیں سونگھی، ھم پر ھنستے ھیں اور ان کے پیچھے سے ھر طرح

---

* کالینن، م - ای - (۱۸۷۵ء — ۱۹۴۶ء) لینن کے ساتھی، سوویت کمیونسٹ پارٹی اور حکومت کے ممتاز کارکن - ۱۹۳۸ء — ۱۹۴۶ء میں سوویت یونین کے صدر -

هو گئیں ۔ اس نے رازسیوتنوف کو نظرانداز کر دیا جو اپنے ھاتھ سے میز پر مکے مار رہا تھا، اور ارکاشکا کی طرف مڑا ۔ ''تم کہہ کر نکل نہیں سکتے! انجمن اس وجہ سے تباہ نہیں ہوئی کہ ھم میں سے کافی لوگ اس میں شریک نہیں تھے ۔ یہ تو ھوا چیزوں کے ادل بدل سے ۔ تم نے مجھے دشمن کا ساتھی کہا — تو اب سنو، میں سناتا ھوں کھری کھری ۔ کیا تم نے پوچھے گچھے بنا سانڈ دے کر موٹرسائیکل نہیں لیا؟ تم نے لیا! میں کہتا ھوں وہ کون تھا جس نے ھماری بہترین مرغیوں کے بدلے...''

''تم پھر جھوٹ بول رہے ھو!''، ارکاشکا نے اپنا بچاؤ کیا ۔

''کیا تم نے لوگوں کو سبز باغ دکھا کر اس بات پر راضی کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ھم ایک مشین گن والی گاڑی کے لئے تین بھیڑیں اور ایک بچھیا دے دیں؟ تم ٹھہرے سوداگر، ھاں، تم ھو بیوپاری''، دیومکا نہایت کروفر سے کہتا رہا ۔

''ذرا آپے میں آؤ! لڑاکو مرغوں کی طرح چونچ کیوں مار رہے ھو ایک دوسرے پر؟''، ناگولنوف نے احتجاج کیا ۔ اس کے رخساروں کے پٹھے اکڑ گئے ۔

''مجھے بولنے دو''، ارکاشکا نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔

وہ اپنی سنہری داڑھی کو چھوتے ہوئے بولنے کی تیاری کر رہا تھا ۔ لیکن داویدوف نے اس کو ایک طرف ڈھکیل دیا ۔ ''پہلے مجھے اپنی بات ختم کرنے دو ۔ مہربانی سے بیچ میں نہ آؤ اس وقت ۔ تو، جیسا کہ میں کہہ رہا تھا، ساتھیو، صرف پنچائتی فارم کے ذریعہ ھم...''

''ھمیں نہیں چاھئے تمہارا پروپیگنڈا! ھم سر آنکھوں سے آئیں گے پنچائتی فارم میں''، سرخ چھاپہ‌مار، پاویل لیوبیشکین نے بات کاٹ دی ۔ وہ دروازے کے بالکل پاس بیٹھا تھا ۔

''ھم پنچائتی فارم سے متفق ھیں!''

''قدم سے قدم ملا کر چلو تو بڑی سے بڑی منزل سر ھو جائے ۔''

''لیکن اس منزل کو ذرا اچھی طرح سر کرنا چاھئے ۔''

خود لیوبیشکین کی آواز چیخ پکار میں غرق ھو گئی ۔ وہ کرسی سے اٹھا، اس نے سر سے کالی ٹوپی اتاری جس کی وجہ سے وہ بہت سنجیدہ نظر آرہا تھا ۔ اس کے چوڑے چکلے شانے دروازے کے سامنے جھوم رہے تھے ۔

تین بچے ھیں - ایک اپاھج بہن اور ایک بیمار بیوی - کیوں میں نے غلے کا منصوبہ پورا کیا یا نہیں، رازمیوتنوف؟،،

''ھاں ھاں پورا کیا - لیکن بھائی اتنا شور تو نہ مچاؤ - ،،

''میں شور مچاؤں گا! اور جہاں تک اس امیر کسان فرول پھٹے کا تعلق ھے...،،

''پھر!،، ناگولنوف نے میز پر گھونسہ مارا -

''اس فرول پھٹے نے اپنا منصوبہ پورا کیا؟ نہیں، اس نے نہیں کیا - کیوں؟،،

''لیکن عدالت نے اس پر جرمانہ کیا اور غلہ اس سے وصول کر لیا گیا،، رازمیوتنوف نے اس کی بات کاٹ کر کہا - اس کی آنکھیں چمک رھی تھیں - صاف ظاھر تھا کہ لیوبیشکین کی باتوں سے اسے بہت خوشی ھو رھی تھی -

''تمہیں یہاں ھونا چاھئے — سست رفتار چھکڑے!،، داویدوف نے ضلع کمیٹی کے سکریٹری کے بارے میں سوچا -

''اور امسال پھر ھمیں اس کی ناؤ پار لگانی ھوگی — بہار میں بوائی کے لئے تو ظاھر ھے وہ مجھے پھر اجرت پر کام کرنے کے لئے بلائے گا!،، اور لیوبیشکین نے اپنی کالی ٹوپی داویدوف کے پیروں پر پھینک دی - ''مجھ سے پنچائتی فارم کی باتیں کیوں کرو؟ امیر کسان کی گردن مارو، تو پھر ھم پنچائتی فارم میں شامل ھوں گے - ھمیں اس کی مشینیں دو، اس کے بیل دو، ھمیں اس کی طاقت دو، تب ھوگی برابری! ''امیر کسان کا خاتمہ،، کرنے کی باتیں — بس باتیں ھی باتیں ھیں - اور وہ ھے کہ ھر سال زیادہ سے زیادہ پھلتا پھولتا چلا جارھا ھے — کانٹےدار جھاڑی کی طرح جو بڑھ کر ھم سے سورج کو چھپا لیتی ھے - ،،

''ھمیں فرول کی جائداد دےدو - پھر دیکھو کہ ارکاشکا اس کو ھوائی جہاز سے بدل نہ لے تو میرا ذمہ،، دیومکا نے اپنی بات میں اضافہ کیا -

''ھا، ھا، ھا!،، زور کا قہقہہ پڑا -

''وہ اسے بھی کرد کھائے گا!،،

''اس توھین کے گواہ رھنا!،،

''تھو! کچھ سنائی نہیں دیتا!،،

''شیطانو! کیا مچھلی بازار بنا رکھا ھے؟،،

کے سفید پاجی قہقہے لگاتے ہیں۔ بس بس، ہمیں سبز باغ نہ دکھاؤ۔ ہم نے ایسی چکنی چپڑی باتیں بہت سنی ہیں۔ ہم کہتے ہیں ہمیں قرض پر مشینیں دو یا فصل کے بدلے میں۔ گھوڑے سے چلنےوالا ہل نہیں اصلی مشین چاہئے۔ ارے ہمیں بھی ایک ایسا ٹریکٹر دو جس کا تم ہر دم ذکر کرتے رہتے ہو۔ دیکھو نا، یہ کس چیز کے بدلے میں پایا ہے میں نے؟،، وہ سیدھا بنچوں پر بیٹھے لوگوں کی ٹانگوں کے درمیان سے اچھلتا کودتا میز کے پاس پہنچا۔ اس نے تیزی سے اپنی قمیض اوپر سرکائی، ٹھوڑی تک۔ اس کے بھورے پیٹ اور پسلیوں پر زخم کے بڑے بھیانک نشان تھے۔ ''انقلاب‌دشمن فوجی افسروں نے مجھے یہ تحفہ کیوں دیا ہے؟،،

''بےشرم، شیطان! پتلون بھی اتار دے!،، بیوہ انیسیا، جو دیومکا اوشاکوف کے پاس بیٹھی تھی بپھر کر چیخ پڑی۔

''کیا تم سچ‌مچ چاہتی ہو؟،، دیومکا نے آنکھ میچ کر جھلاتے ہوئے کہا۔

''چپ رہو، انیسیا! ہاں، ایک مزدور کو اپنے زخم دکھانے میں مجھے شرم نہیں آتی۔ دیکھنے دو اسے یہ زخم! زندگی اسی ڈھب سے گزرتی رہی تو جلد ہی وہ دن آجائےگا جب اس حسین جسم کو چھپانے کےلئے ایک چیتھڑا بھی نہ ہوگا۔ ہمارے پاس دیکھو، اسے کہتے ہیں پتلون — برائے نام۔ حال یہ ہے کہ دن میں کسی لڑکی کے پاس سے ہوکر نکلنےوالا نہیں رہا، ڈر کے مارے اس کی جان ہی نکل جاتی ہے۔،،

پیچھے قہقہے پھٹ پڑے اور چاؤں چاؤں ہونےلگی۔ لیوبیشکین نے پورے کمرے پر قہرآلود نظر ڈالی اور ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ اور پھر لیمپ کی بتی کی چرچراہٹ سنائی دینے لگی۔

''لگتا تو یہی ہے کہ میں انقلاب‌دشمن فوجی افسروں کے خلاف اس لئے لڑا تھا کہ امیر پھر مجھ سے بہتر زندگی گزاریں؟ وہ حلوے مانڈے پر ہاتھ صاف کریں اور روکھی روٹی اور پیاز ہمارے لئے چھوڑ دیں؟ کیوں، کامریڈ مزدور، ہے نا یہی بات؟ مجھے آنکھ نہ مارو ماکار! میں سال میں بس ایک بار بولتا ہوں۔ مگر بولتا ہوں تو دل کی ساری بھڑاس نکال ہی لیتا ہوں۔،،

''بولو بولو،،۔ داویدوف نے سر ہلایا۔

''بول رہا ہوں۔ امسال میں نے سات ایکڑ پر گیہوں بوئے۔ میرے

اتنی گرمی اور گھٹن تھی کہ داویدوف نے اوورکوٹ اور کوٹ اتار دئیے۔ اس نے قمیض کے بٹن کھول دئیے اور مسکراتے ہوئے جوش اور ہنگامے کے دبنے کا انتظار کرنے لگا۔

''تم سیاسی طور پر بہت جاگے ہوئے ہو۔ یہ تو طے ہے! لیکن یہ بتاؤ کیا یہ صرف پنچائتی فارم میں جانے کا سوال ہے، اور بس؟ نہیں، یہ کافی نہیں ہے! تم لوگ، غریب لوگ تم ھی سوویت طاقت کی بنیاد ہو! تم ھی اس کو بناؤ۔ تم کو خود فارم میں شامل ہونا ہے، درمیانی کسان کو بھی اس میں کھینچ کر لانا ہے۔ جو ڈگمگا رہا ہے، اس کو بھی۔''

''جو آنا ھی نہیں چاہے اس کو کیسے لایا جائے؟ وہ کوئی بیل تو نہیں کہ رسے سے باندھ کر لے آؤ''، ارکاشکا نے پوچھا۔

''اس کو قائل کرو! آخر تم اپنے آدرش کے لئے لڑنے والے سپاھی ہو! اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ دوسروں کو اپنے ساتھ لاؤ؟ کل ایک میٹنگ ہوگی۔ خود اس کے لئے ووٹ دو۔ اور وہ جو تمہارا پڑوسی ہے، درمیانی کسان، اس کو بھی تیار کرو۔ اب ھم امیر کسانوں کے بارے میں بات کریں گے۔ کیا ھم انہیں شمالی قفقاز کے علاقے سے نکالنے کے بارے میں فیصلہ کریں یا اور کچھ؟''

''بالکل ٹھیک!''

''ان کی جڑیں کاٹ ڈالو!''

''تمہاری جگہ میں ہوتا تو میں کاٹتا نہیں، ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا''، داویدوف نے جواب دیا اور رازمیوتنوف سے بولا: ''ذرا امیر کسانوں کی فہرست تو پڑھ کر سناؤ۔ یہیں میٹنگ میں ان کی ملکیت ختم کرنے کے بارے میں منظوری لے لیں۔''

اندرئی نے فولڈر سے ایک کاغذ نکالا اور داویدوف کو دے دیا۔

''فرول داماسکوف۔ کیا آپ کی رائے میں وہ اس پرولتاری سزا کا مستحق ہے؟''

ھاتھوں کا جنگل سا اگ آیا۔ لیکن ان کو گنتے ہوئے داویدوف نے دیکھا کہ ایک ھاتھ اس میں شامل نہیں ہے۔

''کیوں تم اس کے حق میں نہیں ہو؟''، اس نے پسینے میں بھیگی ہوئی بھویں اٹھائیں۔

''بس، خاموش۔ ''
ایسا شور بپا تھا کہ داویدوف مشکل سے اس کو بند کر سکا۔
''یہ ہماری پارٹی کی پالیسی ہے! دروازہ کھلا ہے۔ پھر کھلے دروازے کو کیوں کھٹکھٹا رہے ہو بھائی؟ امیر کسان کو ایک طبقے کی حیثیت سے تہس نہس کرنا ہے، اس کی ملکیت پنچائتی فارم کو دینا ہے۔ یہ بات طے ہے! اور تم نے چھاپہ مار کاسریڈ، اپنی ٹوپی میز کے نیچے ناحق پھینکی۔ ابھی سر کو اس کی ضرورت پڑیگی۔ اب وہ زمانہ ہے کہ نہ زمین لگان پر اٹھائی جاسکتی ہے نہ محنت اجرت دے کر خریدی جاسکتی ہے! ہم نے امیر کسانوں کو اپنی غربت کی وجہ سے برداشت کیا۔ وہ پنچائتی فارم سے زیادہ غلہ دے سکتا تھا۔ لیکن اب قصہ اس کا الٹا ہے۔ کاسریڈ استالن نے سب باتوں کا اندازہ ٹھیک ٹھاک لگا لیا ہے۔ اور ان کا کہنا ہے امیر کسان کو اپنی زندگی سے نکال دو، اس کی جائداد پنچائتی فارم کو دو ... پورے وقت تم لوگ مشین چلاتے رہے ہو ... پنچائتی فارموں کو پچاس کروڑ روبل دئے جا رہے ہیں۔ جاؤ، اپنے پیروں پر کھڑے ہو! کیوں اس بارے میں کیا خیال ہے؟ سنا نہیں تم نے؟ پھر تمہیں پریشانی کیا ہے؟ پہلے تم پنچائتی فارم بناؤ پھر مشین کےلئے ہائے ہائے کرو۔ لیکن تم تو چاہتے ہو کھونٹا اور رسہ پہلے مل جائے اور بیل بعد میں آتے رہیں گے۔ پہلے دیواریں کھڑی کرتے ہیں تب چھت ڈالتے ہیں بھائی میرے! اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے بھلا؟ یہی بات ہے!''
''لیوبیشکین سدا الٹے پاؤں چلتا ہے!''
''ہو، ہو!''
''لیکن ہم تو جی جان سے پنچائتی فارم کے ساتھ ہیں!''
''ٹھیک کہا — کھونٹا اور رسہ!''
''چاہو، تو اسی رات سے شروع کردو!''
''لکھو، ہمارے نام لکھو!''
''لےچلو ہمیں۔ ہم ان امیر کسانوں کا پٹرا کر دیں گے۔''
''وہ سب جو پنچائتی فارم کے حق میں ہیں ہاتھ اٹھائیں'' ناگولنوف نے کہا۔
جب ہاتھوں کی گنتی ہوئی تو معلوم ہوا کہ تینتیس پنچائتی فارم کے حق میں ہیں۔ کسی نے سارے جوش کے دونوں ہاتھ اٹھا دئے تھے

''بولو تم سوویت اقتدار کے حق میں ہو، یا کولاکوں کے حق میں؟ محنت کش غریبوں کے طبقے کو شرمندہ نہ کرو ۔ اس میٹنگ کو صاف صاف بتاؤ تم کیا ہو اور کیا چاہتے ہو۔ ''

''میں پوچھتا ہوں اس پر اپنا وقت کیوں برباد کرو!''، لیوبیشکین نے غصے میں بھرکر کہا۔ ''اس کو تو ایک بوتل وادکا کے بدلے خریدا جاسکتا ہے، چیتھڑوں سمیت۔ تیموفئی، تم کو دیکھ کر ابکائی آتی ہے۔ ''

آخر میں، ووٹ سے انکار کرنےوالے اس شہری، تیموفئی بورشچیوف نے، بناوٹی خاکساری سے جواب دیا: ''میں حکومت کے حق میں ہوں۔ تم جرح ناحق کر رہے ہو؟ میں اپنی جہالت کی وجہ سے بھٹک گیا تھا۔ ''، اور جب دوبارہ ووٹنگ ہوئی تو اس نے کافی جھجھکتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیا۔

داویدوف نے نوٹ بک پر چند لفظ لکھے: ''تیموفئی بورشچیوف پر طبقاتی دشمنوں کا اثر ہے۔ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ ''

میٹنگ نے اتفاق رائے سے اور چار کولاک جائدادوں کو ختم کرنے کی تصدیق کردی۔

لیکن جب داویدوف نے تیت بورودین کا نام پڑھا اور کہا: ''کون حق میں ہے؟''، تو میٹنگ میں ایک خاموش تناؤ پیدا ہوگیا۔ ناگولنوف اور رازمیوتنوف نے کھسیا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ لیوبیشکین نے اپنی پیشانی کو ٹوپی سے پونچھا۔

''یہ چپ کیوں لگ گئی؟ معاملہ کیا ہے؟''، داویدوف نے حیران ہوکر بیٹھے ہوئے لوگوں کی صفوں پر نظر ڈالی لیکن جب کسی نے اس سے آنکھ نہیں ملائی تو ناگولنوف کو دیکھنے لگا۔

''دیکھو بات یہ ہے''، ناگولنوف نے جھجکتے ہوئے شروع کیا۔ ''یہ بورودین جس کو ہم تیتوک کہہ کر پکارتے ہیں ۱۹۱۸ء میں ہمارے ساتھ سرخ گارڈ میں اپنی مرضی سے شامل ہوا۔ وہ غریب خاندان سے ہے۔ وہ لڑا بھی بہت اچھی طرح۔ وہ زخمی ہوا۔ اسے ایک اعزاز بھی ملا۔ چاندی کی گھڑی۔ اس کے انقلابی ریکارڈ کے عوض۔ اور آپ سمجھ سکتے ہیں، کامریڈ مزدور، اس نے کس طرح ہمارے دل میں خنجر پیوست کردیا؟ جب وہ گھر واپس آیا تو اس نے اپنے دانت، گدھ کی طرح، کاشتکاری میں گاڑ دئیے۔ ہمارے کہنے کے باوجود اس نے دولت کا

''میں ووٹ نہیں دوں گا،، ایک خاموش سیدھے سادے سے کسان نے مختصر جواب دیا۔
''مگر کیوں؟،، داویدوف نے اصرار کیا۔
''کیوں کہ وہ میرا پڑوسی ہے، اس نے میرے ساتھ اکثر بہت بھلائی کی ہے۔ اسی لئے میں اس کے خلاف ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔،،
''تم فوراً میٹنگ سے باہر چلے جاؤ!،، ناگولنوف نے کانپتی ہوئی آواز میں حکم دیا۔ وہ کچھ اس طرح کھڑا تھا جیسے اس کے پیر رکابوں میں ہوں۔
''نہیں، کامریڈ ناگولنوف، یہ غلط بات ہے!،، داویدوف نے ذرا سختی سے مدا خلت کی۔ ''تم کہیں نہ جاؤ، شہری! اپنی بات کی وضاحت کرو۔ داماسکوف تمہاری نظر میں امیر کسان ہے یا نہیں؟،،
''میری سمجھ میں یہ سب نہیں آتا۔ جاہل ہوں۔ مجھے اس میٹنگ سے باہر ہی جانے دو تو اچھا ہے۔،،
''نہیں۔ مہربانی کرکے ذرا یہ تو بتاؤ وہ تمہارے ساتھ کیا بھلائی کرتا تھا۔،،
''اس نے ہمیشہ مجھے سہارا دیا ہے۔ اپنے بیل دئے، بیج دئے — اس طرح کی چیزیں... لیکن میں حکومت کے خلاف نہیں ہوں۔ میں حکومت کے ساتھ ہوں...،،
''اس نے تم سے کہا تھا کہ تم اس کی حمایت کرنا؟ کیا اس نے تمہیں روپیے یا غلے کی رشوت دی ہے؟ کہو، اقرار کر سکتے ہو تم۔ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں،، رازمیوتنوف نے بات کاٹ کر کہا۔ ''ہمیں بتاؤ اس نے تم سے کیا وعدے کئے تھے؟،، رازمیوتنوف اس شخص سے اور اپنے آپ سے شرمندہ ہوکر کچھ کھسیائے ہوئے انداز میں مسکرانے لگا۔
''اور جو اس نے کسی قسم کے وعدے نہ کئے ہوں تو کیا کہوں۔ آخر تم کیا جانتے ہو؟،،
''جھوٹ بول رہے ہو تم، تیموفئی۔ تم بکے ہوئے آدمی ہو۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تم کولاکوں سے چپک رہے ہو!،، کسی نے صفوں میں سے چیخ کر کہا۔
''تمہارا جو جی چاہے برا بھلا کہہ لو۔ تمہاری مرضی۔،،
داویدوف نے جیسے اس شخص کے گلے پر چھری رکھتے ہوئے پوچھا:

سے اس کو کچھ نگلنے کو تو دیتا ہوں ۔ مگر تمہارے پاس کاغذوں کے سوا کیا ہے۔ میں تمہاری ذرا پروا نہیں کرتا ۔، جب ہم اس سے جنگ کی بات کرتے، جب ہم اس سے ان سختیوں کا ذکر کرتے جو ہم نے ایک ساتھ جھیلی تھیں تو اس کی آنکھ سے آنسو چھلک پڑتے لیکن وہ فوراً آنسو پونچھ کر اپنا دل پتھر کر لیتا ۔ 'ماضی کی باتیں ماضی میں دفن ہو گئیں!'، وہ کہتا ۔ اور ہم نے اس کو ایک شہری کی حیثیت سے ووٹ دینے کے حق سے محروم کر دیا، اس نے کترانے کی، اپنی راہ نکالنے کی کوشش کی ۔ کبھی علاقے کے اعلی دفتر کو لکھا، کبھی ماسکو کو ۔ لیکن، میں یوں دیکھتا ہوں ۔ ان مرکزی تنظیموں میں اوپر کچھ پرانے انقلابی ہوں گے جو یہ سمجھتے ہیں کہ جب آدمی ایک بار غداری کی راہ اپنا لے تو وہ دشمن بن جاتا ہے اور اس پر رحم نہیں کھایا جا سکتا!،،

''کیا تم اپنی بات مختصر نہیں کر سکتے؟،،

''ختم کر رہا ہوں اپنی بات ۔ اس لئے اس کو دوبارہ اپنا حق نہیں ملا ۔ اور وہ وہیں ہے جہاں تھا ۔ اس نے اپنے مزدوروں کو برطرف کر دیا لیکن...،،

''پھر مسئلہ کیا ہے؟،، داویدوف نے ناگولنوف کے چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں ۔ لیکن ناگولنوف نے چھوٹی چھوٹی پلکیں جھکا لیں جو دھوپ میں سفید پڑ گئی تھیں ۔ اور بولا :

''یہی وجہ ہے کہ میٹنگ خاموش ہے۔ میں صرف یہی بتا رہا تھا کہ تیت بورودین کس قسم کا آدمی تھا۔ وہ اب کولاک ہے۔ اس وقت، ان شاندار دنوں میں کس قسم کا آدمی ہوا کرتا تھا ۔ ،،

داویدوف کے ہونٹ بھچ گئے اور اس کا چہرہ سنولا گیا ۔

''تم کہانیاں سنا کر ترس کیوں کھا رہے ہو؟ وہ کبھی چھاپہ مار تھا — ہم اس کی پوری قدر کرتے تھے ۔ لیکن اب وہ کولاک بن گیا ہے، دشمن — اسے کچل دینا چاہئے! اس میں بات کرنے کو کیا رکھا ہے؟،،

''مجھے اس پر ترس نہیں آرہا ہے۔ کامریڈ، مجھ پر بے وجہ الزام نہ لگاؤ!،،

''بورودین اس کی ملکیت سے بے دخل کرنے کے حق میں کون کون ہے؟،، داویدوف کی نگاہیں لوگوں پر تیرتی چلی گئیں ۔

بٹورنا اور سمیٹنا شروع کر دیا - اس نے دن رات کام کیا - نہ داڑھی کی پروا، نہ بالوں کی پروا - کیا جاڑا، کیا گرمی کینوس کی وهی ایک پتلون پہنے کام میں جٹا رہا - اس نے بیلوں کی تین جوڑیاں حاصل کیں - بھاری بوجھ اٹھا اٹھا کر دوھرا ھو گیا - لیکن اس پر بھی بس نہیں کی - اس نے مزدور کرائے پر لگا لئے - دو دو تین تین مزدور - رفتہ رفتہ ایک پون چکی حاصل کر لی - اس کے بعد پانچ هارس پاور کا انجن خریدا، تیل نکالنے کےلئے کولھو لگایا - اور پھر مویشیوں کا کاروبار شروع کر دیا - وہ خود بھی بہت کم کھاتا اور مزدوروں کو بھی فاقے کراتا - حالانکہ وہ دن میں بیس بیس گھنٹے کام کرتے تھے اور رات کو پانچ بار اٹھ کر گھوڑوں اور مویشیوں کی دیکھ بھال بھی - ھم نے کئی بار اس کو پارٹی یونٹ اور سوویت کے سامنے بھی پیش کیا، بہت شرم دلائی، لعنت ملامت کی اور کہا کہ 'تیت یہ سب چھوڑ دو ' - ھم نے کہا : 'ھمارے عزیز سوویت اقتدار کی راہ میں نہ آؤ - تم نے خود محاذ پر سفید گارڈ کے خلاف لڑ کر بہت دکھ اٹھائے ھیں،، — ناگولنوف نے ٹھنڈی سانس لی اور هاتھ جھٹک دئے - ''ایک بار سر میں خناس گھس جائے تو کوئی کیا کر سکتا ھے؟ ھم جانتے تھے جائداد اس کو کھاجائےگی - ھم نے پھر اس کو بلایا - اپنی مشترکہ لڑائی کی یاد دلائی اور ان مشکلات کا ذکر کیا جن کا مقابلہ ھم نے مل کر کیا تھا - اس کو دھمکی دی کہ اگر وہ ھمارے راستے میں آیا تو ھم اس کو کچل دیں گے - روند ڈالیں گے - ھم نے اسے سمجھایا کہ عالمی انقلاب کا انتظار کرنے کے بجائے بورژوا نہ بنو ورنہ تمھارے حق میں اچھا نہ ھوگا - ،،

''ذرا مختصر کرو اسے،، داویدوف نے بےصبری سے کہا -

ناگولنوف کی آواز کانپی اور دھیمی پڑ گئی -

''میں اس قسم کی بات مختصر طور پر نہیں بتا سکتا - دکھ سے خون کھول جاتا ھے جب اس بارے میں سوچتا ھوں - ھاں - تو وہ، تیتوک، ھمیں یوں جواب دیتا ھے : 'میں سوویت سرکار کا ھر حکم بجا لارھا ھوں - بوائی کا رقبہ بڑھا رھا ھوں - اور کام کرنےوالے بھی قانون کے مطابق ھی رکھتا ھوں کیونکہ میری بیوی بیمار رہتی ھے - میں کچھ بھی نہیں تھا - اب میرے پاس سب کچھ ھے - اسی کےلئے میں لڑا تھا - اور سوویت اقتدار کا دار و مدار تمھارے اوپر نہیں ھے - میں اپنے ھاتھ

میں ایسی جنگ چھڑی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھنا بھی عذاب ہو گیا - ادھر زرا بھی شراب گلے سے اتری اور ادھر دونوں کی جنگ چھڑی - اور یہ قصہ کوئی پانچ سال چلتا رہا - اس کے بعد ایک موت ہوئی - پڑوسی کا بیٹا کھلیان میں مردہ پایا گیا - کسی نے اس کے سینے میں کئی جگہ سہ‌شاخہ اتار دیا تھا - اور میں نے بھانپتے بھانپتے بھانپ لیا کہ یہ کام میرے بھائیوں کا تھا - چھان‌بین ہوئی لیکن قاتل کا پتہ نہ چلا - سرکاری طور پر بیان دے دیا گیا کہ وہ پی پلا کر جھگڑے میں مارا گیا - اس کے بعد میں اپنے باپ کے گھر سے نکل گیا اور کھیت مزدور بن گیا - پھر لڑائی پر چلا گیا - محاذ پر کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ہم زمین پر پڑے ہیں اور جرمن گولے برسا رہے ہیں - زمین دھواں دھواں ہے- چاروں طرف - اپنے آپ خیال آرہا ہے : کس کےلئے، ہاں کس کی ملکیت کو بچانے کےلئے میں اس جہنم میں جھلس رہا ہوں؟ گولہ‌باری ایسی کہ جی چاہتا کہ کاش، میں سمٹ کر ایک کیل بن‌جاؤں اور زمین میں دھنس جاؤں - سر چھپاؤں - بھیانک، کتنا بھیانک تھا یہ سب کچھ! گیس کا ایک جھونکا آیا اور مجھ میں اپنا زہر بسا گیا - اب جو میں اٹھا اور چند قدم پہاڑی پر چلا تو ہانپنے لگا- سارا خون لگا کہ سر میں چڑھا جا رہا ہے—نہ جانے کبھی اس پہاڑی سے اتر بھی سکوں‌گا یا نہیں! سمجھدار لوگوں نے مجھے محاذ ہی پر جو تھوڑا بہت بتایا تھا، اس سے میں بالشویک ہو گیا اور خانہ‌جنگی میں، پاجی دشمنوں کو خوب خوب کاٹا - بڑی بےدردی سے - کاستورنایا میں مجھے گولے سے صدمہ پہنچا اور مجھے دورے پڑنے لگے - لیکن اب یہ تمغہ...،، ناگولنوف نے اپنا بڑا سا ہاتھ تمغے پر رکھا اور اس کی آواز میں ایک عجیب قسم کی گرمی پیدا ہو گئی - ''یہ میرے دل کو فوراً گرما دیتا ہے- مجھے لگتا ہے جیسے میں خانہ‌جنگی کے زمانے میں واپس آگیا ہوں - پیارے کامریڈ - لگتا ہے محاذ پر واپس پہنچ گیا ہوں - ہمیں اپنے قدم جمانے ہوں‌گے اور ہر شخص کو پنچائتی فارم میں ترغیب دیکر لانا پڑےگا - عالمی انقلاب سے قریب لانا پڑےگا - ،،

''کیا تم تیت بورودین کو اچھی طرح جانتے ہو؟،، داویدوف نے ساتھ چلتے ہوئے کچھ سوچکر پوچھا -

''ہاں - بےشک - ہم پرانے یار تھے - لیکن پھر بچھڑ گئے کیونکہ وہ ملکیت پر جان دیتا تھا - ۱۹۲۰ء میں، وہ اور میں، دونوں

جھجکتے ہوئے ایک ایک کرکے ھاتھ اٹھنا شروع ہوئے۔ لیکن آخر میں سب ھی ھاتھ اوپر اٹھ گئے۔

میٹنگ کے بعد ناگولنوف نے داویدوف کو رات اپنے یہاں بتانے کی دعوت دی۔

''کل ہم تمہارے رھنے کےلئے جگہ ڈھونڈ لیں گے،، اس نے گاؤں سوویت کے اندھیرے گلیارے میں راستہ ٹٹولتے ہوئے کہا۔

دونوں سخت برف پر ساتھ ساتھ چل رھے تھے۔ ناگولنوف نے کوٹ کے بٹن کھول دئے اور دھیمی آواز میں باتیں کرنے لگا:

''کامریڈ مزدور، آج میں کھل کر سانس لے سکتا ھوں کیونکہ میں نے سن لیا ھے کہ ھم ساری ملکیت پنچائتی فارم میں شامل کر رھے ھیں۔ مجھے لڑکپن ھی سے جائداد اور ملکیت سے چڑ رھی ھے۔ یہی ھے تمام برائیوں کی جڑ۔ ھمارے لائق ساتھیوں، مارکس اور اینگلس نے ٹھیک کہا تھا۔ سوویت اقتدار تک میں ھوتا یہ ھے کہ لوگ ایک دوسرے کو ڈھکیلتے ھیں اور لڑتے ھیں، ناند کے پاس کھڑے سوروں کی طرح۔ اور یہ سب اسی چھوت کی بیماری کا نتیجہ ھے۔ اور پہلے، پرانی سرکار کے وقت کیا ھوتا تھا! سوچ کر رونگٹے کھڑے ھوجاتے ھیں۔ میرا باپ کھاتا پیتا کزاک تھا۔ اس کے پاس بیلوں کی چار جوڑیاں تھیں۔ پانچ گھوڑے تھے۔ ھم بہت بڑی زمین پر کاشت کرتے تھے۔ ڈیڑھ سو ایکڑ، دو سو ایکڑ، ڈھائی سو ایکڑ۔ ھمارا خاندان بڑا تھا اور ھم سب کام کرتے تھے۔ اپنے ھاتھ سے۔ میرے تین بھائی شادی‌شدہ تھے۔ اور مجھے ایک واقعہ یاد آتا ھے جس نے مجھے ملکیت کا قطعی مخالف بنا دیا۔ ایک دن ھمارے پڑوسیوں کی سورنی ھمارے باغیچے میں گھس گئی اور اس نے آلو کی دو تین کیاریاں برباد کر دیں۔ ماں نے اسے دیکھا اور کھولتے پانی کی بالٹی بھرکر مجھ سے بولیں: 'ماکار، ذرا اس کو بھگاؤ۔ میں پھاٹک پر کھڑی ھوتی ھوں۔' میں اس وقت صرف بارہ برس کا تھا۔ جھٹ سورنی کو دوڑا دیا۔ ماں لپکی اور اس نے سارا کھولتا پانی اس پر انڈیل دیا۔ چھالے ابل پڑے، اس کے جسم سے دھواں سا اٹھنے لگا۔ بعد میں سورنی مر گئی۔ اور ھمارے پڑوسی کے دل میں کینہ پلتا رھا۔ ایک ھفتہ بعد ھمارے غلے کے تیئیس ڈھیروں میں آگ بھڑک اٹھی۔ میرے باپ کو معلوم تھا یہ کس کا کام ھے۔ انہیں اتنا تاؤ آیا کہ وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے چل دئے۔ پھر دونوں

سکتا جو ان دنوں کزاک کے لئے ضروری تھی - اس کے باپ نے اس کے لئے صرف دادا کی تلوار چھوڑی تھی جو ایک بوسیدہ گھسے پٹے میان میں رکھی تھی - اندرئی اپنی اس توھین، اس تلخی کو بھی نہ بھلا سکا! گاؤں کی ایک میٹنگ میں بڑے بوڑھوں نے طے کیا کہ سب مل کر اس کا خرچ اٹھائیں اور فوج میں روانہ کر دیں - انھوں نے اس کے لئے ایک سستا لاکھی رنگ کا گھوڑا، ایک زین، دو بڑے اوورکوٹ، دو پتلونیں اور ایک جوڑا جوتے خریدے - ''اندروشا، ھم تجھے لوگوں کے پیسے سے بھیج رہے ھیں - ھماری مہربانی کبھی نہ بھولنا، گاؤں کی ناک نہ کٹنے پائے، زار کی خدمت جی‌جان سے کرنا،، گاؤں کے مکھیا نے اندرئی سے کہا -

لیکن امیر کسانوں کے بیٹے گھوڑدوڑ میں کورولکوفسکی یا پرووالئے کے تیار فوجی گھوڑوں پر ھوا سے باتیں کرتے - ان کی قیمتی زین اور لگام پر چاندی منڈھی ھوتی، ان کی وردیاں جدیدترین فیشن کی ھوتیں - گاؤں کی کونسل نے اندرئی کی زمین لے لی - اور پورے وقت جب اندرئی محاذ پر دوسروں کی دولت کو بچانے کے لئے، دوسروں کی آرام‌دہ زندگی کی حفاظت کے لئے لڑ رھا تھا اس کی زمین لگان پر اٹھائی جا رھی تھی - جرمنوں سے لڑائی کے دوران اسے سینٹ جارج کی تین صلیبیں انعام میں عطا کی گئیں - اس نے صلیبوں کا روپیہ اپنی بیوی اور ماں کو گھر بھیج دیا - اسی روپئے نے اس بڑھیا اور اس کی بہو کو زندہ رکھا - ماں کی آنسوؤں میں ڈوبی ھوئی غم‌زدہ زندگی میں آرام کا یہ جھونکا ذرا دیر سے آیا تھا -

خزاں میں، جب جنگ قریب قریب ختم ھو چکی تھی، اندرئی کی بیوی نے کھلیان میں کام کرکے کچھ روپیہ بچایا اور لمبا سفر طے کرکے اپنے شوھر سے ملنے محاذ پر گئی — وھاں وہ چند دن رھی (دون کزاکوں کا گیارھواں دستہ، جسمیں اندرئی تھا، آرام کر رھا تھا) اور اپنے شوھر کے بازوؤں میں کھو گئی - گرمیوں کی راتیں بجلی کی چمک کی طرح پلک جھپکتے گزر گئیں - لیکن اڑتی ھوئی چڑیا اور عورت کی پیاس بجھانے میں ھی کیا دیر لگتی ھے؟ وہ گھر لوٹی تو اس کی آنکھوں میں ایک نئی چمک تھی اور جب وقت آیا تو اس کی آنکھوں میں نہ تو آنسو تھے اور نہ اس کے ھونٹوں پر چیخ تھی - اس نے چپ‌چاپ، جیسے محض اتفاق سے، کھیتوں میں، ایک بیٹے کو جنم دیا جو ھوبہو اندرئی تھا -

دونیتسکی علاقے میں کولاکوں کی بغاوت کو فرو کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ دو گھوڑسوار دستوں اور کارخاص کے دستوں نے ھلا بولا۔ ان باغیوں میں سے بہت سے گاؤں کے باھر ھی کاٹ ڈالے گئے۔ اس رات تیتوک جھونپڑی میں داخل ھوا تو اس کے ھاتھ میں ایک بنڈل تھا۔ اس نے بنڈل کو جھٹکا دیا اور آٹھ کٹی ھوئی ٹانگیں فرش پر گر پڑیں۔ 'یہ کیا، پاگل تو نہیں ھو گئے تم!'، کوئی چیخا۔ 'لےجاؤ یہ سب، اسی وقت! باھر لےجاؤ!'، لیکن تیتوک نے کہا: 'اب یہ بغاوت نہیں کریں گے۔ کیڑے! لیکن چار جوڑے جوتے غنیمت ھیں۔ میں اپنے پورے خاندان کو کچھ پہننے کو تو دوں گا۔'، اس نے ٹانگیں چولھے کے پاس رکھیں اور ان کے جوتے اتارنے لگا۔ اس نے تلوار سے ان کی سلائیاں کاٹیں اور جوتے اتار لئے۔ پھر وہ ٹانگیں باھر لے گیا اور کھلیان میں دفن کر آیا۔ 'اب میں نے ان کو دفن کر دیا'، اس نے کہا۔ اگر ھمیں اس وقت یہ سب معلوم ھو جاتا تو ھم اس کو وھیں گولی مار دیتے۔ لیکن اس کے ساتھیوں نے کانوں کان خبر نہ ھونے دی۔ اور بعد میں میں نے خود اس سے جرح کی۔ بولا: 'ھاں یہ سچ ھے۔ میں کسی طرح جوتے اتار ھی نہ سکا۔ پالے سے بالکل جکڑے ھوئے تھے۔ اس لئے میں نے ٹانگیں کاٹ لیں۔ تلوار سے۔ میں ٹھہرا موچی۔ اتنے اچھے بوٹ اور یوں مٹی میں مل جائیں۔ یہ مجھ سے دیکھا نہ گیا۔ لیکن اب'، اس نے کہا 'مجھے خود یہ بات ستاتی ھے۔ بعض مرتبہ میں رات کو سوتے سے چونک کر اٹھتا ھوں اور بیوی سے کہتا ھوں: 'مجھے دیوار کے پاس سونے دو کیونکہ مجھے چارپائی کے دوسرے کنارے پر سوتے ڈر لگتا ھے۔'، لو ھم پہنچ گئے گھر۔"، ناگولنوف نے صحن میں داخل ھوکر دروازے کا کھٹکا کھولا۔

پانچواں باب

اندرئی رازمیوتنوف کو ۱۹۱۳ء میں فوجی خدمات کےلئے روانہ کیا گیا تھا۔ ان دنوں کی ریت کے مطابق اس کو چاھئے یہ تھا کہ وہ اپنے ھی گھوڑے پر بیٹھ کر ڈیوٹی کے لئے جائے۔ لیکن گھوڑا تو گھوڑا، اس کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ وہ اپنے لئے وردی خرید

چھڑتی هوئی تھی - جنرل گوسلشچیکوف کی توپوں کی گھٹی گھٹی سی دھمک سنائی دے رهی تھی - شام کے سائے پھیل چلے تھے - اندرئی گھوڑا دوڑاتا هوا گاؤں میں داخل هوا - گھوڑے کے منھه سے جھاگ بہه رها تھا - آج تک اس کو وہ دن یاد ھے- ایک ذرا آنکھیں بند کیں اور یادوں کے دروازے کھل گئے - پھاٹک چرچراتا ھے- اندرئی هانپتا هوا اپنے گھوڑے کو صحن کے اندر لے جاتا ھے جو تھکن سے لڑکھڑا رها ھے- اس کی ماں ننگے سر دوڑ کر جھونپڑے کے باھر آ جاتی ھے اور اس کی آہ و بکا اندرئی کے دل کو چھلنی کر دیتی ھے!

''هائے بیٹا، اس کی آنکھیں همیشه کےلئے بند هو گئیں!،،

ایسا لگتا تھا اندرئی کسی اجنبی کے آنگن میں آیا تھا - اس نے گھوڑے کی لگام برساتی میں باندھی اور جھونپڑی میں داخل هوا - اس کی آنکھیں دھنسی هوئی تھیں جیسے کسی مردے کی هوں - اس نے خالی خالی آنکھوں سے، ویران کمرے کا، خالی پالنے کا جائزہ لیا -

''بچه کہاں ھے؟،،

ماں نے چہرہ لبادے میں چھپا لیا اور بےچینی سے سر هلانے لگی، سر کے ساتھ ساتھ چھدرے بالوں کی لٹیں بھی هل رهی تھیں -

''میں تمهارے ننھے کبوتر کو بھی نه بچا سکی! ایودوکیا کے بعد، اگلے هفتے — اس کو لال بخار آگیا تھا - ،، مشکل سے اس کو یه جواب ملا -

''رونا چیخنا بند کرو - اگر میں، کاش... کاش میں آنسو بہا سکتا! ایودوکیا پر کس نے هاتھ ڈالا؟،،

''انیکئی دیویاتکین نے اس کو غله گاھنےوالی زمین پر پٹکا- اس نے کوڑے مار مار کر مجھے بھگا دیا... اوروں کو اندر بلایا —اس نے اپنی تلوار کی میان سے اس کو پیٹ پیٹ کر ادھ موا کر دیا - پورا جسم نیل سے بھر گیا تھا - صرف اس کی آنکھیں...،،

'' وہ یہیں ھے آج کل؟ ''

''نہیں جب سب پیچھے هٹے تو وہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا - ،،

''اس کے خاندان کا کوئی گھر پر ھے؟،،

''اس کی بیوی اور بوڑھا باپ - اندروشا! ان کو سزا مت دینا! وہ دوسروں کے گناہ کے لئے جوابدہ نہیں هیں - ،،

''تم! تم کہه رهی هو یه مجھ سے!،،

۱۹۱۸ء میں اندرئی گریمیاچی لوگ لوٹا۔ اس کے پاس وقت بہت کم تھا۔ وہ زیادہ دیر گاؤں میں نہیں رک سکتا تھا۔ اس نے کھلیان میں شہتیروں وغیرہ کی مرمت کی، چار پانچ ایکڑ پر جتائی کی اور پھر پورا دن اپنے ننھے بچے کے ساتھ گزارا۔ اس نے بیٹے کو اپنی گردن پر بٹھایا جو سپاھیانہ باس سے خوب بسی ھوئی تھی، وہ اس کے ساتھ کمرے میں دوڑا، قہقہے لگائے، لیکن اسکی روشن، بلکہ برھم سی آنکھوں کے کونوں میں بیوی کو آنسو نظر آئے۔ وہ زرد پڑ گئی۔ ''کیا تم واپس جا رہے ھو اندروشا؟''

''ھاں۔ کل۔ میرے لئے راستے میں کھانے کو کچھ دے دینا۔''

اگلے دن صبح ھی صبح ماکار ناگولنوف، لیوبیشکین، تیت بورودین اور آٹھ دوسرے کزاک، جو محاذ سے آئے تھے، اندرئی کے گھر کے سامنے جمع ھوئے۔ گل‌دار گھوڑے، جن پر زین کسا ھوا تھا، اپنے سواروں کو لے کر پون چکی کے آگے غائب ھوگئے۔ ان کی ٹاپوں سے دیر تک بہار کی گرد اٹھتی رھی اور سڑک پر ستونوں کی طرح ناچتی رھی۔

اس دن کالے گراؤس اور جنگلی بطخوں کے جھنڈ بڑی خاموشی سے گریمیاچی لوگ، چشمے کے پانی اور استیپ کے اوپر، نیل گگن کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اڑتے چلے گئے، دکھن سے اتر کی طرف، ھوا کی بلندیوں میں بہتے ھوئے۔ تیزرفتار۔

کامینسکایا میں اندرئی کو اس کے ساتھیوں نے پیچھے چھوڑ دیا۔ وروشیلوف کے ایک یونٹ کے ساتھ وہ مروزوفسکایا کی طرف تساریتسین کے رخ آگے بڑھا۔ ماکار ناگولنوف، لیوبیشکین اور باقی لوگ وورونیژ پہنچ گئے۔ اور تین مہینے بعد، جب اندرئی دستی بم کے ایک ٹکڑے سے زخمی ھوکر کریوایا موزگا کے جنگی ھسپتال میں پڑا ھوا تھا تو اس کی ملاقات اتفاقیہ طور پر اپنے گاؤں کے ایک ایسے آدمی سے ھوئی جس نے بتایا کہ اندرئی کے سرخ فوج میں شامل ھونے کا بدلہ سفید گارڈوں نے اس کی بیوی سے لیا اور اس سے خوب کھل کھیلے۔ یہ سارا قصہ پورے گاؤں کو معلوم ھوگیا اور ایودوکیا یہ ھتک برداشت نہ کر سکی اور اس نے اپنے ھاتھوں اپنا کام تمام کر لیا۔

... اس دن بڑا پالا کٹ رھا تھا۔ دسمبر کا چل چلاؤ تھا۔ گریمیاچی لوگ میں مکانوں، باڑوں، گوداموں اور درختوں غرض ھر چیز پر پالے نے جھالریں سی سجا دی تھیں۔ دور، پہاڑ کے پیچھے جنگ

اندرئی نے بڈھے کی سفید داڑھی بائیں ہاتھ سے پکڑ لی، ٹھوکر سے دروازہ کھولا اور اسے گھسیٹ کر زینے سے باھر لے آیا۔

بڑھیا چولھے کے پاس چکرا کر گر گئی، لیکن اس کی بہو — انیکئی کی بیوی — نے چھہ بچوں کو سمیٹا اور روتی ھوئی باھر نکل پڑی، برساتی میں۔ اندرئی بالکل زرد پڑ گیا تھا، استیپ میں پڑی ھوئی طوفان‌زدہ ھڈی کی طرح۔ اس نے کندھے پیچھے کی طرف جھٹکے اور تلوار اٹھائی جو بڈھے کی گردن پر گرنے ھی والی تھی۔ ٹھیک اسی وقت میلے کچیلے چہروں‌والے بچے روتے ھوئے اس کے قدموں میں آن گرے۔

''سب کو مار ڈالو! یہ سب انیکئی کے پلے ھیں! مجھے بھی مار ڈالو!،، انیکئی کی بیوی چیختی ھوئی اندرئی کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے خشک، مرجھائے ھوئے پستان، بلاؤز کے کھلے گریبان سے لٹکتے نظر آ رھے تھے۔

بچے اندرئی کے پیروں پر لڑھک رھے تھے...

وہ لڑکھڑا کر پیچھے ھٹا، اس نے نہایت وحشت سے چاروں طرف دیکھا، تلوار میان میں ڈالی اور لڑکھڑاتا ھوا گھوڑے کی طرف بھاگا۔ بڈھا خوشی سے رونے لگا۔ وہ اندرئی کے پیچھے پیچھے پھاٹک کی طرف بھاگا اور اس کی رکابوں کو چومنے کی کوشش کی۔ لیکن اندرئی نے گھن کے ساتھ اپنے پیر سے اس کو ٹھکرا دیا اور پھنسی ھوئی آواز میں چلایا: ''تم خوش‌نصیب تھے۔ یہ بچے!،،

گھر پر وہ تین دن تک گھر کی کشید کی ھوئی شراب پیتا رھا۔ نشے میں دھت شرابی کی طرح روتا رھا، اگلی رات کو اس نے کھلیان کو آگ لگا دی جہاں ایودوکیا پھندے میں جھول گئی تھی اور چوتھے دن، جب اس کے سوجے ھوئے چہرے پر ایک عجیب سا بھیانک‌پن چھایا ھوا تھا، اس نے چپکے سے اپنی ماں کو خدا حافظ کہا اور جب ماں نے اپنا بیٹے کا سر اپنے سینے سے لگایا تو پہلی بار اس نے دیکھا کہ اس کے بیٹے کی لٹوں میں سفید تار جھلملانے لگے ھیں۔

دو سال بعد اندرئی پولش محاذ سے گریمیاچی لوٹا۔ ایک سال تک وہ دون کے بالائی علاقے میں غلہ وصول کرنےوالے دستے کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتا رھا۔ پھر وہ کھیتی‌باڑی کے کام میں لگ گیا۔ اس کی ماں نے صلاح دی شادی کرلو۔ اس کا جواب تھا خاموشی۔ لیکن ایک دن اس کی ماں نے بہت زیادہ اصرار کیا:

اندرئی کا چہرہ سیاہ پڑ گیا - اور اس کی سانس گھٹنے لگی - اس نے اپنا بڑا کوٹ اتار پھینکا - پھر اندر کا وردی کا کوٹ اور قمیص کا کالر بھی - اس نے لوہے کے پانی کے برتن پر ننگی پسلیاں دبائیں، پانی پیا اور لوہے کے کنارے پر دانت گاڑ دئیے - پھر وہ اٹھا اور آنکھیں اٹھائے بغیر پوچھا :

''ماں، اس نے مرنے سے پہلے میرے لئے کچھ کہا تھا؟،،

اس کی ماں نے کونے میں مریم کی شبیہہ کے پیچھے سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جو پیلا پڑ گیا تھا - اور اندرئی کو ایسا لگا کہ وہ اپنی مردہ بیوی کی آواز سن رہا ہے۔ ''اندروشا! میرے پیارے! ملعونوں نے مجھے ناپاک کردیا، وہ مجھ سے کھیلے، مجھ سے اور تمہارے لئے میری محبت سے - میں اب تم کو بھی نہیں دیکھوں گی - اور نہ اس دنیا کو - میرا ضمیر مجھے اس گندے مرض کے ساتھ جینے نہ دیگا - میرے اندروشا، میرے محبوب پھول! میں رات کو سو نہیں سکتی - تکیہ میرے آنسوؤں سے بھیگ جاتا ہے۔ مجھے اپنی تمہاری محبت یاد آتی ہے۔ یہ محبت اس دنیا میں بھی یاد آئےگی - مجھے بس ایک ھی غم ہے — اپنے ننھے کا اور تمہارا — ہائے ہماری محبت بھری زندگی ایک ساتھ چند دن بیتی - تم کسی اور کو لےآنا، گھر اپنا بسالینا - خدا کرے وہ ہمارے ننھے کا خیال کرے - تم بھی اس کا خیال رکھنا - میرے ننھے یتیم کا - ماں سے کہنا میرے اسکرٹ اور شالیں اور بلاؤز میری بہن کو دے دیں - وہ دلہن ہے۔ اس کو ان کپڑوں کی ضرورت ہوگی ...،،

اندرئی گھوڑے پر بیٹھا اور گھوڑا دوڑاتا ہوا دیویاتکین کے گھر کی طرف نکل گیا - بےتحاشا - گھوڑے سے اترکر اس نے تلوار میان سے کھینچ لی اور تیزی سے زینے پر چڑھا - اندرئی پر نظر پڑتے ھی انیکئی دیویاتکین کے باپ نے — جو درازقد تھا اور جس کے بال سفید تھے — سینے پر صلیب کا نشان بنایا اور پاک شبیہوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دئیے -

''اندرئی استپانچ!،، اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کہہ‌سکا، پھر اندرئی کے قدموں پر جھک گیا - اور پھر اس نے اپنی گلابی رنگ کی گنجی چندیا فرش سے نہیں اٹھائی -

''تمہارے بیٹے کے کرتوتوں کا حساب میں تم سے چکاؤں گا ،-

4*

میں سارا گیا تھا۔ اس سال خزاں میں وہ چالیس کی ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے گدرائے ہوئے جسم اور سنولائے ہوئے رنگ میں استیپ کا کومل حسن اب بھی برقرار تھا۔

اکتوبر میں اندرئی نے اس کی چھت پر سینٹھا بچھایا۔ شام کا دھندلکا پھیلنے لگا تھا کہ عورت نے اس کو نیچے جھونپڑے میں پکارا۔ سلیقے سے میز لگائی۔ اس کے آگے بورش (کرم کلے کا سوپ) کا پیالہ رکھا، اس کے گھٹنوں پر ایک سفید کپڑا پھیلایا اور خود میز کی دوسری طرف بیٹھی اور ھاتھ پر اپنے تیز اور بھرے ہوئے رخسار کو ٹکا دیا۔ اندرئی نے کنکھیوں سے اس کے مغرور سر کو دیکھا جس پر سیاہ بالوں کا جوڑا چمک رہا تھا۔ اس کے بال گھنے تھے اور گھوڑے کی ایال کی طرح کھردرے معلوم ھوتے تھے لیکن چھوٹے چھوٹے کانوں کے گرد بچوں کے بالوں کی طرح کچھ الجھ سے گئے تھے۔ سارینا نے نگاہ اٹھا کر، کچھ ترچھی نظر سے، اندرئی کو دیکھا۔

''اور؟،، اس نے پوچھا۔

''ھاں، ھاں، ضرور!،، اندرئی نے سنہری سونچھوں پر ھاتھ پھیر کر کہا۔

وہ بورش پینے ھی والا تھا۔ سارینا پھر اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی اور امید بھری مگر محتاط نظر سے اسے دیکھ رھی تھی کہ اچانک اندرئی کو اس کی سڈول گردن میں ایک نیلی رگ دھڑکتی ہوئی دکھائی دی۔ اور اس نے کچھ گھبرا کر چمچہ واپس رکھ دیا۔

''کیوں، کیا ھوا؟،، اس کی بھویں سوالیہ انداز میں چڑھ گئیں۔

''شکریہ۔ بس۔ میں کل صبح آؤں گا۔ چھت پوری کر دوں گا۔،،

سارینا میز کے گرد چکر کاٹ کر آئی۔ آھستہ آھستہ اس کے ھونٹ پھیلے، اس کے مضبوط اور موتیوں کی طرح جڑے ہوئے دانت جھلکے، وہ مسکرائی۔ اس نے اپنے بڑے، بھرپور، نرم سینے اندرئی کے شانے پر دبائے اور سرگوشیوں میں پوچھا: ''اور جو رات کے رات یہیں رہ جاؤ؟،،

''ھوں۔ رہ سکتا ھوں۔،، اندرئی اپنی گھبراھٹ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکا۔

اور سارینا نے اس کی حماقت کا انتقام لینے کے لئے بھرپور جسم اس پر جھکا دیا۔

''شادی کرلے، اندروشا! اب مجھ سے برتن اٹھائے نہیں اٹھتے — لڑکی تم سے لپک کر شادی کریگی۔ کس کے یہاں پیغام بھیجیں۔ ''

''ماں، نہیں کرونگا شادی، مجھے مجبور نہ کرو۔ ''

''شادی کرلے، اندروشا! دیکھ تو۔ بالوں میں ابھی سے پالے کا رنگ جھلکنے لگا ہے۔ کب فیصلہ کرےگا؟ اس وقت فیصلہ کریگا جب سارے بال برف بن جائیں گے؟ تجھے اپنی ماں کا ذرا دھیان نہیں! میں نے کیسے کیسے خواب دیکھے تھے۔ سوچتی تھی پوتے پوتیوں کو کھلاؤں گی۔ میں نے دونوں بکروں سے کافی اون اکٹھا کر لیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ بچوں کے لئے موزے بنوں گی۔ اب میرا وہ وقت ہے جب بچوں کو نہلاتی دھلاتی — یہی تو کام رہ گیا ہے اپنا۔ اس عمر میں گائے کا دودھ دوہنا میرے بس کا روگ نہیں۔ پر دوہتی ہوں۔ انگلیاں بھی میرا کہنا نہیں مانتیں۔ نہ جانے تم کس پر پڑے ہو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ سچ! وہاں بیٹھے منہہ پھلائے پھنک رہے ہو بیل کی طرح۔ منہہ سے کچھ پھوٹتے کیوں نہیں! شیطان! ''

اندرئی نے ٹوپی اٹھائی اور خاموش باہر نکل گیا۔ لیکن بڑھیا اس کو آسانی سے چھوڑنے والی نہ تھی۔ وہ ہمیشہ پڑوسیوں سے باتیں کرتی رہتی، سرگوشیاں کرتی رہتی، ان سے صلاح کرتی رہتی۔

''ایودوکیا کے بعد میں کسی کو گھر میں نہیں رکھ سکتا''

اندرئی اپنی ضد پر اڑا رہا۔

اور اس کی ماں کا غصہ سارا کا سارا اپنی مری ہوئی بہو پر ابل پڑا۔

''اس سانپ نے اس پر جادو کردیا۔ '' وہ دوسری بوڑھی عورتوں سے چوپال میں ملاقات کے وقت یا جب وہ سب شام کو صحن میں جمع ہوتیں تو برس پڑتی۔ ''گئی اور جا کر پھندے میں لٹک گئی۔ اور اب اس کی زندگی کے پیچھے پڑی ہے۔ وہ کسی اور کو گھر میں بٹھانے کو تیار نہیں۔ لیکن میرا کیا ہوگا؟ او میرے اللہ، میرے اللہ! میں دوسروں کے پوتے پوتیوں کو ہمکتے دیکھتی ہوں اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں۔ دوسری بوڑھی عورتوں کو بڑھاپے میں سکھ چین نصیب ہوگا اور یہاں میں ہوں، اکیلی، بل میں بند گلہری۔ ''

اسی سال اندرئی مارینا کے ساتھ رہنے لگا۔ وہ گھوڑ سوار سرجنٹ میخائیل پویارکوف کی بیوہ تھی جو زارشاہی فوج میں تھا۔ وہ نوواچرکاسک

کی کوشش کی۔ اور وہ نکل بھی جاتا ۔ لیکن اس کے گھوڑے کی ٹانگ ایک گڈھے میں پھنسی اور وہ اس طرح گرا کہ اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ۔ اور اس طرح اس بہادر سرجنٹ کا کام تمام ھوا ۔

اس کی کہانی کو یاد کرکے اندرئی کے ھونٹوں پر مسکراھٹ کھیلنے لگی۔ مارینا لیٹ گئی، اس کی سانس تیز چل رھی تھی، وہ کھسک کر اندرئی کے قریب آ گئی ۔

آدھے گھنٹے بعد، اس گفتگو کا رخ پھر ادھر ھی مڑ گیا ۔ اور اس نے سرگوشی میں کہا : ''میں میشا سے محبت کرتی تھی اس لئے کہ وہ بڑا بہادر تھا، لیکن تم سے... تم کو بس یوں ھی ۔ '' اور اس نے اپنا گرم کان اندرئی کے سینے پر دبایا ۔ اور مدھم مدھم روشنی میں اسے لگا کہ مارینا کی آنکھوں میں بغاوت کی روشنی سی جھلملا رھی ھے۔ ایک ایسی چمک جو بےچین جوان گھوڑے کی آنکھوں میں ھوتی ھے ۔

پو پھٹنے سے پہلے اس نے پوچھا :

''تو کل آؤ گے چھت کا کام ختم کرنے؟''

''بےشک ۔ نہیں تو اور کیا؟'' اندرئی نے ذرا حیرانی سے کہا ۔

''مت پریشان ھو ۔''

''کیوں؟''

''تو کیا تم اپنے آپ کو چھت‌چھانے کا کاریگر سمجھتے ھو؟ بڈھا شوکار بھی تم سے بہتر کر لیتا ھے یہ کام ۔ '' اور وہ زور سے ھنسی ۔ ''میں نے جان بوجھ کر تم سے کہا تھا! ورنہ تم یہاں آتے کیسے؟ اب اس چھت پر مجھے ذرا زیادہ خرچ کرنا پڑے گا ۔ چھت تو بہرحال دوبارہ بنوانی پڑے گی ۔ ''

دو دن بعد دادا شوکار نے چھت کی مرمت دوبارہ کر دی لیکن پورے وقت مالکن کے سامنے بڑبڑاتا رھا کہ اندرئی نے چھت کا ستیاناس کر دیا ۔

اس کے بعد اندرئی ھر رات مارینا کے گھر گزارنے لگا ۔ اس عورت کی محبت، جو اس سے دس سال بڑی تھی، اسے بڑی میٹھی لگ رھی تھی ۔ جاڑے کے جنگلی سیب کی مٹھاس جیسی جس میں پہلے پالے نے بڑی تیزی پیدا کر دی ھو ۔

دونوں کی بڑھتی ھوئی محبت کی پینگوں کا راز پورے گاؤں پر فاش ھو گیا ۔ اور کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ۔ اندرئی کی ماں

''شکریہ حضور ۔ آپ بڑے مہربان ہیں! بڑا رحم کھایا آپ نے اس غریب بیوہ پر ۔ اور میں، گنہ گار ، ڈر رہی تھی کہ کہیں آپ انکار نہ کر دیں ۔ ،،

اس نے پھونک سے چراغ بجھا دیا ۔ اندھیرے میں بستر بنایا ۔ سامنے کے دروازے کا کھٹکا لگایا اور حقارت کے ساتھ اور قدرے اکتاہٹ کے ساتھ بولی :

''تم میں ذرا سی گڑبڑ ہے، کزاک کی تو بس تم میں کہیں بوندی ہوگی۔ تم کو کس روسی ٹھٹھیرے نے گڑھا ہے۔ ،،

''مطلب؟،، اندرئی نے ذرا چٹخ کر پوچھا ۔ جوتے اتارتے ہوئے اسکے ہاتھ وہیں رک گئے ۔

''تم بہت سے دوسروں کی طرح ہو ۔ آنکھوں سے تو بڑے جیالے لگتے ہو ۔ لیکن عورت سے ڈرتے ہو ۔ ویسے سنا ہے لڑائی میں بہت تمغے جیتے ہیں تم نے!،، اس کی آواز بہت صاف نہ تھی کیونکہ منہہ میں بالوں کے کانٹے دبا رکھے تھے ۔ یہ کہتے ہوئے اس نے بال جھٹک کر کندھوں پر پھیلا دئے ۔ ''میرا میشا ۔ وہ یاد ہے تمہیں؟ اس کا قد مجھ سے کم تھا ۔ اور میں اس پر جان دیتی تھی ۔ جانتے ہو کیوں —؟ اس کی جیوٹ کی وجہ سے ۔ سرائے میں سب سے کڑیل آدمی کے خلاف تن جائے گا، چاہے اس کی ناک لھولہان ہی کیوں نہ ہو جائے، چاہے پٹ پٹا کے ادھموا ہی کیوں نہ ہوجائے ۔ کون جانے اسی وجہ سے مارا گیا ۔ وہ جانتا تھا میں اس کی اسی ادا پر جان دیتی ہوں...،، بات کرتے کرتے اس کے لہجے میں فخر کا رنگ جھلکنے لگا ۔

اندرئی کو وہ سب کہانیاں یاد تھیں جو اس نے اپنے گاؤں کے ان کزاکوں سے سنی تھیں جو مارینا کے شوہر والے دستے میں تھے ۔ انہوں نے اس کی موت کا تماشا دیکھا تھا ۔ وہ اپنی فوج کے کھوجیا بازو میں تھا ۔ اس کا گروہ ان سرخ سپاہیوں کے اس دستے سے جا ٹکرایا جو اس کے گروہ کا دگنا تھا ۔ سرخ فوج کے آدمیوں نے ہلکی مشین گنوں سے انہیں بھون کر رکھ دیا ۔ چار کزاکوں کو گھوڑوں سے اتار کر گرفتار کرلیا اور میخائیل پویارکوف کو دوسروں سے الگ کرکے پکڑنے کی کوشش کی۔ اس نے گھوڑے کو بھگاتے ہوئے اپنے تین پیچھا کرنے والوں کو گولیوں سے ڈھیر کر دیا ۔ وہ اپنی رجمنٹ کا بہترین گھوڑسوار تھا ۔ اس نے بڑی چابکدستی سے جھکائی دے کر بھاگ نکلنے

اندرئی کا دل موهنے کےلئے سارے جتن کرتی۔ پھر ایسا هوا که اس کے دل میں طوفان کی طرح ایک خوف نے سر اٹھایا، خوف اور رشک نے۔ کہیں اندرئی اس سے چھن نه جائے۔ اس نے میٹنگوں میں جانا شروع کیا۔ دیکھنا صرف یه تھا که کہیں وه دوسری عورتوں پر تو ڈورے نہیں ڈال رها ھے۔ کون جانے کسی پر اس کی نگاه پڑ گئی هو؟ شروع شروع میں اندرئی کو اس غیرمتوقع حفاظت پر بڑی الجھن هوتی اور وه مارینا کو برا بھلا کہتا اور کئی بار مارا پیٹا بھی۔ لیکن رفته رفته اس کا عادی هو گیا۔ بلکه اس سے اس کی مردانه خودپرستی کی تسکین هوتی۔ محبت کے جوش میں مارینا نے اپنے شوهر کے تمام کپڑے اندرئی کو دے دئیے۔ اور اندرئی، جو پہلے هوا بنا بھٹکتا پھرتا تھا، نہایت بےشرمی سے وارث بن بیٹھا اور پورے گریمیاچی میں سرجنٹ کے کوٹ اور پتلونوں میں بڑے ٹھاٹھه سے اکڑتا پھرتا۔ آستینیں اور کالر بہت تنگ تھے۔ مگر بلا سے۔

وه اپنی جان جہاں کے فارم کی دیکھ بھال کرتا اور جب شکار پر جاتا تو اس کےلئے خرگوش یا تیتر مار لاتا۔ لیکن مارینا نے کبھی اپنی طاقت کا فائده نہیں اٹھایا۔ وه اندرئی کی ماں کو اس کے حصے سے محروم نه کرتی حالانکه اندر اندر اس کے دل میں ماں کے خلاف لاوا سا پکتا رهتا تھا۔

وه خود بھی فارم کی دیکھ ریکھ میں کچھ کم نه تھی۔ وه بڑے مزے میں کسی مرد کی مدد کے بغیر بھی کام چلا سکتی تھی۔ نه جانے کتنی بار رازمیوتنوف اکثر دیکھتا تھا که وه کھڑے کھڑے گیہوں کے تین تین پوڈ* کی گانٹھیں دوشاخے پر اٹھاکر پھینک دیتی ھے۔ یه دیکھ کر اس کا دل خوشی سے بھر جاتا تھا۔ یا کبھی کبھی وه دیکھتا که فصل کاٹنےوالی مشین پر بیٹھی مارینا بھاری بالیوںوالی جو کے ڈھیر لگا دیتی۔ اس میں بڑی مردانه چستی اور طاقت تھی۔ وه بالکل مردوں کی طرح گھوڑے پر زین کس لیتی تھی۔ وه اپنے پیر پٹے کے کنارے پر جماتی اور دو جھٹکے میں اس کو کس‌کے رکھ دیتی۔

وقت کے ساتھ ساتھ مارینا کےلئے اس کے دل میں جذبات زیاده گہرے هوتے چلے گئے۔ کبھی کبھار اس کی اپنی پہلی بیوی یاد آتی لیکن اب

---

* ایک پوڈ ۱٦ کلوگرام کے برابر ھے۔

روئی پیٹی اور پڑوسیوں سے گلے شکوے بھی کئے ۔ ''آنکھ کا پانی مر گیا ہے۔ کیسی بڑھیا سے جا کر پھنسا ہے؟،، لیکن جلد ھی اس نے سپر ڈال دی اور دکھڑا رونا چھوڑ دیا ۔ پڑوس میں ایک لڑکی نیورکا رھتی تھی، اس سے ایک زمانے میں کبھی کبھار اندرئی چھیڑ چھاڑ کر کے خوش ھوا کرتا تھا ۔ نیورکا اب اس سے کترانے لگی تھی ۔ لیکن ایک دن جنگل میں دونوں کا سامنا ھو گیا — جنگل میں جہاں لکڑی کاٹی جا رھی تھی ۔ نیورکا کا رنگ اڑ گیا ۔

''اچھا تو ایک بڑھیا نے زین کس دی تم پر ؟،، اس نے مسکراتے ھوئے کہا ۔ اس کے ھونٹ تھرتھرا رھے تھے ۔ اس نے اپنی آنکھوں میں چمکتے ھوئے آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش بھی نہیں کی ۔

''اتنے زور سے کہ سانس بھی نہیں لے سکتا ۔ ،، اندرئی نے اس کو مذاق میں ٹالنے کی کوشش کی ۔

''کوئی اس سے کم عمر کی نہیں ملی کیا؟،، نیورکا نے منہہ پھیرتے ھوئے پوچھا ۔

''لیکن ذرا مجھے بھی تو دیکھو،، اندرئی نے ٹوپی اتار کر اپنے سفید بال دکھائے ۔

''اور میں زمانےبھر کی نادان، تمہارے ان سفید بالوں پر جان دیتی ھوں ۔ اچھا، خدا حافظ!،، اور وہ سر جھٹکتے ھوئے باھر چلی گئی ۔

ساکار ناگولنوف نے کہا : ''میں اس کے حق میں نہیں ھوں، اندرئی! وہ تمہیں سرجنٹ بنادےگی اور ایک چھوٹی سی ملکیت کا مالک بھی ۔ خیر، چھوڑو ! دیکھتے نہیں میں مذاق کر رھا ھوں؟،،

''تم قاعدے سے اس سے شادی کرلو،، اس کی ماں نے ایک بار دریادلی سے کام لیتے ھوئے اس کو اجازت دے دی ۔ ''جاؤ، اس کو میری بہو بنا لو ۔ ،،

''نہیں یہ بیکار ھے،، اندرئی نے کتراتے ھوئے کہا ۔

مارینا نے عمر کے بیس سال جیسے اپنے کندھوں سے اتار پھینکے تھے ۔ اپنی ترچھی آنکھوں میں خاموش چمک لئے ھوئے رات کو اندرئی سے ملتی، اس کو مردانہ قوت کے ساتھ گلے لگاتی اور اس کے ابھرے ھوئے مضبوط رخساروں کی دھکتی ھوئی آگ صبح تک ماند نہ پڑتی تھی ۔ وہ ریشمی کپڑے کے ٹکڑوں سے اندرئی کے تمباکو کے بٹوے سیتی، اس کی ایک ایک حرکت پر اس کی آنکھیں بچھی جاتی تھیں، وہ

''کیسی درخواست؟،، مارینا نے پوچھا ۔
''پنچائتی فارم میں شامل ہونے کی ۔ ،،
مارینا کا رنگ فق ہوگیا ۔ اس نے چرخے کو چولھے کی طرف زور سے ڈھکیل دیا ۔
''عقل ماری گئی ہے؟ میں کیوں دوں درخواست؟،،
''مارینا، ہمیں اس کے بارے میں حجت نہیں کرنی چاہئے ۔ تمہیں پنچایت میں شامل ہو جانا چاہئے ۔ وہ کہیں گے : 'ذرا اس کو دیکھو۔ لوگوں کو پنچائتی فارم میں شامل کرتا پھرتا ہے۔ لیکن اپنی مارینا کو اس سے باہر رکھتا ہے۔ ، میرا ضمیر مجھے ڈسیگا ۔ ،،
''میں نہیں ہوتی شامل ۔ چاہے تم جو بھی کہو !،، مارینا بستر کے پاس سے گزری اور اندرئی نے اس کے پسینے میں بھیگے ہوئے جسم کی گزرتی ہوئی خوشبو محسوس کی ۔
''اچھا تو پھر اس ملاقات کو رخصتی سمجھو ۔ ،،
''یہ کیسی دھمکی ہے !،،
''میں دھمکی نہیں دے رہا ہوں ۔ لیکن میں اور کچھ کر بھی نہیں سکتا ۔ ،،
''اچھا تو پھر جاؤ ! اگر میں ان کو اپنی گائے دے دوں، تو پھر میرے پاس کیا رہ جائےگا؟ جب تم یہاں آؤگے کچھ کھانے کو تو مانگوگے ؟،،
''دودھ میں حصہ بٹایا جائےگا ۔ ،،
''ہائے ہائے کیا عورتوں میں بھی حصہ بٹاؤگے؟ کیا تم اس کی دھمکی دے رہے ہو ؟،،
''چاہئے تو یہ کہ میں تمہاری تھوڑی سی مرمت کر دوں ۔ لیکن خیر چھوڑو جی نہیں چاہتا،، اندرئی نے بچے کو فرش پر اتار دیا ۔ ٹوپی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اپنے نرم مفلر کو پھندے کی طرح گردن کے گرد لپیٹ لیا ۔
''ہر ایک سے منت کرو ، ایک ایک سے بھیک مانگو ! کم بخت! مارینا کو دیکھو بھی، وہ کھڑی ہوگئی پھن اٹھا کر ۔ نہ جانے کل عام میٹنگ میں کیا ہوگا؟ اگر ہم نے ان پر زیادہ دباؤ ڈالا تو وہ ہم پر چڑھ دوڑیں گے،، اس نے نہایت شدت کے ساتھ سوچا ۔ اسی طرح سوچ میں ڈوبا ہوا وہ اپنے جھونپڑے میں داخل ہوا ۔ اسے کسی طرح

اس کی یاد اس کے دل میں درد کی وہ کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی ۔ صرف کبھی کبھار، جب انیکئی دیویاتکین کا بڑا بیٹا دکھائی دے جاتا (باپ تو فرانس میں جا بسا تھا) تو اس کا رنگ زرد پڑ جاتا ۔ باپ بیٹے کی شباہت بہت تیکھی تھی ۔

پھر اس کا کام تھا، روٹی کی جدوجہد تھی، روزانہ زندگی کے پھیرے تھے جو رفتہ رفتہ تلخی اور نفرت کے زہر کو نچوڑ نچوڑ کر ٹپکا رہے تھے ۔ درد کی دھار تند ہوتی چلی گئی، جیسے اس کی پیشانی کے زخم کا نشان تھا جس میں کبھی کبھی ہلکی سی ٹیس اٹھتی تھی — یہ ماضی کا تحفہ تھا جو ایک مادیار افسر کی تلوار نے اسے دیا تھا ۔

* * *

میٹنگ کے بعد اندرئی سیدھا مارینا کے گھر گیا ۔ وہ اس کے انتظار میں اون بن رہی تھی ۔ کمرے کی چھت نیچی تھی اور چرخے کی خوابآلود گھنگھناہٹ کمرے میں پھیل رہی تھی ۔ چولھے میں آگ دھک رہی تھی ۔ ایک کھلنڈری شریر بکری کچے فرش پر کھر کھٹکھٹاتی پھر رہی تھی ۔ اور نہایت کھلنڈرے‌پن سے بستر پر چڑھنے کی کوشش کرتی تھی ۔

جھنجھلاہٹ میں رازمیوتنوف نے تیوریاں چڑھا لیں ۔ ''ایک منٹ کو چرخہ بند کرو ۔ نہیں کر سکتیں!،،

مارینا نے چرخے کے پیڈل پر رکھے ہوئے نکیلے سلیپر سے پاؤں کھینچ لیا ۔ اور بڑی مستی سے جسم کو پھیلا دیا، کچھ اس انداز سے کہ اس کی خوبصورت پشت کمان کی طرح تن گئی، جو گھوڑے کے سڈول پٹھے کی طرح چوڑی تھی ۔

''میٹنگ میں کیا ہوا؟،،

''کل ہم کولاکوں کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا کام شروع کر رہے ہیں ۔ ،،

''واقعی؟،،

''آج شام پورا مجمع، تمام غریب لوگ گاؤں پنچائتی فارم میں شامل ہوگئے ۔ ،، اندرئی کوٹ اتارے بنا بستر پر دراز ہو گیا ۔ بکری کے بچے کو اس نے بازوؤں میں اٹھا لیا، جیسے وہ کوئی اون کی گرم گٹھری ہو ۔ ''کل تم بھی درخواست لے کر پہنچ جانا ۔،،

سے،، لیوبیشکین مسکرایا اور اس نے داویدوف کا ھاتھ اپنے بڑے سے ھاتھ میں لے لیا۔

''اب شروع کرنا چاھئے،، دادا شوکار نے وضاحت کی۔

پہلے دن، جب داویدوف سوویت کے صحن میں پہنچا تھا، تو اسی شخص نے، جو بھیڑ کی کھال کا زنانہ کوٹ پہنے ھوئے تھا، اس سے مذاق کیا تھا۔ اس دن سے وہ اپنے آپ کو داویدوف کا گہرا شناسا سمجھنے لگا تھا۔ اس کا رویہ دوسروں سے مختلف تھا۔ وہ اس کو بڑے اپنے پن کے ساتھ مخاطب کرتا تھا۔ داویدوف کے پہنچنے سے پہلے اس صبح وہ ھانکتا رھا تھا: ''میں اور داویدوف جیسا فیصلہ کریں گے ویسا ھی ھوگا۔ پرسوں میری اور اس کی، اس سلسلے میں لمبی بات‌چیت ھوئی تھی۔ ظاھر ھے ھماری تمام‌تر بات بہت سنجیدہ تو نہیں تھی۔ لیکن زیادہ‌تر ھم ان منصوبوں کی بات کرتے رھے تھے۔ یہی کہ پنچائتی فارم کیسے بنایا جائے۔ وہ بھی میری طرح مذاق کرنے میں بڑا طاق ھے۔،،

داویدوف نے شوکار کو سفید کوٹ کی بدولت پہچان لیا اور بے‌ارادہ، اس پر وار کیا:

''اچھا تو تم ھو دادا؟ یاد ھے، پرسوں جب تم کو معلوم ھوا کہ میں کس لئے یہاں آیا ھوں تو کیسی مایوسی ھوئی تھی۔ اور دیکھو اب تم خود پنچائتی کسان بن بیٹھے۔ خیر، اچھا ھی ھے تمہارے لئے!،،

''میں بہت مصروف تھا، جانتے ھو، اسی وجہ سے میں چلا گیا تھا،، شوکار بڑبڑایا اور داویدوف کے پاس سے ھٹ گیا۔

طے یہ ھوا کہ کولاکوں کو بے‌دخل کرنے کا کام پورا کرنے کے لئے وہ گروھوں میں تقسیم ھو جائیں۔ پہلے گروہ کے سپرد یہ کام ھوا کہ وہ بالائی آدھے گاؤں کو قابو میں کرے اور دوسرا نچلے حصے کو۔ لیکن ناگولنوف نے، جس کو داویدوف نے پہلے گروہ کی لیڈری کی پیش‌کش کی، صاف انکار کر دیا۔ ھر طرف سے نگاھوں کے تیر اس پر برس رھے تھے۔ وہ بہت گھبرایا اور داویدوف کی ایک طرف لے گیا

''یہ کیا مذاق ھے؟،، داویدوف نے رکھائی سے پوچھا۔

''بہتر یہ ھوگا کہ میں دوسرے گروہ کے ساتھ نچلے حصے میں جاؤں۔،،

نیند نہیں آئی۔ وہ بستر میں کروٹیں بدلتا رہا۔ دو بار اس نے ساں کی آھٹ سنی جو اپنے گندھے ھوئے آٹے پر ایک نظر ڈالنے کےلئے اٹھی تھی۔ کوٹھے پر ایک مرغا شرارت پر اتارو تھا۔ اس کی آواز بڑی اونچی تھی۔ اس کا بانگ دینے کا جوش کسی طرح تھمتا ھی نہ تھا۔ اگلے دن کا خیال آتے ھی اندرئی کے دل میں طرح طرح کے اندیشے سر اٹھانے لگے تھے۔ اس کے دل میں یہ خیال کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا کہ کہیں یہ داویدوف، جو بڑا سخت اور کھرا سا آدمی ھے (اس کو وہ ایسا ھی نظر آیا تھا)، کہیں اس کی ذرا سی بےاحتیاطی سے درمیانی کسان پنچائتی فارم کے خلاف بھڑک نہ اٹھیں۔ لیکن اسے داویدوف کا گٹھا ھوا مضبوط جسم یاد آیا، اس کے کسے کسائے، بھرے بھرائے چہرے سے عزم جھلکتا تھا، منہہ کے دونوں کناروں پر شکنیں سی پڑ گئی تھیں اور آنکھوں میں ایک ایسا تمسخر تھا جو عقل‌مندی کی چغلی کھاتا تھا۔ اسے یاد آیا کہ میٹنگ میں وہ کس طرح ناگولنوف کی پشت پر اس کی طرف جھکا تھا۔ اس کی سانس میں جوانی کی صاف تیز بو تھی۔ اس نے لیوبیشکین کی تقریر کے دوران کہا تھا: ''یہ چھاپہ‌مار اچھا آدمی ھے۔ لیکن تم نے اس کو پھسلنے دیا۔ تم نے اس کی تعلیم و تربیت نہیں کی ھے۔ یہ طے ھے! ھمیں اس کو راہ راست پر لانے کےلئے کام کرنا چاھئے۔،، جب اندرئی کو یہ بات یاد آئی تو اس نے مسرت کے ساتھ فیصلہ کیا: ''نہیں وہ ھمیں دغا نہ دےگا۔ ساکار کو اب روکنا ھوگا! ھمیں اس کا خیال رکھنا ھوگا کہ وہ بپھر کر ھمارا سارا بنا بنایا کام بگاڑ نہ دے۔ اس کے دم میں ٹپا باندھنے سے کام نہیں چلےگا۔ کیا کام؟ کام — اس کا کام سے کیا تعلق ھے۔ ساکار... تیتوک... کل...،، نیند نے آھستہ آھستہ اس کے ذھن کو اپنی مٹھی میں لےلیا۔ اندرئی سوگیا۔ ایک مسکراھٹ اس کے ھونٹوں سے چھلکی اور نیچے ڈھلک گئی، جس طرح پتے پر سے شبنم ڈھلکتی ھے۔

چھٹا باب

جب داویدوف صبح سات بجے گاؤں کی سوویت پہنچا تو اس نے دیکھا کہ گریمیاچی کے چودہ غریب کسان پہلے ھی سے وھاں موجود تھے۔ ''ھم بہت دیر سے تمہارا انتظار کر رھے ھیں، صبح سویرے ھی

دونوں خاموشی سے سڑک پر چل رہے تھے۔ عورتیں اپنے گھر کی کھڑکیوں سے کچھ تجسس، کچھ حیرانی کے ساتھ ان کو دیکھ رہی تھیں۔ بچوں کے ایک گروہ نے ان کے پیچھے پیچھے چلنے کی ٹھانی۔ لیکن جب لیوبیشکین نے کسی احاطے سے ایک قمچی کھینچی تو سمجھدار لڑکے بھانپ گئے کہ کیا ہونےوالا ہے اور وہیں رک گئے۔ جب وہ لوگ تیتوک کے گھر پہنچے تو ناگولنوف نے کسی خاص آدمی سے مخاطب ہوئے بغیر کہا: ''یہ گھر پنچائتی فارم کے انتظامی دفتر کےلئے اچھا رہےگا۔ یہ کافی بڑا ہے۔ اور اس کے گوداموں میں پنچائتی اصطبل قائم کیا جا سکتا ہے۔ ،،

مکان واقعی بڑا تھا۔ تیتوک نے یہ گھر ۱۹۲۲ء میں پڑوس‌والے گاؤں توبیانسکی میں خریدا تھا۔ ایک سوکھی ماری گائے اور پچاس کلوگرام آٹے کے عوض ۱۹۲۲ء کے کال کے زمانے میں۔ پورا خاندان ہلاک ہو گیا اور کوئی باقی نہ بچا جو تیتوک کو اس شرمناک سودے کی سزا میں عدالت کی ہوا کھلاتا۔ وہ گھر کو اٹھاکر گریمیاچی لےآیا۔ اس پر نئی چھت ڈالی۔ مضبوط لٹھوں کے کوٹھے اور ایک اصطبل بنوایا اور ہمیشہ کےلئے یہیں جم گیا۔ رنگین چھجے پر ایک تختی لٹک رہی تھی جس پر سلاف حروف میں بڑے ٹھاٹ سے لکھا ہوا تھا: ''ت۔ ک۔ بورودین ۱۹۲۳ء،،۔

داویدوف نے تیز نگاہوں سے مکان کا جائزہ لیا۔ پھاٹک کے اندر سب سے پہلے ناگولنوف داخل ہوا۔ کھٹکے کی بھنک پڑتے ہی ایک بڑا سا بھیڑیا نما کتا کوٹھے کے نیچے سے تڑپ کر نکلا۔ وہ بھونکے بنا لپکا اور پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کا سفید پیٹ جو لمبے نرم بالوں سے بھرا تھا جھلکا۔ پٹے کے دباؤ کی وجہ سے اس کا گلا بھنچ رہا تھا۔ اس لئے کچھ دبی دبی سی آواز سے غرایا۔ وہ آگے کی طرف تڑپا، کئی بار اور پشت پر لڑھک گیا۔ اس نے بار بار زنجیر تڑانے کی کوشش کی۔ ناکام ہوکر وہ اصطبل کی طرف لوٹا۔ زنجیر کی آھنی کڑیاں صحن میں تنے ہوئے تار میں پھنس کر زور سے بجنے لگیں۔

''اگر ہم اس بھوت کے ھتے چڑھ گئے تو پھر بچ کر نکلنا مشکل ہو جائےگا،، دادا شوکار نے ذرا جھجھکتے ہوئے نظر دوڑائی اور حفاظت کے خیال سے احاطے کے گھیرے کے پاس ھی ٹکا رہا۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟''

ناگولنوف نے ہونٹ کاٹتے ہوئے منہہ پھیر لیا اور بولا: ''بات یہ ہے کہ... لیکن تمہیں معلوم تو ہو ہی جائےگا! میری بیوی — لوشکا — تیموفئی کے ساتھ رہ رہی ہے۔ ارے اسی کولاک فرول داماسکوف کے بیٹے کے ساتھ۔ میں وہاں جانا نہیں چاہتا۔ لوگ باتیں بنائیں گے۔ مجھے دوسرے گروہ کے ساتھ رکھو۔ رازمیوتنوف کو پہلے گروہ کے ساتھ جانے دو۔''

''خوب آدمی ہو۔ ڈرتے ہو لوگ کیا کہیں گے — لیکن میں اصرار نہیں کروں گا۔ آؤ تم دوسرے گروہ میں میرے ساتھ آجاؤ!''

داویدوف کو یکایک یاد آیا کہ اس صبح جب ناگولنوف کی بیوی ان دونوں کو ناشتہ کرا رہی تھی تو اس کی کنپٹی پر نیلی نیلی خراش سی نظر آئی تھی۔ اس کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ اس نے گردن ادھر ادھر موڑی جیسے کسی نے اس کے کالر میں چارے کی گھاس ڈال دی ہو۔ اس نے پوچھا: ''اچھا تو تم ہی نے اس کی آنکھ کے پاس نیل ڈالا تھا؟ پٹائی کرتے ہو بیوی کی؟''

''نہیں، میں نہیں۔''

''تو پھر یہ کس کی حرکت تھی؟''

''اس شخص کی۔''

''کس کی؟''

''فرول کے بیٹے تیموفئی کی۔''

چند منٹ تک داویدوف پر سکتے کا عالم طاری رہا۔ اس کے بعد اس نے غصے میں کہا: ''لعنت ہو! میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ خیر اس معاملے پر غور کرنے کے لئے ابھی بہت وقت پڑا ہے۔''

ناگولنوف اور داویدوف، لیوبیشکین، دادا شوکار اور تین اور کزاک گاؤں کی سوویت سے باہر نکلے۔

''اچھا تو کس سے شروع کیا جائے؟'' ناگولنوف کی طرف دیکھے بغیر داویدوف نے پوچھا۔ وہ دونوں ہی اپنے اپنے ڈھنگ سے، ان باتوں کے بارے میں کچھ پریشان سے تھے جو دونوں کے درمیان تھوڑی دیر پہلے ہوئی تھیں۔

''تیتوک سے۔''

''جب تم سے کوئی بولے تو بولو!،، اور داویدوف سے کہا: ''یہ تو معاملہ گڑبڑ معلوم ہوتا ہے! ہمیں پتہ لگانا پڑے گا بیلوں کا کیا ہوا۔ مجھے ڈر ہے کہیں وہ بیلوں کو چلتا نہ کر دے۔،،

''بیلوں کو چھوڑو!،،

''کیا کہا!،، ناگولنوف نے کہا۔ ''اس کے پاس گاؤں بھر میں سب سے اچھے بیل ہیں۔ تم سے بھی زیادہ اونچے۔ ہم یہ نہیں کر سکتے! ہمیں تیتوک اور اس کے بیلوں کو ڈھونڈنا پڑے گا۔،،

ایک لمحے کو وہ اور لیوبیشکین سرگوشیوں میں باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد مویشی‌خانے میں گئے۔ اس کے بعد کوٹھے میں جہاں اناج گاھتے تھے۔ پانچ منٹ بعد لیوبیشکین نے جو اب سانٹ سے مسلح ہوگیا تھا، کتے کو کوٹھے کے نیچے گھسنے پر مجبور کردیا۔ اور ناگولنوف نے ایک بڑے بھورے گھوڑے کو اصطبل سے باھر نکالا، اس پر زین کسا اور اس کے ایال پکڑ کر اچھلا اور زین پر جم گیا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو، ماکار، دوسروں کے گھوڑے ان کی اجازت بنا لےاڑے؟،، تیت کی بیوی دوڑتی ہوئی برساتی میں آئی۔ اور کمر پر ھاتھ رکھ کر بولی: ''آنے دو شوھر کو میں سب بتاؤنگی۔ وہ مزا چکھائے گا تمہیں!،،

''چیخو مت! اگر وہ اس وقت گھر پر ھوتا تو میں خود اس کو مزا چکھاتا۔ کامریڈ داویدوف، یہاں آؤ!،،

ناگولنوف کی حرکت پر کچھ چکرایا ھوا سا داویدوف اس کے پاس گیا۔

''غلہ گاھنےوالی جگہ سے سڑک کی طرف بیلوں کے کھروں کے تازہ نشان نظر آرہے ہیں۔ لگتا ہے تیت کو ہمارے ارادوں کا پتہ چل گیا اور وہ بیلوں کو بیچنے کےلئے چلا گیا۔ لیکن برف‌گاڑی کوٹھے کے نیچے موجود ہے۔ یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے! جاؤ تم کوچیتوف سے نبٹو اور میں ذرا جاتا ہوں توبیانسکی کی طرف گھوڑے پر۔ وہ بیلوں کو اور کہاں لے جا سکتا ہے۔ ذرا وہ قمچی دینا مجھے۔،،

ناگولنوف غلہ گاھنے کی جگہ سے سیدھا بڑی سڑک کی طرف چل دیا۔ سفید گرد کے بادل سے اس کے پیچھے اٹھے اور آھستہ آھستہ چاندی کی طرح چمکتے ہوئے احاطے کی باڑ اور سڑک کے کنارےوالی گھاس پر جم گئے۔ بیلوں کے کھروں کے نشان، جن کے ساتھ ایک گھوڑے کی

وہ جھنڈ بنا کر گھر کے اندر داخل ہوئے ۔ تیتوک کی بیوی، جو لمبی اور پتلی دبلی عورت تھی، ایک بچھڑے کو ناند سے کچھ کھلا رہی تھی ۔ اس نے شک کی نظر سے بپھر کر ان بن بلائے مہمانوں کو دیکھا ۔ ان کے سلام کلام کے جواب میں وہ کچھ یوں منہہ ھی منہہ میں بولی جیسے کہہ رہی ھو : ''مردودوں سے خدا بچائے!''

''کیا تیت گھر پر ھے؟'' نا گولنوف نے پوچھا ۔

''نہیں ۔ ''

''کہاں ھے وہ؟''

''میں کیا جانوں؟''

''جانتی ھو، پرفی لیونا، ھم کس لئے یہاں آئے ھیں؟ ھم...'' دادا شوکار نے کچھ پراسرار انداز میں راگ چھیڑا ۔ لیکن نا گولنوف نے کچھ ایسی غضبناک نظر سے اس کو دیکھا کہ بڈھے کو اپنی بات اگلنے سے پہلے نگلنی پڑی ۔ وہ کھانسا اور ایک بنچ پر بیٹھ گیا ۔ بیٹھنے سے پہلے اس نے بڑی آن بان سے بھیڑ کی کھال کو خوب جسم پر لپیٹا، کچھ اس طرح کہ وہ اس کی تہوں میں ڈوب سا گیا ۔

''گھوڑے گھر پر ھیں؟'' نا گولنوف نے پوچھا، اس نے یہ بات کچھ اس انداز سے کہی جیسے اسے اندازہ ھی نہ ھوا ھو کہ ان لوگوں کا استقبال کتنے غیردوستانہ انداز میں کیا گیا ھے۔

''ھاں ھیں ۔ ''

''اور بیل؟''

''نہیں ۔ تم لوگ یہاں کس لئے آئے ھو؟''

''تم سے ھم نہیں...'' دادا شوکار نے پھر شروع کیا۔ لیکن اس بار لیوبیشکین نے اس کے کوٹ کو زور سے پکڑا اور اسے کھینچ کر دروازے کی طرف لے گیا ۔ بڈھے کو گلیارے میں اتنی تیزی سے گھسیٹا گیا کہ اسے اپنی بات پوری کرنے کا موقع ھی نہ ملا ۔

''بیل کہاں ھیں؟''

''تیت لے گیا ھے۔ ''

''کہاں؟''

''میں ایک بار تم کو بتا چکی ھوں ۔ میں نہیں جانتی ۔ ''

نا گولنوف نے داویدوف کو آنکھ ماری اور باھر چلا گیا ۔ شوکار کے پاس سے گزرتے ھوئے اس نے بڈھے کو مکا دکھاتے ھوئے مشورہ دیا :

تیتوک نے اپنے چونکے ہوئے گھوڑے کی لگام کھینچی۔ مڑ کر دیکھا۔ اور سگریٹ کو تھوک کر بیلوں کے سامنے مڑا۔

''کیا بات ہے؟،، اس نے آہستہ سے کہا۔ ''کون ہے؟،،

ناگولنوف اپنا گھوڑا اس کے برابر لے گیا۔ تیتوک نے اس کو گھور کر دیکھا۔

''کہاں جا رہے ہو تم!،،

''ساکار، میں اپنے بیل بیچنے جا رہا ہوں۔ میں اس کو چھپاتا نہیں۔ ،، تیتوک نے ناک صاف کی اور بڑی احتیاط سے اپنی جھکی ہوئی سنگول سونچھوں کو دستانے سے پونچھنے لگا۔

دونوں اپنے اپنے گھوڑے پر، آمنے سامنے، ڈٹے ہوئے تھے۔ دونوں گھوڑے نتھنوں سے ایک دوسرے کو چھو رہے تھے اور نتھنے پھڑکا رہے تھے۔ ناگولنوف کا طوفان‌دیدہ چہرہ سفید ہو رہا تھا۔ برہم۔ تیتوک بظاہر بہت مطمئن اور پرسکون نظر آ رہا تھا۔

''بیلوں کو واپس لےچلو!،، ناگولنوف نے حکم دیتے ہوئے گھوڑے کو ایک طرف ہٹایا۔

ایک منٹ کو تیتوک جھجھکا۔ وہ لگام سے کھیلتا رہا۔ اس کا سر سینے پر جھکا ہوا تھا گویا اونگھ رہا ہو۔ وہ اپنے گھر کے بنے ہوئے کوٹ میں، جس کا ھڈ اس کی تار تار ٹوپی پر جھکا ہوا تھا، اونگھتا ہوا باز معلوم ہوتا تھا۔ ''اگر اس کے کوٹ کے اندر کچھ ہے تو وہ اب اپنے بٹن کھولیگا،، ناگولنوف نے سوچا۔ اس کی آنکھیں بےحس و حرکت تیتوک پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن جیسے وہ اچانک جاگ گیا ہو، تیتوک نے جوئے کو ہلایا اور بیل اپنے راستے پر لوٹ گئے۔

''ان کو لےجانا چاہتے ہو؟ مجھے بےدخل کرنا چاہتے ہو؟ ایں؟،، تیتوک نے لمبی خاموشی کے بعد کہا۔ ٹوپی کے سائے سے اس کی آنکھوں کی نیلگوں سفیدی ناگولنوف پر چنگاریاں برسا رہی تھی۔

''تو یہ نوبت پہنچ گئی کہ تم کو ذلیل قیدی کی طرح ہنکا کر لئے جارہا ہوں!،، ناگولنوف کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا اور وہ چیخا۔

تیتوک نے اپنے زین پر پہلو بدلا۔ پہاڑی تک پورے راستے وہ چپ‌چاپ رہا۔ پھر اس نے پوچھا: ''تم میرے ساتھ کیا سلوک کروگے؟،،

ٹاپوں کے نشان بھی تھے، مدھم پڑ گئے ۔ ناگولنوف کوئی دو سو گز تک توبیانسکی کے راستے پر گھوڑے کو تیزی سے بھگاتا چلا گیا۔ سڑک کے برف سے ڈھکے ہوئے حصوں پر اس کو وهی نشان نظر آئے جن پر ہوا نے برف کی گرد کا چھڑکاؤ سا کر دیا تھا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ صحیح راستے پر جا رہا ہے تو اس نے اپنی رفتار ذرا آہستہ کر دی۔

وہ کوئی ڈیڑھ ورسٹ* اور آگے گیا ہوگا کہ یکایک برف سے ڈھکے ہوئے ایک ایسے حصے پر اس کی نظر پڑی جس پر کھروں کے نشان نہیں تھے۔ اس نے تیزی سے گھوڑے کو موڑا، زین سے اترا اور جھک کر دیکھنے لگا کہ کہیں اڑتی ہوئی برف نے نشان چھپا تو نہیں دئے ہیں۔ برف تازہ تھی۔ برف کے حصے کے پاس کنارے پر مینا کے پنجوں کے نشان کی ایک دھاری سی دوڑتی چلی گئی تھی۔ اس نے اپنے آپ پر لعنت بھیجی اور آہستہ رفتار سے چاروں طرف دیکھتا ہوا پیچھے چلنے لگا۔ اس کو پھر کھروں کے نشان نظر آنے لگے۔ لگتا تھا کہ بیل یہاں پہنچ کر سڑک سے اتر گئے تھے۔ ناگولنوف بہت تیز جا رہا تھا۔ اتنا تیز کہ وہ ان کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ تیتوک سیدھا پہاڑی پر سے ہوتا ہوا وائسکووائی گاؤں کی طرف گیا تھا۔ ''اپنے کسی دوست سے ملنے گیا ہوگا، اس نے سوچا اور گھوڑے کی لگام کھینچتا ہوا نشان کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہا۔ مردہ نالے کے قریب، پہاڑی کے اس پار، اسے برف پر بیل کا گوبر نظر آیا۔ وہ رک گیا۔ گوبر تازہ تھا اور اس پر برف کی ہلکی سی پرت جم گئی تھی۔ ناگولنوف نے جیب میں اپنے ریوالور کی نال ٹٹولی۔ وہ دلکی چال سے گھوڑے کو نالے کے ساتھ دوڑاتا رہا۔ آدھا ورسٹ اور طے کرنے کے بعد شاہ بلوط کے جھنڈ کے آگے اسے ایک گھوڑ سوار اور اس کے دو بیل نظر آئے جو جوئے سے آزاد تھے۔ سوار، اپنے زین پر جھکا ہوا تھا۔ وہ تھوڑی دیر پر جوئے کو بیلوں کی طرف ہلاتا جا رہا تھا۔ اس کے شانوں کے اوپر نیلے تمباکو کا دھواں اڑ رہا تھا، جو ناگولنوف کی طرف اڑتے ہوئے تحلیل ہو رہا تھا۔

''فوراً لوٹ پڑو!''

---

* ایک ورسٹ ۱٫۰۶ کلومیٹر کے برابر ہے۔

5*

پہنچا دیں ۔ میں نے بندوق ساتھ لے لی ۔ سوچا کہیں استیپ میں دبا دوں گا تاکہ گھر کے پاس پڑی ہوئی ھاتھ نہ لگ جائے کسی کے ۔ لیکن دل اس کو پھینکنے پر راضی نہ ھوا ۔ اور اب تم سر پر سوار ھو گئے! تم نے تو واقعی مجھے چونکا دیا!،، اس نے کافی چمکتی ہوئی آواز میں کہا ۔ اس کی آنکھوں میں تمسخر تھا، وہ ناچ رھی تھیں ۔ وہ اپنی چنچل گھوڑی کو اس کے گھوڑے سے اڑائے جا رھا تھا ۔

''مذاق بعد میں کر لینا، تیتوک! ابھی ذرا ٹھیک طرح چلو!،،

''واہ، یہی تو وقت ھے مذاق کرنے کا ۔ یہ وہ زندگی جس کے لئے ھم لڑے، سرکار کی حفاظت کی، اور اب دیکھو اس کے پنجے میری گردن میں کس طرح گڑ گئے ھیں — ،، تیتوک کی آواز یکایک رک گئی ۔

اس کے بعد وہ خاموشی سے چلتا رھا ۔ وہ جان بوجھ کر گھوڑی کی لگام کھینچ لیتا اور اس بات کی کوشش کرتا کہ ناگولنوف آگے رھے ۔ چاھے یہ فاصلہ گھوڑے کی گردن بھر کا ھی کیوں نہ ھو ۔ لیکن ناگولنوف ھوشیار تھا ۔ وہ بھی اپنے گھوڑے کو بار بار آھستہ کر لیتا ۔ بیل بھٹکتے ھوئے کافی آگے جا چکے تھے ۔

''چلو ٹھیک طرح!،، ناگولنوف نے بپھری ھوئی آنکھوں سے تیتوک کو دیکھا اور جیب میں پڑے ھوئے ریوالور کو دبوچ لیا ۔ وہ تیتوک کو اچھی طرح جانتا تھا — خوب اچھی طرح! ''پیچھے رھنے کی کوشش مت کرو ۔ مجھ پر نشانہ باندھنے کی کوشش نہ کرو ۔ کیونکہ تمہیں اس کا وقت نہیں ملے گا ۔ ،،

''تم بہت ڈرپوک ھوگئے ھو ان دنوں!،، تیتوک نے دانت نکال دئے، گھوڑے کو چابک لگایا اور آگے بھاگنے لگا ۔

ساتواں باب

جب اندرئی رازمیوتنوف اور اس کے ساتھی فرول داماسکوف کے گھر پہنچے تو یہ خاندان دو پہر کا کھانا کھا رھا تھا ۔ سب لوگ میز کے گرد موجود تھے ۔ خود فرول چھوٹے سے قد کا دبلا پتلا بڈھا جس کی داڑھی کلہاڑی کے پھل کی طرح نکلی ھوئی تھی ۔ اور بایاں نتھنا پھٹا ھوا تھا ۔ (یہ بچپن کی نشانی تھی جب وہ سیب کے درخت سے گرا

''تمهیں نکال باهر کریں گے - تمهارے کوٹ کے نیچے کیا ابھر رها هے؟''

''بندوق''، تیتوک نے کنکھیوں سے ناگولنوف کی طرف دیکھا اور کوٹ کھول دیا - اس کی جیکٹ کی جیب سے رائفل کا کھردرا کنده باهر کو جھانک رها تھا - پیلی هڈی کی طرح -

''لاؤ یه مجھے دو - ''، ناگولنوف نے اس کی طرف هاتھ بڑھایا لیکن تیتوک نے خاموشی سے اس کے هاتھ کو ایک طرف ڈھکیل دیا -

''نہیں یه تمهارے لئے نہیں هے!''، اور وه مسکرایا - اس کی جھکی هوئی مونچھوں کے سائے میں نکوٹین سے رنگے هوئے دانتوں کی سیاه باڑھ نظر آئی - اس نے ناگولنوف کو آنکھوں آنکھوں میں تولا - اس کی آنکھیں نیولے کی طرح تیز تھیں اور خوش‌دلی سے چمک رهی تھیں - ''کیا تم میری جائداد لینا چاهتے هو، اور میری یه واحد بندوق بھی؟ تم جانتے هو کولاک کے پاس اس طرح کی بندوق ضرور هوتی هے- اخباروں میں کولاک کی تصویر یونهی کھینچی جاتی هے- اس کے پاس همیشه اس قسم کی بندوق هوتی هے جس کا کنده آرے سے کٹا هوتا هے- ممکن هے مجھے اپنی روٹی روزی کے لئے اس کی ضرورت پڑجائے - ایں؟ گاؤں کے یه رپورٹر کیا لکھتے هیں مجھے اس کی پروا نہیں - ''

وه هنسا، اس نے سر هلایا اور لگام سے هاتھ نہیں هٹایا - لیکن ناگولنوف نے بندوق لینے پر اصرار نہیں کیا - ''میں تمهیں گاؤں میں ٹھیک کروں گا''، اس نے سوچا -

''ساکار، میں سمجھتا هوں، تم اس وقت سوچ رهے هو که یه بندوق لے کر کیوں نکلا''، تیتوک نے بات جاری رکھی - ''بندوقیں مصیبت پیدا کرتی هیں - لیکن یه بندوق ایک زمانے سے هے— خانه‌جنگی کے وقت سے — یوں هی پڑی هوئی تھی - زنگ‌آلود - اس لئے میں نے اس کو صاف کیا اور تیل سے چکنایا - سوچا، کون جانے کب اس کی ضرورت پڑجائے - کسی دن بھی - کل میں نے سنا که تم لوگ کولاکوں کا قصه پاک کرنےوالے هو- لیکن میں نے یه نہیں سوچا تھا که یه سب اتنی جلدی هوگا- ورنه میں رات هی کو بیل لے کر نکل جاتا - ''

''کس نے بتایا تم کو؟''

''یه تو میں بتانے سے رها! دنیا افواهوں سے بھری هوئی هے- اس لئے رات میں نے اور بیوی نے طے کیا که بیلوں کو کہیں محفوظ جگه

''غریب کسانوں نے یہ فیصلہ کیا ھے— میں نے تمھیں بتایا۔ ''

''ایسا کوئی قانون نہیں ھے!'' تیموفئی نے چیخ کر کہا۔ ''یہ ڈاکہ ھے! ابا، میں فوراً ضلع کمیٹی جاؤں گا۔ زین کہاں ھے؟''

''تم اگر جانا ھی چاھتے ھو تو پیدل جاؤ ضلع کمیٹی۔ گھوڑا تمھیں نہیں ملے گا۔'' اندرئی میز کے گرد بیٹھ گیا اور کاغذ اور پنسل نکالی۔

فرول کی پھٹی ھوئی ناک نیلی پڑ گئی اور اس کا سر ھلنے لگا۔ یکایک وہ زمین پر منھہ کے بل دراز ھو گیا۔ اس کی سوجی ھوئی کالی زبان ھلائے نہ ھل رھی تھی۔

''کوتے ےے پی... لو! لوٹو مجھے! مار ڈالو مجھے!''

''ابا اٹھو! خدا کےلئے اٹھو!'' بیٹی چیخی۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس نے باپ کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔

فرول خود ھوش میں آ گیا اور اٹھ بیٹھا۔ اور گھسٹتا ھوا بنچ تک گیا جہاں وہ بے نیازی سے بیٹھا سب کو دیکھتا اور سنتا رھا۔ دیومکا اوشاکوف اور لمبا تڑنگا مگر شرمیلا میخائیل اگناتیونک چیزوں کے نام پکارتے رھے:

''ایک لوھے کا پلنگ، جس کے لٹو سفید ھیں، ایک بستر پروں والا، تین تکیے، دو ... لکڑی کے پلنگ...''

''برتنوں کی ایک الماری اور برتن۔ سب برتنوں کی فہرست گنواؤں؟ ارے نہیں، مارو گولی!''

''بارہ کرسیاں، ایک لمبی کرسی جس کی پشت بھی ھے۔ ایک بڑا اکارڈین۔''

''یہ نہیں لے جا سکتے تم!'' تیموفئی نے دیومکا کے ھاتھ سے اکارڈین چھین لیا۔ ''دور رہ مجھ سے بھینگا کہیں کا ورنہ میں تیرا سر پھوڑ دوں گا۔''

''میں تیرا سر پھوڑ دوں گا، ایسا کہ تیری ماں بھی اس کو ٹھیک نہ کر سکے گی۔''

''عورت، مجھے صندوق کی کنجیاں دو۔''

''ماں! ان کو کنجیاں مت دینا! اگر ان کو اس کا حق ھے تو پھر وہ جائیں توڑیں صندوق۔''

''کیا ھمیں چیزوں کو توڑنے کا حق ھے؟'' چپشاہ دیمید نے

تھا جس کی وجہ سے اس کا نام پڑ گیا تھا پھٹا فرول) ۔ اس کی بیویؒ جو بھاری بھر کم موٹی بڑھیا تھی ۔ اس کا نوجوان بیٹا تیموفئی، یہی کوئی بائیس سال کا ہوگا اور اس کی بیٹی جو شادی کے قابل ہو چکی تھی ۔

خوبصورت تیموفئی جو ماں کی طرح بھرے بھرے جسم کا تھا، میز سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس نے نوجوانی کی نرمی میں ڈوبی ہوئی مونچھوں کے نیچے اپنے تیکھے ہونٹوں کو پونچھا ۔ اس کی گستاخ، ابھری ہوئی آنکھیں سج گئیں، ان میں وہی طرحداری اور بانکپن تھا جو اکارڈین کے بہترین دیہاتی فنکار میں ہوتے ہیں ۔ اور اس کی اسی ادا نے اسے لڑکیوں کا محبوب بنا دیا تھا ۔ اس نے اپنے ہاتھ کو ہوا میں لہراتے ہوئے اپنے خاص انداز میں کہا :

''تشریف لائیے حضرات حکام بالا! تشریف رکھئے !،،

''ہمارے پاس بیٹھنے کا وقت نہیں ہے۔ ،، اندرئی نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا ۔ ''گاؤں کے غریب کسانوں کے جلسے نے یہ طے کیا ہے، فرول داماسکوف، کہ تم کو اپنے گھر سے بےدخل کر دیا جائے اور تمہاری پوری جائداد اور مویشی ضبط کرلئے جائیں ۔ اس لئے تم لوگ کھانا ختم کرو اور گھر سے باہر چلے جاؤ۔ ہم تمہاری ملکیت کی فہرست تیار کریں گے ۔ ،،

''مگر یہ سب کیوں، کس لئے؟،، فرول نے چمچہ پھینک دیا اور کھڑا ہو گیا ۔

''ہم کولاک طبقے کو مٹا رہے ہیں،، دیومکا اوشاکوف نے وضاحت کی ۔

فرول خواب‌گاہ میں گیا ۔ اسکے چمڑے کے فلٹ بوٹ چرمر کر رہے تھے ۔ وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک پرزہ تھا ۔

''یہ رہی رسید ۔ رازمیوتنوف، اس پر تم نے خود دستخط کئے ہیں ۔ ،،

''کیسی رسید؟،،

''اس میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے غلے کی پوری مقدار ادا کر دی ہے۔ ،،

''غلے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ،،

''تو پھر مجھے گھر سے، اپنے مکان سے نکالا جا رہا ہے؟،،

تو کہو۔ ،، لیکن دیمید خاموشی سے اپنے ہونٹوں پر لڑکپن والی مسکراہٹ بکھیر لیتا اور بالوں بھرے سینے کو کھرچنا شروع کر دیتا۔ جب بیوی کی کرید حد سے زیادہ بڑھ جاتی تو وہ گہری آواز میں، جو معلوم ہوتا اس کے جوتوں سے آ رہی ہے، کہتا: ''ارے، تم تو بالکل چپکتی مینا ہو!،، اور باہر چلا جاتا۔ کسی وجہ سے دیمید کا نام پڑ گیا تھا خوددار اور کائیاں، ایسا آدمی جو ہوا کا رخ خوب پہچانتا ہو۔

جبھی تو دیمید کی بوجھل گرجدار آواز سنتے ہی اندرئی کی نگاہیں اوپر اٹھ گئیں۔

''حق؟،، اس نے دوہرایا اور چپشاہ کی طرف یوں دیکھا جیسے اس سے پہلے اس کو دیکھا ہی نہ ہو۔ ''ہاں، ہمیں حق ہے!،،

دیمید نے فرش کو پار کیا، جس کو اس کی پرانی بھیگی جوتیوں نے گندہ کردیا اور نشست گاہ میں چلا گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے تیموفئی کو ہاتھ سے ایک ٹہنی کی طرح الگ ہٹایا جس نے دروازے کو روک رکھا تھا، پھر الماری میں رکھے ہوئے برتنوں میں اپنے قدموں سے ایک شکایت آمیز جھنکار سی پیدا کرتا ہوا صندوق تک پہنچ گیا۔ اس نے اکڑوں بیٹھ کر انگلیوں سے بھاری تالے کو چھو کر دیکھا۔ اور اگلے لمحے تالا ٹوٹا پڑا تھا۔ ارکاشکا نے اظہار حیرت کرتے ہوئے چپشاہ کو دیکھا اور تحسین و آفرین کے لہجے میں بولا:

''اسے کہتے ہیں مرد میدان جس میں دم ہو کر لے اس سے زور آزمائی!،،

اندرئی کی تحریر کی رفتار بولیوں کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی۔ نشست گاہ اور سونے کے کمرے سے دیومکا اوشاکوف، ارکاشکا اور خالہ واسی لیسا کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اندرئی کی ٹولی میں واحد عورت خالہ ہی تھیں۔

''جاڑے کا زنانہ کوٹ!،،

''بھیڑ کی کھال!،،

''نئے جوتے تین جوڑے جن پر ربڑ کے پاپوش چڑھے ہوئے ہیں۔ ،،

''کپڑے کے چار تھان۔ ،،

''اندرئی! رازمیوتنوف! ایک پوری گاڑی بھی سارا سامان اٹھانے کو کافی نہیں ہے، یار! چھینٹ بھی ہے، سیاہ ساٹن بھی اور ہر قسم کی...،،

یکایک دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ سب جانتے تھے اس کی عادت ہے کہ وہ اسی وقت سنہہ کھولتا تھا جب پانی سر سے اونچا ہوجاتا تھا۔ ویسے عام طور پر خاموش رہتا تھا۔ خاموشی سے اپنا کام کرتا تھا۔دوسرے کزاکوں کے ساتھ بھی، جو چھٹیوں کے دن سڑک کے نکڑ پر اکٹھا ہوتے تھے، وہ خاموشی سے سگریٹ پھونکتا رہتا، میٹنگوں میں خاموش بیٹھا رہتا ،اور شاذ و نادر ایسا ہوتا تھا جب وہ دوسروں کے سوال کا جواب دینے کےلئے سنہہ کھولتا تھا۔ اور جب ایسا ہوتا تو اس کے ہونٹوں پر ایک شہیدانہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔

دیمید کےلئے یہ پھیلی ہوئی دنیا غیر ضروری شور اور آوازوں کی آماجگاہ تھی۔ زندگی ان آوازوں سے لبالب بھری ہوئی تھی۔ یہ شور رات کو بھی نہیں تھمتا تھا۔ یہ آوازیں اسے خاموشی کی دھڑکن سننے سے روکتی تھیں۔ یہ آوازیں اس حکیمانہ خاموشی کو مسمار کر دیتی تھیں جو خزاں میں جنگلوں اور میدانوں پر چھا جاتی ہے۔ دیمید کو انسانوں کی لنترانی بالکل نہ بھاتی تھی۔ وہ الگ تھلگ رہتا تھا۔ گاؤں کے کنارے۔ وہ جفاکش کارکن تھا اور پورے علاقے میں سب سے تگڑا آدمی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا قسمت کو اس سے بیر تھا، جو وقت بےوقت اس سے مذاق کرتی رہتی تھی۔ وہ پانچ سال تک فرول داماسکوف کے یہاں مزدور کی حیثیت سے رہا تھا۔ پھر اس نے شادی کی اور خود اپنا فارم قائم کرکے زندگی کا آسرا ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹانگیں پھیلا کر اطمینان کی نیند سوتا اس کے گھر میں آگ لگ گئی۔ ایک سال بعد پھر جو آگ لگی تو اس کے صحن میں دھکتے ہوئے انگاروں کے سوا کچھ نہ رہا۔ اس کے بعد جلد ھی اس کی بیوی نے اس کو چھوڑ دیا۔ بولی: ''میں تمہارے ساتھ دو سال رہی اور دو سال میں دو بول سننے کو نہ ملے۔ تم اکیلے ھی رہو تو اچھا ہے! جنگل میں بھیڑئیے کے ساتھ میرا وقت کہیں زیادہ اچھا گزر جائےگا۔ تمہارے ساتھ رہنا تو آدمی کو پاگل بنانے کےلئے کافی ہے۔ اب حال یہ ھوگیا ہے کہ میں اپنے آپ سے باتیں کرنے لگی ھوں...''

وہ کم و بیش اس کی عادی ھو چکی تھی۔ شروع کے چند مہینے تو وہ خوب روئی چلائی، شوھر کے خوب کچوکے لگائے۔ ''دیمید پیارے! آؤ نا مجھ سے باتیں کرو۔ کیا تم بالکل بول نہیں سکتے! کچھ

گھر میں جو سامان تھا اس کی فہرست قریب قریب مکمل ہو گئی تھی۔

''کوٹھے کی کنجیاں؟،، اندرئی نے مطالبہ کیا۔

''کنجیاں نہیں ہیں!،،

''توڑ دو،، اندرئی نے دیمید کو حکم دیا۔

دیمید باھر کوٹھے میں گیا۔ ساتھ ھی راستے میں اس نے گاڑی کی کیل نکال لی۔

دو سیر کا تالا کلہاڑی سے توڑنا پڑا۔

''دیکھو چوکھٹ نہ کٹے۔ اب یہ ھماری کوٹھی ھے۔ دیکھو ذرا دھیرج سے!،، اوشاکوف نے ھانپتے دیمید کو صلاح دی۔

اب انہوں نے غلہ تولنا شروع کیا۔

''کیوں نہ ھم سیدھے کھیتوں میں بو دیں یہ غلہ؟ دیکھو بیج کی بوائی کا سامان بھی موجود ھے۔،، اگناتیونک نے مشورہ دیا جسے سارے خوشی کے نشہ سا چڑھ رھا تھا۔

لوگ اس پر ھنسنے لگے اور اس کے بعد اور بھی بہت سے ھنسی مذاق کے تیر چلے لیکن ساتھ ھی غلہ تولنے کا کام بھی ھوتا رھا۔

''اس میں سے دو سو پوڈ تو ھم سرکار کو دے سکتے ھیں،، اوشاکوف نے کہا جو گھٹنوں گھٹنوں گیہوں میں ڈوبا ھوا تھا۔ اس نے پیپے کو اوپر تک گیہوں سے بھر لیا، مٹھیاں بھر لیں۔ گیہوں انگلیوں کے درمیان سے پھسلنے لگا۔

''اسے کہتے ھیں گیہوں!،،

''ارے کہاں! یہ تو سونا ھے سونا۔ ھاں اس میں کچھ لگتا ھے زمین میں دبا کر رکھا گیا تھا۔ دیکھتے ھو، بعض میں تو انکھوے پھوٹ نکلے ھیں۔،،

ارکاشکا اور ایک اور نوجوان صحن میں کام کر رھے تھے۔ ارکاشکا بالوں پر ھاتھ پھیرتے ھوئے بیلوں کے گوبر کے ڈھیر کی طرف اشارہ کر رھا تھا جس میں مکئی کے دانے تھے۔

''جبھی تو اس طرح کام کرتے ھیں یہ بیل! خوب اناج کھاتے ھیں! انجمن میں تو ھمارے پاس کبھی اتنا چارہ نہ ھوا کہ سب کے لئے پورا پڑجاتا۔،،

نشست گاہ میں جاتے ہوئے اندرئی نے گذرگاہ سے آتی ہوئی ماں بیٹی کی فریاد اور صلواتیں سنیں۔ اگناتیونک کا لہجہ سمجھانے بجھانے کا تھا۔ اندرئی نے دروازہ کھول دیا۔

''یہاں کیا ہو رہا ہے؟''

گھر کی چپٹی ناک والی لڑکی، دروازے سے لگی، رورو کر اپنی آنکھیں آنسوؤں میں بہائے دے رہی تھی۔ اس کی ماں اس کے گرد ناچ رہی تھی اور زور زور سے چیخ رہی تھی۔ اگناتیونک کا چہرہ سرخ تھا۔ وہ کچھ گھبرایا گھبرایا سا مسکرا رہا تھا اور اس کے اسکرٹ کے کنارے کو کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''یہ کیا کر رہے ہو؟!'' یہ جانے بغیر کہ ہو کیا رہا ہے اندرئی غصے میں چلایا۔ اس نے اگناتیونک کو زور سے ڈھکیلا۔ وہ چت گرا اور اس کی ٹانگیں ہوا میں سائیکل چلانے لگیں۔ پیروں میں فلٹ کے پھٹے ہوئے جوتے پھدک رہے تھے۔ ''ہماری جنگ سیاسی ہے۔ ہم دشمن پر هله بول رہے ہیں اور تم لڑکیوں پر پنجے مارنے کی کوشش کررہے ہو۔ کیا تم چاہتے کہ تم پر مقدمہ...»

''ذرا رکو! ٹھہرو!'' اگناتیونک کچھ ڈرا سا فرش سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ''میں بھلا پنجے ماروں گا! دیکھو تو ذرا وہ کیا کررہی ہے۔ یہ اس کا نواں اسکرٹ ہے جو وہ پہن رہی ہے! میں تو اس کو روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آ کر ایک بھلے آدمی پر ردا کستے ہو...''

تب اندرئی نے بھی دیکھا کہ اصل میں معاملہ کیا ہے۔ یہ لڑکی ہنگامے میں چپکے سے کپڑوں کا ایک بنڈل لے کر چلتی بنی تھی۔ اور یکے بعد دیگرے کئی اونی اسکرٹ پہن لئے تھے۔ وہ کونے میں گھسی ہوئی اور اسکرٹ کے کنارے کو کھینچ رہی تھی۔ اتنے سارے کپڑے پہن کر وہ کچھ عجیب و غریب مخلوق نظر آ رہی تھی۔ جب اندرئی نے اس کی آنسوؤں سے بھری ہوئی خرگوش جیسی سرخ آنکھیں دیکھیں تو اس کا دل بیزاری اور حقارت سے بھر گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور اگناتیونک سے کہا: ''اس کے کپڑے اتارنے کی کوشش مت کرو! جو کچھ اس کے جسم پر ہے لے جانے دو۔ جہنم میں جائے! لیکن یہ بنڈل ضرور لے لو۔''

''بندوق دیتے هو یا نہیں؟ اگر تم خود نہیں دوگے تو هم زبردستی لے لیں گے۔ ''

''هٹو ۔ مذاق مت کرو !'' تیتوک نے دانت نکال دئے۔ ''خواب میں تو اس کو نہیں دیکھا هے تم نے؟''

اور واقعی اس کے کوٹ سے کوئی بندوق نہیں نکلی۔ واپس گھوڑا دوڑانا بےکار تھا۔ جھاڑیوں اور گہری برف میں بھلا کہاں ملتی هے بندوق۔ ناگولنوف کو اپنے آپ پر بہت غصه آرها تھا۔ اس نے داویدوف کو سارا ماجرا سنایا۔ داویدوف چبھتی هوئی نظر سے تیتوک کو دیکھتا رها۔ پھر اس کے پاس گیا۔

''شہری، اپنے هتھیار فوراً دے دو! تمہارے حق میں یہی بہتر هوگا۔ ''

''هتھیار؟ کیسا هتھیار؟ ارے ناگولنوف تو اپنا کینه نکال رها هے!'' تیتوک مسکرایا، اس کی بلی جیسی آنکھوں میں چمک پیدا هوگئی۔

''هوں تو تم ایسے نہیں مانوگے۔ تمہیں حراست میں لےکر ضلع دفتر بھیجنا پڑےگا۔ ''

''مجھے؟''

''هاں تمہیں۔ تم سمجھتے کیا هو؟ هم تمہاری پچھلی باتوں کا جائزہ لیں گے؟ تم غله چھپاتے هو، تیاریاں کر رهے هو...''

''میں...؟'' تیتوک پنجوں کے بل جھکتے هوئے بولا جیسے جست لگانے کی تیاری کر رها هو۔

اچانک اس کی ساری جولانی، ساری خوداعتمادی، تحمل، سب کچھ ختم هوگیا۔ داویدوف کے الفاظ نے چنگاری کا کام کیا۔ اتنی دیر سے اس نے اپنے غصے کو دبا رکھا تھا۔ چنگاری دکھاتے هی بارود کی طرح دھماکا هوا۔ وہ تیزی سے داویدوف کی طرف لپکا۔ داویدوف کے قدم پیچھے هٹ گئے۔ تیتوک نے صحن کے بیچوں بیچ جوئے سے ٹھوکر کھائی۔ اور اس نے جھکتے هوئے اچانک جوئے کے اندر سے لوهے کی سلاخ کھینچ لی۔ ناگولنوف اور لیوبیشکین داویدوف کی طرف دوڑ پڑے۔ دادا شوکار صحن سے تڑپ کر نکلا۔ لیکن بدقسمتی سے اس کا پیر کوٹ کے دامن میں پھنسا اور وہ اوندھے منہه گرپڑا۔ گرتے گرتے نہایت وحشیانه انداز میں چلایا:

کوٹھیوں سے چہکتی ہوئی آوازیں اور قہقہے سنائی دے رہے تھے، گیہوں کے غبار کی خوشبو آ رہی تھی، اور کبھی کبھار کوئی چٹخارےدار گالی۔ اندرئی گھر میں واپس آیا۔ ماں بیٹی نے اپنی پتیلیاں اور کڑاھیاں بورے میں ڈال لی تھیں۔ فرول، موزے پہنے، اور مردے کی طرح ھاتھ سینے پر رکھے، بنچ پر لیٹا ھوا تھا۔ تیموفئی نے جو اب ٹھنڈا پڑچکا تھا لوگوں کو نفرت بھری نگاھوں سے دیکھا اور کھڑکی کی طرف منہہ پھیرلیا۔

نشست‌گاہ میں اندرئی نے چپ‌شاہ دیمید کو دیکھا جو پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔ وہ فرول کے فلٹ بوٹ پہنے تھا۔ اس کو اندرئی کی موجودگی کا دور دور احساس نہیں تھا۔ وہ مزے میں چمچے سے شہد نکال نکال کر کھا رہا تھا، کھا کیا رہا تھا، نگل رہا تھا۔ مارے لطف کے اس کی آنکھیں بند ھوتی جا رہی تھیں اور شہد کی گاڑھی سنہری بوندیں ٹپک ٹپک کر اس کی داڑھی پر پھسل رہی تھیں۔

آٹھواں باب

ناگولنوف اور تیتوک دو پہر کے وقت گاؤں واپس پہنچے۔ ان کی غیرموجودگی میں داویدوف نے دو کولاکوں کے سامان کی فہرست تیار کر لی تھی اور مالکوں کو گھر سے بےدخل کرکے پھر تیتوک کے صحن میں واپس پہنچ گیا تھا۔ اس نے لیوبیشکین کی مدد سے اس غلے کو تول لیا تھا جو ایندھن کے شیڈ میں ملا تھا۔ دادا شوکار باقی بچا ھوا غلہ بھیڑوں کی باڑ میں ڈال رھا تھا۔ تیتوک پر نظر پڑتے ھی وہ الٹے پاؤں بھاگا۔

تیتوک نے صحن پار کیا۔ اس کا کوٹ کھلا ھوا تھا اور سر ننگا۔ وہ غلہ گاھنےوالی جگہ کی طرف لپکا۔ لیکن ناگولنوف اس پر گرجا: ''چلو فوراً ادھر آؤ۔ ورنہ تمھیں کوٹھے میں بند کر دوں۔ ''

وہ بہت غصے میں تھا، بپھرا ھوا، اس کے رخساروں کی ھڈیاں اور بھی ابھرآئی تھیں۔ اور ان میں بڑی سختی پیدا ھو گئی تھی۔ وہ حیران تھا کہ راستے میں تیتوک نے کب اور کہاں اپنی بندوق پھینک دی تھی۔ جب غلہ گاھنےوالی جگہ کی طرف بڑھ رہے تھے تو ناگولنوف نے اس سے کہا تھا:

رہا تھا۔ ناگولنوف میز کے گرد بیٹھا تیزی سے رپورٹ لکھ رہا تھا:
''مرکزی سیاسی محکمہ کے اضلاعی نمائندے کاسریڈ ذخارچنکو کے نام۔
رقعہ هذا کے ساتھ، کولاک تیت کانستانتینووچ بورودین آپ کی نگرانی میں دیا جاتا ہے۔ یہ ایک زہریلا انقلاب‌دشمن ہے۔ اس کولاک نے، جب اس کے سامان کی فہرست تیار ہو رہی تھی کھلم کھلا پچیس‌ہزاری کاسریڈ داویدوف پر حملہ کیا اور دو بار ان کے سر پر لوہے کی سلاخ سے وار کرنے میں کامیاب ہوگیا۔
اس کے علاوہ، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے خود بورودین کو ایک رائفل سے لیس دیکھا جس کا کندہ کٹی ہوئی لکڑی کا تھا، روسی ڈھب کا، جس کو، حالات کے پیش‌نظر (پہاڑی مقام تھا اور ڈر تھا کہ اس طرح خون‌خرابا ہوگا) میں اس سے چھیننے میں ناکام رہا۔ اس نے یہ رائفل کہیں پھینک دی، برف میں، اور میں اس کو دیکھ نہ سکا۔ جب رائفل مل جائے گی تو ٹھوس ثبوت کے طور پر پیش کی جائے گی۔
م۔ ناگولنوف،
سکریٹری گریمیاچی پارٹی گروپ اور سرخ پرچم کے تمغے سے سرفراز۔''
تیتوک کو برف‌گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔
اس نے پانی پینے کو مانگا اور کہا کہ ناگولنوف کو باھر بلاؤ۔
''کیا چاہتے ہو؟''
''ماکار! یاد رکھنا!'' تیتوک نشے میں دھت‌شرابی کی طرح چیخا۔ ''یاد رکھنا! ہمارے راستے کہیں نہ کہیں ایک دوسرے کو کاٹیں گے! تم نے مجھے کچلا ہے۔ لیکن اگلی بار میں تمہیں کچلوں گا۔ میں تمہیں مار ڈالوں گا، چاہے جو بھی ہو۔ ہماری دوستی دفن ہوگئی!''
''جا، انقلاب‌دشمن! جا۔'' ناگولنوف نے ہوا میں ہاتھ لہرایا۔
گھوڑے تیزی سے صحن سے باھر نکل گئے۔

نواں باب

شام سے پہلے پہلے، رازمیوتنوف نے اپنی غریب کسانوں کی ٹولی کو منتشر کر دیا۔ گائف کو بےدخل کرکے جو مال لیا گیا تھا گاڑی بھر کر تیتوک کے گھر روانہ کیا گیا جہاں تمام کولاکوں کی ملکیت جمع کی جا رہی تھی، اور رازمیوتنوف خود گاؤں سوویت کی طرف‌چلا۔ اس

''مدد! قتل!،،

داویدوف نے تیتوک کی بائیں کلائی پکڑلی مگر تیتوک نے اسکے سر پر دائیں ھاتھ سے ایک وار کیا۔ داویدوف ھل گیا مگر گرا نہیں۔ زخم سے خون پھوٹا اور اس کی آنکھوں میں بھرنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ اس نے تیتوک کی کلائی چھوڑ دی۔ وہ اپنی آنکھوں پر ھاتھ رکھ کر ادھر ادھر بھٹکنے لگا۔ دوسرے وار نے اس کو برف پر گرا دیا۔ اس وقت لیوبیشکین نے تیتوک کو کمر سے پکڑ لیا لیکن اس کو قابو میں نہ لا سکا۔ اس سے جان چھڑا کر تیتوک غلہ گاھنےوالی زمین کی طرف بھاگا۔ ناگولنوف نے پھاٹک پر اس کو جالیا اور اس کی بالوں بھری چپٹی کھوپڑی پر ریوالور کا کندہ جمایا۔ صورت‌حال کو تیتوک کی بیوی نے اور بھی ھنگامہ‌خیز بنا دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ لیوبیشکین اور ناگولنوف اس کے شوھر کے پیچھے بھاگ رھے ھیں تو وہ کوٹھے کی طرف بھاگی اور جا کر کتے کی زنجیر کھول دی۔ کتے کے پٹے کی جھنکار گونج رھی تھی اور کتا پورے صحن میں بھاگ رھا تھا۔ دادا شوکار کی دھشت‌زدہ چیخیں اسے اور سنکار رھی تھیں۔ اس کی بھیڑ کی کھال‌والا کوٹ فرش پر پھیل گیا جس نے کتے کو اور بھی بھڑکا دیا۔ کتا اس پر ٹوٹ پڑا۔ دادا شوکار اچھل کر کھڑا ھو گیا۔ اس نے پوری وحشت سے کتے پر لات جمائی اور احاطے کی باڑ سے ایک بلی کھینچنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ پانچ گز تک لڑکھڑاتا ھوا گیا اور اس بیچ میں کتا پیچھے سے اس کے کالر کو نوچتا اور غراتا رھا۔ اور آخرکار، بڑی بےبسی کے عالم میں شوکار ایک بلی کھینچنے میں کامیاب ھوگیا۔ کتا بھونکتا ھوا اچھل کر پیچھے ھٹا اور آخر بڈھے کے کوٹ کو اوپر سے پشت تک پھاڑنے میں کامیاب ھو گیا۔

''ماکار، اپنا ریوالور دو مجھے!،، شوکار ایک نئی ھمت سے کام لیتے ھوئے چیخا۔ اس کی آنکھیں نکلی پڑ رھی تھیں۔ ''دو، مجھے دو، ابھی میرا خون کھول رھا ھے! میں اس کتے اور اس کی مالکن، دونوں کا جھگڑا چکا دوں گا۔ ،،

اس بیچ میں لوگوں نے داویدوف کو گھر کے اندر پہنچا دیا تھا۔ انھوں نے زخم کے گرد بال کاٹ دئے جس سے اب بھی سیاہ خون بہہ رھا تھا۔ صحن میں لیوبیشکین دو گھوڑوں کو برف‌گاڑی میں جوت

اندرئی کی آواز اور تیز ہوتی گئی، انتہائی تنے ہوئے تار کی طرح۔ لگتا تھا کہ آواز کا تار اب ٹوٹا کہ تب ٹوٹا۔ پھر یکایک یہ آواز پھنسی پھنسی سی ٹھنڈی سانس میں بدل گئی اور آخر میں بہت ہلکی ہلکی سرگوشیوں میں ڈھل گئی۔

''کیا ہمیں اس طرح اپنا کام کرنا چاہئے؟ میں کیا ہوں؟ جلاد؟ کیا سمجھتے ہو میرا دل پتھر کا ہے؟ جنگ میں میرا جی بھر چکا۔'' اس کی آواز پھر اونچی ہو گئی۔ ''گائف کے گیارہ بچے ہیں! جب ہم وہاں پہنچے تو وہ کس طرح چیخ رہے تھے! میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے! ہم نے ان کو گھر سے نکالنا شروع کیا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ کان بند کر لئے اور وہاں سے چلا گیا۔ عورتیں چیخ رہی تھیں بہو بےچاری کو پانی کے چھینٹے مار کر ہوش میں لایا گیا ... بچے...''

''رو لو! جی ہلکا ہو جائے گا!'' ناگولنوف نے مشورہ دیا اور اپنے رخسار کی ابھری ہوئی ہڈی پر ہتھیلی رکھ لی جس کے نیچے رخسار کے پٹھے بھڑک رہے تھے۔ اس نے اندرئی کو جلتی ہوئی نظر سے دیکھا۔

''میں روؤں گا۔ شاید میرا منا...'' اندرئی کی آواز بیچ سے کٹ گئی۔ اس کے دانت بھنچ گئے اور اس نے پشت میز کی طرف کر لی۔

ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

داویدوف آہستہ آہستہ میز سے اٹھا۔ اس کے پٹی سے آزاد رخسار پر مدھم مدھم سرخی چھا گئی اور ایک کان سفید پڑ گیا۔ وہ اندرئی کے پاس گیا۔ اس کے شانوں کو تھاما اور بڑے لگاؤ سے اسے اپنی طرف گھمایا۔ اس کی سانس پھول رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اندرئی کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں۔

''تم ان پر ترس کھا رہے ہو۔ تمہیں ان پر افسوس آرہا ہے۔ انہوں نے ہم پر ترس کھایا؟ کیا ہمارے دشمنوں نے ہمارے بچوں کے آنسوؤں پر آنسو بہائے؟ بتاؤ وہ روئے؟ نہ جانے کتنے لوگ مارے گئے، کتنے بچے یتیم ہو گئے۔ کیا وہ ان یتیموں کے حال پر روئے؟ آنسو بہائے بتاؤ؟ فیکٹری میں ہڑتال کے بعد میرے باپ کو نکال دیا گیا۔ اس کے بعد ان کو سائبیریا بھیج دیا گیا۔ ماں کے پاس ہم چار بچے رہ گئے۔ میں سب سے بڑا تھا۔ نو سال کا۔ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا اس لئے میری ماں... میری طرف دیکھو! وہ گلی

صبح داویدوف کے ساتھ طے ہوا تھا کہ انہیں وہاں عام میٹنگ سے ایک گھنٹہ پہلے ملنا چاہئے، جو رات ہوتے ہی شروع ہونےوالی تھی۔

سوویت کے کونےوالے کمرے میں روشنی نظر آئی۔ اندرئی اسی طرف چل دیا، گلیارے سے ہوتا ہوا وہ کمرے کے دروازے پر پہنچا اور اسے کھول دیا۔ داویدوف نے آہٹ پاتے ہی نوٹ‌بک سے سر اٹھایا اور مسکرایا۔

''رازمیوتنوف آؤ۔ بیٹھو۔ ہم حساب لگا رہے تھے کہ کولاکوں کے یہاں سے کتنا غلہ جمع ہوا ہے۔ کہو تمہاری کیسی گزری؟،،

''بس یوں ہی۔ تمہارے سر پر پٹی کیسی نظر آرہی ہے؟،،

ناگولنوف نے، جو اخبار سے لیمپ کے لئے شیڈ بنا رہا تھا، جھجھکتے ہوئے کہا: ''یہ تیتوک کی دین ہے۔ لوہے کی سلاخ سے مارا تھا۔ میں نے اس کو ذخارچنکو کے پاس مرکزی سیاسی محکمہ روانہ کر دیا ہے۔،،

''ایک منٹ ٹھہرو۔ ہم تمہیں بتائیں‌گے اس کے بارے میں،، داویدوف نے گن تارا میز پر آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''اس میں ایک سو پندرہ جوڑو۔ سمجھے؟ اب ایک سو آٹھ اور...،،

''سنبھل‌کے! سنبھل کے،، ناگولنوف نے پریشانی کے ساتھ کہا اور نہایت احتیاط سے گنتارے کے گٹکوں کو انگلی سے ڈھکیلا۔

اندرئی نے ان کی طرف دیکھا اور تھرتھراتے لبوں سے بڑے بوجھل انداز میں کہا: ''اب میں کام نہیں کرنے کا۔،،

''کام نہیں کروگے؟ کہاں؟،، ناگولنوف نے گنتارے کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

''میں اب کسی کولاک کو بےدخل نہیں کروں‌گا۔ ہوں، تم آنکھیں کیا نکال رہے ہو؟ کہیں بےہوش تو نہیں ہو جاؤگے؟،،

''پی رکھی ہے تم نے؟،، داویدوف نے فکرمندی کے ساتھ اندرئی کے غصے میں بھرے ہوئے چہرے کو غور سے دیکھا جس سے مصمم ارادہ ٹپک رہا تھا۔ ''معاملہ کیا ہے؟ مطلب کیا ہے تمہارا؟،،

اندرئی کو اس مطمئن اور پرسکون باریک آواز پر غصہ آیا اور وہ غصے سے ہکلاتا ہوا، چیخا: ''اس کام کےلئے میری ٹریننگ نہیں ہوئی ہے! میں... میں... میں نے بچوں سے لڑنے کا فن نہیں سیکھا ہے! محاذ پر بات دوسری تھی — میں کسی کو بھی اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔ لیکن یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا!،،

پھر سے تربیت کرے گا۔ ،، اس نے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی مگر خاصی دیر تک وہ اپنی لرزتی ھوئی انگلیوں سے سگریٹ نہیں نکال سکا۔

اندرئی کی آنکھیں ناگولنوف کے چہرے پر گڑی ھوئی تھیں جس پر آھستہ آھستہ جیسے سوت کے رنگ کا شفاف سا پردہ پڑتا جا رھا تھا۔ داویدوف حیرت‌زدہ رہ گیا جب وہ اچانک اٹھا۔ ناگولنوف بھی اس کے ساتھ ھی اٹھ کھڑا ھوا، جیسے کسی اسپرنگ نے اسے اچھال دیا ھو۔

''سورا!،، اس نے لرزتی ھوئی سرگوشی میں، مٹھیوں کو کستے ھوئے کہا۔ ''کیا یہ ھے انقلاب کی خدمت کا طریقہ؟ ان پر ترس کھاتے ھو؟ کیوں... دو مجھے ھزاروں بوڑھے، بچے، عورتیں... اور کہو ان کو سوت کی گھاٹ اتارنا ھے... انقلاب کی خاطر... میں یہ کام مشین گن سے انجام دوں گا... ایک ایک کو ختم کر دوں گا!،، یکایک وہ پاگلوں کی طرح چیخا۔ اس کی بڑی بڑی الجھی ھوئی پلکوں سے جنون ٹپک رھا تھا۔ اس کے ھونٹوں کے کونوں میں جھاگ کے بلبلے سے چھوٹ رھے تھے۔

''ارے، چیخو مت! بیٹھ جاؤ!،، داویدوف نے پریشان ھو کر کہا۔

اندرئی نے ایک کرسی دھکیلی اور ناگولنوف کی طرف لپکا۔ لیکن ناگولنوف لڑکھڑا کر دیوار کے سہارے ٹک گیا۔ اس کا سر پیچھے کی طرف اڑ گیا۔ اس کی آنکھیں ابل رھی تھیں۔ وہ زور سے چیخا:

''میں تم کو مار ڈالوں گا!،، وہ اپنے پہلو پر گرا، اس کا بایاں ھاتھ ھوا میں میان کو تلاش کر رھا تھا اور دایاں ھاتھ تلوار کا دستہ۔

جب اندرئی نے اس کے بازوؤں کو تھاما تو اس نے محسوس کیا کہ ماکار کا جسم اکڑ رھا ھے اور ٹانگیں لوھے کی اسپرنگ کی طرح کھل رھی ھیں۔

''شاید دورہ پڑ گیا ھے۔ اس کی ٹانگیں پکڑ لو!،، اندرئی نے چلا کر داویدوف سے کہا۔

* * *

جب وہ اسکول پہنچے تو وہ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ھوا تھا جو میٹنگ کے لئے جمع تھے۔ کچھ لوگوں کے لئے تو پاؤں دھرنے کی بھی جگہ نہ تھی۔ مرد، عورتیں اور لڑکیاں گذرگاہ میں ٹھسے ھوئے

کوچوں میں ساری ساری پھرتی تھی تاکہ هم بھوکوں نہ مریں ۔ هماری چھوٹی سی کوٹھری میں کسی کو لے آتی ۔ هم ایک تہہ‌خانے میں رهتے تھے ۔ همارے پاس ایک هی بستر رہ گیا تھا ۔ اس لئے هم ایک پردے کے پیچھے پڑ جاتے... فرش پر ۔ اور تب میں نو سال کا تھا ۔ کبھی کبھی وہ میری ماں کے پاس نشے میں دهت آتے اور میں اپنی ننھی ننھی بہنوں کے منہہ پر هاتھ رکھ دیتا تھا ۔ میں ان کو رونے سے روکنا چاهتا تھا ۔ همارے آنسو کس نے پونچھے؟ سن رهے هو؟ اور صبح کو میں وہ منحوس روبل لیتا...،، داویدوف نے گھٹے پڑی هتھیلی اٹھائی اور اندرئی کے چہرے کے بالکل پاس لے گیا ۔ اس کے دانت بھنچ گئے ۔ ''وہ روبل جو ماں نے کمایا تھا ۔ جاتا تھا اور اس روبل سے روٹی خرید کر لاتا تھا ۔ ،، اور یکایک اس نے میز پر زور سے گھونسہ مارا جیسے وہ سیسے کا بنا هوا هو ۔ وہ چلایا : ''تم! اور تم ان پر ترس کھا رهے هو!،،

پھر خاموشی چھا گئی ۔ ناگولنوف کے ناخن میز میں پیوست سے هوگئے تھے جیسے چیل نے پنجے شکار میں گاڑ دئے هوں ۔ اندرئی نے کچھ نہیں کہا ۔ زور زور سے سانس لیتے هوئے چند منٹ کمرے میں ٹہلتا رها ۔ اس کے بعد اس نے بازو اندرئی کے کندھے پر رکھا ۔ اس کے ساتھ هی بنچ پر بیٹھا اور پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا :

''اماں، کاٹھ کے الو هو تم! آئے اور چیختے هوئے 'میں کام نہیں کروں گا... بچے... ترس...'، ذرا سوچو تم کہہ کیا رهے هو! آؤ هم اس مسئلے پر بات کریں ۔ تمہیں اس کا افسوس هے کہ هم کولاک خاندانوں کو بےدخل کر رهے هیں؟ اچھا اگر کر رهے هیں تو اس میں خرابی کیا هے! هم ان کو اس لئے نکال رهے هیں کہ وہ همیں زندگی کی تعمیر سے نہ روکیں، ایک ایسی زندگی کی تعمیر سے جس میں یہ سب نہ هو — تاکہ مستقبل میں یہ سب پھر نہ هو ۔ تم گریمیاچی میں سوویت اقتدار کے نمائندے هو — میں تمہیں سیاست کا سبق پڑھاؤں؟،، وہ کوشش کرکے مسکرایا ۔ ''هم ان حرام‌خور کولاکوں کو نکالیں گے، هم انہیں سلوفکی بھیج دیں گے ۔ وهاں وہ مر تو نہیں جائیں گے؟ کام کریں گے تو انہیں کھانے کو ملے گا ۔ اور جب هم نئی زندگی بنالیں گے تو پھر وہ بچے کولاکوں کے بچے نہیں رهیں گے ۔ مزدور طبقہ ان کی

6*

کریم کی بو آرھی تھی۔ اس بو میں کپڑوں کی وہ بو بھی ملی ھوئی تھی جو عرصے تک صندوق میں سینتے رھنے کی وجہ سے پیدا ھو جاتی ھے۔ پورے اسکول میں بات‌چیت کی وجہ سے ایک قسم کی بھنبھناھٹ پیدا ھو رھی تھی۔ لوگ، شہد کی مکھیوں کی طرح، ان کی سیاہ موجوں کی طرح ابل رھے تھے۔

''تمہاری لڑکیاں بڑی ظالم ھیں،، داویدوف نے پلیٹ‌فارم پر پہنچ کر گھبرائے ھوئے انداز میں کہا۔

پلیٹ‌فارم کے کھردرے تختوں پر اسکول کی دو ڈیسکیں ملا کر رکھ دی گئی تھیں۔ داویدوف اور ناگولنوف بیٹھ گئے۔ رازمیوتنوف نے میٹنگ شروع کی۔ مجلس صدارت کا چناؤ بڑی تیزی سے ھوا۔

''میں ضلع پارٹی کمیٹی کے نمائندے، کامریڈ داویدوف سے کہتا ھوں کہ وہ بولیں،، رازمیوتنوف کی آواز کا تار ٹوٹ گیا اور سمندر کے ساحل پر سر پٹکتی ھوئی موجوں کے شور کی طرح ابھرتی ھوئی آوازیں تھم گئیں۔

داویدوف اٹھا۔ اس نے سر پر بندھی ھوئی پٹی کو ٹھیک کیا۔ وہ کوئی آدھے گھنٹے تک بولتا رھا۔ آخر میں اس کی آواز کچھ پھنس سی گئی۔ لوگ خاموش تھے۔ گھٹن بڑھتی جا رھی تھی۔ دو چراغوں کی مدھم روشنی میں داویدوف کے سامنے اگلی صفوں میں پسینے سے تر چہرے چمکتے نظر آرھے تھے۔ اس سے آگے سب کچھ نیم تاریکی میں کھو کر رہ گیا تھا۔ تقریر کے دوران کسی نے بات کاٹنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لیکن جیسے ھی اس کی تقریر ختم ھوئی اور اس نے پانی کے گلاس کی طرف ھاتھ بڑھایا سوالوں کی بوچھار شروع ھوگئی:

''کیا ھر چیز عوام کی ملکیت بن جائے گی؟،،

''گھروں کا کیا ھوگا؟،،

''یہ پنچائتی فارم وقتی ھیں یا مستقل؟،،

''نجی کاشتکاروں کا کیا ھوگا؟،،

''ان کی زمین تو نہیں چھینی جائے گی یا چھین لی جائے گی؟،،

''کیا ھمیں ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا پڑے گا؟،،

داویدوف نے تمام باتیں اطمینان سے اور اچھے ڈھنگ سے سمجھائیں۔ جب بھی زراعت کا کوئی پیچیدہ سوال اٹھا تو اس کی مدد ناگولنوف اور رازمیوتنوف نے کی۔ پنچائتی فارم کا ایک چارٹر پڑھ کر سنایا گیا

تھے۔ اور کچھ برساتی میں۔ کھلے ہوئے دروازوں سے بھاپ بھری ہوا اور تمباکو کی بو باہر آ رہی تھی۔

ناگولنوف کا چہرہ زرد تھا، اس کے زخمی ہونٹوں پر خون سوکھ رہا تھا۔ وہ آگے آگے گذرگاہ میں گھسا۔ سورج مکھی کے بیج کے چھلکے سخت قدموں تلے چرمرا رہے تھے۔ کزاکوں نے پیچھے ہٹتے ہوئے اس کو راستہ دیا اور جھجکتے ہوئے اس کو دیکھا۔ داویدوف پر نظر پڑتے ہی سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔

''وہی ہے نا داویدوف؟،، ایک لڑکی نے، جو پھولوں کی چھاپ‌والی شال اوڑھے ہوئے تھی، زور سے پوچھا۔ اس نے داویدوف کی طرف ایک رومال سے اشارہ کیا جس میں سورج مکھی کے بیج بھرے ہوئے تھے۔

''وہی کوٹ‌والا۔ وہ کوئی ایسا لحیم شحیم تو نہیں۔ ،،

''لحیم شحیم نہیں مگر تگڑا تو ہے۔ ذرا گردن دیکھنا۔ لگتا ہے کسی تگڑے سانڈ کی گردن ہے۔ یہ سانڈ یہاں نسل سدھارنے کےلئے بھیجا گیا ہے۔ کیا؟،، ایک لڑکی ہنسی، اس کی گول بھوری آنکھیں داویدوف پر جمی ہوئی تھیں۔

''بڑے بڑے شانے ہیں نا بڑے؟ لڑکیوں کو خوب چمٹاتا ہوگا۔ میں بدتی ہوں شرط،، سپاہی کی بیوی نتالیا نے کجلائی ہوئی بھویں چڑھاتے ہوئے بڑی بےحیائی سے کہا۔

''لگتا ہے کوئی چڑیا کھیت چگ بھی چکی۔ کوئی چڑیا اس کے چونچ مار چکی۔ دیکھو سر، پٹی بندھی ہے۔ ،،

''اور جو دانت میں درد ہو؟،،

''نہیں نہیں، یہ تیتوک کا تحفہ ہے۔ ،،

''لڑکیو، یہ سب کیا ہے! ایک اجنبی کو آنکھوں آنکھوں میں نگلے جا رہی ہو۔ اس میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں۔ میں بھی تو ہوں آخر؟،، ایک عمررسیدہ کزاک نے زور سے قہقہہ بلند کرتے ہوئے لڑکیوں کے پورے غول کو اپنے لمبے بازوؤں میں سمیٹا اور دیوار سے دبا دیا۔ زور سے چیخ پکار شروع ہوئی اور لڑکیوں نے اس کی پشت پر مکوں کی زبردست بارش کی۔

جب تک داویدوف کلاس‌روم کے دروازے پر پہنچے اس کے تو پسینے آ گئے۔ ہجوم سے سورج مکھی کے بیجوں، پیاز اور گھریلو تمباکو کی بو آ رہی تھی۔ لڑکیوں اور جوان عورتوں سے غازے اور

6—2250

لومڑی کی کھال کی ٹوپی‌والے نے پیشانی سے پسینہ پونچھا، ھونٹ رومال سے صاف کئے اور اپنی بات جاری رکھی:

''ھمیں اپنے لوگوں کو چننا پڑےگا جس طرح اچھا کسان اپنے بیل چنتا ھے۔ وہ ایک ھی قد اور طاقت کے بیلوں کی جوڑی بناتا ھے۔ بناتا ھے یا نہیں؟ ذرا دو نا برابر بیلوں کی جوڑی بنادو پھر دیکھو تماشا — کیا ھوگا؟ مضبوط بیل چاھےگا چلتا رھے اور کمزور چاھےگا دم لےلے۔ رکے اس کی بدولت مضبوط بیل بھی رک جائےگا۔ ان سے پھر کام کیا ھوگا؟ یہ کامریڈ کہہ رھے ھیں کہ کولاکوں کو چھوڑکر تمام کسانوں کو ایک ھی پنچائتی فارم میں جمع ھو جانا چاھئے۔ اس کے معنی ھوئے نا کہ مضبوط بیل اور کمزور بیل ایک ھی جوئے میں جوت دئےجائیں۔،،

لیوبیشکین کھڑا ھو گیا۔ اس نے پروں کی طرح پھیلی ھوئی مونچھوں کو پھڑکایا کچھ اس انداز سے جیسے کچھ ھونےوالا ھو۔ وہ بولنےوالے کی طرف مڑا۔

''کوزما، کبھی کبھی تم کیسی میٹھی باتیں کرتے ھو! اگر میں عورت ھوتا تو تمھاری بات قیامت تک سنتا رھتا! (ھنسی کے فوارے) تم مجمع کو اس طرح پھسلا رھے ھو جیسے تم پالاگا کوزمیچووا کو پھسلاتے ھو!،،

زوروں کے قہقہے گونج اٹھے۔ لیمپ کی لو تیزی سے باھر کی طرف لپکی۔ اس اشارے کو سارا جلسہ سمجھ گیا جو غالباً اگر شائستہ نہیں تو پرمذاق ضرور تھا۔ حتی کہ ناگولنوف کی آنکھوں میں بھی مسکراھٹ کھیلنے لگی۔ داویدوف اس سے پوچھنے ھی والا تھا کہ اس قہقہے کی وجہ کیا ھے کہ لیوبیشکین کی آواز نے باتوں کو ڈبو دیا:

''یہ آواز تمھاری ھے مگر دھن کسی اور کی بنائی ھوئی ھے! ھاں تمھارے لئے لوگوں کو یوں چننا ٹھیک ھے۔ یہ گر تم نے اس وقت سیکھا ھوگا جب تم پھٹے فرول کے ساتھ تھے، اس مشینوں‌والی انجمن میں تھے۔ پچھلے سال تمھاری مشین کا انجن نکال دیا گیا تھا۔ لیکن اب ھم نے فرول کا صفایا کر دیا ھے۔ بالکل صفایا! تم لوگ فرول کے انجن کے گرد جمع ھوئے۔ یہ ایک قسم کا پنچائتی فارم ھی تو تھا، لیکن کولاکوں کا فارم۔ کیا تم بھول گئے کہ تم نے غلہ گاھنے کےلئے

لیکن اب بھی سوالوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ آخر میں ایک کزاک نے جو لومڑی کے سمور کی ٹوپی پہنے تھا اور جس کے بھیڑ کی کھال کے کوٹ کا سینہ کھلا تھا بیچ کی ایک صف سے اٹھا اور بولنے کی اجازت مانگی۔ لٹکتے ہوئے لیمپ کی ترچھی روشنی اس کی ٹوپی پر چمک رہی تھی۔ سرخی مائل سمور شعلے کی طرح بھڑک رہا تھا اور لگتا تھا کہ دھواں دے رہا ہے۔

''میں بیچ کا کسان ہوں۔ اور شہریو، اتنا میں بتا دوں کہ مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پنچائتی فارم اچھی چیز ہے۔ لیکن اس پر بہت زیادہ سوچ بچار کی ضرورت ہے! پلیٹ میں رکھ کر یوں پیش کر دینا کافی نہیں ہے۔ پارٹی کے نمائندہ کامریڈ کا کہنا ہے کہ بس آپس میں ایکا ہو جانے کی ضرورت ہے، اسی سے ہماری حالت سدھر جائےگی۔ ان کے مطابق کامریڈ لینن نے بھی یہی بات کہی ہے۔ لیکن کامریڈ نمائندے کو کھیتی باڑی کے بارے میں زیادہ معلوم نہیں ہے۔ مزدور ہونے کے ناتے انہوں نے زندگی میں ہل کاھے کو چلایا ہوگا۔ اور نہ ان کو بیل کی دم اور سینگ کا پتہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اصلی بات نہیں سمجھ سکتے۔ میرے خیال کے مطابق تو لوگوں کو پنچائتی فارم میں کچھ اس طرح لانا چاہئے: جو جفاکش ہیں اور جن کے پاس مویشی ہیں وہ ایک پنچائتی فارم میں اکٹھا ہوں، غریب ایک اور پنچائتی فارم میں اور کھاتے پیتے تیسرے پنچائتی فارم میں — اور جو گھر کے نہ گھاٹ کے نکھٹو ہیں ان کو نکال کر کہیں ایسی جگہ بھیج دیا جائے جہاں وہ کام کرنے پر مجبور ہوں۔ اور مرکزی سیاسی محکمہ ان کو کام کرنا سکھائیگا۔ یہ ٹھیک نہیں ہے کہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک دیا جائے۔ ورنہ اس میں بھی اتنی ہی حقیقت ہوگی جتنی اس کہانی میں کہ ہنس، جھینگا اور مچھلی مل کر ایک بوجھ اٹھانے آئے۔ ہنس تو پر پھڑپھڑانے اور اڑنے لگا، جھینگا اس کی دم پکڑ کر لٹک گیا اور اس کو نیچے گھسیٹنے لگا اور بڑی مچھلی پانی میں تیرنے لگی...''

اس پر مجمع میں دبی دبی ہنسی ہوئی۔ پیچھے ایک لڑکی زور سے چیخی، پھر غصے میں بھرائی ایک آواز گونج گئی:

''ارے، وہاں کیا ہو رہا ہے! کیا تم اپنے کو باندھ کر نہیں رکھ سکتیں؟ باہر جاؤ!''

''ذرا انتظار کرنا چاہئے۔ ''

''کوئی اور نئی زندگی کا تجربہ کرکے دیکھے دکھائے!''

''ارے، آگے بڑھو، اس میں انتظار کی کیا بات ہے، کوئی لڑکی کا معاملہ ہے یہ؟''

''میں اخواتکین سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات کہے۔ بولو، بھائی بولو!''

''پیارے شہریو، میں صرف اپنی بات کروں گا۔ ایک میں تھا اور ایک میرا بھائی پیوتر۔ ہم ایک ساتھ رہتے تھے۔ لیکن ہم ایک ساتھ گزر بسر نہ کر سکے۔ ہماری عورتیں ایک دوسرے کی گردن دبوچنے کے درپے رہتیں۔ ایسی گتھ جاتیں کہ کلہاڑی سے بھی کاٹ کر الگ نہ کی جا سکتیں۔ کبھی کبھی میں اور پیوتر گتھ جاتے۔ اور اب تم چاہتے ہو کہ پورا گاؤں ایک ہی گھونسلے میں سما جائے! پلک جھپکتے میں سب کچھ ملیامیٹ ہو جائے گا۔ جیسے ہی ہم کھیت پہنچیں گے سرپھٹول شروع ہو جائے گی۔ ایوان میرے گھوڑوں کو بہت دوڑا رہا ہے۔ اور میں نے اس کے گھوڑوں کی دیکھ بھال ٹھیک طرح سے نہیں کی۔ ہمیں پورے وقت اپنے ساتھ میلیشیاوالوں کا پورا غول رکھنا پڑے گا۔ ہر شخص خون تھوکتا پھرےگا۔ کچھ لوگ زیادہ کام کریں گے، کچھ کم۔ ہمارا کام دوسرے ڈھنگ کا ہے، جانتے ہی ہو۔ فیکٹری میں مشین سے لگ کر کھڑے ہوگئے اور ہوگیا کام۔ وہاں تو تم بس آٹھ گھنٹے کام کرتے ہو اور پھر چھٹی، نکل پڑے بغل میں چھڑی دبا کر سٹرگشت کرنے۔ ''

''تم کبھی کارخانے کے اندر گئے ہو؟''

''نہیں، کامریڈ داویدوف، میں تو نہیں گیا ہوں لیکن میں جانتا ہوں۔ ''

''نہیں، تم نہیں جانتے۔ تم مزدور کے بارے میں کچھ نہیں جانتے! اور اگر تم نے فیکٹری کے اندر جاکر کبھی دیکھا نہیں ہے تو چرب زبانی سے فائدہ۔ یہ کولاکوں والی پھبتی ہے مزدوروں کے بارے میں، یہی چھڑی بغل میں دبا کر نکلنے کی باتیں!''

''چھڑی ہو یا نہ ہو۔ بات وہی ہے۔ کام ختم اور چھٹی۔ لیکن یہاں اندھیرے اٹھنا پڑتا ہے ہل بیل لے کر۔ اور جب دن بھر ہل چلاکر خون پسینہ ایک ہوتا ہے، اور پیروں میں مرغی کے انڈے جتنے

ہماری کھال کس طرح ادھیڑی تھی؟ ہر آٹھویں پوڈ کو ھضم کرنے کا حساب تھا نا؟ شاید تم پھر وھی کرنا چاھتے ھو ...،،

ایسی چہمیگوئیاں شروع ھوئیں کہ رازمیوتنوف کےلئے میٹنگ کو قابو میں کرنا مشکل ھو گیا۔ اور دیر تک غصے میں بجھے ھوئے جملوں کے تیر چلتے رہے :

''واہ کیا شاندار انجمن بنائی ھے انھوں نے!،،

''ان کے پسو تو ٹریکٹر تک نہیں مار سکتا!،،

''کولاکوں نے تمہارے دل کو پتھر بنا دیا ھے!،،

''مارو اس کو!،،

''تمہارا سر سورج مکھی کے بیج نکالنے کے کام آئےگا۔،،

اس کے بعد جس نے بولنا شروع کیا وہ تھا غریب درمیانہ کسان نکولائی لوشینا۔

''بحثا بحثی بند کرو۔ یہ ایک صاف معاملہ ھے،، ناگولنوف نے اس پر جتا دیا۔

''کیا مطلب؟ ممکن ھے میں وھی چاھتا ھوں؟ یا ھمیں تمہاری رائے کے خلاف کچھ کہنے کی اجازت نہیں ھے؟ میں جو کچھ کہنا چاھتا ھوں وہ یہ ھے کہ پنچائتی فارم مرضی کا سودا ھے۔ اگر شامل ھونا چاھتے ھو، آؤ، شامل ھو۔ نہیں چاھتے تو پھر کھڑے رھو، ٹکرٹکر تماشا دیکھو۔ اچھا تو ھم کہتے ھیں ھم ٹکر ٹکر تماشا دیکھنا چاھتے ھیں۔،،

''ھم، کون؟،، داویدوف نے پوچھا۔

''کیوں، کسان اور کون!،،

''ارے، تم اپنی بات کرو۔ یہاں ھر شخص آزاد زبان رکھتا ھے۔ اور ھر شخص اپنی بات کر سکتا ھے۔،،

''اچھا تو میں بھی اپنی بات کہہ سکتا ھوں۔ سچی بات یہ ھے کہ میں یہی کر رھا ھوں۔ میں کچھ دن دیکھنا چاھتا ھوں، پنچائتی فارم میں زندگی کس طرح چلتی ھے۔ اگر یہ زندگی اچھی ھوگی تو میں شامل ھو جاؤں گا۔ اگر یہ زندگی اچھی نہیں ھوگی تو پھر اس میں جا کر کیوں پھنسوں؟ باولی مچھلی ھی خود جان بوجھ کر جال میں پھنسیگی۔،،

''بالکل ٹھیک!،،

ہے۔ اور اب میں تم کو یہ پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ یہاں بھانت بھانت کی رائیں ظاہر کی گئی ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی کام کی نہیں ہے۔ تم ابھی زندگی کے بارے میں کافی سوچتے نہیں...،،

داویدوف کی توجہ گہری ہو گئی۔ سامنے کی صفوں میں لوگوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔ عمارت میں باتوں کی گھنگھناہٹ لہروں کی طرح پھیل گئی۔

''میرے پاس ایک درمیانے درجے کا فارم ہے ،، مائدانیکوف نے بلا گھبرائے ہوئے اعتماد کے ساتھ کہنا شروع کیا۔ ''پچھلے سال میں نے بارہ ایکڑ پر فصل بوئی۔ جیسا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے میرے پاس بیلوں کی ایک جوڑی ہے۔ ایک گھوڑا۔ ایک گائے۔ ایک بیوی اور تین بچے۔ میرے پاس یہی دو ہاتھ ہیں جن سے میں کام کرسکتا ہوں۔ میں نے نوے پوڈ گیہوں کی فصل کاٹی، اٹھارہ پوڈ جو اور تیئیس پوڈ جئی۔ مجھے اپنے خاندان کو کھلانے کےلئے ساٹھ پوڈ غلہ چاہئے۔ دس پوڈ مرغیوں کےلئے اور جئی مکئی گھوڑے کی ناند میں۔ اب میں ریاست کے ہاتھ کیا بیچوں؟ اڑتیس پوڈ غلہ۔ اگر ہر پوڈ کی قیمت ۱ روبل ۱۰ کوپک ہے تو مجھے کل اکتالیس روبل کی خالص آمدنی ہوگی۔ چلو، مانے لیتا ہوں، میں کچھ مرغیاں بیچتا ہوں اور چند بطخیں بازار لے جاتا ہوں، اور تقریباً پندرہ روبل کما لیتا ہوں۔،، اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار پیدا ہوئے۔ اس کی آواز تیز ہو گئی۔ ''کیا میں اس پیسے سے جوتے کپڑے خرید سکتا ہوں، مٹی کا تیل، دیاسلائیاں اور صابن، اپنی ضرورت کی چیزیں؟ اور گھوڑے کو ٹھیک ٹھاک رکھنے پر پیسہ صرف ہوتا ہے، ٹھیک ہے یا نہیں؟ جواب کیوں نہیں دیتے؟ کیا میں اس طرح زندہ رہ سکتا ہوں؟ اور یہ اس وقت جب فصل کم و بیش اچھی ہو، جب سال ٹھیک ہو۔ لیکن مان لو، موسم اچھا نہ ہو، فصل نہ ہو، پھر؟ پھر میرا کیا ہو؟ بھک منگا! تمہیں اس کا کیا حق ہے کہ میرا گلا دبا کر تم مجھے پنچائتی فارم سے الگ رکھو، باہر دھکیلو؟ کیا تمہارا خیال ہے وہاں میری حالت اس سے زیادہ خراب ہوگی؟ تم جھوٹ بولتے ہو! اور تم سب کی زندگی، جو درمیانے کسان ہیں، ایسی ہی ہے۔ اور اب میں تمہیں بتاتا ہوں تم کیوں مجھے ہٹا رہے ہو، کیوں تم اپنے دماغ میں اور دوسرے لوگوں کے دماغ میں واہی تباہی بھر رہے ہو۔،،

بڑے چھالے پڑ جاتے ھیں، تو اس وقت بھی رات کو بیلوں کو چرانا پڑتا ھے۔ کیونکہ اگر بیل رات کو گھاس نہیں چریں گے تو اگلی صبح کو ھل بھی نہیں چلائیں گے ۔ مان لو میں تو پنچائتی فارم میں جی جان ایک کئے دے رھا ھوں اور دوسرا ھمارا کولیبا جیسے کہیں کھیت میں پڑا سو رھا ھے۔ سوویت سرکار یہ کہہ سکتی ھے کہ غریبوں میں نکھٹو اور کام چور نہیں ھوتے۔ یہ سب کولاکوں کی من گھڑت کہانی ھے۔ لیکن یہ سچ نہیں ھے ۔ کولیبا نے اپنی ساری زندگی چولھے کے اوپر اینڈنے میں گنوا دی ھے۔ پورا گاؤں جانتا ھے کس طرح ایک بار جاڑے میں چولھے پر چڑھ کر سویا اور ٹانگیں دروازے کے باھر تک پھیلا دیں ۔ صبح ھوتے ھوتے اس کے پیر پالے سے اکڑ گئے ۔ دوسری طرف اس کا ایک پہلو بھن کر رہ گیا ۔ یہ آدمی اتنا بڑا کاھل ھے کہ وھاں سے اٹھ کر ھٹا ھی نہیں ۔ میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کیسے کام کر سکتا ھوں؟ میں کسی پنچائتی فارم میں شامل ھونے کو تیار نہیں ھوں ۔ ،،

''میں اب کوندرات مائدانیکوف سے بولنے کےلئے کہتا ھوں ۔ ،،

ایک کزاک، بھورے کوٹ میں، جس کا قد بہت لمبا نہیں تھا، پچھلی صفوں سے کافی دیر میں پلیٹ‌فارم تک آیا ۔ اس کی سواروں‌والی فوجی ٹوپی جس کا رنگ پھیکا پڑچکا تھا کزاک ٹوپیوں، عورتوں کی رنگ‌برنگی شالوں اور رومالوں کے اوپر ابھری ۔

وہ پلیٹ‌فارم پر چڑھا ۔ اس نے مجلس صدارت کی طرف پشت کی اور اپنی پتلون کی جیبوں میں انگلیوں سے کچھ آھستہ آھستہ ٹٹولنے لگا ۔

''کیا تم کوئی تقریر پڑھ کر سنانے‌والے ھو؟،، دیومکا اوشاکوف نے دانت نکالتے ھوئے پوچھا ۔

''ٹوپی تو اتار، بھائی!،،

''منہہ زبانی بولو!،،

''یہ شخص تو اپنی پوری زندگی کو کاغذ پر پھیلائے دیتا ھے۔ ،،

''ھا، ھا،ھا، پڑھا لکھا جو ٹھہرا، ایں!،،

مائدانیکوف نے ایک میلی کچیلی نوٹ‌بک نکالی اور جلدی جلدی اس کے صفحے پلٹنے لگا ۔

''ھنسنے میں جلدی نہ کرو ۔ کہیں بعد میں رونا نہ پڑے،، اس نے بھنا کر کہا ۔ ''ھاں میں وہ سب لکھ لیتا ھوں جو مجھے زندہ رکھتا

''تم همیں بھیڑوں کی طرح نہیں چلا سکتے! تیتوک ایک بار تمہیں لہولہان کرچکا ہے۔ یہ کھیل دو بارہ کھیلا جا سکتا ہے۔ ''

داویدوف کو تازیانہ سا لگا۔ ایک منٹ کو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور وہ ساکت کھڑا رہا۔ اس کے دانت جھلکے۔ خاموشی کا تناؤ بڑھنے لگا۔ پھر وہ پھنسی پھنسی آواز سے چیخا:

''تم! دشمن کی آواز! تو تمہیں میرا خون ابھی کافی نہیں ہے! میں وہ دن دیکھنے کو زندہ رہوں گا جب ہم تمہاری قسم کے لوگوں کو، تم میں سے ہر ایک کو دفن کردیں گے۔ لیکن اگر یہ ضروری ہوگا، پارٹی کے لئے، اپنی پارٹی کے لئے، مزدوروں کے مقاصد کے لئے، تو میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی دے دوں گا۔ سنتے ہو تم، کولاک سور؟ خون کی آخری بوند تک!''

''یہ کس نے کہا؟'' ناگولنوف نے اٹھتے ہوئے تن کر پوچھا۔

رازمیوتنوف پلیٹ‌فارم سے کودا۔ پیچھے ایک بنچ کھسکا اور کوئی بیس آدمیوں کا گروہ گذرگاہ میں نکل گیا۔ بیچ کی صفوں میں بھی لوگ کھڑے ہونے لگے۔ شیشے کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔ کسی نے کھڑکی کا شیشہ مکا مار کر گرا دیا تھا۔ تازہ ہوا کے جھونکے اندر آئے۔ پورے کمرے میں بھاپ سی اڑنے لگی۔

''کیا وہ تیموفئی تھا! پھٹے فرول کا پلہ۔''

''ان سب کو گاؤں سے باہر نکال دو!''

''نہیں وہ اکیمکا تھا! یہاں کچھ کزاک توبیانسکی کے ہیں۔''

''ہنگامہ کرنےوالے! بدمعاش! سور! نکالو ان کو!''

میٹنگ آدھی رات کے بعد ختم ہوئی۔ لوگ زور شور سے بحثیں کرتے رہے۔ بحث کرتے کرتے ان کی آوازیں پھنس گئیں۔ بحث ساری یہ تھی کہ پنچایتی فارم میں شامل ہوں یا نہ ہوں۔ یہاں وہاں، پلیٹ‌فارم کے پاس بھی، لوگ اکٹھا ہو جاتے اور اپنی بات ثابت کرنے کی بےقراری میں ایک دوسرے کے سینے پر ہاتھ مارتے۔ کوندرات مائدانیکوف کے ایک رشتہ‌دار اور پڑوسی نے کوندرات کی قمیص آگے سے چاک کر دی۔ گھونسہ‌بازی ہوتے ہوتے رہی۔ دیومکا اوشاکوف بنچوں کے درمیان سے بیٹھے ہوئے لوگوں کے سروں پر سے پھلانگ کر مائدانیکوف کی مدد کو جا رہا تھا۔ لیکن داویدوف نے لڑنےوالوں کو چھڑا دیا۔ اور تب دیومکا نے سب سے پہلے مائدانیکوف پر چوٹ کی:

''اور لگاؤ ان کے کوندرات!،، لیوبیشکین نے چہک کر کہا۔

''ہاں ہاں اور لگاؤں گا۔ ذرا ان کو پتہ تو چلے۔ تم پنچائتی فارم کے خلاف اس لئے ہو کہ تمہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اگر کچھ دکھائی دیتا ھے تو بس اپنی گائے، اپنا ٹاپے جتنا بڑا فارم۔ چاھے یہ سڑا ھوا فارم ھو، مگر اپنا تو ھے، میرا اپنا۔ تم یہ سوچتے ھو۔ کمیونسٹ پارٹی تم لوگوں کو ایک نئی زندگی کے راستے پر ڈال رھی ھے اور تم ھو کہ اندھے بچھڑے کی طرح اڑ رھے ھو، دولتیاں جھاڑ رھے ھو، سر ھلا رھے ھو۔ بچھڑا ھے کہ تھن منہہ میں لیتا ھی نہیں۔ اور اگر بچھڑا تھن منہہ میں نہیں لے گا تو زندہ کیسے رھے گا؟ بس ایسی ھی بات ھے۔ آج رات کو میں بیٹھوں گا اور پنچائتی فارم میں داخل ھونے کے لئے درخواست لکھوں گا۔ اور میں ھر ایک سے کہتا ھوں کہ یہی کرو۔ اور جو یہ نہیں کرنا چاھتے ان سے کہوں گا کہ بہتر یہی ھے کہ وہ دوسروں کو ایسا کرنے سے، جو ایسا کرنا چاھتے ھیں، نہ روکیں۔،،

رازمیوتنوف کھڑا ھو گیا۔ ''اب بات صاف ھو گئی ھے، شہریو! ھمارے چراغوں کی لو کم ھوتی جا رھی ھے۔ دیر ھو چکی ھے۔ ھاتھ اٹھاؤ، وہ ھاتھ اٹھائیں جو پنچائتی فارم کے حق میں ھیں۔ صرف گھر کے مالک ھاتھ اٹھائیں۔''

ایسے دو سو سترہ موجود لوگوں میں سے صرف سڑسٹھ نے ھاتھ اٹھائے۔

''کون خلاف ھے؟،،

ایک ھاتھ بھی نہیں اٹھا۔

''کیا تم پنچائتی فارم میں شامل ھونا نہیں چاھتے؟،، داویدوف نے پوچھا۔ ''تو وہ بات صحیح ھے جو کامریڈ مائدانیکوف نے کہی؟،،

''ھم نہیں چاھتے!،، ایک عورت کی سنمناتی آواز سنائی دی۔

''تمہارا مائدانیکوف ھمیں حکم نہیں دے سکتا کہ ھم کیا کریں!،،

''ھمارے باپ دادے ایسے ھی جیا کئے ھیں...،،

''اچھا تو یہ ھوگا کہ تم ھم پر زور نہ ڈالو!،،

اور جب شور بند ھوا، تو پچھلی صفوں سے اس اندھیرے حصے سے جہاں صرف جلتی سگریٹوں کی روشنی تھی، ایک آواز اٹھی جس میں کدورت کا زھر بھرا ھوا تھا:

"اچھا تو اب ہماری جدائی کا وقت آگیا ۔ جاؤ، گل دار جاؤ! ہم نے چار سال ایک ساتھ کام کیا ۔ کندھے سے کندھا جوڑ کر ۔ کبھی کزاک بیل پر اور کبھی بیل کزاک پر ۔ پر دیکھو کہاں پہنچے ۔ تم بھوکے رہے اور میرے صبر کا پیمانہ چھلکنے کو آیا۔ اسی لئے میں نے تم کو مشترکہ زندگی کےلئے بدلنے کا فیصلہ کیا ۔ کان کیوں کھڑے کر رہا ھے میرے یار، جیسے تجھے کچھ معلوم ھی نہیں؟"

اس نے بڑے بیل کو ٹھوکر لگائی، اس کے بھیگے ہوئے، چارہ چباتے ہوئے تھوبڑے کو ایک طرف دھکیلا اور جب اس کی آنکھیں بیل کی دھکتی آنکھوں سے ملیں تو اسے اچانک پانچ سال پہلے کا وہ دن یاد آگیا جب وہ اس کے پیدا ہونے کا بےچینی سے انتظار کرتا تھا ۔ اس کی بڑھیا گائے سانڈ کے ساتھ اس طرح چھپ چھپا کر جاتی تھی کہ نہ گایوں کے گلے کو پتہ چلا اور نہ خود کوندرات کو ۔ خزاں میں عرصے تک پتہ نہ چلا کہ وہ گابھن ھے۔ "یہ رہےگی بانجھ کی بانجھ ۔ لعنت ھو اس پر"، کوندرات نےگائے کو دیکھ کر مایوسی کے عالم میں سوچا تھا ۔ لیکن گائے نے نومبر کے آخر میں دودھ دینا بند کر دیا ۔ تمام بڑھیا گایوں کی طرح جو بچھڑا جننے سے ایک مہینہ پہلے دودھ دینا بند کر دیتی ھیں ۔ نہ جانے کتنی بار کوندرات رات کو چونک کر اٹھا تھا، جیسے کسی نے اس کو جھنجھوڑ کر اٹھا دیا ھو ۔ اور وہ نہ جانے کتنی بار صرف ایک منٹ میں مویشی‌خانے کی طرف یہ دیکھنے کو دوڑتا ہوا گیا تھا کہ کہیں وہ بچھڑا تو نہیں جن رھی ھے۔ پالا غضب کا کٹ رہا تھا ۔ ڈر اس کا تھا کہ بچھڑے کو گائے چاٹ کر جیسے ھی صاف کرےگی اسے پالا مار جائےگا ۔ آخر میں تو یہ عالم ھو گیا تھا کہ اسے رات رات بھر نیند نہیں آتی تھی ۔ ایک روز صبح ھی صبح اس کی بیوی، پھول کی طرح کھلی ھوئی یہ خوش خبری لائی، اس کی آواز میں ھلکی سی سہم کی گونج تھی: "بڑھیا کے لچھن بتا رہے ھیں وقت آگیا ھے۔ آج رات کی بات معلوم ھوتی ھے۔"

کوندرات اس شام بستر پر یونھی پڑا رھا، بنا کپڑے بدلے، بنا روشنی بجھائے ۔ سات بار وہ گائے کو دیکھنے گیا ۔ کہیں پو پھٹتے آٹھویں بار جا کر، جب اس نے مویشی‌خانے کا دروازہ کھولا تو اس کو ایک گہری کراہ سنائی دی ۔ ایک چھوٹا سفید تھوبڑےوالا بچھڑا

''جاؤ کوندرات، اب حساب لگاؤ کہ پھٹی ہوئی قمیص کے عوض تمہیں کتنے گھنٹے تک ھل چلانا پڑےگا۔ ،،

''اور تم حساب لگاؤ تمہاری بیوی کتنوں...،،

''بس! اگر اس قسم کا مذاق کیا تو میں تمہیں میٹنگ سے نکلوا دوں گا۔ ،،

چپشاہ دیمید بڑے آرام سے پچھلی صف کے ایک بنچ کے نیچے سو رہاتھا۔ اس کا سر کسی جانور کے سر کی طرح دروازے سے آنے والی ھوا کی طرف تھا اور اس کے کوٹ کے کنارے نے اس کے سر کو شور سے محفوظ کر رکھا تھا۔ بوڑھی عورتیں جو اپنی بنائی کا سامان لےکر میٹنگ میں آئی تھیں ٹیک پر مرغیوں کی طرح اونگھ رھی تھیں۔ بار بار ان کی تیلیاں اور اون کی گیندیں ان کے ھاتھ سے چھوٹ جاتیں ۔ بہت سے جا چکے تھے۔ اور جب ارکاشکا نے جو کئی بار پنچائتی فارم کے حق میں بول چکا تھا، پھر کچھ کہنا چاھا تو اس کی آواز بطخ کی آواز کی طرح نکلی۔ بطخ کی چیخ۔ ارکاشکا نے اپنی گردن کو چھوا، کنٹھ کے پاس، بڑی تلخی سے ھاتھ ھلایا۔ لیکن بیٹھتے بیٹھتے اس نے پنچائتی فارم کے زبردست مخالف اخواتکین کو اشارے میں بتادیا کہ مکمل پنچائتی انتظام کا کام پورا ھو جائے تو پھر اس کا کیا حال ھوگا۔ اس نے دھوئیں سے سیاہ انگوٹھے کا ایک ناخن دوسرے انگوٹھے کے ناخن پر رکھا اور دبایا۔ نکولائی نے صرف تھوک دیا اور منہہ ھی میں اس پر ملامت کی۔

دسواں باب

کوندرات مائدانیکوف میٹنگ کے بعد گھر جا رھا تھا۔ سر پر ''بڑا کھٹولا،، چمک رھا تھا۔ اتنا گہرا سناٹا تھا کہ پالے کی ماری ھوئی زمین کی چرمراھٹ، پالے کی ماری شاخ میں ھوا کی سرسراھٹ تک، دور سے سنائی دے جاتی تھی۔ جب کوندرات گھر پہنچا تو وہ مویشیخانے میں گیا اور بیلوں کے آگے اس نے تھوڑا سا چارہ ڈالا۔ لیکن پھر جب اسے یاد آیا کہ اگلے دن ان کو پنچائتی مویشیخانے میں جانا ھے تو بہت سی گھاس ان کے آگے ڈال دی اور بآواز بلند کہا:

پو پھٹنے سے پہلے وہ اونگھ گیا - نیند میں بھی وہ اداس اداس سا رہا، بےچین سا - پنچائتی کھیتی باڑی کا راستہ کوندرات کےلئے اتنا آسان نہ تھا - اس نے آنسوؤں اور خون سے کمر کا وہ رسہ تڑا دیا جس نے اس کو اپنی جائداد سے، بیلوں، زمین کے تختے سے باندھ رکھا تھا...

صبح کو اس نے ناشتہ کیا اور دیر تک بیٹھا اپنی درخواست لکھتا رہا، کچھ پریشان سا، اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں -

''بنام کامریڈ ماکار ناگولنوف
گریمیاچی کمیونسٹ پارٹی گروپ

درخواست

میں، کوندرات خرستوفوروف مائدانیکوف، درمیانہ کسان، عرض گزار ہوں کہ مجھے، میری بیوی اور بچوں کے ساتھ، میری تمام جائداد اور مویشیوں کے ساتھ، پنچائتی فارم میں شامل کر لیا جائے - میں چاھتا ھوں کہ مجھے نئی زندگی میں داخل ھونے کی اجازت دی جائے، اس لئے کہ میں اس سے پورا اتفاق رکھتا ھوں -

ک - مائدانیکوف،،

''کیا تم شامل ھوگئے؟،، اس کی بیوی نے پوچھا -

''ھو گیا - ،،

''مویشی لےجاؤگے؟،،

''فوراً - اچھا تم چاؤں چاؤں کس بات پر مچائے ھوئے ھو، تم کاٹھ کی گڑیا؟ کیا میں تمھیں راضی کرنے کےلئے کافی وقت اور الفاظ صرف کرچکا ھوں — اور لو پھر تم نے وھی راگ چھیڑ دیا - ایک بار تو تم مان گئی تھیں، مان گئی تھیں نا؟،،

''کوندرات پیارے مجھے افسوس صرف گائے کا ھے- میں مانتی ھوں - لیکن میرا دل دکھتا ھے، کچوکے سے لگتے ھیں،، اس نے مسکراتے ھوئے کہا اور دامن سے آنسو پونچھ لئے -

خرستیشکا، ان کی چھوٹی سی بیٹی، بھی رونے لگی -

کوندرات نے گائے اور بیلوں کو مویشی‌خانے سے باھر نکالا، پھر اس نے گھوڑا کسا اور ان سب کو چشمے پر پانی پلانے کےلئے لے گیا -

جس کی جھری کھال کو چاٹ کر صاف کیا جا چکا تھا، لرز رہا تھا اور چپچپے ہونٹوں سے تھن ڈھونڈ رہا تھا۔ کوندرات نے بچھڑے کو اٹھا لیا اور گرم گرم سانس سے اسے پھونکتے ہوئے تاکہ گرم رہے، اپنے کوٹ کے کنارے میں لپیٹنا شروع کر دیا اور گھر کی طرف بھاگا۔

''بیل ھے!،، وہ خوشی سے چلایا۔

اننا نے صلیب کا نشان بنایا۔ ''خدا کا شکر ھے۔ ھمارے پالن ہار نے ھماری غربت دیکھ لی۔،، پھر بیل بڑا ھوا اور کام کرنے میں بڑا چست نکلا، جاڑے گرمی، ھر موسم میں۔ سڑک پر یا کھیت میں، گاڑی میں یا ھل میں، وہ کوندرات کا کام کرتا رھتا۔

بیل کو دیکھتے دیکھتے یکایک کوندرات کا گلا رندھ گیا، آنکھیں جلنے لگیں۔ وہ رو پڑا اور مویشی‌خانے سے ھٹ گیا۔ رونے سے اس کا جی ھلکا ھو گیا۔ باقی ساری رات اس نے بستر پر سگریٹ پھونک پھونک کر آنکھوں میں کاٹ دی۔

... پنچائتی فارم میں کیا ھوگا، کس طرح؟ کیا ھر شخص محسوس کرے گا اور سمجھے گا، خود اس کی طرح، کہ یہی ایک راستہ ھے، لوٹنے کا کوئی راستہ نہیں؟ ان جانوروں کو جو تمہارے بچوں کے ساتھ مٹی کے فرش پر پلے بڑھے، برادری کے حوالے کرنے میں دل چاھے جتنا خون ھو، تمہیں کرنا یہی ھے۔ اور تمہیں پچھتاوے اور اداسی کے اس گھٹیا، حقیر احساس کو، اپنی ملکیت کی موہ کو کچل دینا ھے، اور اس کو اپنے دل میں گھن لگانے سے روکنا ھے۔ کوندرات اپنی خراٹے لیتی ھوئی بیوی کے پہلو میں پڑا، اندھیرے میں گھور رھا تھا اور یہی سب کچھ سوچ رھا تھا۔ پھر اس نے سوچا: ''لیکن میں سیمنوں اور بکری کے بچوں کا کیا کروں گا؟ ان کو گرم کٹیا کی، بہت زیادہ دیکھ بھال کی ضرورت ھے۔ ھم ان کو کس طرح پہچانیں گے جب سب ایک ھی جیسے لگتے ھیں؟ ان کی سائیں بھی کیا مجال ھے جو پہچان لیں۔ اور گایوں کے بارے میں کیا خیال ھے؟ ان کو کس طرح کھلائیں گے؟ کتنی ختم ھو جائیں گی! اور کیا ھوگا اگر ایک ھفتے کے بعد لوگ مصیبتوں سے تنگ آکر پنڈ چھڑا لیں؟ تب میں گریمیاچی کو ھمیشہ کے لئے خدا حافظ کہہ دوں گا۔ اور کانوں میں کام کرنے چلا جاؤں گا۔ پھر ھمیں زندہ رکھنے کو کیا رہ جائے گا، یہاں؟ کچھ نہیں۔،،

گیارھواں باب

پالا ماری ہوئی زمین پر پھاؤڑے سے کھدائی کرنے میں کوندرات کو بڑا وقت لگا۔ وہ کھمبوں کے لئے گڈھے بنارھا تھا۔ اس کے پاس ھی لیوبیشکین تھکا ھارا کھڑا تھا۔ اس کی کالی ٹوپی کے نیچے سے پسینہ ٹپاٹپ بہہ رھا تھا۔ ٹوپی پیشانی پر کالے بادل کے ٹکڑے کی طرح ٹکی ہوئی تھی۔ اسکا چہرہ دھک رھا تھا۔ اس کے دانت چمکے اور اس نے بڑے زور سے پھاؤڑا اٹھاکر زمین پر دے مارا۔ پالے کی جکڑی ہوئی مٹی چاروں طرف اڑتی ہوئی باڑے کی دیوار سے ٹکرائی۔ جلدھی باڑہ تیار ھوگیا اور بیلوں کی اٹھائیس جوڑیاں جن کا تخمینہ کمیشن کرچکا تھا، باڑے میں پہنچادی گئیں۔ ناگولنوف، جس کی خاکی قمیص پسینے سے شرابور شانوں پر چپک رھی تھی، باڑے میں داخل ھوا۔

''تم نے ابھی پھاؤڑا بھی نہیں اٹھایا اور قمیص ھے کہ پسینے میں شرابور۔ ماکار، بس کیسے ھو تم مزدور!،، لیوبیشکین نے سر ھلایا۔ ''مجھے دیکھو! وہ مارا! وہ مارا! تیتوک کا پھاؤڑا بڑا زوردار ھے۔ وہ مارا! ارے، کوٹ پہن لو ورنہ پالا مارےگا اور تمھاری چھٹی ھوجائےگی!،،

ناگولنوف نے کوٹ کندھوں پر ڈال لیا۔ اس کے رخساروں پر ابھرے ہوئے خون کے دھبے آھستہ آھستہ مٹ گئے۔

''یہ اس زھریلی گیس کی مہربانی ھے۔ ذرا سا کام کیا یا پہاڑی پر چڑھا اور سانس کی دھونکنی چلنے لگی۔ اور دل ھے کہ دھک دھک، دھک دھک۔ وہ آخری کھمبا ھے نا؟ واہ! لو، دیکھو، یہ رھا ھمارا فارم۔،، ناگولنوف نے دھکتی ہوئی روشن آنکھوں سے بیلوں کی لمبی قطار کو دیکھا، نئے باڑے کے سامنے۔ ھوا میں تازہ تازہ کٹی ہوئی لکڑی کی بو بسی ہوئی تھی۔

صحن کے اندر وہ لوگ گایوں کے لئے جگہ تلاش کرھی رھے تھے کہ رازمیوتنوف اور دیومکا اوشاکوف آن پہنچے۔ رازمیوتنوف نے ناگولنوف کو ایک طرف بلایا اور اس کا ھاتھ پکڑلیا۔

''یار ماکار، کل کی بات کا برا نہ ماننا۔ خفا نہ ھو۔ وہ دراصل بچے رو رھے تھے نا بس انہیں دیکھ کر... مجھے اپنا ننھا یاد آگیا اور جیسے کسی نے دل کو جھنجھوڑ دیا۔،،

بیل گھر کی طرف مڑ گئے۔ لیکن کوندرات بھرے ہوئے دل کے ساتھ ان پر جھپٹا اور ان کو موڑ کر گاؤں سوویت کی طرف لے چلا۔

عورتیں کھڑکیوں سے ذرا نہیں ہٹیں۔ سرد احاطے کے باڑوں سے جھانکتے رہے۔ انہوں نے سڑک پر نکل کر صورت دکھانے کی کوشش نہیں کی۔ کوندرات کا دل گھبرانے لگا۔ لیکن گاؤں سوویت کے قریب جب وہ نکڑ پر مڑا تو اسے بیلوں، گھوڑوں اور بھیڑوں کا سیلہ سا نظر آیا۔ لیوبیشکین اگلی گلی سے نکلا۔ وہ ایک گائے کو ھانکتا ھوا لےجا رہا تھا۔ اس کے پیچھے بچھڑا تیز تیز چل رہا تھا، جس کی گردن سے رسہ لٹک رہا تھا۔

''آؤ ان کی دمیں ایک ساتھ باندھ دیں اور ایک ساتھ اندر لےجائیں،، لیوبیشکین نے مذاق کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ خود خیالوں میں کھویا ھوا اور گمبھیر نظر آرھا تھا۔ اسے گائے کو نکال لانے میں بڑی جوکھم سے گزرنا پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر جو ایک تازہ خراش نظر آرھی تھی، وہ اس بات کی چغلی کھا رہی تھی۔

''تمہارے چہرے پر پھول پتی کس نے کاڑھے ھیں؟،،

''چھپائیں کیوں — بیوی نے! اس مرد مار عورت نے گائے کا بدلہ یوں لیا،، لیوبیشکین نے مونچھوں کی نوک کو چباتے ہوئے کہا۔ ''بالکل ٹینک کی طرح ھلہ بول دیا۔ اور کچھ نہ پوچھو اس صحن میں کیسا رن پڑا ھے اور کیسی دھجیاں اڑائی ھیں ھم نے ایک دوسرے کی۔ اب ھم اپنے پڑوسیوں کو منہہ نہیں دکھا سکتے۔ وہ مجھ پر کڑاھی کا دستہ پکڑ کر ٹوٹ پڑی۔ 'اچھا تو تم ایک سرخ چھاپہ مار پر ھاتھ اٹھاؤگی، ایں یہ ھمت؟' میں نے کہا۔ 'سوچتی ھو، میں جنرلوں کو تو بھگت سکتا ھوں، لیکن تم سے نہیں نبٹ سکتا؟' اور میں اس سے نبٹنے لگا۔ دیکھنےوالوں کو اس تماشے میں بڑا مزا آیا ھوگا۔،،

گاؤں سوویت سے وہ تیتوک کےصحن میں گئے۔ اس دن بارہ اور درمیانے کسانوں نے معاملے پر سوچ بچار کیا اور درخواستیں پیش کردیں اور مویشی کو ھنکا کر لےآئے۔

تیتوک کے صحن میں، ناگولنوف دو بڑھئیوں کی مدد سے، درخت کی شاخوں سے مویشیوں کےلئے باڑہ بنوا رھا تھا۔ یہ تھا گریمیاچی لوگ میں پہلا پنچائتی باڑہ۔

''بوائی کرنا اور مویشیوں کی دیکھبھال کوئی هنسی کھیل نہیں هے۔ ذرا وهاں دیکھو ۔ صرف تین آدمی کام کررهے هیں اور کوئی درجن بھر مزے میں سگریٹ کے کش اڑا رهے هیں ۔ ،،

''هر شخص کام کرےگا! یه تو شروع شروع کی بات هے۔ جب پیٹ میں روٹی نہیں پہنچےگی تو یار لوگ سگریٹ کے کش اڑانا بھول جائیں گے ! ،،

نکڑ پر انہیں ایک برف‌گاڑی الٹی پڑی نظر آئی ۔ هر طرف چاره اور لکڑی بکھرے پڑے تھے ۔ بیل کھلے هوئے تھے اور برف سے جھانکتی هوئی دوب مزے لے لے کر چررهے تھے ۔ سیمیون کوژنکوف کا نوجوان بیٹا، سه‌شاخے سے چارے کو بکھیر رها تھا ۔

''ارے یه بھوت کی طرح کیا منڈلا رها هے بھائی! تیری عمر میں تو میرے پیروں میں بجلی لگی رهتی تھی ۔ اسی طرح کرتے هیں کام! لا ادھر لا، مجھے دے اپنا شاخا ۔ ،، دیومکا اوشاکوف نے نوجوان کے هاتھ سے، جو دانت نکالے کھڑا تھا، شاخا چھینا اور زور سے هیا بولتے هوئے چارے کا ایک ڈھیر اٹھالیا ۔

''اس کو الٹ کیسے دیا تو نے؟،، کوندرات نے برف گاڑی کی طرف اشاره کرتے هوئے پوچھا ۔

''ڈھلان پر سے اترنا آسان نہیں هے — جانتے هی هو اس کے معنی کیا هوتے هیں ۔ ،،

''اچھا جاؤ کلھاڑی لے آؤ ۔ دونیتسکوف سے مانگنا ۔ ،،

انہوں نے گاڑی کو سیدھا کھڑا کیا اور اس کے پھیلنےوالے پرتلوں کی مرمت کی ۔ دیومکا نے سارا بوجھا اس میں واپس ڈال کر اور سب کچھ برابر کیا ۔

''اوه ۔ کوژنکوف ۔ کاهل کہیں کے ۔ تمہاری تو اچھی طرح مرمت هونی چاهئے ۔ ذرا دیکھو ، بیلوں نے چارے کا کیسا ستیاناس کیا هے ۔ تم ان کو هانک کر باڑے تک تو لے جاتے بندۂخدا! وهاں جاکر دے دیتے ان کو کچھ چاره کھانے کو ۔ آخر تمہارا مطلب کیا هے ۔ آخر انہیں اس طرح کیوں چھوڑا تم نے که جو چاهو کریں ! ،،

نوجوان نے مسکراتے هوئے بیل پر چابک برسایا ۔

''اب یه همارے نہیں هیں پنچائتی فارم کے هیں ۔ ،،

''سنا تم نے کیا کہا پلے نے؟ ،، دیومکا اوشاکوف نے بھینگی آنکھوں

''اور میں تمہیں جھنجھوڑوں گا، سمجھے! بزدل شیطان!''

''جانتا ہوں! جانتا ہوں! لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ گرما گرمی نہیں رہی تمہارے دل میں میرے لئے۔''

''عقل کے کورے! بس کافی ہے! کہاں چلدئے؟ ابھی چارہ ڈھونا ہے۔ داویدوف کہاں ہے؟''

''وہ سوویت میں مولیاتولیا کے ساتھ پنچائتی فارم کی درخواستوں کی چھان بین کررہے ہیں۔ میں چلا سمجھے ابھی ایک اور کولاک سیمیون لاپشینوف کے گھر کا حساب کتاب چکانا ہے۔''

''ابکے لوٹ کر پھر وہی کہانی سناؤگے نا؟'' ناگولنوف مسکرایا۔

''اچھا! اچھا! اپنے ساتھ کس کو لیجاؤں؟ یہاں تو ہر طرف ہنگامہ برپا ہے۔ لگتا ہے میدان جنگ ہے۔ مویشی یہاں، چارہ وہاں اور بعض بعض تو بیج تک اٹھائے لئے چلے آ رہے ہیں۔ میں نے ان کو تو چلتا کردیا۔ بیج کی بعد میں دیکھی جائےگی۔ اچھا کس کو لے جاؤں میں اپنا ہاتھ بٹانے کو؟''

''کوندرات مائدانیکوف موجود ہے۔ اے، کوندرات! ارے، ذرا جاؤ صدر کے ساتھ اور لاپشینوف کولاک کے کس‌بل نکلوانے میں ہاتھ بٹاؤ۔ ڈر تو نہیں رہے ہو نا؟ ایں؟ جانتے ہی ہو، کچھ لوگوں کو یہ کام نہیں بھاتا — کچھ لوگوں کو — جیسے تیموفئی بورشچوف۔ کولاک کے جوتے چاٹنے میں ذرا شرم نہیں آتی اسے لیکن جب اس سے لوٹا ہوا مال چھیننے کا وقت آتا ہے تو بچارے کا ضمیر بہت ڈستا ہے اسے۔''

''کیوں، میں جاؤں گا۔ کیوں نہیں جاؤں گا؟ جاؤں گا اور شوق سے جاؤں گا۔''

دیوسکا اوشاکوف قریب آیا اور تینوں ساتھ ساتھ چلدئے۔ کوندرات پر نظر ڈالتے ہوئے رازمیوتنوف نے پوچھا: ''یہ تیور کیوں چڑھے ہوئے ہیں؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے۔ ذرا دیکھو تو گاؤں میں کیسی جان پڑ گئی ہے۔ لگتا ہے جیسے چیونٹیوں کے ڈھیر میں ہلچل سی مچی ہوئی ہو۔

''وقت سے پہلے خوشیاں نہ مناؤ۔ کام آسان نہیں ہے۔'' کوندرات نے کھرے‌پن سے کہا۔

''کیوں؟''

سوکھے سہمے لیکن مضبوط ھاتھوں کے طفیل نہ جانے کتنے گھوڑے زاری‌تسن، تاگان‌روگ اور یوریوپینسکایا پہنچ چکے تھے۔ گاؤں میں سب ھی جانتے تھے کہ پرانے زمانے میں سال میں تین بار لاپشینوف شہر کے چکر لگاتا تھا۔ اور وھاں سے نوٹوں کے بدلے اشرفیاں لاتا تھا۔ ۱۹۱۲ء میں اس کی جیب کو ھلکا کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ لیکن بڈھا تگڑا تھا، بڈھے نے اپنے حملہ‌آوروں کی خوب خبر لی اور چل دیا۔ لیکن میرا یار دوسروں کے مال کے بارے میں ھرگز اتنا محتاط نہیں تھا۔ اپنی جوانی کے دنوں ھی سے اکثر وہ دوسروں کا مال اپنی گاڑی میں لاد کر رفوچکر ھوجاتا تھا۔ اور بڑھاپے میں تو دوسروں کا مال پار کرنے میں اور بھی طاق ھوگیا تھا۔ جو مال بھی ھاتھ آگیا، اپنا ھوگیا۔ اور کنجوسی کا یہ عالم تھا کہ گرجا گھر میں پاک شبیہہ کے آگے صرف ایک کوپک کی موم‌بتی جلاتا تھا، پانچ منٹ بھی موم‌بتی جلنے نہ پاتی تھی کہ وہ پھونک مار کر اسے بجھادیتا، اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتا اور موم‌بتی کو اپنی جیب میں ڈال لیتا۔ اس طرح ایک موم‌بتی میں سال کٹ جاتا تھا۔ اور جب کوئی اسے لالچ اور خدا کی بےحرمتی پر برا بھلا کہتا تو، وہ جواب دیتا:

''بیوقوفو! اوپروالا تم سے زیادہ عقل‌مند ھے! اس کو موم‌بتیاں نہیں، تعظیم چاھئے۔ پروردگار کو بھلا میرے پیسے کے عوض کچھ کرنے کی کیا ضرورت ھے۔ کیا اس نے اپنے گرجا گھر میں سودخوروں کو کوڑے نہیں لگوائے!،،

لاپشینوف نے اطمینان سے یہ خبر سنی کہ اس کی جائداد چھینی جا رھی ھے۔ ڈر کس چیز کا تھا؟ ھر قیمتی چیز بہت پہلے ھی کھسکائی اور چھپائی جاچکی تھی۔ یہ چیزیں محفوظ ھاتھوں میں تھیں۔ اس نے خود ھی اپنی چیزوں کی فہرست بنانے میں مدد کی۔ اس کی بیوی نے ھائے واویلا مچائی تو اس نے بیوی کو چپ کرنے کے لئے غصے میں پیر بھی پٹکے اور نہایت عجزوانکسار کے ساتھ بولا: ''چیخو چلاؤ مت۔ بڑی‌بی، وہ مالک ھمارے دکھوں کا حساب رکھےگا۔ وہ بڑا رحیم ھے۔ وہ سب کچھ دیکھتا۔،،

''وہ یہ بھی دیکھ سکتا ھے کیا کہ تم نے اپنا بھیڑ کی کھال کا نیا کوٹ کہاں چھپا رکھا ھے؟،، دیومکا نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا، بالکل اسی لہجے میں جس میں گھر کا مالک بات کررھا تھا۔

سے کوندرات اور رازسیوتنوف کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پوری شدت سے ھنکارا۔

لاپشینوف کی ملکیت کی فہرست تیار ھونی شروع ھوئی تو کوئی تیس آدمی صحن میں جمع ھوگئے۔ ان میں سے زیادہ‌تر عورتیں تھیں۔ جو پاس پڑوس کے گھروں سے آئی تھیں۔ مرد چند ھی تھے۔ جب گنڈاسے جیسی داڑھی اور سفید بالوں‌والے لمبے تڑنگے بوڑھے لاپشینوف سے، گھر چھوڑنے کو کہا گیا تو لوگوں میں سرگوشیاں شروع ھوگئیں۔

''ھاں، زندگی بھر سینت سینت‌کر رکھنے کا انجام یہی ھوتا ھے— جاؤ راستہ ناپو...،،

''وھی پرانا راگ...،،

''اس کو بہت رنج ھے، ھے نا؟،،

''اپنا درد کسے محسوس نہیں ھوتا۔ ،،

''اپنے اوپر پڑتی ھے تب سمجھ میں آتی ھے! ایک زمانہ وہ تھا جب اس نے تریفونوف کی جائداد ھضم کرلی تھی اور ڈکار بھی نہیں لی۔ تب نہیں سوچا تھا کہ یہ دن بھی آئےگا۔ ،،

''جیسی کرنی ویسی بھرنی!،،

''اسی قابل ھے یہ! — دڑھیل بڈھا کھوسٹ۔ ابکے پڑی ھے چوتڑ پر بسے بھاؤ کی!،،

''اے عورتو — دوسروں کی بپتا پر بغلیں بجانا بڑا پاپ ھے۔ ایک دن تم پر بھی یہی وقت پڑ سکتا ھے۔ ،،

''نہیں ایسا نہیں ھونے کا! ھمارے پاس جتنی جائداد ھے اس پر ھم دولت بٹورنے سے رھے۔ ،،

''دو دن میں نے اس کی گھاس کاٹنےوالی ھنسیا استعمال کی اور کم‌بخت نے اس کے دس روبل اینٹھ لئے۔ یہی ھے ایمان!،،

لاپشینوف کا شمار ایک زمانے سے مالدار لوگوں میں ھوتا تھا۔ سب ھی جانتے تھے کہ جنگ سے پہلے بھی وہ کافی خوش‌حال تھا۔ کیوں‌کہ بڈھا ھمیشہ سے بھاری سود پر روپیہ قرض دینے کا عادی تھا۔ یہی نہیں چوری کے مال کی خریدوفروخت بھی چلتی رھتی تھی۔ ایک زمانے میں تو یہ بھی مشہور تھا کہ وہ چوری کے گھوڑے بھی اپنے اصطبل میں رکھتا ھے۔ آئے دن، راتوں رات، گھوڑوں کا کاروبار کرنےوالے خانہ‌بدوش اس کے پاس آتے تھے۔ کہتے ھیں کہ لاپشینوف کے

”یہ پھٹے حال مفت خورا، پھوکٹ کا باجرہ اڑانا چاہتا تھا۔“ لاپشینوف کی بیوی زور سے چلائی۔

”بڑی بی چلاؤ مت! سالک نے بہت دکھ جھیلے اور اس نے ہم سے بھی کہا ھے کہ دکھ جھیلو۔ اس نے کانٹوں کا تاج پہنا اور خون کے آنسو رویا۔“ لاپشینوف نے آستین سے آنسو پونچھے۔

عورتیں جو آپس میں باتیں کررھی تھیں، چپ ھوگئیں اور ٹھنڈی آھیں بھرنے لگیں۔ رازسیوتنوف نے لکھنا بند کیا اور گمبھیرتا سے کہا:

”اچھا اب دادا لاپشینوف، باھر آؤ۔ تمہارے آنسو ایسے نہیں ھیں کہ ان کو دیکھکر دل موم ھوجائیں۔ تم نے اپنے وقت میں بہتوں کو ستایا ھے اور اب ھم تم سے کہہ رھے ھیں کہ خدا کو بیچ میں لائے بنا اپنے کرتوتوں کا حساب دو۔ باھر نکلو!“

لاپشینوف نے اپنے، گم‌سم، احمق بیٹے کا ھاتھ پکڑا اور اسے سمور کی ٹوپی پہناتا ھوا گھر سے باھر نکل گیا۔ ھجوم جوق‌درجوق اس کے پیچھے ھولیا۔ صحن میں پہنچ کر بڈھے نے برف پر اپنا کوٹ بچھادیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، اور پھر اپنی ابھری ھوئی بھوؤں کے اوپر صلیب کا نشان بنایا اور چاروں طرف سجدے کرنے لگا۔

”چلو آگے بڑھو!“ رازسیوتنوف نے حکم دیا۔ لیکن ھجوم میں بھنبھناھٹ سی ھوئی اور آوازیں سنائی دیں!

”ارے اپنے فارم کو خدا حافظ تو کہنے دو بیچارے کو۔“

”احمق نہ بنو۔ اندرئی۔ وہ ویسے ھی قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ھے۔ اور تم...“

”ارے اس نے جیسی زندگی گذاری ھے—چاھئے تو یہ تھا کہ ابتک دونوں پاؤں قبر میں ھوتے“، کوندرات چلایا۔

گرجاگھر کے نگہبان بڈھے گلادیلن نے اس کی بات کاٹ دی:

”حاکموں سے سازباز کریں گے۔ ارے، تم لوگوں کو خوب ٹھکائی ھونی چاھئے!“

”ایسی ٹھکائی کروں گا تمہاری کہ گھر کا راستہ بھول جاؤگے کام‌چور!“

لاپشینوف سجدے کرتا رھا اور صلیب کے نشان بناتا رھا۔ اور زور زور سے بولتا رھا تاکہ سننےوالے سن لیں۔ وہ خاص طور سے عورتوں کو متاثر کرنے کی کوشش کررھا تھا:

''بھیڑ کی کھال کا کوٹ کیسا؟،،
''جو تم پچھلے اتوار کو پہن کر گرجا گھر گئے تھے۔ ،،
''میرے پاس ایسا کوئی کوٹ نہیں تھا۔ ،،
''تھا تو سہی۔ اور اب غائب ہے۔ خود ہی کہیں جا کر چھپ گیا ہوگا!،،
''واقعی، اوشاکوف، خدا کی قسم۔ میں نے نہیں چھپایا۔''
''دادا، خدا تمہیں اس کی سزا دے گا! وہ تمہیں نہیں بخشے گا!،،
''یسوع مسیح کی قسم، میں سچ کہتا ہوں، تم غلط کہہ رہے ہو،، لاپشینوف نے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔
''تم اپنی روح پر گنا ہوں کا انبار لگا رہے ہو!،، دیومکا نے ہجوم کو آنکھ ماری۔ عورتوں اور مردوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔
''میری روح پر کسی گناہ کا بوجھ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں۔ ،،
''تم نے وہ کوٹ چھپایا ہے! میں یقین دلاتا ہوں۔ قیامت کے دن تمہیں اس کا جواب دینا ہوگا۔ ،،
''کیا — خود اپنے کوٹ کی خاطر؟'' لاپشینوف غلطی سے کہہ گیا۔
''نہیں اس کو چھپانے کی خاطر۔ ،،
''خردماغ، کیا تم سمجھتے ہو خدا کا دماغ بھی تمہاری طرح ہے؟ وہ اس قسم کی چیزوں میں دخل نہیں دیتا۔ یہاں کوئی کوٹ ووٹ نہیں ہے! بوڑھے آدمی کا مذاق اڑاتے ہو۔ شرم آنی چاہئے۔ خدا اور انسان دونوں کے سامنے تمہیں شرم آنی چاہئے۔ ،،
''تمہیں اس وقت شرم نہیں آئی تھی جب میں نے بوائی کے وقت تم سے دو سیر باجرہ ادھار لیا اور تم نے دو کے تین واپس مانگے؟،، کوندرات نے پوچھا۔
اس کی آواز مدھم اور بھاری تھی۔ ہنگامے میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ لیکن لاپشینوف جوانی کی تیزی اور چستی کے ساتھ اس کی طرف مڑا۔
''کوندرات تمہارا باپ شریف آدمی تھا اور تم... کم از کم اپنے باپ کے لئے تو گناہ نہ سمیٹو! خدا نے ارشاد کیا ہے: 'مرتے کو نہ مارو!'، اور تم کیا کر رہے ہو؟ میں نے کب تم سے دو کے تین لئے؟ خدا سے ڈرو وہ سب دیکھتا ہے!،،

"یہ پنچائتی فارم کی ہے!" دیومکا کی سانس پھول رہی تھی۔ "یہ موسم بہار میں ہمارے لئے چھوٹی چھوٹی بطخیں اٹھائے گی۔ تمہیں اپنا حصہ مل چکا۔"

بوڑھی عورت کے بال بکھرے جا رہے تھے۔ دروازے میں بوٹ اڑا کر کھینچ تان کر رہی تھی اور غصے میں تھوک رہی تھی۔بطخ پہلے تو انتہائی بےبسی اور خوف سے چیخی، پھر خاموش ہوگئی۔ دیومکا نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہوگا۔ لیکن اس کے پر مستقل پھڑپھڑا رہے تھے۔ بطخ کے پر اور روئیں ہوا میں برف کے گالوں کی طرح تیر رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ بس پل دو پل میں دیومکا میدان مارلیگا۔ ادھموئی بطخ لاپشینووا کے ھڈیالے ھاتھوں کی پکڑ سے نکل کر اس کے ھاتھ میں پہنچ جائے گی۔ لیکن ٹھیک اسی وقت بطخ کی گردن کا نازک تار ٹوٹ گیا۔ لاپشینووا اچھلی اور ساتھ ھی اس کا اسکرٹ اڑ کر اس کے منہہ پر آگیا۔ وہ تڑپتی لڑھکتی زینے پر سے نیچے آرھی۔ دیومکا یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ اس کے ھاتھ بطخ کے سر کے سوا اور کچھ نہ آیا۔ وہ سارے مایوسی اور گھبراھٹ کے انڈوں کے تھیلے پر بیٹھ گیا جو اس کے پیچھے پڑا ھوا تھا۔ قہقہوں کا دھماکا اتنے زور سے پھٹا کہ چھت سے برف کی چمکتی ھوئی قلمیں جھنجھناتی ھوئی زمین پر آرھیں۔ لاپشینوف اٹھا۔ ٹوپی برابر کی۔ اپنے رال ٹپکاتے ھوئے بیٹے کا ھاتھ پکڑا اور اسے کھینچتا ھوا تیز تیز قدموں سے باھر چلا گیا۔ اس کی بیوی غصے میں بپھری ھوئی زمین سے اٹھی، روھانسی ھوکر اپنا اسکرٹ برابر کیا، اور زینے پر تڑپتی ھوئی بےسر کی بطخ کی طرف ھاتھ بڑھانا ھی چاھتی تھی کہ ایک زرد رنگ کا بھیڑئے جیسا کتا، جو برساتی میں کب سے خرخر کررھا تھا، خون کی کشش سے بیقرار ھوکر آگے جھپٹا، اور بڑھیا کی ناک کے نیچے سے بطخ کو جبڑوں میں دبوچ کر صحن سے بھاگ نکلا۔ گاؤں کے چھوکروں کی سیٹیوں اور تالیوں نے دور تک کتے کا پیچھا کیا۔

دیومکا نے بطخ کا سر لاپشینووا کے پیچھے پھینکا۔ بطخ کے سر میں جڑی ھوئی ایک پیلی آنکھ اب بھی دنیا کو ازلی حیرت سے گھور رھی تھی۔ دیومکا گھر کے اندر چلا گیا۔ اس کے بعد بہت دیر تک صحن میں اور سڑک پر قہقہے گونجتے رہے۔ سارے خوف کے گوریائیں جھاڑیوں سے اڑیں اور ھوا میں تیرتی چلی گئیں۔

''خدا حافظ۔ مسیحی بھائیو خداحافظ میرے دل کے ٹکڑو ! خدا تم پر رحمت نازل کرے : تمھاری حفاظت کرے... میرے خون پسینے کی کمائی ھوئی ملکیت کو اچھی طرح استعمال کرنا۔ میں نے ایمانداری سے محنت کی ھے...''

''ھاں، ھاں چوری کا مال خرید کر !'' دیومکا نے برساتی میں کھڑے کھڑے لقمہ دیا۔

''... میرا سب کچھ گاڑھے پسینے کی کمائی ھے۔''

''لوگوں کو لوٹنے والے، ان کا خون چوس چوس کر سود اینٹھنے والے، دوسروں کا مال چرانے والے۔ تجھے اپنے کئے پر پچتانا چاھئے : میرا بس چلے تو میں تیری گردن مروڑ دوں، بڈھا حرام خور، بس چلے تو تیرا سر ٹکرا دوں اس زمین سے !''

''...میں کہتا ھوں۔ میں نے زندگی بھر گاڑھے پسینے کی کمائی جمع کی اور اب اس بڑھاپے میں...'' عورتیں سسکیاں لینے لگیں بار بار رومال آنکھوں تک جارھے تھے۔ رازمیوتنوف چاھتا تھا کہ بڑھکر لاپشینوف کو اٹھاکر اور گھسیٹ کر صحن کے باھر نکال دے، اور اس کی زبان پر یہ لفظ آچکے تھے کہ ''بس بس بند کرا اپنا پروپگینڈا ! '' کہ یکایک برساتی میں، جہاں دیومکا کھڑا تھا، کچھ ھنگامہ سا ھوا۔

لاپشینوف کی بیوی یکایک باورچی خانے سے نکل آئی۔ اس کے ایک ھاتھ میں سیئے ھوئے انڈوں کا تھیلا تھا اور دوسرے میں ایک بے جان سی بطخ، دھوپ اور برف کی چمک سے کچھ چکرائی ھوئی سی۔ دیومکا نے بڑی آسانی سے تھیلا اس کے ھاتھ سے چھین لیا۔ لیکن لاپشینووا نے دونوں ھاتھ سے بطخ دبوچ لی۔

''چھوڑ تو نکھٹو، گھامڑ کہیں کا۔ ھٹا اپنا ھاتھ!''

''اب یہ پنچائتی فارم کی بطخ ھے۔'' دیومکا گرجا۔ اس نے بطخ کی گردن پکڑ کر کھینچی۔

لاپشینوف کی بیوی نے بطخ کی ٹانگوں کو ھاتھ سے جانے نہ دیا۔ دونوں ایک دوسرے کو کھینچنے لگے۔

''چھوڑدے بھینگے !''

''تمہیں دوں گا !''

''میں کہتی ھوں چھوڑ !''

دن کے وقت، جاسوسی سے بچنے کی خاطر، اور اس خیال سے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو، وہ اکادکا بورشچیوف کے گھر کا رخ کرتے، وہاں پچھلی گلی سے ہوکر غلہ گاھنےوالی چوکی کی طرف سے پہنچتے۔ وہ سب خاص کر گاؤں سوویت کی نگاہوں سے بچنا چاہتے تھے۔ داویدگائف شریک ہوا اور خاص طور پر وہ خبیث لاپشینوف۔ وہ جب سے بےدخل کیا گیا تھا، ''یسوع مسیح کے نام پر،، بھیک سانگا کرتا تھا۔ یاکوف لوکیچ استروونوف کبھی کبھار اس علاقے کی صورت حال معلوم کرنے کے لئے آتا۔ اکادکا نکولائی‌لوشنیا وغیرہ جیسے درمیانے کسان بھی ''ھیڈ کوارٹر،، میں آکر صورت دکھا جاتے۔ بورشچیوف کے علاوہ دو غریب کسان بھی ان میں شامل تھے۔ ایک تو لمبا بھوؤں سے محروم، واسیلی‌اتمان‌چوکوف تھا، جو ھمیشہ چپ رھتا تھا اور جس کا سر مرغی کے انڈے کی طرح چکنا تھا اور دوسرا محافظ دستے کا توپچی نکیتا خوپروف تھا جس نے پودتیلکوف کے ساتھ فوجی خدمات انجام دی تھیں۔ خانہ‌جنگی کے زمانے میں، ۱۹۱۹ء تک وہ سفید گارڈ میں خدمات انجام دینے سے احتراز کرتا رھا۔ ۱۹۱۹ء میں بالکل اتفاق سے وہ وھائٹ کالمیک کرنل آشتیموف کے تعزیری دستے میں پھنس گیا۔ بعد میں اسی واقعہ نے، سوویت اقتدار کے تحت، خوپروف کی زندگی کو ایک خاص دھارے میں ڈال دیا۔ گاؤں کے تین آدمیوں — یاکوف استروونوف اور اس کے بیٹے اور بوڑھے لاپشینوف نے اس کو ۱۹۲۰ء میں کوشیفکا میں سفید فوج کی پسپائی کے وقت دیکھا تھا۔ تب وہ آشتیموف کے ایک تعزیری دستے کے ساتھ تھا۔ اس وقت خوپروف کارپورل تھا اور اس کے کندھوں کی پٹیوں پر سفید لکیر تھی۔ اس کے ساتھ تین کالمیک کزاک اور تھے۔ یہ لوگ گرفتار ریلوے مزدوروں کو آشتیموف کے پاس بازپرس کےلئے لے جا رھے تھے۔ انھوں نے اس کو دیکھ لیا... جب خوپروف، نوواروسیئسک سے گریمیاچی لوگ واپس آیا اور اس کو معلوم ھوا کہ استروونوف باپ بیٹے اور لاپشینوف زندہ بچ کر آئے تھے تو اس پر گویا بجلی گر گئی۔ اسے اس کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی، انقلاب‌دشمنوں کی ان انتقامی سہموں کے زمانے میں وہ کتنا خوف‌زدہ رھتا تھا! خوپروف جو گھوڑوں کو نعل جڑتے وقت ان کے پچھلے پیر کے کھر یوں مٹھی میں پکڑ لیتا تھا کہ گھوڑے کا ھلنا مشکل ھو جاتا تھا پالے سے ساری

بارھواں باب

گریمیاچی لوگ میں زندگی اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑی تھی، بدکے ہوئے گھوڑے کی طرح جسکی راہ میں کوئی بڑی رکاوٹ آگئی ہو۔ دن کے وقت بھی کزاک سڑک کے نکڑوں پر اور اپنے گھروں میں جمع ہوتے اور پنچائتی فارم کے بارے میں باتیں کرتے اور طرح طرح کی خیال آرائیاں ہوتیں۔ چار شاموں تک مستقل میٹنگیں ہوتی رہیں جو پو پھٹنے تک جاری رہیں۔

ناگولنوف پچھلے دنوں اتنا دبلا ہوگیا تھا کہ لگتا تھا جیسے مہینوں کا بیمار ہو۔ بہرحال، داویدوف ظاہری اطمینان اور سکون سے کام لے رہا تھا۔ البتہ اس کے منہہ کے دونوں کناروں پر شکنیں زیادہ گہری اور نمایاں ہوگئی تھیں۔ بمشکل وہ اس میں کامیاب ہوسکا تھا کہ رازمیوتنوف کو اس پر زیادہ اعتماد ہوسکے۔ کیونکہ رازمیوتنوف بات بات پر بھڑک اٹھتا تھا اور ذرا سی بات پر گھبرا جاتا تھا۔ اندرئی گاؤں کا گشت کرتا، پنچائتی اصطبلوں کا معائنہ کرتا اور اس کی برھم آنکھوں میں خود اعتمادی کی چنگاریاں جلتی رھتیں۔ رازمیوتنوف سولیا تولیا ارکاشکا سے جو انتخابات سے قبل پنچائتی فارم کے معاملات کا نگراں تھا، اکثر کہتا: ”ھم دکھا دیں گے ان کو! دیکھ لینا ھر شخص شامل ھوگا!“

داویدوف نے ایک گھوڑسوار کو اس رپورٹ کے ساتھ ضلع کمیٹی بھیجا کہ ابتک گاؤں کے صرف بتیس فیصد گھرانے پنچائتی فارم میں شامل ہوئے ھیں لیکن لوگوں کو ”اندر لانے کا کام“ بڑی تیزی سے ھورھا ھے۔

جو کولاک اپنے گھروں سے نکال دئے گئے تھے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ رہ رہے تھے۔ پھٹے فرول، تیموفئی کو علاقائی وکیل کے پاس روانہ کرنے کے بعد اپنے دوست بورشچیوف کے ساتھ رہنے لگا تھا۔ یہ وھی شخص تھا جس نے غریب کسانوں کی میٹنگ میں ووٹ دینے سے انکار کیا تھا۔

بورشچیوف کے چھوٹے سے کھچا کھچ بھرے ہوئے بنگلے میں ”سرگرم“ کولاک جمع ھوتے۔

''خدا کرے یہ شراب تیرے گلے میں موت کا پھندا بن جائے!''
خوپروف سوچتا۔ وہ میز کے نیچے اپنی مٹھیاں کس لیتا۔

پولوفتسیف اب بھی یاکوف لوکیچ کے ھاں اس چھوٹے کمرے میں رھتا تھا جہاں پہلے استرووںوف کی بوڑھی ساں رھتی تھی۔ وہ باورچی‌خانے میں چولھے کے اوپروالی جگہہ پر چلی گئی تھی۔ پولوفتسیف اس کی خواب‌گاہ میں سگریٹ کے کش اڑاتا رھتا۔ کوچ پر پڑا پڑا وہ اپنے کھردرے پیر چولھے کی دیوار تک پھیلادیتا۔ رات کے وقت وہ اکثر نیند کی آغوش میں ڈوبے ھوئے گھر کے چکر لگاتا جس کے دروازوں کی چولوں میں بطخ کی چربی ڈال دی گئی تھی تاکہ دروازے چرچرائیں نہیں۔ بعض مرتبہ وہ کندھوں پر کوٹ ڈال لیتا اور سگریٹ بجھادیتا۔ جاتا اور اپنے گھوڑے کو دیکھتا جو بھوسے کے باڑے میں چھپا رھتا تھا۔ بیقرار جانور ھلکے سے ھنھناکر اس کا سواگت کرتا۔ جیسے اسے معلوم ھو کہ یہ وقت پورے جوش‌وخروش سے اپنی محبت کے اظہار کا نہیں تھا۔ اس کا آقا اس کو اپنی سخت آھنی انگلیوں سے تھپتھپاتا اور اس کی ٹانگوں کے جوڑوں کو چھوتا۔ ایک اندھیری رات میں اس نے گھوڑے کو باھر نکالا اور زین کے بغیر ھی گھاس کے پھیلے ھوئے میدان میں نکل گیا۔ وہ لوٹا تو پو پھٹ رھی تھی۔ گھوڑا پسینے میں نہا گیا تھا اور اس کے جسم میں ھلکی ھلکی جھرجھری سی تھی۔ صبح کے وقت پولوفتسیف نے یاکوف لوکیچ سے کہا:

''میں اپنے گاؤں گیا تھا۔ وھاں میری تلاش ھورھی تھی۔ کزاک بغاوت کرنے کو تیار ھیں اور حکم کا انتظار کررھے ھیں۔''

جب گریمیاچی میں پنچائتی فارم کے سوال پر دوسری عام میٹنگ ھوئی تو یاکوف‌لوکیچ نے پولوفتسیف ھی کی شہ پر اپیل کی کہ ھر شخص اس میں شامل ھوجائے۔ اس کی منطقی اور سلجھی ھوئی تقریر سے داویدوف بہت خوش ھوا۔ اس بات پر اسکے دل کی کلی کھل گئی کہ یاکوف لوکیچ جیسے ساکھوالے آدمی کے اس اعلان کے بعد کہ وہ خود فارم میں شامل ھورھا ھے اکتیس درخواستیں اور آگئیں۔

ھاں، یاکوف لوکیچ کو میٹھی باتیں کرنیکا گر آتا تھا۔ لیکن اگلے دن پولوفتسیف کا روپیہ جیب میں بھرکر وہ ان قابل اعتماد درمیانے کسانوں کے پاس گیا جو پنچائتی فارم کے خلاف تھے اور ان کی

خزاں رسیدہ پتی کی طرح کانپ گیا جب وہ لاپشینوف سے ملا جس کے ہونٹوں پر چالاک مسکراہٹ تھی۔ وہ اس سے سب سے زیادہ ڈرتا تھا۔

"دادا"، وہ بھرائی ہوئی آواز میں، بالکل دبے دبے کہتا — "ایک غریب کزاک کو برباد نہ کرنا۔ میرا راز فاش نہ کرنا!"

لاپشینوف بناوٹی غصہ بھی دکھاتا لیکن اس کو دم دلاسا بھی دیتا: "نکیتا، تم ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہو! یسوع مسیح تمہارے نگہبان ہوں! کیا میری گردن میں صلیب نہیں ہے؟ مسیح نے ہمیں کیا سبق پڑھایا ہے: 'اپنے ہمسائے سے ویسی ہی محبت کرو جیسی اپنے آپ سے کرتے ہو!'، اس کے بارے میں سوچو بھی نہیں۔ ظاہر ہے میں کسی سے کچھ بھی نہیں کہوں گا! چاہے وہ مجھے قتل ہی کردیں، میں کبھی نہیں بتاؤں گا! میرا یہی طریقہ ہے۔ ہاں اگر مجھ پر وقت پڑے تو تم بھی میرے کام آجانا۔ شاید میٹنگ میں کوئی میرے خلاف کچھ کہے، یا میں حکام کے چکر میں آجاؤں۔ بس ضرورت پڑنے پر میرا ساتھ دینا۔ جانتے ہی ہو ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو سہارا دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھو: 'جو تلوار کے بل پر جیتا ہے وہ تلوار سے ہی ہلاک ہوتا ہے!'، کیوں ہے نا یہی بات! ہاں، میں چاہتا ہوں کہ جوتائی میں کچھ میرا ہاتھ بٹا دیا کرو۔ خدا نے بیٹا مجھے دیا تو ضرور ہے مگر ذرا عقل کا کورا ہے۔ اس سے مدد کیا خاک ملے گی۔ اور اجرت پر کسی مزدور کو لگانا مہنگا سودا ہے۔"

ہر سال نکیتا لاپشینوف کا "ہاتھ بٹاتا"، مفت میں وہ اس کی زمین کی جوتائی گوڑائی کرتا، اور لاپشینوف کی گاھنے کی مشین میں غلہ بھرتا۔ اس کے بعد وہ گھر لوٹتا، میز کے پاس بیٹھ جاتا اور سرخ مونچھوں والا چہرہ ہتھیلیوں میں لے کر سوچتا: "یہ سب کب تک چلتا رہے گا؟ میں ایک دن اسے قتل کردوں گا!"

یاکوف لوکیچ نے بہت بڑا مطالبہ نہیں کیا اور نہ کسی قسم کی دھمکی دی۔ وہ جانتا تھا کہ وقت آنے پر خوپروف کوئی بڑا کام کرنے سے انکار نہیں کر سکے گا۔ جس طرح وہ وادکا کی بوتل دینے سے انکار نہیں کرسکتا تھا، اسی طرح اسکا بڑا حکم بجا لانے سے بھی انکار نہیں کریگا۔ وہ اکثر خوپروف کی دی ہوئی وادکا چڑھایا کرتا تھا لیکن ہر بار یاکوف لوکیچ نہایت ممنونیت کے ساتھ، بڑے خلوص سے کہتا: "شراب کا شکریہ۔"

سردمہری کا سلوک کیا اور اس کی شکایت اور نالش پر چھان‌بین کرنے کے بجائے اسے گرفتار کرکے ضلع مرکز بھیجنے کی کوشش کی۔ جب یاکوف لوکیچ داخل ہوا تو تیموفئی خاموش ہوگیا۔ لیکن اس کے باپ نے اسے اپنی بات جاری رکھنے پر اکسایا:

''بیٹے تیموفئی یہ سب اپنے لوگ ہیں۔ ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔''

تیموفئی نے اپنی کہانی ختم کی اور چمکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کہا: ''اس زندگی پر لعنت ہے۔ اگر یہاں ساتھ دینےوالی ٹولی ہوتی تو میں اپنے گھوڑے پر بیٹھتا اور نکل جاتا۔ تب لوگ دیکھتے کمیونسٹوں کے خون کی ندیاں کیسے بہتی ہیں!''

''ہاں زندگی بڑی کٹھن ہے۔ بہت مشکل۔'' یاکوف لوکیچ نے حامی بھری۔ ''اور اگر یہ زندگی بد سے بدتر نہ ہو تو ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے۔''

''اس سے زیادہ بری اور کیا ہوگی؟'' پھٹا فرول غصے میں پھٹ پڑا۔ ''کسی نے تم پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ تمھاری تو پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں۔ لیکن ہمارے غلے پر تو دشمن نے قبضہ کرلیا ہے۔ زار کے زمانے میں ہماری تمھاری ایک سی حالت تھی۔ آج تم مزے میں سب کے ساتھ بیٹھے ہو اور میرے تو پاؤں کے جوتے تک پیروں سے اتار لئے کمبختوں نے۔''

''میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ مجھے ڈر ہے کہ حالات اس سے بھی بدتر نہ ہوجائیں۔''

''کیا؟''

''مان لو جنگ چھڑ جائے تب؟''

''خدا کی قسم! فاتح سینٹ جارج کی قسم! کاش جنگ چھڑ جائے! یسوع مسیح کے منادی کرنےوالوں کے بیان میں آیا ہے...''

''ہم ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے لڑیں گے جس طرح ویشنسکی کے لوگ انیس سو انیس میں...''

''میں ان کے پرخچے اڑا دوں گا''

اتمان‌چوکوف، جس کے گلے میں فیلونوفسکایا کے مقام پر، گولی لگی تھی، پھٹے بانس کی طرح بولا: ''لوگوں پر بھوت سوار ہے۔ وہ جی جان سے لڑیں گے!''

خاطرتواضع کی اور خود بھی گلے سے دوچار گھونٹ اتارنے کے بعد، دوسرا راگ الاپنے لگا: ''یار، لال پیلے ھونے کی ضرورت نہیں - میں اگر پنچائتی فارم میں شامل ھوں تو میرے پاس اس کے لئے تم سے زیادہ وجہیں ھیں - میں اسکے خلاف کچھ نہیں کر سکتا - میں نے ٹھاٹ کی زندگی گذاری ھے- وہ مجھے بےوجہ ھی کولاک بنادیں تو بھلا میں کیا کرسکتا ھوں - لیکن تم کیوں اوکھل میں سر ڈالو؟ کبھی دیکھا ھے بیل کا جوا کیسا ھوتا ھے! وہ تمہیں پنچائتی فارم میں کچھ اس طرح کولھو کا بیل بنائیں گے کہ تم بھی کیا یاد کروگے!،، اس کے بعد پھر وہ وھی قصہ چھیڑ دیتا جو اسکو زبانی یاد ھوگیا تھا— یہی کہ اب ایک منظم بغاوت ھوگی- پھر بیویوں کو پنچائتی ''ملکیت،، بنانے کا اضافہ کردیتا - اور اگر سننےوالا بہت بےبس اور پریشان نظر آتا تو پھر اسکو شیشے میں اتارنے کی کوشش ھوتی اور یہ بھی کہا جاتا کہ ''ھمارے لوگ،، آئیں گے تو جی بھرکے انتقام لیا جائیگا - یہاں تک کہ آخر میں اسکی مراد بر آتی اور وہ اپنے شکار سے ''یونین،، میں شامل ھونیکا وعدہ لے کر اپنی راہ لیتا -

کام بالکل ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا - یاکوف لوکیچ نے تیس کزاک اپنے دل میں بھرتی کرلئے تھے جن کو اس نے اچھی طرح تنبیہ کردی تھی کہ اور کسی سے اپنے ''یونین،، میں شامل ھونیکا ذکر نہ کریں - اور خبردار جو کسی سے اسکی کہی ھوئی باتوں کا ذکر کیا - لیکن ایک دن وہ اپنے کام کو آخری بار طے کرنے کولاک ھیڈکواٹر گیا - (اسے اور پولوفتسیف کو پکا یقین تھا کہ بےدخل کولاکوں اور ان کے ساتھیوں کو بھرتی کرنا بہت آسان ھوگا - اسلئے یہ کام آخر پر اٹھا رکھا تھا) اور یہاں پہلی بار، یکایک، لوکیچ کا نشانہ خالی گیا - وہ اپنے کوٹ کے کالر میں منہہ چھپائے شام ھوتے ھی بورشچیوف کے گھر پہنچا - بیٹھک میں مدھم آگ جل رھی تھی - ھر شخص وھاں موجود تھا - میزبان تیموفئی بورشچیوف آتش‌دان کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا ھوا اس میں ٹہنیاں ڈال رھا تھا - پھٹا فرول، لاپشینوف، گائف، نکولائی لوشنیا، واسیلی اتمان‌چوکوف اور توپچی خوپروف بنچوں پر اور کدوؤں کے ڈھیر پر بیٹھے تھے - پھٹے فرول کا بیٹا، تیموفئی کھڑکی کی طرف پشت کئے کھڑا تھا - وہ اسی دن علاقائی مرکز سے لوٹا تھا اور بتا رھا تھا کہ سرکاری وکیل نے اس کے ساتھ کتنی

''افسر آئیں گے کہاں سے؟''

''عورتیں جنیں گی ان کو!'' یاکوف لوکیچ نے تڑ سے جواب دیا۔

''نکیتا، تم تو بھیڑ کی دم پر بیٹھی بھڑ کی طرح میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ آخر چاہتے کیا ہو؟ 'کہاں سے آئیں گے؟ کہاں سے آئیں گے؟' میں کیا جانوں کہاں سے آئیں گے؟''

''پردیس سے آئیں گے۔ سرحد پار سے، مگر آئیں گے ضرور'' پھٹے فرول نے همت بندھاتے ہوئے کہا۔ وہ اقتدار کی لگام سنبھالنے کے خواب دیکھنے لگا، تصور ھی تصور میں انتقام کی سٹھاس کا مزہ لوٹتے ہوئے اس کا واحد نتھنا پھولنے لگا۔ اور اس نے تمباکو میں بسی ہوئی ہوا کو خرخراتے ہوئے پھیپھڑوں میں کھینچا۔

خوپروف اٹھا، اس نے ایک کدو کو ٹھوکر لگائی اور اپنی بڑی سی سرخ مونچھوں پر ھاتھ پھیرتے ہوئے بھاری بھرکم انداز میں بولا:

''ممکن ھے ایسا ھی ہو۔ لیکن کزاک اب زیادہ چالاک ہوگئے ھیں۔ پہلے بغاوت کا مزہ چکھ چکے ھیں۔ وہ پھر یہ حرکت نہیں کریں گے۔ کوبان ھمارا ساتھ نہیں دیگا۔''

یاکوف لوکیچ کی کھچڑی مونچھیں پھڑکیں اور وہ چہکا: ''سب ساتھ دینگے۔ ایک ایک آدمی ساتھ دیگا!'' اس نے جم کر کہا:

''پورے کوبان میں آگ لگ جائے گی۔ لڑائی میں ھمیشہ یہی ہوتا ھے۔ کبھی آدمی منہہ کے بل زمین پر گرتا ھے اور کبھی چڑھ بیٹھتا ھے چھاتی پر، دشمن کی تکا بوٹی کردیتا ھے۔''

''نہیں بھائیو، تم چاھے جو بھی کہو میں اس کے ساتھ نہیں ہوں'' خوپروف نے پکے ارادے کے ساتھ پرسکون آواز میں کہا۔ ''میں سرکار کے خلاف بغاوت نہیں کرونگا۔ اور میں دوسروں کو بھی ایسا کرنے کا مشورہ نہیں دوں گا۔ اور، یاکوف لوکیچ، تمھیں بھی لوگوں کو اس قسم کی چیز کے لئے بھڑکانا نہیں چاھئے۔ وہ افسر جو رات کو تمھارے گھر ٹھہرا تھا، کسی اندھیری دنیا کا آدمی ھے۔ وہ یہاں بھس میں چنگاری ڈالے گا اور خود ہوا ہو جائے گا۔ پھر ھم رہ جائیں گے اس کی لگائی ہوئی آگ میں جلنے کے لئے۔ جنگ میں ان ھی لوگوں نے ھمیں، ھم کزاکوں کو، سوویتوں کے خلاف بڑھایا چڑھایا، انھوں نے کندھوں پر بیج بھی ٹانک دئے اور ھم ادھ کچرے قسم کے افسر بن بیٹھے۔ پھر خود تو مزے سے محاذ کے پیچھے چھپ کر بیٹھ

یا کوف لوکیچ نے بڑی احتیاط سے اڑادیا کہ پاس پڑوس کے گاؤں میں معاملہ گرم ہوچلا ہے، کزاکوں کی پرانی چالوں کو اپنایا جارہا ہے تاکہ اکا دکا کمیونسٹوں کے ہوش ٹھکانے آجائیں - یاد ہے پرانے زمانے میں ماسکو کا ساتھ دینے والے سرداروں کا کیا حشر ہوتا تھا — ان کو بوروں میں بھر کر چپچپاتے پانی میں بہادیا جاتا تھا - وہ بہت سنبھل سنبھل کر آہستہ آہستہ، ایک ایک لفظ تول تول کر بول رہا تھا - اس نے سرسری طور پر یہ بھی کہا کہ پورے شمالی قفقاز میں آگ لگی ہوئی ہے- ترائیوالے دیہاتوں کی عورتوں کو پنچائتی ملکیت بنادیا گیا ہے اور کمیونسٹ دوسروں کی بیویوں کے ساتھ سونے میں ذرا نہیں جھجھکتے - سنا ہے اس سال موسم بہار میں حملہ ہوگا- اس نے کہا کہ فوجی رجمنٹ کے ایک شناسا افسر نے اس سے یہ بات کہی تھی جو ایک ہفتہ ہوئے گریمیاچی سے ہوکر گذرا تھا - یا کوف لوکیچ بس اتنا نہ کھلا کہ یہ افسر اب بھی اس کے گھر میں چھپا ہوا ہے-

نکیتا خوپروف جو اب تک خاموشی سے سب کچھ سن رہا تھا، آخر اس نے پوچھا : ''یا کوف لوکیچ مگر ذرا یہ تو بتاؤ- مان لو، ہم بغاوت کر بھی دیں اور اپنے کمیونسٹوں کو ٹھکانے لگا بھی دیں تو اس کے بعد کیا ہوگا؟ ملیشیا سے تو ہم نبٹ لینگے - لیکن جب وہ یہاں اپنی فوجیں لے کر چڑھ آئیں گے تو کیا ہوگا؟ ان کے خلاف ہماری سرکردگی کون کرے گا؟ ہماری رہنمائی کے لئے کوئی افسر تک نہیں ہے، ہم ٹھہرے جاہل - ستارے دیکھ کر تو ہم راستوں کا سراغ لگا لیتے ہیں - لیکن جنگ میں فوجیں اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں نہیں مارتیں - ان کے پاس بہتیرے نقشے ہوتے ہیں - منصوبے ہوتے ہیں - ہمارے پاس ہاتھ تو ہیں مگر سر کہاں سے لاؤ گے؟،،

''ایک سر تو ہوگا!،، یا کوف لوکیچ نے بڑے یقین سے کہا- ''اور پھر نت نئے افسر آئیں گے اور یہ افسر سرخ کمانڈروں سے بہت کچھ زیادہ جانتے ہیں - وہ افسر بننے سے پہلے برسوں فوجی اسکولوں میں ہنر سیکھ چکے ہیں تب کہیں جاکر افسر بنے ہیں - انہوں نے علم کے نہ جانے کتنے دریا پار کئے ہیں - لیکن سرخ کمانڈر کیا ہیں؟ اماں اپنے ماکار ناگولنوف کو ہی لے لو، انسان کے سر بھلے ہی قلم کرلے لیکن رجمنٹ کی سرکردگی کرسکتا ہے بھلا؟ کبھی نہیں ہرگز نہیں! اور جیسے نقشوں کا تو اسے بڑا علم ہے— ایں؟،،

''کافر، یہ دھاندلی!،، خوپروف نے غصہ دباتے ہوئے کہا اور لاپشینوف کی طرف مکا اٹھاتے ہوئے بولا: ''میں سب سے پہلے اپنے بارے میں بتاؤں گا۔ ہاں، میں اس مہم میں تھا۔ میں ان لوگوں کو بتاؤں گا: میں کارپورل تھا۔ جو چاہے سزا دو۔ لیکن تم، تم اپنی سوچو، بڈھے خناس...،، خوپروف کی سانس پھول رہی تھی اور اسکا چوڑا سینہ دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ تم نے میرا سارا خون چوس لیا ھے۔ آخر اب وقت آگیا ھے کہ میں اپنا خون واپس لے لوں!،،

اس نے لاپشینوف کے منہہ پر گھونسہ مارا اور باھر چلا گیا۔ اس نے زور سے دروازہ بند کیا اور بڈھے پر ایک نظر بھی نہیں ڈالی جو چکرا کر زمین پر گر گیا تھا۔ تیموفئی بورشچیوف جلدی سے ایک خالی بالٹی لایا۔ لاپشینوف اس پر جھکا۔ اس کے نتھنوں سے سیاہ خون بہہ رہا تھا جیسے نکسیر پھوٹ گئی ھو۔ پریشان اور خاموش فضا میں صرف لاپشینوف کے دانت پیسنے اور بالٹی میں خون کی بوندیں ٹپکنے کی آواز سنائی دے رھی تھی۔

''مارے گئے اب ھم!،، گائف نے کہا جس کا خاندان بہت بڑا تھا۔

اس وقت نکولائی لوشنیا، کسی سے کچھ کہے سنے بنا اٹھا، ٹوپی سر پر رکھی اور اچھل کر گھر سے باھر بھاگ گیا۔ اس کے بعد قدرے رکھ رکھاؤ کے ساتھ انمان چوکوف بھی نکل پڑا۔ اس نے جاتے جاتے اپنی کھنکدار آواز میں کہا: ''ھمیں جلدی باھر جانا چاھئے ورنہ بڑا ھنگامہ ھوگا!،،

یاکوف لوکیچ چند منٹ تک خاموش بیٹھا رھا۔ اس کا دل بیٹھا جا رھا تھا۔ کوئی چیز اس کے گلے میں پھنس رھی تھی۔ اس کے لئے سانس لینا دوبھر تھا۔ اس کی کنپٹیوں میں خون تڑپ رھا تھا۔ اور پیشانی پر پسینے کی بوندیں چمک رھی تھیں۔ جب وہ اٹھا تو بہت سے ساتھی جاچکے تھے۔ وہ دبے پاؤں لاپشینوف کے پاس سے کتراتے ہوئے نکلا جو ابتک دوھرا ھوکر بالٹی پر جھکا ھوا تھا، اور آھستہ سے بولا:

''تیموفئی! میرے ساتھ آؤ۔،،

تیموفئی نے خاموشی سے جیکٹ پہنا اور ٹوپی سر پر جمائی۔ دونوں گھر سے نکل گئے۔ گاؤں میں آخری روشنیاں بجھ رھی تھیں۔

''کہاں؟،، تیموفئی نے پوچھا۔

''میرے گھر۔،،

گئے، هیڈکواٹر میں ۔ نازک ٹانگوں‌والی لڑکیوں کے ساتھ سیر سپاٹے کرتے رہے۔ کچھ یاد ہے کس کو ان گناهوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا ۔ یاد ہے کچھ؟ نوواروسیئسک میں سرخ سپاهیوں نے کالمیکوں کو گودیوں پر کاٹ کر رکھ دیا مگر افسران اور دوسرے شریف لوگ اس وقت سمندری جہازوں پر بیٹھے تیزی سے پردیس کے گرم ساحلوں کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ دون کی پوری فوج نوواروسیئسک میں بھیڑوں کے گلے کی طرح گھر کے رہ گئی — اور همارے جنرلوں نے کون سا تیر مارا؟ واہ! اور هاں، لوکیچ ایک بات اور بتاؤ ، وہ جس کو تم ''عالی‌جاہ،، کہتے هو ، جس نے رات تمہارے هاں کاٹی، کیا وہ کہیں اب بھی تمہارے یہاں پناہ تو نہیں لے رہا ہے؟ میرا مطلب ہے اتفاق سے میں نے دو ایک بار تمھیں گھر کے باهر کھلیان میں پانی لے جاتے هوئے دیکھا بھی ہے۔ میں نے سوچا لوکیچ وهاں پانی کیوں لیجاتا ہے؟ کس شیطان کو پلاتا ہے؟ اس کے بعد گھوڑے کی هنهناهٹ بھی سنی ۔ ،،

خوپروف نے نہایت مسرت کے ساتھ لوکیچ کے چہرے کا رنگ بدلتے دیکھا جو پہلے زرد پڑا پھر اسکی مونچھوں کے رنگ کی طرح سفید پڑ گیا ۔ کھڑے بیٹھے سب میں خوف اور پریشانی کی لہر دوڑ گئی ۔ خوپروف کے دل میں مسرت کا چشمہ پھوٹ پڑا اور الفاظ هونٹوں سے پرواز کرنے لگے، کچھ اس طرح پرواز کرنے لگے جیسے وہ کسی اور کی آواز سن رہا ہے ۔

''میرے ساتھ کوئی افسر نہیں ٹھہرا ہے،، یاکوف لوکیچ نے بھاری آواز سے کہا ۔ ''میری بچھیا ڈکاری هوگی ۔ پانی تو کبھی لے کر نہیں گیا ۔ چارہ گھر البتہ کبھی کبھی جھوٹن لے کر جاتا هوں ۔ همارا سور ہے نا، اس کے لئے ۔ ،،

''میں تمهاری بچھیا کے ڈکارنے کو خوب پہچانتا هوں ۔ مجھے الو نہیں بناسکتے تم! لیکن مجھے اس سے کیا مطلب؟ مجھے تمهارے معاملات سے کوئی سروکار نہیں، تم اپنا پانسہ پھینکو ...،،

خوپروف نے سر پر ٹوپی رکھی اور اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑاتے هوئے دروازے کی طرف چلا ۔ لاپشینوف نے اس کا راستہ روک لیا ۔ اس کی سفید داڑھی هل رهی تھی ۔ اس نے عجیب انداز سے گھٹنوں پر جھک کر اپنے بازو پھیلاتے هوئے کہا : ''مخبری کرنے جارہے هو، غدار! تمھیں یہ رشوت دی گئی ہے، ایں؟ اور جو هم انهیں بتادیں کہ تم کالمیک کی انتقامی مہم میں شامل تھے، تو ...؟،،

8—2250

گرنا چاھتے ھو؟ تم تو ویسے ھی اپنی بےپروائی سے کشتی کو تقریباً ڈبو چکے ھو۔ میں نے کیا حکم دیا تھا؟ میں نے کیا حکم دیا تھا؟ پہلے ھی ھر آدسی کو جانچ لینا چاھئے تھا! اور تم پاگل سانڈ کیطرح گئے اور...!،، اس کی دبی دبی خرخراتی سرگوشیوں نے یاکوف‌لوکیچ کے چہرے کا رنگ فق کردیا۔ خوف سے اسکا سر اور بھی چکرا گیا۔ ’’اب کیا کریں ھم؟ کیا کہتے ھو، اس نے، اس خوپروف کمبخت نے اطلاع دے دی ھوگی؟ ھاں؟ نہیں؟ کچھ تو بول تو گریمیاچی کے احمق! ھاں یا نہیں! کہاں گیا وہ؟ اس کا پیچھا کیا تم نے؟،،

’’نہیں... میں نے پیچھا نہیں کیا... الکساندر انیسی‌سووچ! میرے سالک، سب کچھ ختم ھوگیا۔ ھماری ناؤ ڈوب چکی ھے!،، یاکوف لوکیچ نے دونوں ھاتھوں سے سر تھام لیا۔ اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپکے اور اس کے طوفان‌دیدہ چہرے پر دوڑتے ھوئے سفیدی سائل سونچھوں میں چھپ گئے۔

پولوفتسیف کے دانت بھنچ گئے۔

’’اف بڈھے!... لیکن ھمیں کچھ نہ کچھ کرنا ھے، یوں کام نہیں چلے گا۔ ،، تمھارا بیٹا گھر پر ھے؟،،

’’معلوم نہیں۔ مگر میں ایک آدسی کو ساتھ لایا ھوں۔ ،،

’’کون ھے یہ؟،،

’’پھٹے فرول کا بیٹا!،،

’’اوہ! اس کو یہاں کیوں لائے؟،،

دونوں کی آنکھیں ملیں اور دونوں بنا کچھ کہے ایک دوسرے کی بات سمجھ گئے۔ یاکوف لوکیچ کی نظر پہلے ھٹی۔ پولوفتسیف نے پوچھا: ’’کیا لڑکا اعتبار کے قابل ھے؟،، اور یاکوف لوکیچ نے خاموشی سے سر ھلایا۔ پولوفتسیف نے بڑی تیزی سے کھونٹی سے کوٹ اتارا، تکئے کے نیچے سے ریوالور نکالا اور کارتوسوں کی پیٹی ایک بار چمکی۔ اس نے کوٹ کے بٹن لگاتے ھوئے صاف صاف الفاظ میں حکم دیا، جیسے جنگ پر جا رھا ھو:

’’ایک کلھاڑی لے لو۔ چھوٹے سے چھوٹا راستہ دکھاؤ! کتنی دور ھے؟،،

’’دور نہیں ھے۔ آٹھ گھر بعد۔ ،،

’’اسکا کوئی خاندان ھے؟،،

''کس لئے؟''
''معلوم ہوجائے گا۔ جلدی چلو۔''
یاکوف لوکیچ جان بوجھ کر گاؤں سوویت کے پاس سے گذرا — وہاں روشنی نہیں تھی اور کھڑکیاں اندھیرے میں بھائیں بھائیں کررہی تھیں۔ دونوں یاکوف لوکیچ کے صحن میں داخل ہوئے۔ برساتی میں پہنچ کر یاکوف رکا اور آہستہ سے تیموفئی کی جیکٹ کی آستین چھوئی۔
''تم پل بھر یہیں رکنا، میں تمہیں بلالوں گا۔''
''ٹھیک ہے!''
یاکوف لوکیچ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کی بہو نے چٹخنی کھولی۔
''تم ہو بابا؟''
''ہاں۔'' اس نے سختی سے دروازہ بند کیا اور گذرگاہ میں سیدھا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے چھوٹی خواب گاہ کے دروازے پر دستک دی۔
''کون؟'' ایک بھاری پھنسی پھنسی سی آواز نے پوچھا۔
''میں، الکساندر انیسی موچ۔ آؤں؟''
''آؤ۔''
پولوفتسیف کھڑکی کے سامنے میز پر بیٹھا تھا، جس پر ایک کالی دبیز شال پڑی ہوئی تھی۔ وہ کچھ لکھ رہا تھا۔ اس نے کاغذ کو اپنے ابھری رگوں سے بھرے ہوئے ہاتھ سے چھپالیا اور بڑا سا سر موڑتے ہوئے دیکھا۔
''ہوں؟ کیسا رہا؟''
''برا۔ بے حد برا ہوا!''
پولوفتسیف اچھل پڑا۔ اس نے لکھا ہوا کاغذ جیب میں ٹھونس لیا۔ تیزی سے وردی کے کوٹ کا گلا بند کیا۔ اور اسکا چہرہ سرخ ہوگیا۔ وہ چستی سے آگے کی طرف جھکا، اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے — جیسے کوئی درندہ شکار پر جھپٹنے والا ہو۔
یاکوف لوکیچ نے کچھ الٹے سیدھے ڈھنگ سے سارا ماجرا سنایا۔ پولوفتسیف نے خاموشی سے سب کچھ سنا۔ گھرے پپوٹوں سے ڈھکی ہوئی نیلی آنکھیں یاکوف لوکیچ کا گھرا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ سیدھا ہوا، مٹھیاں کسیں اور کھولیں، مونچھوں سے بے نیاز لب چبایا، غرایا اور یاکوف لوکیچ کی طرف بڑھا۔
''بدمعاش! بوڑھے ہوگئے مگر رہے گدھے کے گدھے مجھے تباہ

قدموں کے نشان پر پڑ رہے تھے ۔ صحن کے دروازے کے پاس پہنچ کر یاکوف لوکیچ نے اپنا بایاں پہلو ہاتھ سے دباکر بڑی بےبسی سے کہا : ''اوہ خدا ۔ ''

پولوفتسیف نے دروازے کی طرف اشارہ کیا ۔

''دستک دو !'' تیموفئی اس کے ہونٹوں کی حرکت سے بات کی تہہ تک پہنچ گیا ۔

چٹخنی چٹخی اور تیموفئی نے اجنبی کی انگلیوں کی سرسراہٹ سنی جو سفید اونچی ٹوپی پہنے دروازے کے دائیں طرف کھڑا تھا ۔ وہ بڑی تیزی سے کوٹ کے بٹن کھول رہا تھا ۔ تیموفئی نے پھر دستک دی ۔ یاکوف لوکیچ نے خوفزدہ نظروں سے اس پلے کی طرف دیکھا جو صحن میں پڑے ہوئے ہل کے نیچے سے نکل کر سامنے آگیا تھا ۔ لیکن تھرتھراتے ہوئے پلے کے منہہ سے بہت ہلکی آواز نکلی ۔ وہ غرایا اور تہہ‌خانے کے سرکنڈوں کے چھپروالے دروازے کی طرف بھاگ گیا ۔

* * *

خوپروف سوچ میں ڈوبا ہوا گھر لوٹا لیکن راستہ پیدل طے کرنے کی وجہ سے اسے قدرے سکون ہوگیا تھا ۔ اس کی بیوی نے اس کو کھانا دیا ۔

اسکی بھوک مرچکی تھی ۔ اس نے بجھے ہوئے انداز میں کہا :

''ماریا، اس وقت میں صرف نمکین تربوز کھاؤں‌گا ۔ ''

''کیوں نشہ اتارنا ہے؟'' بیوی نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

''نہیں میں نے پی نہیں ہے ۔ ماشا، کل میں حکام کو بتادوں‌گا کہ میں کبھی اس تعزیری مہم میں شامل تھا ۔ اب میں زیادہ برداشت نہیں کرسکتا ۔ ''

''یہ کیا سوجھی ہے تمہیں! آج تم پر یہ کیسا بھوت سوار ہے ۔ بھلے آدمی! تمہاری بات میری سمجھ میں تو آتی نہیں ۔ ''

نکیتا مسکرایا ۔ اس نے بڑی بڑی سرخ مونچھوں پر تاؤ دیا ۔ بستر پر لیٹتے ہوئے اس نے پھر نہایت سنجیدگی سے کہا : ''ماشا، ساتھ لے جانے کے لئے کچھ ٹکیاں یا سموسے بنادینا ۔ مجھے جیل کاٹنی ہوگی ۔''

پھر بہت دیر تک وہ اپنی بیوی کی التجائیں سنی ان سنی کرتا رہا ۔ وہ آنکھیں پھاڑے لیٹا تھا ۔ ''میں ان کو اپنے بارے میں اور استرووونوف

''بس بیوی ہے۔''
''آس پاس کوئی پڑوسی؟''
''ایک طرف کھلیان ہے اور دوسری طرف باغ۔''
''گاؤں سوویت؟''
''وہ تو وہاں سے بہت دور ہے۔''

یاکوف لوکیچ کلہاڑی لینے لکڑی کے باڑے میں گیا۔ پولوفتسیف نے تیموفئی کی کہنی کو بائیں ہاتھ سے پکڑا اور آہستہ سے کہا:
''چپ‌چاپ جیسا میں کہوں ویسا کرو! میرے جوان دوست، اپنی آواز بدل کر کہنا کہ تم گاؤں سوویت میں رات کی ڈیوٹی پر ہو اور تم اس کے لئے ایک خط لائے ہو۔ اس سے کسی نہ کسی طرح دروازہ کھلوانا ہے۔''

''کامریڈ خیر آپ کا جو بھی نام ہو، ذرا احتیاط سے... ہاں مجھے آپکا نام نہیں معلوم... وہ خوپروف بہت طاقتور ہے، بالکل سانڈ ہے سانڈ۔ اگر ہوشیار نہ رہے تو وہ ایسا گھونسہ لگائیگا کہ...'' تیموفئی نے یونہی کہنا شروع کیا۔

''چپ رہو!'' پولوفتسیف نے اس کی بات کاٹ دی اور یاکوف لوکیچ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ''ادھر لاؤ۔ مجھے دو، چلو۔''

اس نے یاکوف لوکیچ کے ہاتھ سے کلہاڑی کا لکڑی کا دستہ لے لیا جو یاکوف لوکیچ کی پسیجتی ہوئی ہتھیلی سے نم اور گرم ہوگیا تھا۔ اس نے کلہاڑی اپنے کوٹ کے اندر چھپالی اور دستہ کمر کی پیٹی کے اندر اڑس لیا۔ اور اپنے کالر اوپر اٹھالئے۔

وہ سڑک پر خاموش چل رہے تھے۔ پولوفتسیف کے بھاری بھرکم تن و توش کے آگے تیموفئی بالکل لڑکا نظر آرہا تھا۔ وہ سفیدگارڈ کے کپتان کے ساتھ چل رہا تھا اور نہایت تجسس کے ساتھ اسکا چہرہ دیکھنے کی کوشش کررہا تھا۔ اس کے کالر اٹھے ہوئے تھے۔ اور اتنا اندھیرا تھا کہ اسکا چہرہ دیکھنا مشکل تھا۔ آخر کھلیان کی باڑ پھاند کروہ اندر پہنچ گئے۔

''آگے پیچھے قطار بنا کر چلو تا کہ قدموں کے نشان کی ایک ھی لکیر بنے'' پولوفتسیف نے سرگوشی میں حکم دیا۔

انہوں نے بھیڑیوں کی طرح برف سے ڈھکی ہوئی زمین کا وہ حصہ پار کیا جس پر کسی نے قدم نہیں رکھا تھا۔ ان کے قدم ایک دوسرے کے

''دستخط تو کرنا ہے۔ دروازہ کھولو۔ ''
اس نے خوپروف کے ننگے پیروں کی آہٹ سنی جو فرش پر کبھی پیر رکھتا تھا کبھی اٹھاتا تھا۔ دروازے کا کھٹکا چٹخا۔ خوپروف کا سفیدجسم دروازے کے سیاہ پس منظر میں ابھرا۔ اسی آن پولوفتسیف نے بایاں پیر چوکھٹ پر رکھا۔ اور اسکی ناک کے اوپر کلہاڑی کے کند پھل سے وار کیا۔
سانڈ کی طرح، جو ذبح کیا جانےوالا ہو، نکیتا گھٹنوں کے بل ڈھیر ہوگیا۔
''اندر! دروازہ بند کرو!'' پولوفتسیف نے بالکل مدھم آواز میں حکم دیا۔ اب بھی اس کی گرفت کلہاڑی پر تھی۔ اس نے ٹٹول کر اندرونی دروازہ کھول لیا۔
کونے والے بستر سے سرسراہٹ سنائی دی اور ایک عورت کی تشویش بھری آواز سنائی دی:
''ارے کسی چیز سے ٹکرائے تو نہیں، ایں؟ کون ہے نکیتا پیارے؟'' پولوفتسیف نے کلہاڑی گرا دی اور دونوں بازو پھیلائے ہوئے بستر کی طرف لپکا۔
''اوہ، بھلے لوگو!.. ارے یہ کون ہے؟ مدد!..''
تیموفئی بھاگا ہوا اندر آیا۔ اسکا سر دروازے کے اوپروالی چوکھٹ سے ٹکرا کر بھنا گیا۔ کونے سے اسے ہاتھاپائی کی اور زور زور سے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ پولوفتسیف عورت پر سوار تھا، اس نے تکیے کو اس کے چہرے پر دبا رکھا تھا اور اس کے ہاتھوں کو تولیے سے باندھنے کی کوشش کررہا تھا۔ اس نے عورت کے مضبوط جسم کی گرمی محسوس کی جو اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کررہی تھی۔ وہ اس کے دل کی تیز دھڑکنوں کو محسوس کررہا تھا۔ جیسے پنجرے میں کسی بند چڑیا کا دل دھڑک رہا ہو۔ یکایک مگر صرف ایک آن کو اس کے اندر شہوت کا ایک شعلہ سا لپکا۔ لیکن وہ محض غرا کر رہ گیا۔ اور تکئے کے نیچے ہاتھ ڈالکر جنونی انداز میں ٹٹولتے ہوئے، عورت کا منہہ چیرا جیسے گھوڑے کے جبڑے چاک کررہا ہو۔ خون بہنے لگا۔ عورت کی پھنسی پھنسی سی چیخیں بند ہوگئیں اس لئے کہ اس نے اسی کا اسکرٹ اٹھایا اور کھلے ہوئے منہہ میں ٹھونس دیا۔

کے بارے میں بتاؤں گا۔ ذرا یہ حرامزادے بھی تو جیل کی ہوا کھائیں! آخر وہ مجھے گولی سے تو اڑانے سے رہے؟ اورال میں کہیں تین برس لکڑیاں کاٹوں گا۔ اور جب واپس آؤں گا تو میرا ضمیر صاف ہوگا۔ تب کوئی میرے خلاف پرانا کینہ نہیں نکالیگا۔ مجھے اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کے لئے کسی کی بیگار نہیں کرنی پڑیگی۔ میں ان سے سیدھے سیدھے کہوں گا میں کسطرح آشتیموف کے چنگل میں پھنسا۔ میں کہوں گا: میں محاذ سے بھاگنے کی کوشش کررھا تھا۔ سر میں گولی کھا کر مرنا کون چاھتا ہے؟ چاھیں مجھ پر مقدمہ چلائیں! یقیناً کوئی ھلکی پھلکی سزا دیں گے۔ یوں بھی تو بات اب پرانی ھوچکی ہے۔ میں ان کو سب کچھ بتادوں گا۔ خود میں نے کبھی کسی کو گولی نہیں ماری۔ جہاں تک چابک مارنے کا تعلق ہے ... وہ تو میں نے محاذ چھوڑ کر بھاگنے والے کزاکوں کو چابک ماری تھی اور کسی کو بالشویزم کی وجہ سے بھی... تب میں بالکل جاھل تھا اور مجھے بالکل معلوم نہیں تھا کہ کس طرف جانا چاھئے۔"

وہ سو گیا۔ جلدھی دستک سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ خاموش لیٹا رھا۔ "کون ھوسکتا ہے؟" پھر دستک ھوئی۔ بڑبڑاتا ھوا نکیتا بستر سے اٹھا اور لیمپ جلانےوالا تھا کہ ماریا کی بھی آنکھ کھل گئی۔ اس نے سرگوشی میں کہا:

"کیا اب کوئی اور میٹنگ ہے؟ مت جلاؤ روشنی۔ نہ رات کو چین ہے نہ دن کو۔ کمبخت سب کے دماغ چل گئے ھیں!"

نکیتا ننگے پاؤں گذرگاہ میں گیا۔

"کون ہے؟"

"چچا نکیتا، میں ھوں، سوویت سے آیا ھوں۔"

کسی کم‌عمر لڑکے کی انجانی سی آواز۔ نکیتا کو پریشانی ھوئی۔ تشویش کی ایک لہر دل میں ابھری۔

"کون ہے؟ کیا چاھتے ھو تم؟"

"میں ھوں نکولائی کوژنکوف۔ صدر نے تمہیں ایک خط بھیجا ہے۔ وہ چاھتے ھیں کہ تم فوراً سوویت پہنچ جاؤ۔"

"دروازے میں ڈال دو خط۔"

دروازے کی دوسری طرف خاموشی کا ایک لمحہ گذرا... جھبری سفید ٹوپی کے نیچے نگاھیں تلملائیں اور پھر تیموفئی کی گھبراھٹ جاتی رھی۔

''روشنی!،، وہ چلایا - ''ارے کمبخت، روشنی!،، اندھیرے میں اسے کلہاڑی نہیں مل رہی تھی -

تیموفئی نے باورچی‌خانے سے جھانک کر، صورت‌حال کو پوری طرح نہ سمجھتے ہوئے ذرا زور سے سرگوشی کی :

''ارے اس کے جبڑے تلے، جبڑے تلے کلہاڑی سے جڑدو، خوب زور سے تب یہ بتائیگا - ،،

پولوفتسیف نے کلہاڑی پکڑلی - اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو خوپروف کی گرفت سے چھڑایا اور دو وار کئے - اب کے تیز دھار کی طرف سے - خوپروف زور سے گرا، اس کا سر بنچ سے ٹکرایا اور پھر اس کے دھکے سے ایک بالٹی زمین پر آرہی - لگا کوئی بندوق دغی ہو - پولوفتسیف نے دانت پیس کر فرش پر پڑے ہوئے آدمی کا کام تمام کر دیا - اس کے بعد اس نے یاکوف لوکیچ کو زور سے کمرے کے اندر ڈھکیل دیا اور آھستہ سے بولا :

''بزدل! عورت کا سر پکڑ! ھمیں معلوم کرنا ھے اسے خبر پہنچانے کا کام ملا تھا یا نہیں - اور تم، چھوکرے، اس کی ٹانگیں تھامو!،،

پولوفتسیف بندھی ہوئی عورت پر جھپٹا - اس نے ایک ایک لفظ صاف صاف ادا کرتے ہوئے پوچھا :

''شام کو جب تمہارا شوھر گھر واپس آیا تو وہ کہیں گیا تھا؟ وہ سوویت گیا تھا کیا؟،،

اس نے اندھیرے گھر میں دھشت‌زدہ عورت کی آنکھوں کو ابھرتے دیکھا - آنکھیں آنسوؤں سے سوج رہی تھیں - گھٹن سے اس کا چہرہ سیاہ پڑگیا تھا - اسے متلی سی ہونے لگی - وہ وھاں سے نکل جانا چاھتا تھا - تازہ ھوا میں سانس لینا چاھتا تھا - غصے اور اکتاھٹ کے ساتھ اس نے اپنی انگلیاں اس کے کانوں کے پیچھے گاڑ دیں - مارے درد کے وہ تڑپنے لگی اور ایک آن کو ھوش کھو بیٹھی - اس کے بعد اسے ھوش آیا - اس نے یکایک منہہ میں ٹھنسا ھوا لجلجا کپڑا زبان سے زور لگا کر اگل دیا - لیکن چیخنے کے بجائے اس نے مری ہوئی، گھٹی ہوئی سرگوشی میں منت کی : ''رحم کھاؤ بھلے لوگو - ترس کھاؤ! میں سب کچھ بتادوں‌گی!،، اس نے یاکوف لوکیچ کو پہچان لیا - وہ اس کا رشتہ‌دار تھا - سات سال پہلے عورت نے اس کے ساتھ ملکر اپنے بھتیجے

پولوفتسیف نے تیموفئی کو بندھی ہوئی عورت کے پاس چھوڑا اور خود گذرگاہ میں چلا گیا۔ اب وہ گھوڑے کی طرح هانپ رہا تھا۔

"دیاسلائی!"

یاکوف لوکیچ نے دیاسلائی جلائی۔ مدھم روشنی میں وہ فرش پر پڑے ہوئے خوپروف پر جھکا۔ توپچی اپنی ٹانگیں سوڑے توڑے پڑا تھا۔ اس کا رخسار کچیے فرش سے چپکا ہوا تھا۔ وہ سانس لے رہا تھا اور اسکا بھاری بھرکم سینہ رک رک کر حرکت کررہا تھا۔ دیاسلائی بجھ گئی۔ پولوفتسیف نے وہ جگہ چھوئی جہاں کلہاڑی لگی تھی۔ اس کی انگلیوں تلے ٹوٹی ہوئی ھڈیاں چرچرائیں۔

"مجھے جانے دو۔ میں خون نہیں دیکھ سکتا" یاکوف‌لوکیچ نے سرگوشی میں کہا۔ اسے بخار چڑھ رہا تھا۔ اس کی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔ لیکن پولوفتسیف نے بغیر جواب دئے حکم صادر کیا۔

"کلہاڑی لاؤ! وھاں ھے— بستر کے پاس— اور پانی!"

پانی سے خوپروف کو هوش آگیا۔ پولوفتسیف نے اپنے گھٹنے اس کے سینے میں گاڑ دئے اور پھنکارا:

"غدار، تو نے ان کو سب بتادیا؟ بول! اے، دیاسلائی!"

پھر چند لمحے کو دیاسلائی نے خوپروف کے چہرے کو اجاگر کردیا۔ اس کی آدھی بند آنکھیں دکھائی دیں۔ یاکوف لوکیچ کا هاتھ تھرتھرایا اور ساتھ ھی تیلی کا ننھا شعلہ بھی جھلملایا۔ زرد روشنی چھپر سے لٹکتی ہوئی بید کی جھاڑوؤں پر ناچی۔ تیلی پوری جل گئی اور یاکوف لوکیچ کے ناخن جل اٹھے۔ لیکن اسے ٹیس نہیں محسوس ہوئی۔ پولوفتسیف نے اپنا سوال دوبارہ دھرایا۔ اس کے بعد اس نے خوپروف کی انگلیاں توڑنا شروع کیں۔ یکایک خوپروف آہ کرکے پیٹ کے بل تڑپنے لگا۔ چوپائے کی طرح آھستہ آھستہ رینگا اور کھڑے ھونیکی کوشش کی۔ لیکن وہ بالکل نڈھال تھا۔ پولوفتسیف نے اس کو پھر فرش پر چت گرانے کی کوشش کی۔ لیکن توپچی کی ریچھ جیسی طاقت نے اس کو سہارا دیا اور وہ اپنے پیروں پر کھڑا ھوگیا۔ اس نے ایک هاتھ سے یاکوف لوکیچ کو اس کی کمر کی پیٹی سے دبوچا اور دوسرے سے اس نے پولوفتسیف کی گردن پکڑی۔ پولوفتسیف نے خوپروف کی ٹٹولتی ہوئی ٹھنڈی انگلیوں کی گرفت سے اپنی گردن بچانے کےلئے سر شانوں کے درمیان چھپا لیا۔

نتھنوں میں رینگنے لگی۔ وہ لڑکھڑایا اور آتش‌دان کی طرف مڑا۔ سارے ستلی کے اس کی آنتیں الٹ کر اس کے منھہ میں آگئیں۔

زینے پر پولوفتسیف نشے میں جھوم سا رہا تھا۔ اس نے اپنے ھونٹ تازہ تازہ برف پر رکھدئیے جو باڑ پر بچھی ھوئی تھی۔ وہ باھر پھاٹک کی طرف چلے گئے۔ تیموفئی پیچھے رہ گیا۔ پچھلی سڑکوں پر چلتے ھوئے وہ اسکول سے آتی ھوئی اکارڈین کی سریلی دھنوں کی طرف آگے بڑھتا رہا۔ اسکول کے باھر لوگ ناچ رہے تھے۔ تیموفئی ریلتے پیلتے ناچنےوالوں کے گھیرے میں شامل ھوگیا۔ اس نے اکارڈین بجانےوالے سے اس کا ساز مانگا۔

''تیموشا! خانہ‌بدوشوں کے ناچ‌والی وہ کھنکتی ھوئی دھن بجاؤ!،، لڑکیاں چلائیں۔

تیموفئی نے اکارڈین کی طرف ھاتھ بڑھایا لیکن اکارڈین اس کے ھاتھ سے پھسل گیا۔ وہ آھستہ سے ھنسا۔ پھر اس نے ھاتھ بڑھایا اور پھر اکارڈین پھسل گیا، اس سے پہلے کہ وہ اس کا فیتہ اپنے بائیں کندھے پر اٹکائے۔ لیکن اس نے انگلیاں دوڑانے کی کوشش کی، ھنسا اور اکارڈین لوٹا دیا۔

''لگتا ھے آج کہیں زیادہ پی گیا ھے!،،
''لڑکیو! دیکھنا کتنے نشے میں ھے!،،
''کیا حلیہ بنایا ھے، واہ وا!،،

لڑکیاں تیموفئی کے پاس سے ھٹ گئیں۔ اکارڈین‌والے نے ساز پر سے تیکھے انداز میں برف جھاڑی اور کچھ بےدلی سے خانہ‌بدوشوں کے ناچ والی دھن چھیڑنے لگا۔ سب سے لمبی لڑکی، اولیانا اخواتکینا نے اپنی نیچی ایڑی والی سینڈلوں سے تال دینا شروع کیا۔ سینڈل سچ مچ کررھے تھے۔ اس کے بازو بھنگی کیطرح پھیلے ھوتے تھے۔ ''جب تک صبح کا اجالا پھیلے نہیں یہیں بیٹھنا ھے،، تیموفئی نے سوچا۔ جیسے یہ خیال کسی اور کے بارے میں ھو۔ ''تب مقدسے کی صورت میں کسی کو سجھ پر شبہہ نہیں ھوگا،،۔ وہ اٹھا اور اب جان‌بوجھ کر نشے میں دھت شرابی کی نقل کرتے ھوئے، لڑکھڑاتے قدموں سے ایک لڑکی کی طرف بڑھا جو اسکول کے زینے پر بیٹھی تھی اور اپنا سر اس کی گود میں ڈال دیا۔

* * *

کے بپتسمہ کی رسم ادا کی تھی۔ اس کے پھٹے ہوئے، بگڑے ہونٹ، بڑی مشکل سے ھل رھے تھے، جیسے یہ کسی گونگے کے ھونٹ ھوں۔

''ارے میرے عزیز! یہ سب آخر کیوں؟''

مارے خوف کے پولوفتسیف نے اسکا منہہ اپنی ھتھیلی سے بند کردیا۔

وہ اب بھی اس بےبسی کے عالم میں امید کا دامن تھامے تھی۔ اس نے اپنے لہولہاں ھونٹوں سے اس کی انگلیوں کو بوسہ دینے کی بھی کوشش کی۔ وہ زندہ رھنا چاھتی تھی۔ خوف سے اس کی روح فنا ھو رھی تھی!

''تمہارا شوھر باھر گیا تھا یا نہیں؟''

اس نے سر ھلایا: ''نہیں''۔ یاکوف لوکیچ نے پولوفتسیف کے ھاتھ پکڑ لئے:

''عالی... عالی... الکساندر انیسی‌مووچ! ایسا نہ کرو۔ ھم اسکو ڈرا دھمکا کر راہ پر لے آئیں گے۔ وہ منہہ نہیں کھولےگی! وہ کبھی منہہ نہیں کھولےگی!''

پولوفتسیف نے اسکو ایک طرف ڈھکیل دیا۔ تناؤ کے ان لمحوں میں اس نے اپنی الٹی ھتھیلی سے چہرے کو پونچھا اور سوچا: ''کل یہ ھمیں دغا دیگی! لیکن یہ عورت ھے۔ کزاک عورت۔ اور میں افسر ھوں۔ شرم کی بات... لعنت ھو! اس کی آنکھیں بند کرلو تاکہ اس کو اپنے انجام کا نظارہ نہ کرنا پڑے۔''

اس نے اس کے شب خوابی کے موٹے کرتے کا کنارا عورت کے چہرے پر پھیلادیا اور پھر ایک لمحے کو اس کی نگاھیں اس تیس سالہ عورت کے سڈول جسم پر ٹھہریں جس کے ابتک کوئی بچہ نہیں ھوا تھا۔ وہ ایک ٹانگ موڑے ھوئے کروٹ سےلیٹی تھی۔ اور ایک بڑی زخمی چڑیا معلوم ھورھی تھی۔ پولوفتسیف نے نیم‌تاریکی میں یکایک دیکھا کہ اس کے پیٹ اور پستانوں کے درمیان نشیب پسینے سے چمکنے لگی ھے۔

''جانتی ھے میں نے اس کا چہرہ کیوں ڈھک دیا ھے۔ اوہ لعنت ھو!''

پولوفتسیف نے پوری شدت سے کلہاڑی کا تیز پھل اس کے ڈھکے ھوئے چہرے پر مار دیا۔

یاکوف لوکیچ نے یکایک اپنی رشتہ‌دار عورت کے جسم میں کرب کی لہر دوڑتی ھوئی محسوس کی۔ تازہ تازہ خون کی میٹھی مہک اس کے

پچھلے دن کے واقعات کے بارے میں سوچنے لگتا۔ گھرے ہوئے بھیڑئیے کی طرح وہ پنچائتی فارم کے متعلق خیالات کے دائرے کو توڑکر نکلنے کی کوشش کرتا۔ اسے فیکٹری میں اپنی شاپ کا خیال آتا، اپنے دوستوں کا، اپنے کام کا۔ وہ یہ سوچ کر کچھ اداس سا هوجاتا کہ وهاں کتنا کچھ بدل گیا هوگا۔ اور سب کچھ اس کی غیرموجودگی میں۔ اب وہ رات رات بھر ٹریکٹر انجن کے نقشے پر دیدہ ریزی نہیں کرسکتا تھا، کہ اس کا کٹیربا کس نئے ڈھنگ سے کس طرح تیار کیا جائے۔ اب کوئی اور اس کی پرپیچ اور مشکل خراد پر کام کر رها هوگا۔ غالباً یہ خود پسند گولڈشمیدت هوگا، غالباً اب تک انھیں بھلا هی دیا گیا هو، ان ''پچیس هزاری،، لوگوں کو جن سے کچھ عرصہ پہلے پرجوش تقریروں کے ساتھ رخصت کیا گیا تھا۔ آخر انکو کوئی کب تک یاد رکھے۔ اس کے بعد یکایک اس کا دماغ گریمیاچی لوگ پھر لوٹ آتا جیسے کسی نے جھٹکے سے بجلی کا بٹن دبا دیا هو۔ اس کے خیالات کی دھارا ایک خاص رخ میں بہنے لگتی۔ وہ گاؤں میں کام کرنے ضرور آیا تھا۔ لیکن شہریوں کی بہت سی خوش‌فہمیوں سے اس کا ذهن پاک تھا۔ پہلے طبقاتی جدوجہد کا ارتقا، اس کی الجھی هوئی گرهیں اور پراسرار ڈھکی چھپی شکلیں، اسے کبھی اتنی پیچیدہ نہیں معلوم هوئی تھیں جتنی اب معلوم هورهی تھیں۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ یہ بہت سے درمیانے کسان پنچائتی فارم میں شامل هونے سے کیوں کترارهے هیں۔ حالاں‌کہ پنچائتی فارم میں شامل هونے میں ان کا فائدہ هی فائدہ هے۔ بہت سے لوگوں کی سوجھ بوجھ اور ان کے آپسی رشتوں کی کنجی کسی طرح اس کے پلے نہیں پڑرهی تھی۔ تیتوک کل کا چھاپہ‌مار، آج کولاک اور دشمن هے۔ تیموفئی بورشچیوف غریب کسان اور ایک کولاک کا خدائی فوجدار۔ استروونوف، اتنا اچھا کاشتکار جو ڈنکے کی چوٹ پر، اتنے جوش وخروش سے پنچائتی فارم میں شامل هوا، اور اس کی طرف نا گولنوف کا دبادبا، احتیاط کا مگر بپھرا هوا رویہ۔ داویدوف کے ذهن کے پردے پر گریمیاچی کے لوگوں کی تصویریں ابھرتی چلی گئیں۔ بہت سی باتیں اس کی سمجھ سے باهر تھیں، لگتا تھا ان چیزوں پر ایک ناقابل فہم اور غیرمرئی پردہ پڑا هوا هے۔ اس کی نظر میں گاؤں ایک پرپیچ مشین تھا اور وہ اسکو پوری شدت سے سمجھنے کی کوشش کررها تھا۔

یاکوف لوکیچ جو بالکل کرم کلے کے پتے کی طرح سبز ہوگیا تھا گھر پہنچتے ھی لرزتا ہوا بستر پر ڈھیر ھوگیا - اس نے تکئے سے سر بھی نہیں اٹھایا - اس کو پولوفتسیف کے ھاتھ دھونے کی آواز سنائی دے رھی تھی -پانی بہہ رھا تھا - چھل چھل کی آواز ابھررھی تھی - پھر اسکے اپنے کمرے میں جانے کی آھٹ سنائی دی - آدھی رات کو پولوفتسیف نے گھر کی مالکن کو جگایا :

''مالکن، تمھارے پاس ھے کچھ پینے کو؟ مجھے پینے کو کچھ دو!،،

اس نے ابلے پھلوں کا رس پیا، (یاکوف لوکیچ پڑا پڑا کنکھیوں سے دیکھتا رھا) - مرتبان سے ناشپاتی کا مربہ نکالا، مزے میں چبایا اور چل دیا، سگریٹ کے کش لگاتا ھوا، اپنے بھرے بھرے ننگے سینے پر انگلیاں دوڑاتا ھوا -

اپنے کمرے میں پولوفتسیف نے ٹانگیں آتش‌دان کی طرف پھیلادیں جو ابتک گرم تھا - وہ رات کو اپنے گٹھیازدہ دکھتے پیروں کو ضرور سینکتا تھا - ۱۹۱۶ء کے جاڑے پالے نے جو ھاتھ مارا تھا اسکی چوٹ آج تک تازہ تھی - یہ اس وقت کی بات ھے جب وہ گھوڑے پر سوار، اپنے شہنشاہ عالی جاہ سے وفاداری اور خدمت گذاری کا مظاھرہ کرنے کےلئے جاڑے میں بوگ ندی کو پار کررھا تھا - اس وقت سے اب تک کپتان پولوفتسیف گرمی اور گرم بوٹوں کے لئے تڑپا کرتا تھا...

تیرھواں باب

گاؤں میں داویدوف کے ایک ھفتے کے قیام کے دوران اس کے سامنے مسائل کی ایک پوری دیوار کھڑی ھوگئی تھی - راتوں کو، جب وہ گاؤں سوویت سے یا پنچائتی فارم کے دفتر سے جو اب تیتوک کے کشادہ گھر میں واقع تھا گھر آتا تو وہ اپنے کمرے میں سگریٹ کے کش اڑاتے ھوئے ٹہلتا رھتا - اس کے بعد وہ ڈاکئے کی لائی ھوئی ''مولوت،،* اور ''پراودا،، کی کاپیاں پڑھتا - اس کے بعد پھر پنچائتی فارم کے بارے میں فکر شروع ھوجاتی، پھر وہ گریمیاچی کے لوگوں کے بارے میں،

---

* ''مولوت،، — روستوف بر دون سے شائع ھونےوالا اخبار -

ضلع مرکز سے انسپکٹر اور ڈاکٹر آیا۔ لاشوں کا معائنہ ہوا۔ خوپروف کے پڑوسیوں اور لاپشینوف سے پوچھ گچھ ہوئی۔ لیکن انسپکٹر کو کوئی ایسا سراغ نہیں ملا جس سے قاتلوں یا ان کے جرم کے مقصد کا پتہ چل سکتا۔ اگلے دن، ۴ فروری کو، پنچائتی کسانوں کی عام میٹنگ نے ایک تجویز منظور کی جس کی رو سے تمام کولاک خاندانوں کو شمالی قفقاز کے علاقے سے باھر نکل جانے کا حکم دے دیا گیا۔ میٹنگ میں فارم کے انتظامیہ بورڈ کا چناؤ کیا گیا۔ اس میں یاکوف لوکیچ اسٹروونوف (اس کی نامزدگی کی حمائت، ناگولنوف کی مخالفت کے باوجود، داویدوف اور رازمیوتنوف نے زور شور سے کی)، پاویل لیوبیشکین اور دیومکا اوشاکوف شامل تھے۔ مولیاتولیا ارکاشکا بڑی مشکل سے اندر گھسا اور پانچواں رکن تھا خود داویدوف جسے اتفاق رائے سے چنا گیا تھا۔ اس پر کسی قسم کی بحث بھی نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ بڑی حد تک یہ تھی کہ ایک دن پہلے اس قسم کا ایک خط موصول ہوا تھا کہ ضلع کمیٹی اور ضلع زرعی یونین نے تجویز کیا ھے کہ کامریڈ داویدوف کو، جو مزدوروں کے ''پچیس ھزاری،، دل کے رکن ھیں پنچائتی فارم کے انتظامیہ بورڈ کا صدر چنا جائے۔

* * *

داویدوف اب تک ناگولنوف کے گھر رہ رھا تھا۔ وہ ایک صندوق پر سوتا تھا جس کو چھینٹ کا نیچا سا پردہ میزبان کے پلنگ سے الگ کرتا تھا۔ سامنے کا کمرہ مالکن کا تھا — وہ بیوہ تھی اور اس کے کوئی بال بچہ نہیں تھا۔ داویدوف کو معلوم تھا کہ اسکی وجہ سے ماکار کو خاصی دقت ھے۔ لیکن شروع کے ان چند ھنگامہ‌خیز دنوں میں حالات کچھ ایسے رھے کہ اسے اپنی رھائش کی جگہ ڈھونڈنے کا موقع ھی نہ ملا۔ ناگولنوف کی بیوی، لوشکا کا رویہ داویدوف کی طرف کافی دوستانہ تھا، لیکن اس گفتگو کے بعد، جب ماکار نے اسکو بتایا تھا کہ اسکی بیوی تیموفئی کے ساتھ گلچھرے اڑاتی ھے، داویدوف اسکی طرف سے کھنچا کھنچا سا رھنے لگا اور اس سے چڑھتا تھا۔ وھاں رھنے سے اسکا دل الجھتا تھا۔ صبح کے وقت داویدوف نظر اٹھاکر لوشکا کو دیکھتا لیکن بات چیت میں کوئی حصہ نہ لیتا۔ وہ پچیس سے زیادہ کی نہیں معلوم ھوتی تھی۔ اس کے بیضوی چہرے پر جھائیاں پڑگئی تھیں اور وہ سینے کے

خوپروف اور اس کی بیوی کے پراسرار قتل نے اس کو چونکا دیا تھا اور وہ سمجھ رہا تھا کہ کوئی چھپی ہوئی اسپرنگ ہوگی، جو اس مشین کے اندر کہیں کام کررہی ہے۔ اسے کچھ مبہم مبہم سا اندازہ ہورہا تھا کہ خوپروف کی موت کا تعلق پنچائتی فارم کی مہم سے ہے۔ جس صبح کو خوپروف اور اس کی بیوی کی لاشیں ملیں، اس نے رازمیوتنوف اور ناگولنوف سے لمبی گفتگو کی۔ وہ بھی قیاس آرائیاں کرتے رہے۔ خوپروف غریب کسان تھا۔ ماضی میں کبھی اس نے سفید گارڈوں کا ساتھ دیا تھا۔ سماجی زندگی سے اس کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ایک طرح سے اس کا تعلق کولاک لاپشینوف سے تھا۔ بعض لوگوں کا کہنا تھا کہ شاید اسے چوروں نے قتل کردیا ہو مگر یہ بات بےمعنی تھی۔ کیونکہ اس کے گھر کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا گیا تھا۔ اور ویسے بھی خوپروف کے پاس تھا ہی کیا کہ چور اسے اٹھا لے جاتے۔ رازمیوتنوف نے اس خیال کو قطعی رد کردیا اور یونہی بےخیالی میں بولا:

''کسی نہ کسی عورت کا ہاتھ اس میں ہے۔ شاید کسی غیر کی عورت سے یارانہ ہوگا اس کا جس نے اس کو ٹھکانے لگادیا۔''

ناگولنوف خاموش تھا۔ وہ بنا سوچے سمجھے بات کرنیکا قائل نہیں تھا۔ لیکن جب داویدوف نے کہا کہ اس خون میں یقیناً کسی نہ کسی کولاک کا ہاتھ ہے یہ کہ ان کو جلد از جلد گاؤں سے نکال دینا چاہئے تو ناگولنوف نے اس کی پوری حمایت کی۔

''ان ہی کی ٹولی میں سے کسی نے خوپروف کو قتل کیا ہے۔ ان سب کو برفستان چلتا کرکے قصہ پاک کرو!''

رازمیوتنوف ہنسا اور شانے ہلائے:

''ان سب کو دفان تو ضرور کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ دوسروں کو پنچائتی فارم میں شامل ہونے سے روک رہے ہیں۔ لیکن خوپروف ان کے ہاتھوں قتل نہیں ہوا ہے۔ اسکا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کا تعلق لاپشینوف سے تھا۔ ہمیشہ اس کے لئے کام کرتا تھا۔ لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے پاس کھانے کو کافی نہیں تھا۔ میں یقین سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ پیٹ کی ضرورت سے مجبور ہوکر وہ لاپشینوف کے چکر میں آگیا تھا۔ ہر برائی کو کولاکوں کے سر ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ سمجھے بھائی! یہ سارا گل کسی عورت کا کھلایا ہوا ہے۔ چاہے تم جو کہو۔''

ھاتھ سے بند کیا لیکن مڑے بنا مسکرائی اور دیر تک یہ نرم‌رو مسکراھٹ اس کے ھونٹوں پر پھیلی رھی۔ ''دیکھو میں کیسی قیامت ھوں!،، اس کی بے جھجک آنکھیں بول رھی تھیں۔

داویدوف چرچراتے صندوق پر دھپ سے بیٹھ گیا۔ اس کا رنگ سرخ ھوگیا۔ اس نے اپنی پیشانی پر لٹکتی ھوئی بالوں کی سیاہ لٹیں ایک جھٹکے سے پیچھے کی طرف پھینکیں۔ ''لعنت! اگلی بات جو وہ سوچےگی یہ ھے کہ میں چوری چوری اسے دیکھ رھا تھا۔ آخر مجھے کھڑے ھونیکی ضرورت کیا تھی۔ سوچےگی میں اس پر لٹو ھوگیا ھوں۔،،

''ایک اجنبی کے سامنے یوں ننگا گھومنے کی کیا ضرورت ھے آخر؟،، ماکار نے کچھ کبیدہ ھوکر کہا جب اس نے داویدوف کی گھبرائی ھوئی کھنکھار سنی۔

''وہ نہیں دیکھ سکتا۔،،

''نہیں، دیکھ سکتا ھے۔،،

داویدوف پردے کے پیچھے کھانسا۔

''اچھا اگر دیکھ سکتا ھے، تو شوق سے دیکھے،، اس نے نہایت بےنیازی سے جواب دیا اور اسکرٹ سر کے اوپر سے نیچے کھسکاتی رھی۔

''ماکار، میرے پیارے، اجنبی آخر ھوتا کیا ھے؟ آج وہ اجنبی ھے، مگر کل، میں چاھوں، تو وہ میرا اپنا ھوگا!،، وہ ھنستی ھوئی بستر پر گر پڑی۔ ''تم میرے گڈے ھو! میرے پیارے بچھڑے، بالکل ننھے منے، اوں!،،

* * *

ناشتے کے بعد، پھاٹک سے باھر نکلتے ھی، داویدوف نے زور سے وار کیا:

''تمھاری عورت بڑی واھیات ھے!،،

''تمھیں کیا مطلب!،، ناگولنوف نے آھستہ سے داویدوف کی طرف دیکھے بنا کہا۔

''لیکن تمھیں تو ھے! آج میں گھر بدل رھا ھوں۔ میں یہ سب نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے تکلیف ھوتی ھے۔ تمھارے جیسے جوان سے وہ یوں کھیلے! تم نے خود ھی بتایا تھا کہ وہ تیموفئی داماسکوف کے ساتھ رھتی ھے!،،

انڈے کی طرح معلوم ہوتا تھا ۔ لیکن گہری کالی آنکھوں میں، اس کے نازک چھریرے جسم کے ایک ایک خط میں غضب کا حسن تھا ۔ اسکے سبک محرابی ابرو ذرا چڑھے چڑھے سے رہتے تھے جس سے ایسا لگتا تھا کہ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی نشاطانگیز چیز کا انتظار کرتی رہتی ہے، جیسے کوئی مسرتانگیز بات ہونےوالی ہو۔ اس کے نمایاں ہونٹوں کے کونوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ گھوڑے کی نعل کی طرح سڈول اور ابھرے ہوئے دانتوں کی چاپ کو چھپانے میں ہونٹ ناکام تھے۔ وہ اپنے کندھوں کو اس طرح ہلاکر چلتی تھی جس سے لگتا تھا کہ وہ کسی کے آنے کی راہ دیکھ رہی ہے، جیسے کوئی آئےگا اور پیچھے سے آکر اسے دبوچ لےگا اور اس کے لڑکیوں جیسے پتلے پتلے شانوں کو بھینچ لےگا۔ وہ گریمیاچی کی عام عورتوں کی طرح کپڑے پہنتی تھی۔ شاید دوسروں کے مقابلے میں زیادہ صاف ستھری رہتی تھی۔

ایک دن صبح ھی صبح جب داویدوف بوٹ پہن رہا تھا تو اس نے پردے کے پیچھے سے ماکار کی آواز سنی :

''میرے جیکٹ کی جیب میں جرابوں کےلئے ربر کے فیتے پڑے ھیں ۔ کیا سیمیون سے منگوائے تھے؟ کل جب وہ مرکز سے واپس آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ یہ تمھارے لئے ھیں ۔ ''

''واقعی، ماکار پیارے؟'' لوشکا کی نیند میں ڈوبی ہوئی، گرم اور مسرت سے کانپتی آواز سنائی دی ۔

وہ رات کے کپڑوں ھی میں بستر سے اچھلی اور سیدھی شوھر کے جیکٹ تک پہنچی جو دیوار کے قریب ٹنگا ھوا تھا ۔ جیب سے گول اور کسے ہوئے ربر کے فیتے نہیں نکلے؛ بلکہ شہر کی بنی ہوئی بیلٹ، جس کے کنارے نیلے تھے۔ داویدوف نے آئینے میں اس کا عکس دیکھا ۔ وہ کھڑی کھڑی اپنی سجل اور سڈول ٹانگوں پر جرابیں چڑھاتی رہی ۔ اس کی گردن جو لڑکوں جیسے پتلی تھی، جھکی ہوئی تھی ۔ داویدوف نے آئینے میں اس کی برق پاش آنکھوں سے ایک عجیب سی شعاع پھوٹتی دیکھی ۔ اس کے جھائیاں بھرے رخسار گلنار ھوگئے ۔ وہ آنکھوں میں اپنی ٹانگ سے چپکی ہوئی جراب کی داد دے رہی تھی ۔ پھر وہ داویدوف کی طرف مڑی ۔ شبخوابی کے کرتے کے کھلے ہوئے گریبان سے اس کے سانولے اور سخت پستان تھرتھراتے دکھائی دے رہےتھے ۔ پردے کے اوپر سے داویدوف کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنے کرتے کا گلا بائیں

ناگولنوف نے غصے سے ھاتھ جھٹکا۔

''وھی پرانی داستان! تم پر اور اندرئی پر استرووبنوف کا بھوت سوار ھے۔ پنچائتی‌فارم کو اس کی اتنی ھی ضرورت ھے جتنی بڑے پادری کو ... خیر۔ میں اس کے خلاف ھوں۔ میں تو اسکو فارم سے نکلواؤں گا! دو سال تک، اس دولت‌سند بدمعاش نے، زرعی ٹیکس کچھ فیصدی زیادہ ادا کیا۔ جنگ سے پہلے کولاکوں کی طرح ٹھاٹ کی زندگی گذارتا تھا۔ اور اب ھم اسکی سفارش کریں؟،،

''مگر وہ اچھا کاشتکار ھے! کیا تم سمجھتے ھو میں ایک کولاک کی طرفداری کررھا ھوں؟،،

''اگر ھم اس کے پر نہ کترتے تو وہ کب کا کولاکوں کے ساتھ سانٹھ گانٹھ کرتا نظر آتا!،،

وہ ایک دوسرے سے متفق نہ ھوسکے اور ناراضگی کے ساتھ ایک دوسرے سے الگ ھوگئے۔

چودھواں باب

فروری ... زمین کو پالے نے کچل اور جکڑ رکھا ھے۔ پالے کی اجلی چمک میں سورج نکلتا ھے۔ جہاں جہاں ھواؤں نے برف کو چاٹ لیا ھے وھاں رات کو زمین زور سے چٹختی ھے۔ استیپ میدانوں میں ابھرے ھوئے ٹیلے بالکل پکے تربوزوں جیسے معلوم ھوتے ھیں جن پر سانپ کی طرح دھاریاں ھوتی ھیں۔ گاؤں سے باھر، خزاں کی جتی ھوئی زمین پر برف کی برق‌پاش لہریں اٹھتی ھیں اور آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرتی ھیں۔ چشمے کے پاس سفیدے کے پیڑ پر چاندی کے نقش‌ونگار سے بن گئے ھیں۔ صبح کو گاؤں کے لکڑی کے گھروں کی چمنیوں سے دھوئیں کے نارنجی بگولے اٹھ رھے ھیں۔ کھلیان میں گیہوں کے بھوسے کی مہک سنہرے اگست کی ھواؤں میں اور بھی زیادہ رچ گئی ھے۔ گرمیوں کے آسمان پر خشک ھوائیں چل رھی ھیں...

ٹھنڈے اصطبلوں میں مویشی بے چینی سے کھر مارتے رھتے ھیں۔ صبح کے وقت باڑے میں چارے کا ایک تنکا نہیں ملتا۔ اور اب جاڑوں میں پیدا ھونے والے بھیڑ بکری کے بچے باڑے میں نہیں چھوڑے جاتے۔

''تو کیا میں پٹائی کروں اس کی؟''

''نہیں لیکن اس پر اثر ڈالنا چاھئے! میں سو بات کی ایک بات کہتا ھوں۔ ھوں میں کمیونسٹ لیکن ایسی ویسی حرکت برداشت نہیں کرسکتا۔ میں تو اسے مارکر گھر سے نکال دیتا کہ جاؤ جہنم میں! وہ لوگوں کی نظروں میں تمہیں گرا رھی ھے اور تم چپ ھو۔ وہ رات کہاں بتاتی ھے؟'' ھم میٹنگ سے واپس آتے ھیں اور اس کا کہیں پتہ نہیں ھوتا! میں تمہارے ذاتی معاملات میں دخل نہیں دینا چاھتا۔ لیکن...''

''تمہاری شادی ھوگئی ھے؟''

''نہیں۔ اور جو کچھ میں نے تمہارے گھر میں دیکھا ھے اس کے بعد تو مرتے مرتے بھی نہ ھوگی۔ ''

''تم عورت کو جائداد سمجھتے ھو۔ ''

''الٹی کھوپڑی کے انارکسٹ انسان! جائداد! جائداد! ابھی جائداد کا وجود تو ھے؟ تم کس سے اس کو بدل رھے ھو؟ اور خاندان کا وجود ھے، ھے یا نہیں؟ اور تم... تمہاری عورت پر لوگ ھاتھ ڈالتے ھیں بداخلاقی سے... بےمعنی زندگی کو ھوا دے رھے ھو۔ میں یہ سوال پارٹی گروپ میٹنگ میں اٹھاؤں گا۔ تمہیں کسانوں کے سامنے مثال بننا چاھئے، ایک اچھی مثال!''

''تو پھر میں اسکو قتل کردوں گا!''

''واہ خوب کہی!''

''دیکھو تم اس معاملے میں نہ پڑو'' ماکار بڑبڑایا اور بیچ سڑک پر رک گیا۔ ''میں خود یہ سب ٹھیک ٹھاک کرلوں گا۔ لیکن ابھی میرے پاس وقت نہیں ھے۔ ایک دو دن کا قصہ ھوتا تو دوسری بات تھی لیکن ابتو میں عادی ھوچکا ھوں ان باتوں کا... میں کچھ انتظار کروں گا، پھر... وہ میرے دل میں گھر کرچکی ھے۔ ورنہ بہت پہلے... تم کہاں جارھے ھو — سوویت؟'' اس نے بات بدلتے ھوئے پوچھا۔

''نہیں میں استرووونوف کے یہاں جانا چاھتا ھوں۔ میں خود اس کے گھر میں اس سے بات کرنا چاھتا ھوں۔ تیز آدمی ھے۔ میں اسے فارم میں اپنا نائب بنانا چاھتا ھوں۔ تمہارا کیا خیال ھے؟ ھمیں ایسا نائب چاھئے جو کوپک سے روبل کا کام لےگا۔ استرووونوف اس قسم کا آدمی معلوم ھوتا ھے۔ ''

ھیں۔ وہ چھوچھو کر بھیڑے اور بھیڑوں کا پتہ لگاتا ھے اور ایک ایک کرکے گرم باڑے میں ڈھکیلتا ھے۔ پولوفتسیف اپنی سفید ٹوپی بھوؤں پر کھسکا لیتا ھے اور بھیڑ کو ٹھنڈے کھردرے سینگوں سے پکڑتا ھے اور زمین پر دے مارتا ھے۔ اور اوپر سوار ھوکر ان کی گردن کاٹ دیتا ھے۔ گہرے سیاہ خون کی دھاریں پھوٹ نکلتی ھیں۔

یاکوف لوکیچ کفایت شعار آدمی ھے۔ وہ نہیں چاھتا کہ اس کی بھیڑوں کا گوشت فیکٹری کے مزدور اڑائیں یا کوئی سرخ سپاھی اس سے لطف اندوز ھو۔ وہ سب سوویت کے ھیں اور سوویت حکومت نے دس سال سے یاکوف لوکیچ پر ھر طرح کے ٹیکس لگائے اور رقمیں وصول کیں، بڑے پیمانے پر اپنا ذاتی فارم بنانے کا موقع نہیں دیا، دولت بٹورنے اور اپنی چربی پر چربی چڑھانے کی اجازت نہیں دی۔ سوویت حکومت اور یاکوف لوکیچ جانی دشمن ھیں۔ یاکوف لوکیچ زندگی بھر دولت کی طرف کھنچا جس طرح بچہ آگ کی کشش محسوس کرتا ھے۔ انقلاب سے پہلے وہ خوب چل نکلا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کو نوواچرکاسک کے فوجی افسروں کے اسکول میں تعلیم کے لئے بھیجنا چاھتا تھا۔ وہ مکھن نکالنےوالی مشین لگانا چاھتا تھا اور اس کے لئے روپیہ بھی جمع کر لیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ فارم پر تین مزدور رکھےگا (زندگی نے اس پر کیسی کیسی رحمتیں نازل کی تھیں، اس کے بارے میں سوچ سوچ کر اس کا دل دھڑک اٹھتا!) چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرکے وہ ایک بدبخت زمیں‌دار اور فوجی افسر ژوروف کی دخانی چکی خریدنا چاھتا تھا جو نہ جانے کب سے بیکار پڑی تھی۔ اس نے تصور ھی تصور میں دیکھا تھا کہ اب وہ گھر کی سلی ھوئی ڈھیلی‌ڈھالی پتلونیں نہیں پہنتا بلکہ ریشمی ٹسر کا سوٹ پہنتا ھے، سجل اور بڑھیا کاٹ کا اور اس کے پیٹ پر گھڑی کی سونے کی زنجیر لٹکتی ھے، اس کے ھاتھ اب کھردرے اور رگوں سے پٹے ھوئے نہیں ھیں۔ بلکہ سفید اور نرم ھیں اور کالے ناخن یوں جھڑ رھے ھیں جیسے سانپ کی کینچلی جھڑتی ھے۔ بیٹا کرنل بن جائیگا اور کسی تعلیم یافتہ حسینہ سے شادی کرےگا اور ایک دن آئےگا جب یاکوف لوکیچ چرخ چوں چرخ‌چوں کرتے ھوئے چھکڑے میں اسٹیشن نہیں جائیگا بلکہ کار میں سفر کریگا۔ ویسی ھی کار جیسی زمیندار نوواپاولوف کے پاس تھی... آہ وہ دن جب بینک سے نکلتے ھوئے دھنک کے رنگ کے نئے نئے نوٹ اس کے ھاتھوں میں کھنکتے اور چرمراتے

رات کے وقت نیند کی ماتی عورتیں ان بچوں کو ان کی ماؤں کے پاس لے جاتی ھیں۔ پھر وھاں سے اپنے اسکرٹ میں لپیٹ کر وہ انھیں اپنی کٹیاؤں کی گرم گرم گھٹن میں لاتی ھیں۔ بکری کے بچوں سے وھی پرانی، پالے کی ھوا کی بو آتی ھے، اس میں ملی ھوئی چارے اور گھاس کی بو، بکری کے شیریں دودھ کی بو۔ اس کے بالائی پرت کے نیچے برف سخت ھے، خستہ، دانےدار، نمک کی طرح۔ آدھی رات اتنی سنسان ھے اور آسمان کا سرد ویرانہ اپنی ستاروں کی چادر کے اوپر اس طرح پھیلا ھوا ھے جیسے زندگی نے دنیا کو بالکل تج دیا ھو۔ میدان کی صاف شفاف برف پر ایک بھیڑیا گزرتا ھے۔ اس کے پنجوں سے برف پر کوئی نشان نہیں ابھرتا۔ لیکن جہاں پنجے برف کی کسی تہہ کو چھیڑتے ھیں وھاں پر ایک چمکتا ھوا نشان رہ جاتا ھے— کسی زیور کی طرح۔

رات کے وقت جب گھوڑی اپنے ریشمیں سیاہ تھنوں میں دودھ کی سرسراھٹ محسوس کرتی ھے تو ھنہناتی ھے۔ اس کی آواز دور تک سنائی دیتی ھے۔

فروری...

پو پھٹنےوالی ھے اور ایک نیلگوں سناٹا چھایا ھوا ھے۔ ستاروں کا ریگستان مدھم پڑرھا ھے۔

کٹیاؤں کے اندھیرے دریچوں میں ابتک سلگتے ھوئے آتش‌دانوں کے شعلوں کی لپک جھلملارھی ھے۔

نیچے، چشمے کے پاس، پھاوڑے کی چوٹ سے برف کے دائرے سے ابھرتے ھیں۔

فروری...

* * *

یاکوف لوکیچ استروونوف نے پو پھٹنے سے پہلے اپنے بیٹے اور گھر کی عورتوں کو جگایا۔ انھوں نے چولھا جلایا۔ یاکوف کے بیٹے سیمیون نے چھریوں کی دھار پتھر پر تیز کی۔ کپتان پولوفتسیف نے ٹخنوں سے پنڈلیوں تک بڑی احتیاط سے موزوں کے اوپر پٹیاں لپیٹیں اور چمڑے کے فل بوٹ پہن‌لئے۔ تینوں گھر سے نکل کر بھیڑوں کے باڑے میں گئے۔

یاکوف لوکیچ کے پاس سترہ بھیڑیں ھیں اور دو بکریاں۔ سیمیون کو معلوم ھے کون‌سی بھیڑیں گابھن ھیں اور کون سی بچے جن چکی

کہتا ہے : مویشیوں کو کاٹ ڈالو۔ بالشویکوں کے پیروں کے نیچے زمین کو کاٹ دو ۔ بری دیکھبھال کی وجہ سے بیلوں کو مرنے دو، جب طاقت ہمارے ھاتھ میں آئےگی ھم دوبارہ مویشی تیار کرلیں‌گے ۔ امریکہ اور سویڈن سے مویشی منگوا لیں‌گے ۔ ھم سوویتوں کو قحط، بربادی اور بغاوت کے شکنجے میں جکڑکر غارت کردیں‌گے ۔ اپنی گھوڑی سے چھٹنے پر غم نہ کھاؤ، یاکوف لوکیچ ! اچھا ھی ھوا کہ گھوڑے پنچایت میں چلے گئے ۔ یہ ھمارے لئے بہت اچھا ھے۔ جب ھم بغاوت کریں‌گے اور گاؤں پر ھمارا قبضہ ھوگا تو پنچائتی اصطبل سے اکٹھے گھوڑوں کو نکالنے میں اور ان پر سواری کرنے میں آسانی ھوگی۔ ورنہ گھر گھر جاکر گھوڑے تلاش کرنا پڑتے، — خوب رھا! کپتان پولوفتسیف کا دماغ اسی طرح کام کرتا ھے جس طرح اس کے ھاتھ!،،

یاکوف لوکیچ کھلیان کے پاس کھڑا پولوفتسیف اور سیمیون کو کام کرتے دیکھ رھا تھا ۔ وہ چھڑ سے لٹکتے ھوئے مردہ جانوروں کی کھال کھینچ رھے تھے ۔ یہ کام آسان تھا ۔ یاکوف لوکیچ نے دھڑ دیکھے، پھر ناند کے پاس کالی بھیڑ کا سر پڑا نظر آیا ۔ وہ لڑکھڑا گیا جیسے کسی نے اس کے گھٹنوں پر پیچھے سے ڈنڈا مار دیا ھو۔ وہ زرد پڑ گیا ۔

بھیڑ کی پیلی آنکھ میں زرد اور بڑے بڑے دیدوں میں بھیانک خوف کے سائے تھے ۔ یاکوف لوکیچ کو خوپروف کی بیوی یاد آگئی اور اسکی لب بستہ سرگوشی : ’’میرے عزیز ! میرے پیارے! کس لئے، کیوں؟،، یاکوف لوکیچ نے نہایت نفرت سے چربی چڑھے لال لال گوشت کو دیکھا ۔ پہلے کی طرح خون کی تیز بو سے یکایک اسے متلی آئی اور وہ چکرا گیا ۔ وہ تیزی سے کھلیان سے باھر چلا گیا ۔

’’میں گوشت نہیں دیکھ سکتا ۔ خدا کی پناہ، میں اس کی بو بھی برداشت نہیں کرسکتا ۔ ،،

پولوفتسیف کے دانت نکل پڑے ۔ اس نے خون سے بھیگی انگلیوں سے سگریٹ بنانا شروع کی ۔ ’’آخر تم آئے کیوں؟ بزدل، ھم تمھارے بنا ھی یہ کام نبٹاسکتے ھیں!،،

وہ کہیں ناشتے تک اپنا کام کرسکے ۔ ذبح کئے ھوئے بے کھال جانوروں کے ڈھیر کھلیان میں لٹکادئے گئے ۔ عورتوں نے بھیڑوں کی دموں کی چربی پگھلالی ۔ پولوفتسیف بیٹھک میں بند ھوگیا ۔ (وہ دن بھر وھاں

تھے! ان دنوں اس نے نہ جانے کیا کیا سوچا تھا ۔ اور کیسے کیسے خواب دیکھے تھے! انقلاب کی ٹھنڈی برفیلی ھوا جو چلی تو ایسی ایسی تبدیلیاں آئیں کہ یاکوف لوکیچ کے پاؤں تلے سے زمین سرک گئی ۔ لیکن وہ جی نہ ھارا ۔ اس نے بڑی سنجیدگی اور چالاکی سے پہلے ھی بھانپ لیا کہ تباھی آرھی ھے اور بڑی تیزی سے، کچھ اس طرح کہ اس کے پڑوسیوں اور گاؤں والوں کو پتہ بھی نہیں چلا، اپنی جائداد ٹھکانے لگادی ۔ ۱۹۱۶ء میں جو اسٹیم انجن خریدا تھا، اسے بیچ دیا ۔

ایک بکس میں سونے کے تین سو روبل اور ساتھ ھی ایک چرمی تھیلا بھی زمین میں دفن کیا جس میں چاندی کے روبل تھے ۔ سارے فالتو مویشی بھی بیچ ڈالے اور کھیتی باڑی کی زمین کا دائرہ بہت مختصر کرلیا ۔ اب وہ تیار ھو بیٹھا اور انقلاب، جنگ، مارچ کرتی ھوئی فوجیں سب اس کے اوپر یوں گزر گئیں جس طرح کھلے میدان میں گھاس کے اوپر سے طوفان ۔ گھاس جھک ضرور جاتی ھے لیکن ٹوٹتی نہیں، برباد نہیں ھوتی ۔ طوفان آتا ھے تو صرف شابلوط اور سفیدے کے پیڑ گرتے ھیں اور جڑ سے اکھڑ جاتے ھیں ۔ لہراتی ھوئی نرم گھاس صرف لچکتی ھے، جھکتی ھے، زمین بوس ھوجاتی ھے ۔ اور جب تیز ھوائیں تھم جاتی ھیں تو اٹھ کھڑی ھوتی ھے ۔ لیکن یاکوف لوکیچ کے لئے ''اٹھ کھڑا ھونے،، کی نوبت نہیں آئی ۔ اسی وجہ سے وہ سوویت حکومت کے خلاف تھا، اسی وجہ سے زندگی سے اس کا سارا لگاؤ جاتا رھا تھا — آختہ بیل کی طرح ۔ اس کے لئے اب تخلیق کرنے کا لطف کہاں تھا، اب جینے کا وہ خمار کہاں تھا ۔ اسی لئے اب پولوفتسیف اپنی بیوی سے زیادہ اس کے قریب آگیا تھا، اپنے بیٹے سے بھی زیادہ عزیز ھوگیا تھا ۔ یا تو پولوفتسیف سے مل کر اس پرانی زندگی کو پھر سے واپس لائے جو اس کی آنکھوں میں چمکا کرتی تھی اور نئے نوٹوں کی طرح کھنکھناتی تھی، یا پھر آج کی زندگی کو خیرباد کہے ۔ اسی لئے گریمیاچی پنچائتی فارم کے انتظامیہ بورڈ کا ممبر یاکوف لوکیچ اپنی چودہ بھیڑوں کو ذبح کر رھا تھا ۔ ''پنچائتی فارم کے گلے میں ڈالنے اور وھاں ان کو موٹا کرنے، ان سے بچے لینے اور دشمن حکومت کو قوی کرنے سے تو بہتر یہی ھے کہ ان کا گوشت اس کالے کتے کے آگے ڈال دیا جائے جو کپتان پولوفتسیف کے پیروں کے پاس کھڑا بھیڑوں کا خون چاٹ رھا ھے،، یاکوف لوکیچ یوں سوچتا ھے ۔ ''کپتان پولوفتسیف بڑا آدمی ھے اور وہ ٹھیک

ہے۔ ممکن ہے واقعی پالا اندر تک پہنچ جائے— جہاں جہاں برف اڑ گئی ہو۔ ،،

''یہ محض بن رہا ہے۔ پھر یکایک کہے گا: 'چلو چلو بوریا بستر باندھو!'، لگتا ہے کسی نے اسے پولوفتسیف کے بارے میں بتادیا ہے ؟ اب تلاشی ہوگی،، یاکوف لوکیچ نے سوچا۔ رفتہ رفتہ اس نے خوف پر قابو پالیا۔ اس کے چہرے پر خون دوڑنے لگا۔ مساموں سے پسینہ رس رس کر پیشانی، کھچڑی مونچھوں، اور ٹھوڑی سے ٹپکنے لگا۔

''آئیے خوش آمدید۔ آئیے بڑے کمرے میں آئیے۔ ،،

''میں یونہی بات کرنے کو آ گیا۔ تمہارا نام کیا ہے۔ اور باپ کا نام؟،،

''یاکوف، لوکا کا بیٹا۔ ،،

''یاکوف لوکیچ، ایں؟ یاکوف لوکیچ، تم نے عام میٹنگ میں بڑی اچھی، بڑی معقول تقریر کی۔ تم نے بالکل ٹھیک کہا کہ پنچائتی فارم کو پیچیدہ قسم کی مشینوں کی ضرورت ہے۔ لیکن تم محنت کی تنظیم کے بارے میں غلطی پر تھے۔ یہ طے ہے! ہم سوچ رہے ہیں کہ تم کو فارم کا نائب بنانے کی سفارش کی جائے۔ میں نے سنا ہے کہ تم کھیتی باڑی کے سائنسی طریقوں کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو۔ ،،

''لیکن پیارے کامریڈ آپ اندر تو آئیے! گاشا ذرا سماوار تو گرم کرو۔ کھٹے سوپ پئیں گے؟ یا نمکین تربوز لاؤں۔ اندر آئیے، میرے عزیز مہمان! آپ ایک نئی زندگی کی...،، مارے خوشی کے یاکوف لوکیچ کا گلا خشک ہوا جارہا تھا۔ لگتا تھا ایک پہاڑ اس کے کندھے سے ہٹ گیا ہے۔ ''میں سائنسی ڈھنگ سے کاشت کرتا ہوں، یہ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ ہمارے جاہل کسان ہمارے باپ دادا کی کاشتکاری کے ڈھنگ چھوڑ دیں۔ ذرا دیکھئے وہ کس طرح جتائی کرتے ہیں۔ یہ لوگ زمین سے اس کی دولت چھینتے ہیں! میرے پاس علاقائی زرعی بورڈ کا سرٹیفکٹ ہے۔ سیمیون اسکو یہاں لاؤ، وہ جو فریم میں لٹک رہا ہے۔ اچھا خیر چھوڑو۔ ہم خود ہی وہاں چلیں گے۔ ،،

یاکوف لوکیچ اس کو سب سے اچھے کمرے میں لے گیا۔ اور سیمیون کو تیزی سے آنکھ ماری۔ وہ سمجھ گیا۔ سیمیون گذرگاہ میں گیا تاکہ بیٹھک کا دروازہ بند کردے جہاں پولوفتسیف رہتا تھا۔ اس

سے نہیں نکلتا تھا -) انھوں نے اس کو تازہ کرم کلے کا شوربہ دیا جس میں بھیڑ کے گوشت کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اور ساتھ ھی بھیڑوں کی تلی ہوئی چربی‌دار دمیں بھی - بہو نے خالی قاب ہٹایا ھی تھا کہ صحن سے پھاٹک کے کھلنے کی آواز آئی -

''بابا! داویدوف تم سے ملنے آیا ھے!'' سیمیون چلایا جس نے سب سے پہلے داویدوف کو صحن میں داخل ہوتے دیکھا تھا -

یاکوف لوکیچ کا رنگ سفید پڑ گیا، جیسے چھلنی سے چھنا ھوا آٹا - تب تک داویدوف گلیارے میں اپنے بوٹوں کی برف جھاڑ چکا تھا اور زور سے کھانستے ہوئے گھر کے اندر چلا آرھا تھا -

''میں مارا گیا!'' یاکوف لوکیچ نے سوچا - ''دیکھو، چلتا کیسے ھے کتے کا پلہ! جیسے قادر مطلق یہی تو ھے! جیسے اپنے باپ کے گھر میں چل پھررھا ھو- میں مارا گیا اب! وہ نکیتا کی وجہ سے مجھے گرفتار کرنے آیا ھے- اسے پتہ چل گیا ھے، اف شیطان!''

دروازے پر دستک ہوئی، مضبوط تیز آواز ابھری: ''اندر آؤں؟''

''آئیے'' یاکوف لوکیچ زور سے کہنا چاھتا تھا لیکن اس کی آواز سرگوشی میں ڈوب گئی -

داویدوف نے ایک لمحے انتظار کیا اور دروازہ کھول دیا - یاکوف لوکیچ میز سے نہیں اٹھا (اس سے اٹھا نہ گیا! اس نے اپنی کمزور تھرتھراتی ہوئی ٹانگیں ایک ذرا اٹھائیں تاکہ ایڑیاں فرش پر نہ بجیں) -

''آداب عرض ھے، مالک!''

''آداب، کامریڈ'' یاکوف لوکیچ اور اس کی بیوی نے ایک ھی آواز میں کہا -

''باھر کڑاکے کا پالا کٹ رھا ھے-''

''ھاں پالا ھے-''

''رئی کو کہیں پالا نہ مار جائے، ایں تمہارا کیا خیال ھے؟''

''آئیے کامریڈ بیٹھئے'' یاکوف لوکیچ نے دعوت دی -

''یہ پنچھی اتنا سہما ھوا کیوں ھے'' داویدوف نے حیرت سے سوچا - اس کی نگاہ نے میزبان کے زرد تھرتھراتے ھونٹ دیکھ لئے تھے -

''ھوں، تو رئی کے بارے میں کیا کہتے ھیں؟''

''نہیں رئی کو پالا تو نہیں مارے گا - اس کے اوپر کافی برف

ان کمبختوں کو گرمیوں میں اوپلے تھوپنے کا وقت نہیں ملتا ۔ بڑے کاهل هیں ۔ زمانے کے کامچور ۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ سورج‌مکھی کے تنے سے اگر صرف سورج‌مکھی کے پھول کاٹے جائیں تو اس سے ہواؤں کا راستہ رکےگا اور برف اڑکر کھیت سے باهر گڈھوں میں نہیں جاسکےگی ۔ موسم بہار میں وہ زمین موسم خزاں میں جوتی جانے والی هر زمین سے بہتر هوگی ۔ لیکن اگر برف کو بچایا نہ جائے تو آخر میں برف پگھل کر بہہ جاتی ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ زیادہ‌تر برف ضایع هوجاتی ہے ۔ اس سے نہ تو انسان کو فائدہ ہوتا ہے نہ زمین کو ۔ ''

''تم ٹھیک کہتے ہو ۔ ''

'' کامریڈ داویدوف، هماری پاسباں، هماری سوویت حکومت نے مجھے بےوجہ تو یہ سرٹیفکٹ نہیں دیا نا! میں جانتا ہوں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے زرعی‌ماهر چوک جاتے هیں ۔ لیکن ان کی تعلیم‌وتربیت میں بہت کچھ سچائی ہے ۔ مثلاً میں ان کا ایک رسالہ منگاتا تھا ۔ کوئی ایک بڑا عالم آدمی ہے، جو طالبعلموں کو پڑھاتا ہے، وہ اس میں لکھتا ہے کہ مکئی پالے سے نہیں مرتی ۔ یہ مرتی اس لئے ہے کہ ننگی زمین جس پر برف کی پرت نہیں ہے چٹخ جاتی ہے، اس سے فصل کی جڑیں پھٹ جاتی هیں ۔ ''

''یہ بڑی دلچسپ بات ہے! یہ تو میں نے پہلے کبھی سنا هی نہیں تھا ۔ ''

''مگر ہے یہ کھری بات! میں اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ میں نے خود اسکو آزما دیکھا ہے ۔ میں نے گیہوں کی کچھ فصل جڑ سے کھود کر نکالی اور دیکھا ۔ وہ جو چھوٹی چھوٹی رگیں، بلکہ روئیں سے ابھرے رهتے هیں جڑوں پر — هاں یہ بال زمین کا کالا خون پی جاتے هیں اور اگتا هوا اناج اسی سے غذا حاصل کرتا ہے، اگر یہ سب ٹوٹ جاتے هیں، پھٹ جاتے هیں‌تو پھر دانوں کو غذا نہیں ملتی اور ان کی جان نکل جاتی ہے ۔ انسان کی رگیں کاٹ دو تو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے ۔ کیا وہ زندہ رہ سکیگا؟ یہی غلے کے ساتھ ہوتا ہے! ''

''هاں، یاکوف لوکیچ، تم سچ کہہ رہے ہو ۔ همیں کھیتوں میں برف بچاکر رکھنی چاهئے ۔ ذرا وہ زرعی رسالے مجھے بھی پڑھنے کو دینا ۔ ''

نے اندر جھانک کر دیکھا اور اس کے ھاتھوں کے طوطے اڑ گئے - بیٹھک خالی تھی - اس نے دوسرے دروازے میں سر ڈالا تو دیکھا کہ پولوفتسیف اونی موزے پہنے اس دروازے پر کھڑا تھا جو سب سے اچھے کمرے میں کھلتا تھا - اس نے سیمیون سے باھر جانے کا اشارہ کیا اور خود دروازے سے چپک کر، جنگلی درندے کی طرح آھٹ لینے لگا - ''نڈر شیطان!،، سیمیون نے سوچا اور کمرے سے چلا گیا -

جاڑوں کے موسم میں، استروونوف خاندان کے بڑے ٹھنڈے کمرے میں کوئی نہیں رھتا تھا - ھر سال رنگے ھوئے فرش پر ایک کونے میں سن کے بیجوں کا ڈھیر لگا دیا جاتا تھا - دروازے کے پاس بھنے ھوئے سیب ٹب میں پڑے تھے - پولوفتسیف ٹب کی آڑ میں بیٹھ گیا - بات چیت کا ایک ایک لفظ اس کو سنائی دے رھا تھا - پالے سے جکڑے ھوئے دریچوں سے دھندلی گلابی روشنی چھن رھی تھی - پولوفتسیف کے پیر جمنے لگے لیکن وہ بےحس‌وحرکت بیٹھا رھا - وہ انتہائی بیزاری کے ساتھ اپنے دشمن کی بھاری، پھنسی پھنسی سی جوان آواز سن رھا تھا - ان کے درمیان صرف ایک دروازہ حائل تھا - ''میٹنگوں میں بھونک بھونک کر گلا بٹھا لیا ھے— کتے! میں سمجھوں گا تجھ سے... کاش اسی وقت تجھ سے حساب چکاسکتا!،، پولوفتسیف نے خون کی یورش سے پھٹتی ھوئی مٹھیاں سینے پر دبائیں - اس کے ناخون ھتھیلوں میں چبھ رھے تھے -

دروازے کے دوسری طرف:

''عزیز صدر، میں آپ سے کہتا ھوں: پرانے ڈھنگ سے کاشت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ھے! مثال کے طور پر گیہوں کو لیجئے - آخر پالا اسے کیوں مار جاتا ھے- اور ایکڑ میں آٹھ پوڈ ھی کی پیداوار کیوں ھوتی ھے— وہ بھی اگر قسمت کا ستارہ عروج پر ھو؟ سوچئے، بہتوں کو تو اتنا بھی نہیں ملتا جتنا وہ بوتے ھیں - لیکن میرے یہاں تو فصل ایسی ٹوٹ کر آتی ھے کہ کھیتوں سے گزرنا مشکل ھوتا ھے- میں تو اپنی بچھیڑی پر نکلا اور دو دو بالیاں ایک ساتھ باندھتا چلا گیا- بالیاں آپ کی ھتھیلیوں سے زیادہ چوڑی تھیں - یہ سب اس وجہ سے ھوا کہ میں نے کھیتوں میں برف بچا کر رکھی - زمین کو کچھ پینے کا موقع دیا - بعض لوگ یہاں کے، سورج مکھی کی فصل کو جڑ تک کاٹ دیتے ھیں - سوچتے ھیں یہ ٹھیک ھے- ایندھن کے کام آئیں گے -

کاشت اور زمین کے بارے میں اسے کیسی کیسی گر کی باتیں معلوم ہیں! اسے کہتے ہیں ہنر! میری سمجھ میں نہیں آتا آخر ماکار اس کے خلاف کیوں ہے۔ یہ شخص فارم کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوگا۔ یہ تو طے ہے!،، وہ سوچ رہا تھا اور اس کے قدم گاؤں سوویت کی طرف بڑھ رہے تھے۔

پندرھواں باب

یاکوف لوکیچ کی دیکھا دیکھی گریمیاچی میں ہر رات لوگ اپنے مویشی کاٹنے لگے۔ شام کے سائے پھیلے نہیں کہ بھیڑوں کے میمنوں کی آوازیں ہر طرف سے آنے لگتیں۔ کبھی کسی سور کی چیخ ابھرتی اور ہوا کو چیرتی چلی جاتی، کبھی کسی بچھڑے کی کراہ سنائی دیتی۔ وہ لوگ بھی جو پنچائتی فارم میں شامل ہوچکے تھے، اور وہ بھی جو نہیں ہوئے تھے اپنے مویشیوں کا قلع قمع کئے دے رہے تھے۔ انہوں نے بیلوں کا صفایا کیا، بھیڑوں، سوروں اور گایوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ اپنے بہترین نسل کے جانور کاٹ کر رکھ دئے۔ دو راتوں میں گریمیاچی میں مویشیوں کی تعداد آدھی رہ گئی۔ کتے جانوروں کی آنتیں سڑکوں پر گھسیٹتے نظر آنے لگے، تہ‌خانے اور انبار گوشت سے بھر گئے۔ گاؤں کی دوکان نے دو دن میں دو سو پوڈ نمک بیچا جو اٹھارہ مہینے سے وہاں پڑا تھا۔ ''مارڈالو! اب یہ ہمارے نہیں ہیں!،، ''مار ڈالو اگر ہم نہیں تو سرکاری قصاب یہی کریں گے!،، ''کاٹ ڈالو! پنچائتی فارم میں کوئی تم کو گوشت کھانے کو نہیں دیگا!،، ایسی زہریلی افواہیں ہر طرف گشت کررہی تھیں۔ اور گاؤں والے جانوروں پر چھری تیز کرتے رہے۔ وہ گوشت کھا کھاکر اوب گئے۔ جوان اور بوڑھے سبھی کے پیٹ دکھنے لگے۔ کھانے کے وقت کسانوں کی میزیں ابلے اور بھنے ہوئے گوشت کے ڈھیر سے لد جاتیں۔ سب کے منہہ چربی سے چکنے ہو جاتے اور وہ جنازے کی ضیافت کی طرح ڈکاریں لیتے۔ خوب کس کر کھانے سے ہر شخص کی آنکھوں میں الوؤں جیسا خمار پیدا ہو جاتا۔

دادا شوکار نے سب سے پہلے اپنی سال بھر کی بچھیا کا کام تمام کیا۔ اس نے اپنی بوڑھی بیوی کے ساتھ مل کر اسے ایک شہتیر

''تیرے کس کام کے هوں گے یه رسالے! اب تیرے پاس وقت هی کہاں ہے۔ تیری زندگی کی جو گھڑی ٹل رهی ہے سو ٹل رهی ہے!،، پولوفتسیف نے دل هی دل میں مسکراتے هوئے سوچا۔

''اور جتے هوئے کھیتوں میں برف بچا کر کس طرح رکھتے هو؟ اس کے لئے ٹٹیوں کی ضرورت هوگی۔ میں سوچ چکا هوں ٹہنیوں کی ٹٹیاں کس طرح بنائی جائیں۔ همیں ان ڈھلواں کناروں سے لڑنا هوگا۔ یه هر سال دو هزار ایکڑ سے زیادہ زمین تباہ کردیتے هیں۔،،

''یه سب تو ٹھیک ہے۔ لیکن یه تو بتاؤ که مویشیوں کے باڑوں کو کس طرح گرم رکھا جائے۔ کوئی اچھی سی، سستی سی ترکیب بتاؤ۔،،

''باڑے؟ سوچیں گے کیا کیا جاسکتا ہے! عورتوں سے کہنا پڑے گا که وہ ٹٹیوں کو مٹی سے لیپ دیں — یه تو پہلی بات ہے۔ یا وہ دو ٹٹیوں کے درمیان سوکھا گوبر بھردیں...،،

''اچھا یه بتاؤ که بیج کو کیڑوں سے بچانے کے لئے کیا کیا جائے؟ -،، پولوفتسیف نے ٹب پر ذرا سنبھل کر بیٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن ڈھکن پھسلا اور جھنجھنا کر نیچے جارھا۔ پولوفتسیف دانت بھینچ کر رہ گیا جب اس نے داویدوف کو پوچھتے سنا:

''یه کیا گرا؟،،

''کوئی چوھاووھا ٹکرا گیا هوگا کسی چیز سے۔ هم جاڑوں میں وهاں نہیں رهتے۔ بڑا ایندھن جلتا ہے۔ هاں میں آپ کو پٹسن کی ایک خاص قسم دکھانا چاهتا هوں۔ میں نے اس کو آرڈر دیکر منگایا ہے۔ اس کو هم نے وهیں جاڑے کے لئے اس کمرے میں رکھ چھوڑا ہے۔ چلئے۔،،

پولوفتسیف اچھل کر گذرگاہ کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کی چولوں میں بروقت چربی ڈال دی گئی تھی، اس لئے اس کے گذرنے میں کوئی شور نه هوا۔

داویدوف جب یاکوف لوکیچ کے گھر سے روانه هوا تو رسالوں کا پورا بنڈل اسکی بغل میں دبا تھا۔ وہ اس ملاقات سے بہت مطمئن تھا۔ اس کا یقین اور پکا هوگیا تھا که یاکوف لوکیچ بہت کام کا آدمی ہے۔ ''اس قسم کے آدمی کے ساتھ ملکر تو هم پورے گاؤں کی کایا پلٹ کرسکتے هیں — بس سال بھر میں! بہت سمجھدار آدمی ہے۔

''بےوقوف نہ بنو! ناول! گیتوں کی کتاب! جیسے میرے پاس اس قسم کی چیزوں کے لئے بڑا وقت ہے،، داویدوف نے تیزی سے کہا۔ اس نے اندرئی کو اسٹول پر بٹھایا اور اس کے ھاتھ میں کتاب تھمادی۔ ''یہ رپورٹ ھے جو کاسریڈ اندرئیف نے روستوف کے سرگرم پارٹی کارکنوں کے سامنے دی تھی۔ بھائی، یہ دس ناولوں پر بھاری ھے۔ سچ! میں نے پڑھنا شروع کیا اور اس میں ایسا کھویا کہ کھانا کھانا بھی بھول گیا۔ کھانا تو کب کا ٹھنڈا ھوگیا ھوگا۔ ،،

داویدوف کے چہرے پر جھنجھلاھٹ اور مایوسی کی کیفیت پیدا ھوئی۔ وہ اٹھا اور اپنی جیبوں میں ھاتھ گھسیڑتا ھوا، باورچیخانے کی طرف چلا گیا۔

''تم میری بات سنوگے یا نہیں؟،، رازمیوتنوف نے تیزی سے کہا۔

''ضرور سنوں‌گا بس ایک منٹ!،،

داویدوف مٹی کے پیالے میں ٹھنڈا شوربہ لےکر باورچیخانے سے آیا۔ وہ روٹی کا بڑا سا لقمہ منہہ میں لےکر چبانے لگا۔ اس کے سنولائے ھوئے رخساروں کی ھڈیاں حرکت میں تھیں۔ ایک لفظ کہے بنا اس نے آنکھیں میچ‌کر رازمیوتنوف کو دیکھا۔ شوربے کی سطح پر گوشت کی چربی کے ٹکڑے تیررھے تھےاور ان کے درمیان سرخ مرچ کا ایک ٹکڑا شعلے کی طرح جھلملارھا تھا۔

''گوشت کا سوپ ھے نا؟،، اندرئی نے جلکر پوچھا اور تمباکو سے رنگی ھوئی انگلی سے سوپ کے پیالے کی طرف اشارہ کیا۔

داویدوف اپنے بھرے منہہ سے مسکرایا اور اطمینان سے سر ھلا دیا۔

''یہ گوشت کہاں سے آیا؟،،

''پتہ نہیں۔ کیوں؟،،

''کیوں؟ کیوں‌کہ گاؤں کے آدھے مویشی کاٹے جاچکے ھیں۔ ،،

''کون؟،، داویدوف نے جو روٹی کے ٹکڑے کو توڑنا چاھتا تھا اس کو الگ کھسکا دیا۔

''شیطان!،، رازمیوتنوف کی پیشانی پر زخم کا نشان ابھر آیا۔ ''صدر، تم تو ایک عظیم الشان پنچائتی فارم بنوا رھے ھو نا! یہ تمھارے اپنے پنچائتی کسان ھیں جو اپنے مویشیوں کا صفایا کر رھے ھیں۔ تمھارے اپنے اور کون! اور وہ کسان بھی جو فارم

سے لٹکانے کی کوشش کی تاکہ اس کی کھال اتارنے میں آسانی ہو ۔ وہ دیر تک ہاتھ پاؤں مارتے رہے لیکن بات نہ بنی (بچھیا بہت تگڑی تھی اور بہت بھاری) ۔ بڑھیا نے بچھئے کا پچھلا حصہ اٹھانے میں زور جو مارا تو اس کی نسیں چڑھ گئیں اور اسے ہفتے بھر جونک لگانے والی مقامی عورت سے اپنی کمر پر گرم سلاخیں پھروانی پڑیں ۔ اگلی صبح دادا شوکار نے خود ہی ترسال پکایا اور یا تو اپنی بیوی کی تکلیف کے غم میں یا ترسال کھانے کے لالچ میں کچھ ایسا روغن‌دار قورمہ تیار کیا کہ اگلے کئی دن تک اسے صحن سے باہر قدم نکالنے کی مہلت ہی نہ ملی کیونکہ بچارے کو بار بار رات دن کڑاکے کی سردی میں کھلیان میں کہیں سورج‌مکھی کے پودوں کے درمیان حاجت‌روائی کی ضرورت پڑتی رہی ۔ جو بھی شوکار کی ڈھیتی ہوئی کٹیا کے پاس سے گذرتا، دیکھتا کہ سورج‌مکھی کے پودوں کے درمیان بڈھے کی بےحس و حرکت ٹوپی جھانک رہی ہے ۔ بعد میں شوکار خود دکھائی دیتا ۔ اور کتراتا ہوا کٹیا کا رخ اختیار کرتا ۔ اور سڑک کی طرف نظر اٹھاکر بھی نہ دیکھتا ۔ وہ تھکے ہوئے قدموں سے پھاٹک تک جاتا اور یکایک، جیسے کوئی فوری بات یاد آگئی ہو، پلٹتا اور پھر تیز تیز قدموں سے سورج‌مکھی کے پودوں کی طرف لوٹ جاتا اور ایک بار پھر پودوں کے اوپر بڈھے کی ٹوپی ٹکی نظر آتی ۔ پالا غضب کا کٹ رہا تھا ۔ ہوا باڑیوں میں برف اڑا رہی تھی ۔ برف کی لہریں ہر طرف سے اڑتی ہوئی آتیں ۔ اور بڈھے کو تھپیڑے لگاتیں ۔

دوسرے دن شام کو رازمیوتنوف کو معلوم ہوا کہ مویشی دھڑادھڑ کاٹے جارہے ہیں، وہ بھاگا ہوا داویدوف کے پاس گیا ۔

”اینڈ رہے ہو؟،،

”پڑھ رہا ہوں ۔ ،، داویدوف نے ایک چھوٹی سی پیلی کتاب کا ورق پلٹا اور کچھ سوچتے ہوئے مسکرادیا ۔ ”بھائی دیکھو ۔ یہ کتاب ہے تمہارے کام کی ۔ آدمی کھوجاتا ہے اس میں ۔ ،، وہ ہنسا ۔ اس کا ٹوٹا ہوا دانت جھانکا اور اس کے چھوٹے چھوٹے مضبوط بازو پھیل گئے ۔

”ناول ہے؟ گیتوں کی کتاب ہے یا کچھ اور؟ تمھیں معلوم ہونا چاہئے گاؤں میں کیا گل کھل رہے ہیں؟،،

''میرے ساتھی مجھے بھولے نہیں ھیں۔ یہ میرے ساتھیوں کا تحفہ ھے۔ یہ ھمارے لینن گراد کے بنے ھوئے سگریٹ ھیں۔ اس میں چاکلیٹ کی ایک ٹکیہ بھی ھے۔ میرے لئے بیکار ھے۔ کسی ایسے کو ڈھونڈنا پڑےگا جس کے بچے ھوں۔ لیکن یہ اصل بات نہیں۔ اصل بات تو یہ ھے کہ لوگوں کو میرا خیال ھے۔ ھاں، اصل بات یہ ھے کہ انہوں نے مجھے یاد رکھا۔ اس میں ایک خط بھی ھے۔''

داویدوف کی آواز میں اتنی نرمی کبھی نہیں آئی تھی۔ اندرئی نے پہلی بار کامریڈ داویدوف کو اتنے ھیجان میں اور اتنا مگن دیکھا تھا۔ اس نے سوچا کوئی اچھی‌سی بات کہی جائے۔ وہ بولا:

''بہت اچھا۔ تم خوب آدمی ھو۔ اسی لئے تحفہ بھیجا ھے۔ ظاھر ھے یہ کوئی ایک آدھہ روبل کا نہیں ھے۔''

''بات اسکی نہیں ھے۔ تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آتا — بات یہ ھے کہ میرے آگے پیچھے تو کوئی ھے نہیں۔ چھڑا۔ بیوی نہیں، کوئی نہیں۔ پکی بات! اور یکایک یہ پارسل۔ دل پر بڑا اثر ھوتا ھے ایسی باتوں کا۔ سچ۔ دیکھو خط پر کتنے دستخط ھیں۔''

داویدوف کے ایک ھاتھ میں سگریٹ کی ڈبیہ تھی اور دوسرے میں خط جس پر دستخطوں کی برات سجی ھوئی تھی۔ اس کے ھاتھ کانپ رھے تھے۔

رازمیوتنوف نے لینن گرادی سگریٹ جلائی اور پوچھا:

''نئے گھر میں کیسی گزر رھی ھے؟ مکان کی مالکن کیسی ھے؟ ٹھیک؟ کپڑے دھونے کا انتظام ھو گیا ھے؟ تم کپڑے میری ماں کو کیوں نہیں دے دیتے؟ یا اپنی مالکن سے بات کرو۔ یہ جو قمیض تمہارے بدن پر ھے، اس کو تو تلوار سے بھی کاٹنا مشکل ھے۔ پسینے کی بو کیسی آرھی ھے، جیسے کوئی بڈھا گھوڑا پاس کھڑا ھو۔''

داویدوف شرم سے سرخ ھوگیا۔

''ھاں، اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ تو کرنا ھی ھوگا۔ جب میں ناگولنوف کے یہاں رھتا تھا تو مجھے بہت برا لگتا تھا۔ اگر سلائی کا کام ھو تو میں خود کرسکتا ھوں میں تو دھلائی کا کام بھی کسی طرح خود ھی کر لیتا تھا۔ لیکن جب سے آیا ھوں نہانے کا موقع ھی نہ ملا۔ واقعہ ھے! میں نے تو بنیان تک نہیں دھویا۔

میں شامل نہیں ھیں ۔ دیوانے ھوگئے ھیں سب! پورا کا پورا گلہ ختم کئے دے رھے ھیں ۔ بیلوں کو بھی نہیں چھوڑ رھے ھیں!،،

''تم ھمیشہ اتنے زورزور سے چیختے ھو جیسے کسی میٹنگ میں تقریر کر رھے ھو،، داویدوف نے کچھ چڑ کر کہا اور پھر سوپ پینے لگا ۔ ''ذرا دھیرج سے صاف صاف بتاؤ کون مار رھا ھے مویشی ؟ اور کیوں؟،،

''کیوں؟ یہ میں کیا جانوں؟،،

''جب دیکھو جب چیختے رھتے ھو! اگر میں آنکھیں بند کر لوں تو معلوم ھوگا کہ اپنے ۱۹۱۷ء کے محبوب دور میں واپس پہنچ گیا ھوں ۔ ،،

''شاید تم بھی چیخوگے!،،

رازمیوتنوف نے مویشیوں کے ذبح کئے جانے کے بارے میں جو کچھ جانتا تھا، سب کہہ سنایا ۔ داویدوف بس جلدی جلدی کھانا نگل رھا تھا ۔ اس کا طنزیہ لہجہ غائب ھو چکا تھا ۔ اس کی آنکھوں کے گرد چھوٹی چھوٹی جھریاں ابھر آئی تھیں ۔ اور اس کا چہرہ زیادہ بوڑھا نظر آنے لگا ۔

''فوراً جاؤ ایک عام میٹنگ بلاؤ ۔ ناگولنوف سے کہہ دو... اچھا اچھا میں خود جاؤں گا اور بتاؤں گا ۔ ،،

''کیوں میٹنگ کی کیا ضرورت پیش آگئی؟،،

''میٹنگ کیوں؟ ھم کسانوں کو مویشی کاٹنے سے روکیں گے! ھم اس کی سزا میں ان کو فارم سے نکال دیں گے اور ان کو عدالت میں پیش کریں گے ۔ یہ بہت اھم ھے ۔ پکی بات! یہ کولاک پھر ھمارے راستے میں روڑے اٹکانے کی کوشش کر رھے ھیں! لو یہ سگریٹ پیو اور چلتے بنو! اوہ، ھاں، میں تمھیں اپنا تحفہ دکھانا تو بھول ھی گیا ۔ ،،

داویدوف کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی ۔ اس کی آنکھوں میں تازہ گرمی پیدا ھوئی ۔ اس نے ھونٹ ذرا سختی سے بھینچے لیکن دل کی مسرت چھپا نہ سکا ۔

''آج لیننگراد سے ایک پارسل آیا ھے ۔ دوستوں نے پارسل بھیجا ھے ۔ ،، اس نے جھک کر بستر کے نیچے سے ایک ڈبہ نکالا، اور خوشی سے سرخ ھوتے ھوتے اس نے ڈھکن کھولا ۔

انتظار کرتی رھی تھی۔ اور شام کو جب کولاک اپنے خاندانوں اور سامان کو لے کر برف‌گاڑیوں پر گریمیاچی سے نکلے، تو وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی اور برف پر پچھاڑیں کھانے لگی تھی۔ تیموفئی برف‌گاڑی سے بھاگ کر اس کے پاس آنا چاھتا تھا لیکن اس کے باپ نے چیخ کر اسے دھمکایا۔ تیموفئی گاڑی کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ سڑمڑ کر گریمیاچی کی طرف دیکھتا۔ وہ اپنے ھونٹ کاٹ رھا تھا جو نفرت سے سفید پڑ گئے تھے۔

تیموفئی کے پیار بھرے رسیلے الفاظ سفیدے کے جھڑے ھوئے پتوں کی سرسراھٹ کی طرح کہیں کھو گئے تھے اور اب لوشکا کے کان ان الفاظ کو سدا ترستے رھیں‌گے۔ کیا جدائی کی یہ آگ کسی جوان جہان عورت کو جلاکر ختم کرنے کے لئے کافی نہ تھی! اب کون اس کی آنکھوں میں یوں جھانکےگا اور کانوں میں رس گھولیگا: ''لوشا، ھا، یہ ھرا اسکرٹ، کیا پھبتا ھے تم پر! تم تو پرانے زمانے کے افسر کی بیوی سے بھی زیادہ دل‌ربا معلوم ھوتی ھو۔،، یا گیت کے بول: ''الوداع! الوداع! میری حسینہ، تیرا حسن جیسے روشن نگینہ۔،، صرف تیموفئی اپنی چرب‌زبانی اور بےحجاب عشقیہ لن‌ترانی سے لوشکا کے دل کو رام کر سکتا تھا۔

اس دن سے وہ اپنے شوھر سے بہت کٹی کٹی رھنے لگی تھی۔ اس موقع پر ماکار نے لوشکا سے غیرمعمولی سکون، سنجیدگی اور کافی تفصیل سے بات کی تھی:

''چاھو تو یہاں چند دن اور رہ لو۔ پھر اپنے فیتے اور گارٹر، پوڈر اور غازہ، لادو اور رفوچکر ھوجاؤ۔ میں نے تم سے محبت کرکے بہت شرمندگی اٹھائی ھے لیکن اب میرے صبر کا پیمانہ چھلک رھا ھے! تم ایک کولاک کے بیٹے سے پینگیں بڑھاتی رھیں۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔ لیکن پنچائتی‌فارم کے تمام لوگوں کے سامنے جو طبقاتی شعور رکھتے ھیں، اس طرح شور مچانا اور تماشا رچانا — میرے صبر کی حد ھے۔ اب میں زیادہ برداشت نہیں کرسکتا۔ تمھارے جیسی عورت کو گلے میں لٹکاکر اگر میں زندہ رھا تو وہ دن کبھی نہیں دیکھ سکتا جب ساری دنیا میں انقلاب ھوگا۔ اس چکر میں کہیں ایسا نہ ھو کہ میں پٹری سے ھی اتر جاؤں۔ تم میری زندگی

یہاں دوکان میں صابن ھی نہیں۔ مکان مالکن سے جو کہا تو وہ بولی : ’صابن لاؤ‘۔ دوستوں کو لکھونگا کہ دھوبیا صابن بھیجدیں۔ جہاں تک مکان کا سوال ھے، بچے نہیں ھیں، اس لئے بےشور و غل کے پڑھنا ممکن ھے اور یوں بھی... رہنا تو ٹھیک ھے۔

’’بس بس کپڑے ماں کو دے دو لا کر دھونے کے لئے۔ وہ شوق سے دھو دیں گی۔ شرمانے کی ضرورت نہیں۔ سمجھے۔ بڑی نیک دل اور خداترس بڑی بی ھیں میری ماں!‘‘

’’پریشان نہ ھو۔ میں کر لوں گا۔ شکریہ۔ ھمیں پنچائتی فارم کے لئے ایک حمام بنوانا چاھئے۔ ھاں یہ ضروری ھے! بس اب جاؤ اور میٹنگ کا انتظام کرو۔

رازمیوتنوف نے سگریٹ کا آخری کش لگایا اور چل دیا۔ داویدوف نے یونہی پارسل میں پیکٹ رکھے، گہری سانس لی، اپنی زرد بلکہ بھوری پڑتی ھوئی جرسی کے بےتکے کالر سیدھے کئے اور سخت کالے بال برابر کرتے ھوئے، کوٹ پہننے لگا۔

راستے میں وہ ناگولنوف کے یہاں رکا۔ ماکار نے جھکی ھوئی بھوؤں اور کتراتی ھوئی آنکھوں سے اس کا سواگت کیا۔

’’وہ لوگ مویشی تو کاٹے ڈال رھے ھیں۔ اپنی ملکیت کا افسوس ھے انھیں۔ وہ چھوٹی چھوٹی جائدادوں والے کتنے گھبرائے ھوئے ھیں، کچھ کہنا مشکل ھے‘‘، وہ علیک سلیک کے بعد بڑبڑایا۔ اس کے بعد سختی سے اپنی بیوی کی طرف مڑا : ’’لوشا فوراً یہاں سے چلی جاؤ۔ تمہاری موجودگی میں بات نہیں کرسکتا میں۔ تم مکان مالکن کے پاس چلی جاؤ۔‘‘

لوشکا کا چہرہ اتر گیا اور وہ باورچی‌خانے میں چلی گئی۔ جب سے کولاک خاندان یہاں سے چلتے کئے گئے تھے اور ان کے ساتھ تیموفئی داماسکوف دفان ھوا بیچاری بڑی بجھی بجھی سی رہنے لگی تھی۔ اس کی سوجی ھوئی آنکھوں کے نیچے نیلاھٹ کی جھیل سی بن گئی تھی۔ اس کی ناک بھی چپک کر رہ گئی تھی، بالکل بےجان سی۔ ظاھر ھے، عاشق سے جدائی نے اس کے دل کو بڑا دھکا لگایا تھا۔ جب کولاک شمال کی سرد سرزمین کی طرف اپنے لمبے سفر پر روانہ ھونے کے لئے اکٹھا ھو رھے تھے تو وہ نہایت بےشرمی سے سارا دن بورشچیوف کے صحن میں منڈلاتی اور تیموفئی کے آنے کا

پوزیشن میں اور ہو بھی کیا سکتا ہے؟ اور دیکھو بات یہ ہے کہ مجھے ایک عورت کی اتنی ہی ضرورت ہے، ایک بیوی کی، جتنی ایک بھیڑ کو دم کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں عالمی انقلاب کے چکر میں پھنسا ہوا ہوں۔ میں عالمی انقلاب کا انتظار کررہا ہوں۔ اپنے معشوق کا۔ لیکن ایک عورت — اوہ! بس قصہ ختم! عورتیں تو بس بغلی چیزیں ہیں! حالانکہ ان کے بنا کام چلائے نہیں چلتا۔ اور اگر میرے پاس جو عورت ہے، اس میں کوئی کمزوری ہے تو میری بلا سے! میں نے اس سے کہا: 'اگر تمہارا خون سرسرا رہا ہے تو جاؤ منہہ کالا کرو۔ بس ایک بات کا خیال رکھنا۔ اسکرٹ میں دبا کے کچھ لانا مت، اور نہ کوئی بیماری — ورنہ گردن دبادوں گا۔'، لیکن کاسریڈ داویدوف تمہاری سمجھ میں یہ سب کچھ نہیں آئے گا۔ تم تو لوہے کی سلاخ ہو۔ اور دل میں انقلاب کی وہ لگن بھی نہیں ہے۔ اب تم سے پوچھتا ہوں، ایک عورت کی کمزوری کی بنا پر مجھے کیوں سزا دو، میرے چٹکیاں کیوں بھرو؟ ایں؟ لیکن ہاں جہاں تک کولاک سے سازباز کا تعلق ہے، جہاں تک ہمارے طبقے کے دشمن کےلئے آسمان سر پر اٹھانے کا تعلق ہے تو اس کےلئے میں حرامزادی کو گھر سے نکال باہر کروں گا۔ اس کو پیٹنا میرے بس کی بات نہیں۔ میں ایک نئی زندگی کی سرحد میں قدم رکھ رہا ہوں اور میں اپنے ہاتھ اس طرح نہیں رنگ سکتا۔ لیکن تم ہوتے تو اس کو ضرور مارتے، مارتے نا؟ اس لئے بتاؤ تم میں، جو کمیونسٹ ہو، اور کسی پرانے زمانے کے آدمی میں، جو معمولی افسر یا کچھ اور ہوتا، کیا فرق ہے؟ وہ ہمیشہ اپنی بیویوں کو پیٹا کرتے تھے۔ اب بتاؤ کیا کہتے ہو؟ نہیں بھائی، لوشکا کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔ اس سے میں خود بھگتوں گا۔ اس معاملے میں تمہیں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ میں کہتا ہوں عورت بڑی گمبھیر چیز ہے۔ اس پر بہت کچھ دارومدار ہے۔،، ایک خواب آلود سی مسکراہٹ ناگولنوف کے چہرے پر آ گئی اور پھر وہ اسی جوش و خروش سے چالو ہو گیا: ''جب ہم ساری سرحدیں توڑ ڈالیں گے تو سب سے پہلے میں چلا چلا کر کہوں گا: 'جاؤ، جاؤ! کسی غیرملکی خون سے شادی کرو!'، سب ایک دوسرے میں گھل مل جائیں گے اور دنیا میں یہ لعنت باقی نہیں رہے گی کہ کسی کا جسم سفید ہے،

کا بوجھ بن گئی ہو ۔ لو، اب میں یہ بوجھ سر سے اتارے دیتا ہوں! سمجھیں؟،،

''سمجھی،، لوشکا نے جواب دیا اور خاموش ہوگئی ۔

اسی شام کو داویدوف اور ساکار کی خوب گھٹی تھی ۔

''اس نے تمہارے منہہ پر خوب جی بھر کے کالک پوت دی، وہ عورت! ناگولنوف، اب تم پنچائتی فارم کے لوگوں کا سامنا کیسے کروگے!''

''تم نے پھر وھی پرانی بات...،،

''جاھل کے لٹھہ! بیل کے سینگ!،، داویدوف کا رنگ سرخ ہوگیا اور اس کی پیشانی کی رگیں پھول گئیں ۔

''میں تم سے کیا کہوں؟،، ناگولتوف کمرے میں ٹہل رہا تھا، انگلیاں چٹخا رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں مسکراھٹ کی خاموش چنگاریاں تڑپ رھی تھیں ۔ ''میں ذراسا بھٹک جاؤں تو تم فوراً ''انارکسٹ،، کہہ کر گلادبوچ لیتے ہو ۔ فوراً ''گمراہ!،، کہہ کر منہہ بند کر دیتے ھو ۔ تم جانتے ھو میں اس عورت کو کیا سمجھتا ہوں اور کس چیز نے مجھے اس عورت سے نباہ کرنے پر مجبور کیا ھے ۔ کیا میں نے تمہیں پہلے نہیں بتایا ھے کہ مجھے سوچنے کو پچاسوں دوسری باتیں ھیں ۔ کبھی تم نے بھیڑ کی دم کے بارے میں غور و خوض کرنے کی کوشش کی ھے؟،،

''ن، ن — نہیں...،، داویدوف ھکلادیا ۔ ساکار نے بات کا رخ جس طرح اچانک موڑ دیا تھا، اس پر وہ چکرا گیا ۔

''اور میں نے سوچا ھے : بھیڑ کی پشت پر قدرت نے آخر دم کیوں چپکائی ھے؟ یونہی، بلاوجہ، تم سوچوگے ۔ گھوڑے کو لو، یا کتے کو — یہ سب دم سے مکھیاں اڑاتے ھیں ۔ لیکن بھیڑ کی دم میں آٹھ پاونڈ چربی ہوتی ھے، وہ دم ھلاتی ضرور ھے لیکن مکھیوں کو اڑا نہیں پاتی ۔ گرمیوں میں دم کیوجہ سے اس کو گرمی لگتی ھے، اور بھڑیں دم میں چپک جاتی ھیں ۔ ،،

''یہاں دموں کا کیا ذکر، دمیں تو طرح طرح کی ہوتی ھیں،، داویدوف نے ناراضگی کے ساتھ آھستہ آھستہ کہنا شروع کیا ۔

لیکن ناگولنوف اسی طرح بے جھجک چالو رھا :

''میرے خیال میں تو دم اس کو اس لئے ملی ھے کہ اس کی سترپوشی ھو ۔ ظاھر ھے یہ بہت آرام‌دہ چیز نہیں ھے لیکن اس کی

داویدوف نے ٹوپی صندوق پر پھینک دی اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کی آواز میں بےاطمینانی اور فکر کی کھنک تھی:

''پھر چل پڑے نا تم — کہاں سے کہاں جا پہنچے! ماکار، تم مجسم دهشت هو۔ هم لوگوں کو مویشی مارنے کے جرم میں گولی کیسے مار سکتے هیں؟ اس قسم کا کوئی قانون نہیں ہے۔ پکی بات! مرکزی انتظامیه کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی سوویت کا ایک فیصله هے جس میں صاف صاف کہا گیا هے که دو سال قید کی سزا دی جا سکتی هے، یا ان کی زمین ضبط کی جاسکتی هے اور بدترین مجرم کو جلاوطن کیا جا سکتا هے۔ اور تم هو که گولی سے اڑانے کی سوچ رهے هو! سچ کہتا هوں، تم ایک قسم...''

''ایک قسم کا کیا؟ میں کسی قسم کا کچھ نہیں هوں! تم جانے کیا کیا سوچتے رهتے هو اور منصوبے بناتے رهتے هو۔ لیکن سوچو تو اگر وہ تمام بیل پنچائتی‌فارم میں آنے سے پہلے هی ختم کر دئیے گئے تو بوائی کیسے کروگے؟''

ماکار داویدوف کے قریب آگیا اور اس کے چوڑے کندھوں پر هاتھ رکھ دئیے۔ وہ داویدوف سے کچھ نکلتا هوا تھا۔ اوپر سے اسے دیکھتے هوئے بولا:

''سیمیون، میرے یار! مجھے تم پر بڑا ترس آتا هے۔ تمہارا دماغ اتنا سست کیوں هے؟'' پھر چیخا: ''هم اگر بوائی نه کرسکے تو تباہ و برباد هو جائیں‌گے! یه بات سمجھ میں نہیں آتی تمہاری؟ همیں ان میں سے دو تین کو مویشی مارنے کے جرم میں گولی سے اڑانا هے۔ همیں کولاکوں کو گولی سے اڑانا هے۔ یه ان هی کا کام هے۔ اعلی حاکموں سے اس کی اجازت لینی چاهئے۔''

''بیوقوف!''

''اب پھر تم نے مجھے بیوقوف کہا...'' ناگولنوف نے بےزاری سے سر جھکالیا اور پھر گھوڑے کی طرح، جیسے مہمیز لگائی گئی هو، سر اوپر جھٹکا اور چلایا: ''وہ سب کچھ ختم کردیں‌گے! یه بڑا تناؤ کا لمحه هے۔ خانه‌جنگی سمجھ لو۔ دشمن دروازہ پیٹ رها هے۔ اور تم — تم عالمی انقلاب کو قتل کر دوگے۔ تم اور تمہارے جیسے یہی کریں‌گے! الٹی کھوپڑی کے لوگو، تمہاری وجه سے عالمی انقلاب کبھی نہیں آئےگا! همارے چاروں طرف سرمایه‌دار محنت‌کشوں

کسی کا زرد، کسی کا سیاہ اور جو سفید ہیں وہ دوسروں پر ناک بھوؤں چڑھا رہے ہیں اور خود کو دوسروں سے اونچا سمجھ رہے ہیں ۔ کیا زمانہ ہوگا، سب کا چہرہ زیتونی ہوگا ۔ سب ایک سے ہوں گے ۔ رات کو میں اکثر اس چیز کے بارے میں سوچتا ہوں ۔ ،،

''ماکار، تم خوابوں کی دنیا میں رہتے ہو !،، داویدوف نے کہا ۔ ''بہت سی باتیں تم میں ایسی ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آتیں ۔ نسلی فرق اور چیز ہے لیکن جہاں تک دوسری باتوں کا تعلق ہے — روزمرہ کی زندگی کے بارے میں تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں ۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو ! لیکن میں اب تمہارے یہاں نہیں رہنے کا — پکی بات !،،

داویدوف نے میز کے نیچے سے اپنا بکس نکالا (اس کے اندر بیکار پڑے ہوئے اوزار زور سے بجے) اور باہر نکل گیا ۔ ناگولنوف اس کو چھوڑنے کے لئے اس کی نئی رہائش‌گاہ، فلیمونوف کے گھر تک گیا ۔ وہ پنچائتی کسان تھا اور اس کے بچے نہ تھے ۔ راستے بھر وہ بوائی کے بارے میں باتیں کرتے رہے اور کوشش کی کہ خاندان کے بارے میں کسی قسم کی گفتگو کا سلسلہ نہ شروع ہو ۔ اس کے بعد سے ان دونوں کے تعلقات اور بھی ٹھنڈے پڑ گئے ۔

اور اس وقت بھی ناگولنوف نے داویدوف کا خیرمقدم ذرا کتراتے ہوئے کیا ۔ نظر جھکی رہی ۔ لیکن جب لوشکا چلی گئی تو کافی جوش و خروش سے بات کرنے لگا ۔

''سور مویشیوں کا وارا نیارا کئے دے رہے ہیں! کھا کھا کر پیٹ خراب کرلیں‌گے لیکن اپنے مویشی پنچائتی‌فارم کو نہ دیں‌گے ۔ میری تجویز یہ ہے : میٹنگ میں فوراً ایک تجویز منظور کراؤ — جن لوگوں نے سب سے زیادہ مویشیوں کا خاتمہ کیا ہو ان کو گولی سے اڑا دیا جائے ۔ ،،

''کیا؟،،

''گولی سے اڑا دو — میں کہتا ہوں ۔ اجازت کس سے لینی ہے؟ عوامی عدالت یہ اجازت نہیں دے سکتی؟ کیوں دے‌گی؟ جہاں ہم نے دو تین کو گائیں اور بچھڑے مارنے کے جرم میں موت کے گھاٹ اتارا باقی سنبھل جائیں‌گے اور سوچیں‌گے ۔ ہمیں سختی سے کام لینا ہوگا ۔

''ان سبھی کے ناخن خون سے رنگے ہوتے ھیں جنھوں نے دستانے پہن کر لڑائی نہیں لڑی ھے۔ پکی بات!،،

''سیمیون تم نے سجھے سیم‌صاحب کیسے کہا؟،،

''ارے بھئی ویسے ھی ایک بات کہہ دی،،۔

''واپس لو اپنی بات،، ناگولنوف نے آھستہ سے کہا۔

داویدوف نے خاموشی سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور ھنس پڑا۔

''اچھا۔ میں واپس لیتا ھوں۔ چلو غصہ تھوک دو، آؤ میٹنگ میں چلیں۔ ھمیں اس مویشی کشی کے خلاف پورا اندولن چلانا ھے۔،،

''میں نے کل پورا دن اسی میں صرف کیا۔ گھر گھر گیا اور لوگوں کو سمجھاتا رھا کہ مویشیوں کو اس طرح نہ کاٹو۔،،

''یہ اچھا طریقہ ھے۔ ھم سب کو گشت کرنا چاھئے۔ ایک بار پھر جانا چاھئے۔،،

''پھر شروع کردی نا تم نے وھی رٹ۔ کل میں سر کھپا کر جب ایک صحن سے نکل رھا تھا تو میں نے سوچا لگتا ھے ان کو رام کر لیا ھے! پھر میں نے کیا سنا؟ ایک اور سور چھری کے نیچے چچیا رھا ھے۔ جائداد کے اس غلام، اس شیطان سے میں نے پورے گھنٹہ بھر عالمی انقلاب اور کمیونزم کے بارے میں سر کھپایا تھا۔ میں نے بات کس طرح کی! ارے، میں خود کئی بار بات کرتے کرتے رو پڑا۔ نہیں، ان لوگوں سے بات کرنا بیکار ھے۔ ان کے تو سر پر ایک لگائیے اور کہیے: 'کولاکوں کی باتوں میں مت آؤ — کمینے سور! ان کا پڑھایا ھوا ملکیت سے محبت کا سبق بھول جاؤ۔ مویشیوں کو نہ مارو۔ حرامزادے!، وہ سوچتا ھے وہ بیل کو مار رھا ھے لیکن اصل میں وہ عالمی انقلاب کی پیٹھ میں چھرا کھونپ رھا ھے۔

''کسی کو مارنے پیٹنے کی ضرورت پڑیگی اور کچھ کو سمجھانے بجھانے سے کام چل جائیگا،، داویدوف نے اصرار کیا۔

وہ باھر صحن میں چلے گئے۔ بھیگی بھیگی سی برف زوروں سے گر رھی تھی۔ برف کے چپکتے گالے پہلے سے برسی ھوئی برف پر بچھتے جا رھے تھے، چھتوں پر پگھل رھے تھے۔ سرمئی اندھیرے میں وہ اسکول کی طرف چلتے رھے۔ گریمیاچی کی صرف آدھی آبادی میٹنگ میں شریک ھوئی۔ رازمیوتنوف نے مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور عوام

کو کچل رہے ہیں، انہیں روند رہے ہیں، سرخ چینیوں کے پرخچے اڑا رہے ہیں، کالوں کو تہس نہس کر رہے ہیں اور یہاں تم بیٹھے، ہمارے دشمنوں کی پشت پناہی کر رہے ہو! شرم آنی چاہئے! انتہائی شرم کی بات ہے یہ! جب میں دوسرے ملکوں میں اپنے بھائیوں کے بارے میں سوچتا ہوں تو رگوں میں خون جم جاتا ہے۔ ہمارے بھائی بندوں پر بورژوا لوگ کیسے کیچڑ اچھال رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اخبار نہیں پڑھ سکتا۔ اخبار سے مجھے گھن آتی ہے! اور تم! تم اپنے طبقے کے بھائیوں کے بارے میں کیا سوچتے ہو جن کو ہمارے دشمن جیلوں میں ٹھونس رہے ہیں؟ تم کو ان کے حال پر افسوس نہیں آتا!،،

داویدوف نے زور سے ناک پھڑکائی اور تیل سے چپڑے سیاہ بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔

''کیا مطلب، مجھے ان پر افسوس نہیں آتا! تمہیں مجھ پر چیخنے کی ضرورت نہیں! تم خود سر پھرے ہو اور دوسروں کو بھی اپنی طرح بنادیتے ہو۔ میں کچھ لوشکا کی خاطر انقلاب دشمنوں کے خلاف خانہ‌جنگی میں لڑا نہیں۔ تم کہہ کیا رہے ہو؟ ہوش میں آؤ! گولی مارنے کا کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا! ضرورت اس کی ہے کہ ہم لوگوں میں کچھ کام کریں۔ اپنی پالیسی کو لوگوں کے سامنے واضح کریں۔" گولی مارنا تو بہت آسان ہے۔ گولی تو کوئی بھی مار سکتا ہے! لیکن تمہاری تو وہی مرغے کی ایک ٹانگ والی بات ہے۔ جہاں کوئی اونچ نیچ ہوئی اور تم پہنچ گئے انتہا کو۔ اب تک کیا کررہے تھے؟،،

''وہی جو تم کررہے تھے!،،

''یہی تو بات ہے! جو کچھ ہو رہا تھا، ہم نے وہ دیکھا ہی نہیں۔ اور اب ضرورت اس کی ہے کہ سب ٹھیک ٹھاک کریں۔ گولی مارنے کی رٹ لگانے کی ضرورت نہیں۔ تمہاری بڑ میں کافی سن سکا! بس بالکل میم صاحب بن گئے ہو۔ لعنت ہو! تم تو ایسی میم صاحبوں سے بھی گئے گزرے ہو جو ناخن رنگے گھومتی پھرتی ہیں!،،

''میرے ناخن خون سے رنگے ہیں!،،

کے ایک ممبر سیمیون کوزنکوف نے لیوبیشکین سے شکائت کے انداز میں کہا۔ ''اب مجھے لگتا ہے وہ سارا گوشت تم میری رگوں سے نچوڑوگے!،،

''میں خود اپنے آپ پر لعنت بھیجتا ہوں، یار۔ میں نے بھی تو اپنی بکری کا کام کردیا،،۔ لیوبیشکین نے ٹھنڈی سانس لی۔ ''اب میں میٹنگ کا سامنا کیسے کروں گا؟ وہ عورت! وہ مجھے چڑھاتی رہی۔ 'ختم کر دو! مار دو!'، گوشت کے لئے تڑپ رہی تھی! پیٹی کوٹ میں مٹکتی پھرتی ہے چڑیل! اب ذرا مجھے گھر پہنچنے دو۔ میں اس کو کچا چبا جاؤں گا۔،،

''ہاں، ہاں، اس کو سبق سکھانے کی ضرورت ہے،، لیوبیشکین کے ایک رشتہ‌دار اکیم بسھلیبنوف نے صلاح دی۔ ''میرے بھائی تم برے پھنسے۔ تم تو آخر فارم کے ممبر ہو نا؟،،

''یہی تو بات ہے!،، لیوبیشکین نے ٹھنڈی سانس لی اور اندھیرے میں اپنی مونچھوں سے پگھلتی ہوئی برف پونچھتے ہوئے گھاس کے ڈھیر سے ٹکرا گیا۔

''دادا اکیم، تم نے اپنا چتی‌دار بیل ہی صاف کردیا، کیوں ہے نا؟،، بسھلیبنوف کے پڑوسی دیومکا اوشاکوف نے کھانستے ہوئے کہا۔

''ہاں، بھائی، سو تو ٹھیک ہے! لیکن میں کیا کرتا! اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی، کم‌بخت کی ٹانگ! نہ جانے کس بھوت کا سایہ پڑگیا اس پر کہ وہ اس کو لے گیا تہہ‌خانے میں اور وہاں اس کی ٹانگ چلی گئی ایک گڈھے میں۔ ٹانگ توڑ لی کمبخت نے!،،

''خوب! ارے میں نے دیکھا تھا تم اور تمہاری بہو اس کو تہہ‌خانے میں ہنکا رہے تھے۔،،

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو دیومکا! عقل کے ناخن لو!،، دادا اکیم ڈرکر بولا اور بیچوں بیچ سڑک پر چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ وہ گہرے اندھیرے میں مستقل آنکھیں جھپکائے چلا جا رہا تھا۔

''اچھا بھئی چلو دادا،، دیومکا نے اسے دلاسا دیا۔ ''زمین میں گڑے ہوئے ہل کی طرح اٹک کیوں گئے؟ تم نے اس سانڈ کو تہہ‌خانے میں ہنکایا تو تھا...،،

کے کمیساروں کی سوویت کا فیصلہ پڑھ کر سنایا جو ''مویشیوں کو وحشیانہ طور پر کاٹنے کے خلاف جدوجہد کے بارے میں،، تھا۔ اس کے بعد داویدوف نے تقریر کی۔ آخر میں اس نے دو ٹوک بات کہی۔

''شہریو، ہمارے پاس ایسی چھبیس درخواستیں ہیں جن میں پنچائتی فارم میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ کل کی میٹنگ میں ہم ان درخواستوں پر غور کریں گے۔ اور ہم ان لوگوں کی درخواستیں منظور نہیں کریں گے جو کولاکوں کے دام میں آ گئے ہیں۔ اور جنہوں نے فارم میں شامل ہونے سے پہلے ہی اپنے سویشی کاٹ کر پھینک دئے ہیں۔ پکی بات!،،

''اور اگر وہ لوگ جو فارم میں شامل ہو چکے ہیں، اپنے کم‌عمر جانوروں کو مارتے ہیں تو ان کے بارے میں کیا ہوگا؟،، لیوبیشکین نے پوچھا۔

''ان کو ہم نکال دیں گے۔،،

لوگوں کی سانسیں اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئیں۔ کچھ آوازیں بھنبھناتی ہوئی ابھریں۔

''تو پھر بہتر یہی ہے کہ پنچائتی‌فارم توڑ دو۔ ایک گھرانہ بھی گاؤں میں ایسا نہیں بچا ہے جس نے جانور ذبح نہ کیا ہو!،، بورشچیوف چلایا۔

ناگولنوف ہوا میں مٹھی ہلاتے ہوئے اس پر گرجا:

''اے کولاک چوہے، تو اپنا منہہ بند رکھ! ہم تیری مدد کے بغیر ہی پنچائتی فارم چلا سکتے ہیں۔ تو نے بھی تو اپنے تین سال کے بچھڑے کو مارا ہے!،،

''میں اپنے مویشیوں کا خود مالک ہوں، جو جی چاہے کروں!،،

''کل میں تجھے جیل کی ہوا کھانے کو روانہ کردوں گا۔ پھر وہاں مالک بننا!،،

''بڑے سخت قانون ہیں۔ بڑے سخت!،، کسی نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

میٹنگ چھوٹی تھی مگر بڑی ہنگامہ‌خیز۔ جب وہ اسکول سے باہر نکلے تو ان کے پاس زیادہ کہنے سننے کو نہ تھا۔ مگر ایک بار جب بکھر کر اپنی راہ ہو لئے تو باتوں کے سلسلے چل نکلے۔

''نہ جانے مجھے بھیڑوں کو مارنے کی کیا پڑی تھی!،، فارم

''آج ڈیوٹی پر کون ہے؟،، رازمیوتنوف نے پوچھا۔
ایک کزاک نے سگریٹ کا جلتا ٹکڑا اپنے بوٹ پر رگڑ کر بجھایا اور بولا:
''کوندرات مائدانیکوف۔،،
''اتنے سارے لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ تم لوگ کیا کر رہے ہو یہاں؟،، داویدوف نے پوچھا۔
''یونہی بس کھڑے ہیں، کامریڈ داویدوف، سب سگریٹ پی رہے ہیں کھڑے۔،،
''آج شام ہم لوگ غلہ گاھنےوالی چوکی سے کچھ چارہ لائے مویشیوں کےلئے۔،،
''سگریٹ کے کش لگاتے لگاتے، باتیں کرنے لگے۔ برف کے تھمنے کا انتظار ہے۔،،
گھوڑے اپنے اپنے تھانوں پر بندھے چپڑ چپڑ کچھ چبا رہے تھے۔ ہر گھوڑے کے تھان کے پاس لکڑی کی کھونٹی سے زین، لگام یا پٹے لٹک رہے تھے۔ راستہ بالکل صاف ستھرا تھا جس پر ندی کی زرد ریت کا چھڑکاؤ کیا گیا تھا۔
''مائدانیکوف!،، اندرئی نے آواز دی۔
''ھو!،، اصطبل کے پچھواڑے سے ایک آواز آئی۔
وہ لکڑی کے کانٹے میں رئی کی پیال اٹھائے ہوئے چوتھے تھان کے دروازے میں داخل ھوا اور کالے گھوڑے کو ٹھوکر سے چونکایا اور اس کے سامنے چارہ ڈال دیا۔
''ابے گھوم الو کی دم!،، وہ غصے میں چلایا اور کانٹے کے دستے سے دھکادیا۔
گھوڑا چونک کر ٹاپ مارتے ہوئے اٹھ کھڑا ھوا۔ اس نے نتھنے پھڑپھڑائے اور سونے کا ارادہ ملتوی کرکے ناند کی طرف بڑھا۔ کوندرات داویدوف کے پاس آیا۔ وہ اصطبل اور پیال کی بو سے بسا ھوا تھا۔ اس نے اپنا ٹھنڈا اور سخت ھاتھ داویدوف کی طرف بڑھایا۔
''کام کیسا چل رہا ہے کامریڈ مائدانیکوف؟،،
''برا نہیں چل رہا، کامریڈ صدر۔،،
''کامریڈ صدر — تم خاصے سرکاری انداز میں بات کرنے لگے ہو!،، داویدوف نے مسکراتے ہوتے کہا۔

''دیومکا! وہ خود گیا تھا تہہ‌خانے میں! ایسا جھوٹ — حد ہو گئی — کتنا بڑا گناہ کر رہے ہو تم!،،

''تم بڑے کائیاں ہو بڑے میاں، لیکن تم بیل سے زیادہ چالاک نہیں ہو سکتے۔ بیل چاہے تو زبان سے اپنی دم کے نیچے جسم کو چاٹ سکتا ہے لیکن تم یہ نہیں کر سکتے — بتاؤ کرسکتے ہو؟ تم نے سوچا میں بس اس کی ٹانگ توڑ دوں‌گا، پھر پانچوں انگلیاں گھی میں ہوں‌گی!،،

بھیگی ہوئی ہوا گاؤں کے اوپر تیر رہی تھی۔ سفیدے اور بیدمجنوں کے پیڑوں کے جھنڈ ندی کے کنارے زور زور سے سانسیں لے رہے تھے۔ سیلی ہوئی سڑکوں پر دیر تک دھیمی دھیمی آوازیں ابھرتی رہیں۔ دھواں دھار برف باری ہورہی تھی، جاڑا اپنے آخری پھل ٹوٹ ٹوٹ کر برسا رہا تھا۔

سولھواں باب

داویدوف، رازمیوتنوف کے ساتھ ھی میٹنگ سے نکلا۔ بھیگی بھیگی سی برف اب بھی اسی طرح گر رہی تھی۔ اندھیرے میں اکادکا روشنی جھلملا جاتی۔ کتوں کے بھونکنے کی آواز، تیز ہوا کے جھونکوں سے دور دور بکھرتی اور گاؤں کے اوپر دیر تک بڑی نحوست کے ساتھ چھائی رہتی۔ داویدوف کو یاد آیا کہ یاکوف لوکیچ نے برف کو کھیتوں میں باندھ رکھنے کے بارے میں کیا کہا تھا۔ اس نے ٹھنڈی سانس لی: ''نہیں اس سال اس کا موقع نہیں ملےگا۔ اور اس قسم کے برف کے طوفان میں کتنی ساری برف کا انبار لگ جائےگا کھیتوں میں! یہ سوچ کر دل کڑھتا ہے۔ پکی بات!،،

''چلو ذرا اصطبل تک چل کر پنچائتی‌فارم کے گھوڑوں کو دیکھیں،، رازمیوتنوف نے صلاح دی۔

''ٹھیک ہے چلو۔،،

دونوں ایک گلی میں مڑے۔ ساتھ ھی ایک روشنی ابھری۔ لاپشینوف کے کھلیان میں ایک لالٹین جل رہی تھی۔ اس کھلیان کو اصطبل میں بدل دیا گیا تھا۔ وہ صحن میں داخل ہوئے۔ کوئی آٹھ کزاک اصطبل کے دروازے کے گرد کھڑے تھے۔

''کیوں؟ داویدوف، ایسا کہیں ہوتا ہے! گھوڑوں کو جو کچھ ملتا ہے سب کچھ کھانے والا سال ہے۔ افسنتین بہت زیادہ تو نہیں ہے لیکن کھائی جا سکتی ہے۔ یا دیکھو، گھاس ہے۔ بھیڑیں اور بکریاں اس کو جڑ تک چٹ کر جائیں گی اور ان کا حکم ہے کہ گھوڑوں کے نیچے ڈال دو۔ میں نے اس کے خلاف منہہ کھولا تو فرمایا: 'مجھے سبق نہ پڑھاؤ!''

''تمہارا خیال ٹھیک ہے، بچا کھچا چارا گھوڑوں کے نیچے نہ ڈالو۔ کل ہم اس کی خبر لیں گے'' داویدوف نے وعدہ کیا۔

''ایک بات اور ہے۔ دیوار کے پاس جو گودام ہے اب انھوں نے اس پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں، آخر کیوں؟''

''یاکوف لوکیچ نے مجھ سے کہا کہ وہاں پیال بہت اچھی نہیں ہے۔ وہ یہ سال جاڑے کے چارے میں استعمال کرنا چاہتا ہے اور اچھا سال جتائی کے زمانے کےلئے رکھنا چاہتا ہے۔''

''اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے'' کوندرات نے اتفاق کیا۔ ''لیکن اس سے اس بچی ہوئی گھاس کے بارے میں ضرور کہو!''

''ضرور۔ لو یہ لینن گراد کی سگریٹ'' داویدوف نے کھانستے ہوئے کہا۔ ''فیکٹری کے ساتھیوں نے بھجوائی ہے۔ گھوڑے تو سب مزے میں ہیں نا؟''

''شکریہ۔ ماچس ہے؟ گھوڑے خوب تگڑے اور چست ہو رہے ہیں۔ رات وہ لاپشینوف والا ذرا سست ہو رہا تھا۔ اس کی دیکھ بھال ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ ورنہ ویسے سب ٹھیک ٹھاک ہیں۔ ہاں ایک بڑا حرامزادہ ہے۔ کسی طرح لیٹتا ہی نہیں۔ کہتے ہیں رات بھر کھڑا رہتا ہے۔ کل ہم ان سب کی اگلی ٹانگوں میں نئی نعلیں لگوائیں گے۔ بڑی پھسلن تھی اور برف ان کی نعلوں کو بالکل کھا گئی ہے۔ اچھا میں چلا۔ میں نے ابھی گھوڑوں کےلئے کچھ بچھایا نہیں ہے۔''

رازمیوتنوف نے داویدوف کو گھر تک چھوڑا۔ وہ سڑک پر چلتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ لیکن نکڑ پر پہنچ کر جہاں سے داویدوف کے گھر کی طرف راستہ جاتا تھا، رازمیوتنوف رک گیا،

''میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں۔''
''اصطبل کے چاروں طرف اتنے سارے لوگ کیوں چکر کاٹ رہے ہیں؟''
''خود ہی پوچھئے!'' کوندرات کی آواز میں کافی تلخ اکتاھٹ تھی۔ ''ادھر شام ہوئی اور گھوڑوں کو چارہ دینے کا وقت آیا اور یہ سر پر سوار ہو گئے۔ یہ لوگ ذاتی ملکیت کا خیال چھوڑ ہی نہیں سکتے! یہ تمام لوگ گھوڑوں کے مالک ہیں! یہ سب پریشان ہوکر یہاں آتے ہیں۔ 'تم نے میرے والے کو چارہ دیا؟'، 'تم نے میرےوالے کی پیال بدلی؟'، 'میرا بچھیڑا تو ٹھیک ٹھاک ہے نا؟'، نہ جانے کیا سمجھتا ہے کم‌بخت اس کے بچھیڑے کو یہاں کیا ہو جائےگا بھلا؟ کیا میں اس کو نگل جاؤں‌گا؟ آتے ہیں اور کہتے ہیں وہ میرا ہاتھ بٹائیں‌گے۔ اور سب کے سب اسی کوشش میں رہتے ہیں کہ اپنے اپنے گھوڑے کو تھوڑا سا زیادہ چارہ دے دیں۔ حد ہے! ہمیں قانون بنا دینا چاہئے کہ بےضرورت لوگ یہاں نہ پھٹکیں۔''
''سنا تم نے؟'' اندرئی نے داویدوف کو دیکھا اور انتہائی مایوسی میں سر ہلایا۔
''ان سب کو نکالو باھر!'' داویدوف نے سختی سے حکم دیا۔ ''یہاں صرف وہ آدمی رہےگا جس کی ڈیوٹی ہے اور اس کے مددگار۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ ان کو کتنا چارہ دیتے ہو تم؟ وزن کر لیتے ہو نا!''
''نہیں میں تولتا ولتا تو نہیں۔ میری آنکھ ہی ترازو کا کام کرتی ہے۔ فی‌جانور آدھا پوڈ!''
''سب کےلئے پیال بچھاتے ہو؟''
''لعنت بھیجو!'' کوندرات نے گھوڑسوار فوج‌والی ٹوپی بڑے زور سے ھلائی، پیال کے دانے اس کی سیاہ کھردری گردن اور کوٹ کے کالر پر بکھر گئے۔ ''ھمارے نائب، یاکوف لوکیچ، آج شام یہاں آئے تھے۔ انہوں نے کہا: 'گھوڑوں کے لئے بچی کھچی گھاس بچھایا کرو۔'، کیا یہی طریقہ ہے کام کرنے کا؟ گاؤں کا سب سے اچھا کاشتکار بنا پھرتا ہے اور ایسی حماقت کی باتیں کرتا ہے؟''
''تو کیا ہوا؟''

''کہاں؟''
''باڑے میں۔''
''کس لئے؟''
''ایک نظر دیکھو آکر۔ پھر تمہاری سمجھ میں آجائےگا کہ میں چھری ھاتھ میں لےکر سڑک کی نگرانی کیوں کررھا تھا۔''
''چلو، دیکھتے ھیں''، داویدوف نے کہا اور وہ پہلے لوکا کے گھر میں داخل ھوا۔ ''کس طرف سے راستہ ھے؟''
''اس طرف، چلئے۔''
باڑے میں جس کے فرش پر سوکھا گوبر اور پیال پھیلا ھوا تھا، ایک لالٹین جل رھی تھی۔ اور اس کے پاس لوکا کی بیوی فرش پر بیٹھی تھی، وہ خاصی خوبصورت تھی اور اس کا چہرہ بھرا بھرا تھا اور بھویں تیکھی تھیں۔ اجنبیوں کو دیکھ کر وہ ڈری اور اٹھ کھڑی ھوئی تاکہ دیوار کے پاس رکھی ھوئی پانی کی دو بالٹیاں اور پرات ان کی نظروں سے چھپا سکے۔ اس کے پیچھے، کونے میں، ایک خوب ھٹاکٹا اور موٹا سا سور، صاف ستھرے چارے پر پنجے مار رھا تھا جو ظاھر ھے ابھی ابھی اس کے سامنے رکھا گیا تھا۔ اس کا سر ایک بڑی سی ناند پر جھکا ھوا تھا اور وہ غٹاغٹ کچھ پی رھا تھا۔
''دیکھا معاملہ کیا ھے!''، لوکا نے بےتکے پن سے کہا اور سور کی طرف اشارہ کیا۔ ''ھم نے چپ چاپ آج اس کا صفایا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ میری بیوی اس کو کھلا پلا رھی تھی اور میں اس کی گردن پر چھری پھیرنے ھی والا تھا کہ میرے کان میں بات کرنے کی آواز پڑی۔ میں نے سوچا: 'ذرا باھر دیکھوں تو سہی کون ھے۔ کون جانے کوئی سن رھا ھو۔ اس لئے میں جیسا تھا ویسا ھی پھاٹک پر جا پہنچا — آستین چڑھی ھوئی اور ھاتھ میں چھری۔ اور نکلے تم۔ تم سمجھے سمجھتے کیا ھو؟ بھلا کوئی قتل کرنے اس طرح جاتا ھے، پیش بند پہنے اور آستین چڑھائے؟''، لوکا نے پیش بند اتارتے ھوئے، کچھ بےڈھنگے پن سے دانت نکال دئے اور غصے کو دباتے ھوئے بیوی پر چیخا: ''وھاں کھڑی کیا کر رھی ھو، پگلی کہیں کی! سور کو یہاں سے لےجاؤ!''
''اس کو کاٹو مت!''، رازمیوتنوف نے کچھ پریشان لہجے

کاشتکار لوکا چیباکوف کے گھر کے باھر - اس نے داویدوف کے کندھے کو چھوا اور کہا :

''دیکھو !،،

کوئی تین قدم کے فاصلے پر ، اس کے پھاٹک کے پاس، ایک ہیولا کھڑا تھا - رازمیوتنوف تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے اس شخص کو بائیں ھاتھ سے دبوچ لیا جو پھاٹک کی دوسری طرف کھڑا تھا اور ریوالور اس کی طرف تان دیا -

''یه تم ھو لوکا؟،،

''یه تم ھو اندرئی استیپانووچ؟،،

''تمھارے دائیں ھاتھ میں کیا ھے؟ لاؤ ، مجھے دو ، جلدی سے - ''

''بات کیا ھے کامریڈ رازمیوتنوف؟،،

''میں کہتا ھوں سیدھے ھاتھ سے دے دو - ورنه میں جڑدوں گا!،،

داویدوف آوازیں سنکر قریب آیا اور اندھیرے میں گھورتے ھوئے بولا :

''تم اس سے کیا لینا چاھتے ھو ؟،،

''لوکا! چپ چاپ دے دو سیدھے ھاتھ ایسے- ورنه گولی مار دوں گا!،،

''لو یه لو! پاگل کتے نے تو نہیں کاٹ لیا تمھیں؟،،

''دیکھو کیا تھا اس کے ھاتھ میں؟ یہاں رات کے وقت ھاتھ میں چھری چھپائے کیوں کھڑے تھے؟ کس کا انتظار تھا؟ داویدوف کا؟ میں پوچھتا ھوں، یه چھری تمھارے ھاتھ میں کیوں تھی؟ تم انقلاب‌دشمن ھو؟ خون کرنا چاھتے تھے؟،،

صرف اندرئی جیسے سنجھے ھوئے شکاری کی تیز نظریں ھی اس اندھیرے میں چھری کی چمکتی ھوئی دھار کو دیکھ سکتی تھیں جو پھاٹک کے پاس کھڑے ایک شخص کے ھاتھ میں چھپی ھوئی تھی - وہ اس کے ھاتھ سے چھری چھیننے کےلئے لپکا اور چھیننے میں کامیاب ھوگیا - لیکن جب اس نے غصے سے کانپتے ھوئے گھبرائے ھوئے لوکا سے جرح شروع کر دی تو لوکا نے پھاٹک کھولا اور بدلی ھوئی آواز میں کہا :

''تم نے معاملے کو جو صورت دے دی ھے اس کے بعد میں خاموش نہیں رہ سکتا - میں نہیں چاھتا که تم مجھے غلط سمجھو - اندرئی استیپانووچ، خدا نه کرے! اندر آؤ !،،

سزا دینے سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ پروپیگنڈے کی اس مہم کے نتائج کیا نکلتے ہیں۔

''اب مویشی اور مرغے مرغیاں محفوظ رہیں گے۔ ورنہ موسم بہار کے آنے تک نہ تو کسی گائے کی موسو سنائی دے گی اور نہ مرغے کی بانگ،، ناگولنوف نے میٹنگ کی روداد کی کاپی فولڈر میں رکھتے ہوئے خوش ہوکر کہا۔

پنچائتی‌فارم کے کسانوں نے خوشی خوشی تمام مویشیوں کو پنچائتی‌فارم کی ملکیت بنانے کا فیصلہ منظور کیا کیوں کہ کام کرنے اور دودھ دینے‌والے جانور پہلے ہی پنچائتی‌فارم میں شامل کئے جا چکے تھے۔ اور اب اس فیصلے کا تعلق تھا صرف چھوٹے چھوٹے مویشیوں، بھیڑوں اور سوروں سے۔ لیکن مرغے مرغیوں وغیرہ کے سوال پر بڑی گرما گرمی ہوگئی۔ عورتیں اس کے سخت خلاف تھیں۔ پھر بھی آخر میں انھیں خاموش ہونا پڑا۔ اور یہ کمال بڑی حد تک ناگولنوف کا تھا۔ اس نے تمغے کے فیتے پر ہاتھ رکھ‌کر بڑے جذباتی لہجے میں کہا:

''اچھی اور نیک عورتو! اپنی مرغیوں اور بطخوں کو اپنی زندگی کا سہارا نہ بناؤ۔ اگر تم زین پر نہیں ٹک سکتیں تو بھلا دم پر کس طرح ٹکوگی! یہ مرغے مرغیاں بھی پنچائتی فارم میں ہیں تو اچھا ہے۔ موسم بہار میں ہم انڈے سینے‌والی مشینیں منگوائیں گے۔ پھر دیکھنا، دیکھتے دیکھتے سینکڑوں چوزے چوں چوں کرتے نکل پڑیں گے۔ ہاں، ایسی مشین ہے جس کو انکیوبیٹر کہتے ہیں جو انڈے سیتی ہے اور چوزے نکالتی ہے، لاجواب طور پر! اس لئے مہربانی کرکے ضد نہ کرو۔ وہ تب بھی تمہارے ہی ہوں گے بس اتنا ہوگا کہ وہ سب ایک ساتھ پنچائتی صحن میں رہیں گے۔ پیاری بہنو! بھلا مرغیوں کی ذاتی ملکیت کی کیا ضرورت ہے۔ یوں بھی مرغے مرغیاں تمہارے کس کام کی؟ مرغیاں اس وقت انڈے تو بہرحال دیتی نہیں ہیں۔ اور بہار آئے گی تو یہ تم سب کے لئے وبال بن‌جائیں گی۔ ذرا سوچو تو سہی مرغی کیا مصیبت ہوتی ہے — ابھی ترکاریوں کی کیاریوں میں کود گئی اور پودوں کو چونچیں مار رہی ہے، ابھی کھلیان کے نیچے کم‌بخت نے انڈا کھودیا، ابھی کوئی بلی آئی اور اس نے مرغی کی گردن دبا دی۔ غرض مرغی کے ساتھ کوئی نہ

میں کہا - ''ابھی ابھی ہماری میٹنگ ہوئی ہے - ہمیں جانوروں کو کاٹنے کی اجازت نہیں ہے - ''

''اب میں نہیں ماروں گا! تم نے تو میرا شکار ہی خراب کر دیا!''

داویدوف باڑے سے نکل کر باہر آیا اور راستے بھر اندرئی کی ٹانگ کھینچتا رہا -

''تم نے پنچائتیفارم کے صدر کو قتل ہونے سے بچا لیا! ایک انقلاب دشمن سے ہتھیار چھینا! ہیرو ہو تو ایسا ہو! پکی بات! تم ہو ہیرو! ہو، ہو، ہو!''

''بلا سے، ایک سور کی جان تو بچالی'' رازمیوتنوف نے پلٹ کر جواب دیا -

سترھواں باب

اگلے دن گریمیاچی پارٹی گروپ کی ایک میٹنگ بند کمرے میں ہوئی جہاں اتفاق رائے سے یہ طے ہوا کہ پنچائتیفارم کے ممبروں کے تمام مویشیوں کو پنچائتیفارم کی ملکیت بنا لیا جائے — بڑے چھوٹے تمام مویشیوں کو - یہ بھی فیصلہ ہوا کہ مرغیوں بطخوں وغیرہ کو بھی پنچائتیفارم کی ملکیت میں لےلیا جائے -

داویدوف نے شروع میں چھوٹے مویشی اور مرغیوں بطخوں کو پنچائتیفارم کی ملکیت بنانے کی سخت مخالفت کی لیکن ناگولنوف نے قطعی طور پر کہہ دیا کہ اگر پنچائتی کسانوں کے جلسے میں تمام مویشیوں کو پنچائتیفارم کی ملکیت بنانے کا فیصلہ منظور نہیں کیا گیا تو موسم بہار کی بوائی کا ستیاناس ہو جائےگا کیونکہ اس وقت تک تمام مویشی اور مرغے مرغیاں وغیرہ ذبح کئے جاچکے ہوں گے - رازمیوتنوف نے اس کی حمائت کی اور تھوڑی سی ہچکچاہٹ کے بعد داویدوف بھی تیار ہوگیا -

ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی ہوا کہ پارٹی گروپ کو زوردار پروپگینڈا کرنا چاہئے کہ مویشیوں کو شرآمیزی سے نہ کاٹا جائے - پارٹی گروپ کے ہر رکن کا یہ فرض ہے کہ وہ گاؤں میں گھر گھر جائے اور لوگوں کو سمجھائے - اب سوال تھا مویشیوں کو تباہ کرنےوالے مجروں کا - ان کے بارے میں طے ہوا کہ انہیں قانون کے مطابق

لگانے اور لوہے کی پتیلی چپکا کر علاج کرنے میں ضلع بھر میں اس کا ثانی نہیں تھا، ھڈیاں جوڑنے اور خون نکالنے اور بند کرنے میں بھی وہ بڑی ماھر تھی اور بنائی کی سوئی سے حمل گرانے میں وہ ھاتھ کی صفائی دکھاتی تھی کہ لوگ دنگ رہ جائیں — ھاں وھی عورت اس وقت بستر کے چاروں طرف چوھیا کی طرح پھدک رھی تھی۔ وھی بدنصیب دادا شوکار کا ''علاج،، کر رھی تھی۔

داویدوف اندر گیا اور گھورتا رھا۔

''سلام دادا! یہ تمھارے پیٹ پر کیا رکھا ھے؟،،

''م، م، م میرے پیٹ میں... د، د، د، رد ھے!،، دادا شوکار کراہ کراہ کر لمبی لمبی اور گہری سانسیں لیتا رھا۔ اس کے بعد بھنبھنا کر بولا:

''ارے ھٹا ھانڈی! ھٹا اسے! چڑیل! یہ تو میرا پیٹ چیر کے رکھ دےگی! دوستو، بچاؤ! میری جان بچاؤ!،،

''ایک ذرا اور برداشت کرو۔ پھر دیکھنا کس طرح فائدہ ھوتا ھے!،، ماسی‌چیخا نے سرگوشی میں کہا۔ اور اس نے بڈھے کے گوشت میں چپکی ھوئی ھانڈی کے کنارے کو ھلانے کی ناکام کوشش کی۔

لیکن دادا شوکار یکایک جنگلی درندے کی طرح گرجا، علاج کرنےوالی کے ایک لات رسید کی اور دونوں ھاتھ سے ھنڈیا پکڑلی۔ داویدوف اس کی مدد کو بڑھا۔ اس نے بڑھیا کو ایک طرف ڈھکیلا اور ھانڈی پر ایک لکڑی زور سے رسید کی۔ ھانڈی ٹوٹ گئی اور اس سے سیٹی بجاتی ھوئی ھوا نکلی۔ دادا شوکار کو زور سے ھچکی آئی، اس نے آرام محسوس کرتے ھوئے زور سے سانس لی اور سینگیاں بڑی آسانی سے نوچ‌لیں۔ داویدوف نے بڑے میاں کی پیٹ پر نگاہ ڈالی، ناف جو نیلی پڑگئی تھی ھانڈی کے بکھرے ھوئے ٹکڑوں کے درمیان دادا کے پیٹ پر کچھ اس طرح ابھری ھوئی تھی کہ داویدوف زور زور سے قہقہے لگاتا ھوا بنچ پر دھم سے گر گیا۔ ھنستے ھنستے اس کے گالوں پر آنسو بہنے لگے۔ اس کی ٹوپی گر کر نیچے آگئی اور بالوں کی کالی لٹیں آنکھوں پر جھک آئیں۔

لیکن دادا شوکار میں اب بھی بڑا دم خم تھا۔ ابھی علاج کرنے والی ماسی‌چیخا نے اپنی ٹوٹی ھوئی ھانڈی کے غم میں ھائے واویلا

کوئی چکر رهتا هی هے۔ پھر روزانہ جا کر مرغی‌خانے میں دیکھنا پڑتا هے، ٹٹولنا هوتا هے کہ کس کے پیٹ میں انڈے هیں، کس کے نہیں هیں۔ اور تم هو کہ بیٹھی ان کے‌لئے جان هلکان کر رهی هو۔ لیکن پنچائتی فارم میں وہ کیسے رهیں گی؟ بہت اچھی طرح! ان کا بہت خیال کیا جائے گا۔ هم دادا اکیم بسھلیبنوف جیسے کسی رنڈوے کو ان کی نگہبانی کے لئے مقرر کردیں گے۔ وہ سارا دن ان کی دیکھ بھال کرے گا، ان کے اڈوں کے گرد منڈلاتا رهے گا۔ غرض یہ هے کہ بوڑھے کے‌لئے بہت آسان اور پرلطف کام هوگا۔ ایسا کام جس سے نہ جی گھبرائے گا، نہ کسی قسم کی الجھن هوگی۔ میری عزیز عورتو! مان جاؤ نا!،،

عورتیں هنسنے لگیں۔ وہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھر کر بک بک کرتی رهیں اور آخر میں انھوں نے اپنی رضامندی دے دی۔

میٹنگ کے فوراً بعد ناگولنوف اور داویدوف گشت پر نکلے۔ ابھی انھوں نے پہلی گلی بھی پار نہیں کی تھی کہ انھیں اندازہ هو گیا هر گھر میں جانورکشی هورهی تھی۔ کھانے کے وقت وہ دادا شوکار کے گھر پہنچے۔

''جانتے هی هو وہ سرگرم کارکن هے۔ اس نے خود کہا هے سویشیوں کو بچانا ضروری هے۔ وہ جانور کشی نہیں کرے گا،، جب وہ شوکار کے صحن میں داخل هوئے تو ناگولنوف نے اصرار کیا۔

''سرگرم کارکن،، دونوں پیر اوپر اٹھائے اپنے بستر پر پڑا تھا۔ اس کی قمیص سمٹ کر میلی داڑھی تک پہنچ گئی تھی اور مٹی کی ایک بڑی هانڈی جس کی گنجائش تقریباً ۶ لیٹر تھی اس کے زرد اور پچکے هوئے پیٹ پر اوندھی رکھی هوئی تھی اور شیشے کی دو سینگیاں اس کے پہلو میں جونکوں کی طرح چپکی هوئی تھیں۔ دادا شوکار نے آنےوالوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اس کے هاتھ، مردے کے هاتھوں کی طرح، سینے پر رکھے تھے اور کانپ رهے تھے۔ اس کی آهستہ آهستہ گھومتی هوئی آنکھوں سے درد جھانک رها تھا۔ دیدے مارے درد کے نکلے پڑ رهے تھے۔ ناگولنوف کو ایسا لگا جیسے وهاں مردے کی بو پھیلی هوئی هے۔ شوکار کی لحیم شحیم بیوی چولھے کے پاس کھڑی تھی۔ علاج کرنےوالی عورت ماسی‌چیخا جو بڑی چست اور پھرتیلی سانولی سی عورت تھی سینگیاں

پنچائتی‌فارم سے مت نکالو! میں کافی دکھ اٹھا چکا ہوں اپنی نیکی...،،

''ارے، اس سے اور کیا ملےگا تمھیں!،، ناگولنوف نے ھاتھ جھٹک کر کہا۔ ''آؤ داویدوف، چلیں۔ بڑے میاں، مٹی کے مادھو، بندوق کا تیل اور نمک ملاکر پی جاؤ۔ ایک منٹ میں سارا درد جاتا رہےگا!،،

دادا شوکار کے ھونٹ تھرتھرائے:

''مجھے کیوں بیوقوف بنا رہے ھو ماکار؟،،

''نہیں میں سچ کہہ رہا ھوں۔ پرانی فوج میں یہی علاج کرتے تھے ھم پیٹ کا۔،،

''تم سمجھتے کیا ھو مجھے؟ کیا میں لوھے کا بنا ھوں؟ وہ چیز پیٹ میں ڈال لوں جس سے بےجان رائفل صاف کی جاتی ھے؟ نہیں مجھ سے یہ نہ ھوگا! میں وھاں باھر سورج مکھی کے کھیت میں جان دے دوں‌گا لیکن یہ بندوق کا تیل نہیں پیوں‌گا!،،

لیکن اگلے دن، مرنے میں کامیاب نہ ھوکر دادا شوکار مزے سے گاؤں میں سٹرگشتی کر رھا تھا اور ھر ایک سے ملتے ھی یہ بتانے لگتا تھا کہ کس طرح داویدوف اور ناگولنوف گھر پر اس سے ملنے آئے تھے، کس طرح انھوں نے اس سے جتائی کے اوزار وغیرہ کی مرمت کے بارے میں صلاح مشورہ کیا اور فارم سے متعلق دوسری چیزوں کے بارے میں بھی اس کی رائے مانگی تھی۔ اپنی لمبی داستان کے آخر میں بڈھا، ایک لمبا وقفہ دیتا، اپنے لئے سگریٹ بناتا اور ٹھنڈی سانسیں لےکر کہتا:

''ذرا پھیکی تھی میری طبعیت۔ تو وہ خود ھی آگئے۔ میرے بغیر ان کا کام چلتا ھی نہیں۔ دنیا بھر کی دوائیں دیں مجھے۔ 'دادا جلدھی سے ٹھیک ھو جاؤ، کہنے لگے۔ 'خدا نہ کرے اگر تم مرگئے تو تمہارے ساتھ ھمارا بھی کام تمام ھوجائےگا!، اور یہی ھوگا! یسوع مسیح کی قسم اتنی‌سی بھی کوئی بات الٹی سیدھی ھو جائے تو فوراً مجھے اپنے پارٹی گروپ کی میٹنگ میں بلا بھیجتے ھیں۔ میں معاملے کی چھان بین کرتا ھوں اور ان کو مشورہ دیتا ھوں۔ میں زیادہ بات گھماتا نہیں۔ لیکن جب کچھ کہتا ھوں تو میرے الفاظ ھمیشہ نشانے پر بیٹھتے ھیں!،، اور وہ اپنی دھندلی، خوشی سے سرشار آنکھیں سننےوالے کے چہرے کی طرف اٹھاتا اور بھانپنے کی کوشش کرتا کہ اس کی داستان نے کیا اثر ڈالا ھے۔

مچانا شروع هی کی تھی که اس نے قمیض کا دامن نیچے سرکایا اور اٹھ بیٹھا۔

''هائے میں لٹ گئی!،، عورت نے چیخ چیخ کر بین شروع کردی۔ ''ارے بدروح! تو نے میری هانڈی توڑ دی! یه تو تباهی هے، تباهی! تیرے جیسوں کا علاج کرنا اپنی قبر کھودنا هے!،،

''عورت! یہاں سے دفان هوجا! اسی آن دفان هوجا!،، شوکار نے دروازے کی طرف اشاره کیا۔ ''تو نے تو میری جان هی لے لی تھی! مجھے تو چاهئے که یه هنڈیا اٹھاؤں اور تیرے سر پر پھوڑ دوں! نکل جا، ورنه میرے هاتھوں خون هو جائےگا تیرا! مجھے اس میں کوئی باک نه هوگا!،،

''یه سب هوا کیسے ؟،، جیسے هی ماسی‌چیخا نکلی اور دروازه بند هوا ناگولنوف نے پوچھا۔

''اوه، میرے عزیزو، میرے بیٹو، میرا تو خاتمه هوا چاهتا تھا۔ میں دو دن سے صحن سے باهر نہیں نکلا هوں۔ هر وقت هاتھوں سے پتلون سنبھالے سنبھالے جان گئی۔ آنتیں یوں چل پڑیں که کسی طرح تھمنے کا نام هی نه لیں! مجھے تو لگتا تھا که کہیں آنتوں میں سوراخ هوگیا هے — بیمار بطخ کی طرح — هر منٹ باهر نکلتا رها سب کچھ!،،

''گوشت بھر لیا نا؟،،

''گوشت...،،

''اپنی بچھئے کا کام تمام کر دیا نا؟،،

''بچھیا نہیں رهی... وه میرے کام نه آسکی...،،

ماکار غرایا اور نفرت بھری نظر بڈھے پر ڈالی۔

''بڈھے شیطان!،، وه پھنکارا۔ ''تمہارے پیٹ پر چھوٹی سی هانڈی نہیں پوری دیگ اوندھا دینا چاهئے! کاش، تمہارا سب کچھ پگھل جائے، آنتیں بھی اور رگیں بھی! هم تم کو پنچائتی‌فارم سے نکال دیں‌گے، تب تمہیں پته چلےگا پیٹ کا درد کیسا هوتا هے! تم نے یه کیوں کیا؟،،

''میں لالچ میں پڑ گیا، پیارے ماکار! میں بڑھیا کی باتوں میں آگیا۔ تم خوب جانتے هو، رات کو کوکنےوالی زور سے کوکتی هے۔ رحم کرو کامریڈ داویدوف! میں تمہارا دوست تھا۔ مجھے

''خود چن لو۔''

پرانے محافظ دستے کے سپاہی کی مونچھیں پھڑکیں اور اس کے ہاتھ کانپے۔ اور اس نے کوٹ چن لیا — اس کو چننے میں بڑی محنت کی اس نے! پہلے تو دانتوں سے کپڑے کو آزما کر دیکھا! پھر اوپر اٹھا کر روشنی میں دیکھا، کہیں کیڑوں نے اس میں کوئی سوراخ تو نہیں کردیا ہے۔ پھر اس کے بعد کوئی دس منٹ تک انگلیوں سے دبا کر اور کھینچ کر دیکھا بھالا۔ اس کے چاروں طرف سانس تیز اور گرم ہونے لگی۔ آوازیں گڈمڈ ہونے لگیں:

''لے لو۔ جب تم اس سے اوب جاؤگے تو بچوں کے کام آئے گا۔''

''میاں، تمہاری آنکھیں کہاں کھو گئیں! دیکھتے نہیں اس کو الٹا جا چکا ہے۔''

''نہیں، نہیں۔''

''تو پھر تم ہی لے لو اس کو!''

''پاولو، لے لو۔''

''تم مت لینا۔ دوسرا دیکھو!''

لیوبیشکین کا چہرہ لال، خوب پکی ہوئی اینٹ جیسا ہے۔ وہ اپنی کالی مونچھوں کو چباتا ہے، جال میں پھنسے ہوئے جانور کی طرح چاروں طرف دیکھتا ہے۔ اور دوسرے کوٹ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ ایک اور چنتا ہے۔ کیا شاندار کوٹ ہے! اس نے اپنے لمبے بڑے بڑے بازو آستینوں میں ڈالے، وہ اس کی کہنیوں پر پھنس جاتی ہیں۔ کندھوں پر سلائی ادھڑ جاتی ہے۔ پھر ایک بار وہ، الجھن اور ہیجان میں مسکراتا ہے اور کپڑوں کے انبار میں تلاش شروع کر دیتا ہے۔ اس کی آنکھیں تیرتی ہیں، دوڑتی ہیں، جیسے بچوں کی آنکھیں میلے میں کھلونوں پر دوڑتی ہیں۔ اس کے ہونٹوں پر ایسی معصوم، بچے جیسی مسکراہٹ کھیل رہی ہے جیسے اس بات کی امید ہو کہ کوئی محافظ دستے کے اس منجھے ہوئے سپاہی کی چندیا کو پدرانہ شفقت سے تھپ تھپائے گا۔ دو پہر ہوچکی ہے مگر وہ اب تک اپنے لئے کچھ چننے میں ناکام ہے۔ وہ پتلون پہنتا ہے، بوٹ پہنتا ہے، اور ایک ٹھنڈی سانس کو دباتے ہوئے، افسردہ یاکوف لوکیچ سے کہتا ہے:

''میں اب کل آؤں گا۔''

اٹھارھواں باب

پھر ایک بار وہ سکون جو گریمیاچی لوگ پر چھانے لگا تھا یکایک درھم برھم ھوکر رہ گیا۔ مویشی کشی تو بند ھوگئی۔ اور دو دن تک سرگرم کارکن بھیڑ اور بکریوں کو ھنکا ھنکا کر پنچائتیفارم کے باڑے میں لاتے رہے۔ چوزے بوروں میں بھر بھر کر لائے گئے۔ گاؤں بھر میں مویشیوں کے ڈکارنے اور بولنے کی آوازیں گونجتی رھیں۔ مرغے مرغیاں اور بطخیں اپنی کوں، کوں اور قائیں قائیں سے آسمان سر پر اٹھاتی رھیں۔

پنچائتیفارم میں ایک سو ساٹھ گھرانے شامل ھو چکے تھے۔ تین ٹیمیں بنا دی گئی تھیں۔ یاکوف لوکیچ کو انتظامیہ نے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ ضرورتمندوں میں کپڑے جوتے، بھیڑ کی کھال کے کوٹ اور بوٹ وغیرہ تقسیم کر دے جو کولاکوں سے حاصل کئے گئے تھے۔ ایک ابتدائی فہرست تیار ھوگئی تھی۔ پتہ چلا کہ بورڈ ھر شخص کی ضرورت پوری نہیں کر سکتا۔

تیتوک کے فارم میں، جہاں یاکوف لوکیچ کولاکوں کے ضبط کئے ھوئے کپڑے تقسیم کررھا تھا، طرح طرح کی آوازیں ابھر رھی تھیں۔ کولاکوں کے زوردار بوٹ، کوٹ، جیکٹ، قمیضیں، بھیڑ کی کھال کے کوٹ، وھیں کے وھیں اناج کے گودام کے قریب برف سے ڈھکی ھوئی زمین پر پہن پہن کر دیکھے جاتے۔ جو خوشقسمت تھے ان کو کمیشن مستقبل کے کام کے عوض کپڑے اور جوتے وغیرہ دیتا اور وہ ٹھیک گودام کے سامنے پرانے کپڑے اتارتے، خوشی سے چیختے اور لرزتی ھوئی مسکراھٹ سے ان کے سنولائے ھوئے چہرے دمک اٹھتے۔ وہ جلدی جلدی پرانے پیوند لگے کپڑوں کو لپیٹ کر گٹھری بنا لیتے اور نئے کپڑے پہن لیتے جن سے ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ جھانکتا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی چیز قبول کی جاتی کیسے کیسے مشورے ھوتے، کیسے کیسے شبہے ظاھر کئے جاتے اور کیسی کیسی شکائتیں ھوتیں! داویدوف نے ھدایت جاری کی کہ لیوبیشکین کو کوٹ، پتلون اور بوٹ دئے جائیں۔ بجھے ھوئے یاکوف لوکیچ نے صندوق سے کپڑوں کا ایک بغچہ نکالا اور لیوبیشکین کے قدموں میں ڈال دیا:

اسکرٹ نہ لوں گی۔ بدل لوں اس کو ۔ شاید بچوں کے لئے بھی کچھ ہو — میشاتکا یا دنیاشکا کے لئے کچھ ہو،، وہ سرگوشیوں میں بکے جا رہی تھی ۔ اس نے صندوق کا ڈھکن تھام لیا، اس کی چمکتی آنکھیں زرق برق کپڑوں پر جمی ہوئی تھیں ۔

داویدوف کو جو اس موقع پر موجود تھا لگا کہ اس کا دل لرز رہا ہے ۔ وہ صندوق کی طرف بڑھا اور پوچھا :

''کتنے بچے ہیں تمہارے؟،،

''سات،، دیومکا کی بیوی نے سرگوشی میں کہا، شیریں توقعات کے بوجھ سے اس کی آنکھیں اوپر نہ اٹھ سکیں ۔

''بچوں کے لئے کچھ چیزیں ہیں تمہارے پاس؟،، داویدوف نے یاکوف لوکیچ سے آہستہ سے پوچھا ۔

''ہاں کچھ ہیں تو سہی ۔ ،،

''اس عورت کو بچوں کے لئے جو کچھ وہ چاہے دے دو ۔ ،،

''یہ تو اس کے لئے بہت زیادہ ہو جائے گا!،،

''مطلب؟ ایں؟،، داویدوف کے دانت غصے میں چمکے اور یاکوف لوکیچ جلدی سے صندوق پر جھک گیا ۔

دیومکا اوشاکوف جس کی زبان ہمیشہ چابک کی طرح کڑکا کرتی تھی اس وقت چپ چاپ اپنی بیوی کے پیچھے کھڑا تھا ۔ وہ سانس روکے اپنے خشک ہونٹوں کو ترکر رہا تھا ۔ لیکن داویدوف کی بات سن کر اس نے اس کی طرف دیکھا اور دیومکا کی بھینگی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، جس طرح پکے ہوئے پھل سے رس نکلتا ہے ۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بھاگا، لوگوں کو ہٹا کر اپنے لئے راستہ بناتا ہوا اور اپنے دائیں ہاتھ سے آنکھوں کو چھپاتا ہوا وہ گودام کے زینے سے اتر کر صحن کے باہر چلا گیا ۔ اسے اپنے آنسوؤں پر شرم آرہی تھی اور وہ ان کو چھپانا چاہتا تھا ۔ لیکن اس کی ہتھیلی کی کالی ڈھال کے نیچے سے آنسو ٹپکتے رہے، اس کے رخساروں پر دوڑتے رہے ۔ شبنم کی طرح چمکتے ہوئے روشن آنسو ۔

کہیں شام کو دادا شوکار کو حصے بخرے کا پتہ چلا تو وہ انتظامیہ کے دفتر کی طرف بھاگا اور وہاں ہانپتا کانپتا پہنچا ۔

''کیا حال ہے کامریڈ داویدوف! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ۔ ،،

لیوبیشکین صحن سے نکل گیا۔ وہ نئی پتلون پہنے تھا جس پر فیتے لگے تھے۔ اس کے بوٹ مچ مچ کر رہے تھے۔ اس ٹھاٹ میں وہ اپنی عمر سے دس سال کم نظر آرہا تھا۔ اگرچہ اس کے گھر کا یہ راستہ نہ تھا لیکن وہ جان بوجھ کر بڑی سڑک پر ہولیا۔ بار بار وہ رکتا، سگریٹ جلاتا اور راہگیروں سے باتیں کرتا۔ گھر پہنچنے میں اس نے پورے تین گھنٹے لگا دئے اور شام ہوتے ہوتے پورے گریمیاچی میں افواہ گرم تھی: ''انھوں نے لیوبیشکین کو تو خوب کپڑے پہنائے ہیں! دن بھر وہ وہاں کھڑا کپڑے چنتا رہا اور جب گھر گیا تو اس کے جسم پر ہر چیز نئی تھی۔ ذرا اس کی پتلون دیکھئے! کس طرح چل رہا تھا، گردن اٹھائے بغیر بگلے کی طرح، سوچتا ہوگا ہوا میں اڑ رہا ہے!،،

دیومکا اوشاکوف کی بوٹا سی بیوی تو صندوق کے پاس گڑکے رہ گئی اور ہزار ہٹانے پر بھی ہٹنے کو تیار نہ تھی۔ اس نے ایک اونی اسکرٹ اٹھا لیا جو کبھی تیتوک کی بیوی کی ملکیت رہا تھا، اپنے پیر سلیپروں میں گھسائے اور پھول بوٹوں والی ایک شال بھی لپیٹ لی۔ تب جا کر یکایک لوگوں کو احساس ہوا کہ دیومکا کی بیوی کا ناک نقشہ اتنا سادہ اور سپاٹ نہیں تھا اور اس کا جسم بہت دلکش تھا۔ اور اگر اس بیچاری کی آنکھیں پنچائتی فارم کے اس ذخیرے کو دیکھ کر چندھیا گئیں تو اس میں بھلا حیرت کی کیا بات تھی۔ اس نے اپنی بپتا بھری زندگی میں پہلے کبھی نہ اچھا کھانا کھایا تھا، نہ کبھی نیا بلاؤز پہنا تھا۔ جب یاکوف لوکیچ نے صندوق سے عورتوں کے کپڑوں کا پورا ڈھیر نکال کر اس کے سامنے بکھیر دیا تو بھلا اس کے دکھ اور محرومی کے مارے ہوئے ہونٹ سفید کیسے نہ پڑتے؟ ہر سال اس نے بچے جنے تھے اور ان کو چیتھڑوں میں اور بھیڑ کی کھال کے ٹکڑوں میں لپیٹ کر پالا تھا۔ غم اور مسلسل محتاجی نے اس سے اس کی تازگی چھین لی تھی، اس کی صحت اور حسن پر دھول ڈال دی تھی۔ وہ خود گرمیوں بھر ایک تارتار اسکرٹ میں نظر آتی تھی۔ اور جاڑوں میں جب وہ اپنے اکلوتے بلاؤز اور اسکرٹ کو دھوتی تو بچوں کو لے کر چولھے پر بیٹھ جاتی کیونکہ اس کے پاس پہننے کو اور کچھ نہ ہوتا۔

''مہربانی کرو! مہربانی! میری بہنو مہربانی! شاید میں یہ

سے ایک قدم باهر چلا گیا۔ کوئی اور کتا هوتا تو بات هی اور هوتی لیکن یه کمبخت تو شیر سے بھی زیادہ خطرناک تھا!،،

''کتے کو کسی نے نہیں هشکارا تھا تم پر۔ سن گھڑت بات هے!،،

''ساکار، بھلے آدمی، تم کو یاد نہیں رها۔ تم خود اتنے ڈرے هوئے تھے که تمہارے گھٹنے کانپ رهے تھے۔ بھلا تمہیں یه سب کیسے یاد رهتا؟ هو سکتا هے میرے سمجھنے میں چوک هوگئی هو مگر اس وقت مجھے خیال آیا: 'اور جو یه ساکار بھاگ کھڑا هو تو کیا هو!'، اف کتنا مجھے کس طرح گھسیٹتا پھرا ــ مجھے ایک ایک لمحه یاد هے۔ اگر وه کتا یوں نه آجاتا بیچ میں تو وه تیتوک زنده بچ کر نہیں نکل سکتا تھا میرے هاتھ سے۔ میں بڑا خطرناک آدمی هوں!،،

ناگولنوف نے براسا منهه بنایا جیسے اس کے دانت میں درد هو رها هو اور داویدوف سے کہا:

''اس کو کچھ دے کر جان چھڑاؤ۔،،

لیکن آج دادا شوکار کی زبان اور دنوں سے زیادہ هی قینچی هورهی تھی۔

''ساکار، جب میں جوان تھا تو میرے گھونسے توپ کے گولے تھے۔،،

''بکی کہیں کے! هم یه سب بکواس سن چکے هیں! شاید تمہیں پیٹ پر اوندهانے کےلئے اس سے تگنی بڑی دیگ چاهئے اب؟ آخر تم اس کا علاج اگلی بار کس طرح کروگے؟،،

دادا شوکار پرچه لےکر دکھی دکھی چوٹ کھایا هوا، چپ چاپ، باهر چلا گیا۔ لیکن جب یاکوف لوکیچ نے اسے بھیڑ کی کھال کا بڑا کوٹ دیا تو اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کی آنکھوں میں طمانیت کی چمک پیدا هوگئی۔ اس نے کوٹ کا حاشیه دو انگلیوں سے پکڑکر اٹھایا، جیسے چٹکی سے نمک نکال رها هو۔ دامن کو یوں جھٹ سے اوپر اٹھایا جس طرح کسی عورت کا پاؤں اچانک پانی کے گڈھے میں چلا گیا هو اور وه گھبرا کر لہنگا اوپر اٹھا رهی هو۔ آخر میں خوب چٹخارے لےکر وه کزاکوں کے سامنے دورکی لینے لگا۔

''سلام!''

''مجھے ایک پرچہ لکھ کر دو۔''

''کیسا پرچہ؟''

''کپڑے لینے کے لئے پرچہ۔''

''کیوں تمہیں کپڑے کیوں پہنائیں؟'' ناگولنوف نے جو داویدوف کے پاس ھی بیٹھا تھا، تیوریاں چڑھائیں۔ ''بچھڑے کو مارنے کے صلے میں؟''

''ماکار، میرے یار، جو پرانا کینہ پالتے ھیں اور بھولے بسرے گناھوں کا حساب رکھتے ھیں جانتے ھو ان کا انجام کیا ھوتا ھے؟ تم ایسا سوال کیوں کرتے ھو؟ جب تیتوک کو بےدخل کیا گیا تو کس پر اس کی چوٹ پڑی؟ کامریڈ داویدوف اور میں نے چوٹ کھائی۔ اس کے سر پر تو بس ایک چوٹ آئی تھی، معمولی سی چوٹ، لیکن اس خبیث کتے نے میرے کوٹ کی کیا گت بنائی تھی؟ اتنا شاندار کوٹ اور اس کی دھجیاں اڑ گئیں! میں نے سوویتوں کے اقتدار کے لئے مصیبت اٹھائی ھے اور اب میں ھی ھر چیز سے محروم رھوں؟ میں کہتا ھوں کہیں اچھا ھوتا تیتوک میرا سر پھوڑ دیتا لیکن کوٹ پر ھاتھ نہ ڈالتا۔ وہ کوٹ میری بڑھیا کا تھا، بتاؤ تھا یا نہیں؟ اور جو وہ ھاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئی ھے اور کوٹ کوٹ چلایا کرتی ھے تو بتاؤ کیا کروں؟''

''اگر تم نہ بھاگتے تو کوٹ صحیح سلامت رھتا۔''

''نہ بھاگتے؟ لیکن ماکار میرے یار سنا نہیں تم نے تیتوک کی بیوی، وہ چڑیل، کس طرح پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑ گئی؟ اس نے اپنا کتا مجھ پر ھشکار دیا۔ 'پکڑ اس کو!'، چیخی۔ 'پکڑ اس کو، میرکو! یہی یہاں سب سے پاجی ھے!'۔ پوچھ لو کامریڈ داویدوف سے!''

''ھو تو تم بوڑھے لیکن جھوٹ کا پلندا۔''

''کامریڈ داویدوف تم ھی اس کو بتا دونا!''

''مجھے تو کچھ یاد نہیں۔''

''یسوع مسیح کی قسم، وہ یوں ھی چلائی تھی! ھاں یہ ضرور ھے کہ اس وقت میں کچھ ڈر سا گیا تھا۔ اور صحن

میں، سرخ پرچم پھڑ پھڑا رہا ہے، تڑپ رہا ہے ۔ نیچے جو بجلی کی ضیا پھوٹ رہی ہے اس سے سنور ہوکر یہ پرچم رواں سرخ خون کی طرح چمکتا اور لہراتا ہے۔ اس کی بھاری تہیں اور شکنیں ایک منٹ کو جھکتی ہیں، پھر زور کی ہوا آتی ہے اور پرچم کو اوپر اٹھاتی اور نچاتی ہے ۔ پرچم لہراکر پھڑ پھڑاتا ہے ۔ کبھی مغرب کی طرف لپکتا ہے، کبھی مشرق کی طرف اور اس کے دل میں بغاوت کا سرخ کوندا سا لپکتا ہے ۔ وہ جدوجہد کے لئے للکارتا ہے...

دو سال پہلے کوندرات سائداینکوف، جو سوویتوں کی کل روسی کانگرس کے لئے ماسکو آیا تھا، رات کو لال چوک پر نکلا ۔ اس نے لینن کا مقبرہ دیکھا، اس سرخ پرچم کو دیکھا جو فاتحانہ شان سے آسمان پر چمک رہا تھا اور جلدی سے اپنی گھوڑ سوار فوج والی ٹوپی اتارلی ۔ وہ دیر تک، ننگے سر، کسانوں والے کوٹ کے بٹن کھولے، بےحس و حرکت اور خاموش کھڑا رہا...

لیکن گریمیاچی لوگ میں رات کو سب کچھ خاموش ہے ۔ چاروں طرف ویران پہاڑیاں برف سے ڈھکی ہوئی چمک رہی ہیں ۔ گھاٹیوں اور پہاڑی ڈھلانوں پر جھاڑیاں گہرے نیلے سائے میں کھوئی ہوئی ہیں ۔ ''دب اکبر،، ستاروں کا جھرمٹ افق کو چھوتا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔ گاؤں سوویت کے قریب سفیدے کا لمبا پیڑ آسمان کے اندھیرے گنبد میں ایک سیاہ موم بتی کی طرح نظر آتا ہے ۔ ایک چھوٹاسا چشمہ جو ندی میں جا گرتا ہے عجیب پر اسرار سا شور مچاتا ہوا دوڑتا ہے ۔ بہتے ہوئے پانی میں ستارے جھلملاتے ہیں اور لگتا ہے کہ وہ آسمان سے اتر آئے ہیں ۔ اگر کوئی کان لگاکر سنے تو اسے رات کے سناٹے میں خرگوشوں کے گھاس اور ٹہنیوں پر منہہ مارنے کی آواز سنائی دےگی — خرگوشوں کے دانت کٹکٹانے کی آواز جو لکڑی کے رس سے پیلے پڑ گئے ہیں ۔ چیری کے پیڑ کے تنے پر برستی ہوئی چاندنی میں اندر سے رستا ہوا گوند، جو پالے میں جم گیا ہے، کہربا کی طرح مدھم مدھم چمک رہا ہے ۔ ذرا کوئی اسے کرید کر، ہاتھ میں لے کر دیکھے : گوند کی چھوٹی سی گولی، جو پکے ہوئے آلوچے کی طرح نظر آتی ہے اور جس پر بڑی نرم شگفتگی اور تازگی کی چکناہٹ چڑھی ہوئی ہے ۔ تھوڑی تھوڑی دیر پر کسی ٹہنی سے برف ٹپکتی ہے اور رات اس کی بلوریں گونج

''اھا، اسے کہتے ھیں کوٹ! یہ ھے اپنے خون پسینے کی کمائی! سب جانتے ھیں جب تیتوک کی ملکیت ضبط کی گئی تو وہ کس طرح لوھے کی سلاخ لے کر کامریڈ داویدوف پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے سوچا: 'میرا دوست مارا جائے گا۔'، پھر کیا تھا اس کو بچانے کے لئے بالکل شیر کی طرح جھپٹ پڑا اور اس سے سلاخ چھین لی۔ اگر میں نہ ھوتا تو داویدوف کا قصہ پاک تھا۔،،

''کہنے والے تو کہتے تھے کہ تم کتے کے ڈر سے بھاگے اور اوندھے منہہ گرے اور کتے کو جو موقع ملا تو وہ سور کے کانوں کی طرح تمھارے کان نوچنے لگا،، اس کی ڈینگیں سنتے سنتے کسی نے عاجز آ کر کہا۔

''بکواس! واہ لوگ بھی کیسی کیسی باتیں بناتے ھیں — سچ کی قدر تو رھی نہیں بالکل! کتا، کیا کہا کتا؟ کتا تو بالکل واھیات، فضول سا جانور ھوتا ھے۔ کیا وہ تو کوئی بات نہیں سمجھتا۔ ،، دادا شوکار نے بڑے مزے میں بات بدل دی۔

انیسواں باب

رات...

گریمیاچی لوگ کے شمال میں، لمبی لمبی گھاس والے پھیلے ھوئے تاریک میدانوں کے اس پار، نالوں اور چشموں سے اور آگے، گھنے جنگلوں سے بھی بہت آگے، سوویت یونین کی راجدھانی ھے۔ یہ شہر بجلی کی روشنیوں میں جگمگا رھا ھے۔ ان کی مرتعش نیلگوں روشنی اونچے اونچے مکانوں کے اوپر چھائی ھوئی ھے، جیسے یہ کسی بہت بڑی اور خاموش آگ کا عکس ھو اور اس ضوفشانی میں آدھی رات کے چاند ستاروں کی جوت ماند پڑ گئی ھے۔

گریمیاچی لوگ سے ڈیڑھ ھزار کلومیٹر دور، ھمارا ماسکو، پتھروں کا لباس پہنے رات کو بھی زندگی کی چہل پہل سے بھرپور رھتا ھے۔ انجن کی سیٹیاں زور زور سے دیر تک گونجتی رھتی ھیں، موٹروں کے ھارن اور ٹراموں کی کھڑکھڑاھٹ بہت بڑے اکارڈین کا نغمہ بن جاتے ھیں۔ لینن کے مقبرے کے پیچھے، کریملن کی دیوار کے پیچھے، سرد چیختی ھوا کی موجوں میں، روشن آسمان کے سائے

خدا سے کرتے رهتے هیں اور امیروں کی شکائت جنهوں نے ساری دولت پر قبضه جما لیا هے۔ مگر خدا نے غریبوں سے کہا هے که صبر سے کام لو۔ اگر خدا کو غصه آگیا که غریب روتے چلاتے رهتے هیں تو وه ان کے تمام آنسو اکٹھا کرکے ان کو کہرے میں بدل دےگا اور پهر اس کہرے کو نیلے سمندروں پر پهیلا دیگا اور آسمان نگاهوں سے اوجهل هو جائےگا۔ تب جهاز راسته کهو بیٹھیں گے اور ان میں سے کوئی نه کوئی سمندر کی کسی چٹان سے ٹکرا کر ڈوب جائیگا یا خدا آنسوؤں سے شبنم بنائےگا۔ اور ایک دن وه نمکین شبنم دور اور نزدیک تمام ساری دنیا کے اناج پر گرےگی اور اس کا تیز نمک تمام فصل کو جلا دےگا اور ساری دنیا میں قحط اور بھوک پهیل جائےگی۔ سو دیکھو، غریبوں کےلئے رونا بالکل منع هے۔ تم نه روؤ۔ ورنه تمهارے آنسو تم پر آفت بن کر برسیں گے۔ سمجھے میرے لال؟'' اور پهر وه زور سے بولی: ''کوندرات، خدا سے دعا کر! تیری دعائیں خدا تک هماری دعاؤں سے زیاده جلدی پهنچیں گی۔''

''کیا هم غریب هیں ماں؟ کیا همارے ابا غریب هیں؟'' ننهے کوندرات نے اپنی خداترس ماں سے پوچها تها۔

''هاں هم غریب هیں۔''

کوندرات پرانے عیسائیوں والی یسوع مسیح کی سیاه شبیه کے سامنے دوزانو هو گیا اور دعا مانگنے لگا۔ اس نے ننهے ننهے هاتهوں سے اپنی آنکهیں خشک کیں، تاکه برهم خدا کو دور دور اس کی آنکهوں میں آنسو نظر نه آئیں۔

کوندرات وهاں پڑا پڑا، اپنی یادوں میں ماضی کی جهلکیاں دیکهتا رها۔ جیسے ماهی گیر اپنے جال کا جائزه لیتا هے۔ وه اور اس کا باپ پهلے دون کے کزاک تهے اور اب وه پنچائتی کسان تها۔ نه جانے اس نے کتنی لمبی راتیں گزار دی تهیں، راتیں جو استیپ میں دوڑتی هوئی سڑکوں کی طرح لمبی تهیں۔ کوندرات کے باپ نے جب وه کزاک رجمنٹ میں تها، ایوانووا — ووزنیسینسک کے هڑتالی بنکروں پر کوڑے برسائے اور تلوار سے ان کے سر قلم کئے تهے۔ اس نے مل مالکوں کے مفادات کی حفاظت کی تهی۔ اس کا باپ مرچکا تها۔ وه خود جوان هوچکا تها۔ ۱۹۲۰ء میں اپنے سوویت اقتدار کی

کو دبا دیتی ہے۔ چیری کی شاخوں پر پھوٹتی ہوئی کونپلیں، جن پر بھوری بھوری دھاریاں پڑی ہوئی ہیں، بالکل ساکت ہیں۔ بچے ان کو ''کوئل کے آنسو،، کہتے ہیں۔

سناٹا...

اور صرف صبح سویرے، جب ماسکو کی ھوا ابرآلود شمال سے بہتی ہے، اور اپنے سرد پروں پر اڑتی ہوئی برف زاروں سے گذرتی ہے، تو گریمیاچی لوگ میں صبح کی پہلی آواز گونجتی ہے۔ تب سفیدے کی ننگی شاخیں سرسراتی ہیں، تب دانہ چگنے کےلئے راتوں کو کھلیان کے آس پاس اترنےوالے تیتر چہچہاتے ہیں اور ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ اس کے بعد اڑکر دن بھر کےلئے گڈھوں کے ریتیلے ڈھلانوں پر گھاس اور جھاڑیوں میں چھپ جاتے ہیں اور بکھرے ہوئے تنکے اور اپنے پنجوں کے نقش و نگار بھوسے کی کوٹھی کے پاس برف پر چھوڑ جاتے ہیں۔ تب بچھڑے اپنی ماؤں کو پکارتے ہیں، پنچائتی فارم کے مرغے زور زور سے بانگ دیتے ہیں اور تب اوپلوں کا کڑوا کسیلا، خشک دھواں پورے گاؤں پر تیرنے لگتا ہے۔

لیکن جب گاؤں پر رات چھا جاتی ہے تو وہاں کوندرات مائدانیکوف واحد آدمی ہوتا ہے جو جاگتا ہے۔ خانہ ساز تمباکو کے تلخ مزے سے اس کا منہہ خشک اور سر لوہے کے گھنٹے کی طرح بوجھل ہو جاتا ہے اور تمباکو کے کش لگاتے لگاتے اس کا جی متلانے لگتا ہے۔

آدھی رات۔ کوندرات تصور ہی تصور میں ماسکو کے اوپر چھائی ہوئی روشن دھند دیکھتا ہے، کریملن کے اوپر لہراتے ہوئے اسی سرخ پرچم کو دیکھتا ہے جس کی پرواز میں عجیب جوش اور بہاؤ ہے، جو ایک بےکنار دنیا پر چھایا ہوا ہے، جہاں ابھی کوندرات جیسے دوسرے محنت کش آنسو بہا رہے ہیں، وہ لوگ جو سوویت یونین کی سرحدوں کے باہر رہتے ہیں۔ اور اسے اپنی ماں کے وہ بول یاد آتے ہیں جو ماں نے اس کے بچپن کے آنسو پونچھنے کے لئے کہے تھے:

''مت رو، ننھے کوندرات، خدا کو خفا نہ کر۔ ویسے ہی غریب لوگ ساری دنیا میں روزانہ بہت رو لیتے ہیں، وہ اپنی غربت کی فریاد

کی بانگ دے دیا کرے۔ اب تو کوئی اسے یہ بتانے والا بھی نہیں کہ رات کتنی بیتی، کتنی نہیں بیتی۔

یہ اکتاھٹ اس کا پیچھا صرف اس وقت چھوڑتی ھے جب وہ پنچائتی فارم کے اصطبلوں اور باڑوں میں ڈیوٹی دیتا ھے۔ دن کو وہ جلد از جلد گھر سے نکل جانا چاھتا ھے تاکہ نگاھیں خالی صحن کی ویرانی میں نہ چکرائیں، تاکہ بیوی کی غم گین آنکھیں اس سے کچھ پوچھ نہ لیں۔

اور اب، اس وقت، وہ اس کے پہلو میں پڑی سورھی ھے۔ اس کی سانس کا آھنگ متوازن ھے۔ چولھے کے اوپر، کگر پر، ننھی خریستینا نیند میں پہلو بدلتی ھے، بڑے بھولے پن سے اپنے ھونٹ چاٹتی ھے اور کچھ بڑبڑاتی ھے: ''بابا! اتنی جلدی نہیں، اتنی جلدی نہیں!،، شاید اس کے خواب بچپن کے معصوم اور مسرت بھرے خواب ھیں۔ وہ مزے میں زندگی گزارتی ھے، بڑی آسانی سے سانس لیتی ھے۔ ماچس کی ایک خالی ڈبیہ تک اس کا دل خوش کرنے کےلئے کافی ھے۔ اس کے ھاتھ میں یہ ڈبیہ چیتھڑوں سے بنی گڑیا کےلئے برف گاڑی بن جاتی ھے۔ وہ شام تک اسی برف گاڑی میں مگن رھےگی۔ اور کل اس کے لئے اپنے ساتھ ایک نیا کھیل لائےگا۔

لیکن کوندرات کے خیالات کی دنیا کچھ اور ھے۔ وہ ان ھی میں چکر لگاتا رھتا ھے جس طرح جال میں مچھلی تڑپتی ھے۔ ''میں اس موہ مایا کی لعنت سے کب چھٹکارا پاؤں گا؟ اے شیطانی چشمے تیرے سوتے کب خشک ھوں گے؟ یہ سب کیا ھے؟ میں دوسروں کے گھوڑوں کے پاس سے گزرتا ھوں تو میرے دل کو کچھ نہیں ھوتا لیکن جیسے ھی اپنےوالے کے پاس پہنچتا ھوں، اس کی پشت پر پڑی ھوئی سیاہ پٹی نظر آتی ھے، اور جیسے اس کا داغا ھوا بایاں کان نظر آتا ھے، تو جیسے میرے دل پر چوٹ سی لگتی ھے، اس آن وہ مجھے اپنی بیوی سے بھی زیادہ عزیز معلوم ھوتا ھے۔ جی چاھتا ھے اس کو سب سے رسیلی پیال دو، جس کی کھونٹیاں سب سے چھوٹی اور سب سے میٹھی ھوں۔ اوروں کا بھی یہی حال ھے۔ اپنے گھوڑوں کے پاس پہنچ کر جیسے ان کے پاؤں زمین میں گڑ جاتے ھیں۔ وہ دوسروں کے گھوڑوں کی ذرا سی پروا نہیں کرتے۔ لیکن اب کوئی گھوڑا کسی اور کا نہیں ھے۔ وہ سب ھمارے ھیں۔ لیکن

حفاظت کرنے کے لئے اس نے سفید پولستانیوں اور ورانگل* کے سپاهیوں کو، سولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ یہ اقتدار ایوانووا — ووزنیسینسک کے ان هی بنکروں کا اقتدار تھا، جو فیکٹری کے سالکوں اور ان کے زرخرید دلالوں کے خلاف تھا۔

تب اور اب — کتنا فرق ہے۔ کوندرات کا بھروسہ کب کا خدا پر سے اٹھ چکا ہے۔ اس کا اعتقاد کمیونسٹ پارٹی پر ہے، جو ساری دنیا کے محنت کشوں کو آزادی کی راہ پر لے جا رهی ہے، جو انسانیت کو مستقبل کے نیلے آسمانوں کی طرف لے جارهی ہے۔ وہ اپنے سارے مویشی، اپنی ساری مرغی چرغی پنچائتی فارم میں پہنچا چکا ہے۔ اب اس کا خیال یہ ہے کہ صرف وهی جو کام کرتا ہے کھانے کا اور گھاس پر چلنے کا حق رکھتا ہے۔ اس کے قدم سوویت اقتدار کی زمین پر مضبوطی سے جم چکے هیں۔ لیکن رات کو سو نہیں سکتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنی ملکیت کو کھو دینے کا چھپا هوا غم، جو مویشی اس کے کام میں ساتھی رہے تھے ان سے محروم هو جانے کا غم اب بھی اس کے دل کو ڈستا ہے۔ حالاں کہ یہ سب اس نے اپنی مرضی سے بیچ دیا ہے۔ غم اس کے دل میں کھٹک رها ہے اور کسک اور تڑپ اسے مرجھائے دے رهی ہے۔

پہلے وہ سارا دن مصروف رهتا تھا۔ صبح کے وقت بیلوں اور بھیڑوں، گائے اور گھوڑے کو چارہ دیتا، ان کو پانی پلاتا۔ کھانے کے وقت غلہ گاهنے کی چوکی سے کچھ اور پیال لاتا اور کیا مجال جو ایک تنکا بھی ضایع هو جائے۔ پھر رات کو بار بار وہ مویشی خانے میں جاتا اور دیکھ بھال کرتا، سب ٹھیک ٹھاک تو ہے نا! جو پیال ادھر ادھر بکھر جاتی اس کو پھر تھان پر ڈال دیتا۔ ملکیت کی فکر اس کے لئے خوشی کا سامان تھی۔ لیکن اب سب کچھ کوندرات کے صحن میں خالی ہے، مردہ۔ اب باهر جانے کو وهاں کیا رکھا ہے۔ تھان خالی هیں۔ کھلے پھاٹک بھائیں بھائیں کر رہے هیں۔ ایک مرغا تک تو نہیں جو رات کے سناٹے میں کبھی کبھار ککڑوں کوں

---

*ورانگل، پ۔ ن۔ (۱۸۷۸ء — ۱۹۲۸ء) — زار کی فوج کا جنرل۔ روس کے جنوب میں انقلاب دشمنی منظم کرنے والوں میں سے تھا۔

نہیں کیا؟ تم پیچھے کیوں رہ گئے؟ اگر تم چاہتے اس کے لئے تن من سے کام کرتے تو آج تمہارے یہاں انقلاب آچکا ہوتا۔ لیکن تم بس یونہی وقت کاٹ رہے ہو اور کسی طرح اصلی کام شروع نہیں کر سکتے۔ تم پچھڑ گئے ہو اور نہیں جانتے کہ کس طرف جا رہے ہو۔ کیا تم اپنے دیس کی سرحدوں کے باھر نہیں دیکھ سکتے؟ تم محسوس نہیں کرسکتے کہ ھمیں اپنے ملک کو بنانے میں کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟ ہم مفلسی کا شکار ھیں، ھمارے پاؤں میں جوتی نہیں ہے، تن پر کپڑا نہیں ہے۔ لیکن ہم دانت بھینچ کر اپنا کام کر رہے ھیں۔ میرے بھائی، تمہیں ایک دن شرم آئےگی کہ تمہارا سارا کام بھی ہم نے ھی کیا اور تنہا کیا! جی چاھتا ہے کہ کوئی بہت اونچا سا مچان بنا دے اور میں اس پر چڑھ کر تم سے مخاطب ہوں، تمہیں کھری کھری سناؤں، سچ!،،

آخر کوندرات کو نیند آجاتی ہے۔ سگریٹ ھونٹوں سے ٹپک کر اس کی اکلوتی قمیض کو جلاتی ہے اور اس میں ایک بڑا سا سوراخ ھوجاتا ہے۔ وہ گھبرا کر اٹھتا ہے، دبی دبی سانس کے ساتھ اپنے آپ کو کوستا ہے اور رات کے اندھیرے میں سوئی تلاش کرتا ہے۔ خیریت اسی میں ہے کہ اسی وقت مرمت ھو جائے ورنہ صبح ھی صبح اس کی بیوی آننا اسے دیکھ کر کم از کم دو گھنٹے لکچر پلائےگی۔ لیکن سوئی نہیں ملتی اور اسے پھر نیند آجاتی ہے۔

صبح تڑکے وہ اٹھتا ہے، صحن میں جاتا ہے اور اسے یکایک عجیب سی آواز سنائی دیتی ہے۔ پنچائتی فارم کے سارے مرغے، جو ایک مرغی خانے میں بند ھیں سرمیں سرمیں ملا کر ایک ساتھ بانگ دے رہے ھیں۔ کتنا زوردار کورس ہے! کوندرات نیند کی ماتی آنکھیں حیرت سے کھول دیتا ہے۔ اور کوئی دو منٹ تک مرغوں کا شور سنتا رھتا ہے۔ اور جب آخری مرغے کی ''ککڑوں کوں،، بھی ختم ھوتی ہے تو وہ غنودگی میں مسکراتا ہے۔ ''کیسا شور مچاتے ھیں، شیطان! جیسے پورا بینڈ بج رہا ھو۔ جو لوگ پاس پڑوس میں رھتے ھوں گے، ان کی نیند تو حرام ھوئی۔ پہلے یہ شور پورے گاؤں میں ھوتا تھا۔ سب کی بانگ دور دور الگ الگ۔ آہ، کیا زندگی تھی!،، وہ پھر بستر پر دراز ھو جاتا ہے۔

ہوتا یہی ہے۔ لوگ گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنا نہیں چاہتے، کوئی بھی ان سے سروکار نہیں رکھنا چاہتا۔ کل کوژنکوف کی ڈیوٹی تھی لیکن اس نے گھوڑوں کو خود پانی پلانے کے بجائے اپنے چھوکرے کو بھیج دیا۔ چھوکرا ایک گھوڑے پر بیٹھ گیا اور باقی گھوڑوں کو دوڑاتا ہوا دریا پر لے گیا۔ کچھ نے پانی پیا، کچھ نے نہیں پیا۔ پھر سب دوڑتے ہوئے اصطبل میں واپس آئے۔ اور جو اس کے خلاف ایک لفظ بھی منہہ سے نکالو تو وہ یوں آنکھیں نکال کر گھورےگا۔ 'اپنے کام سے کام کیوں نہیں رکھتے تم!'، دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی تھا خون پسینے کی کمائی کا تھا۔ میں سمجھتا ہوں جو لوگ گردن گردن دولت کی دلدل میں دھنسے ہوئے تھے، ان کو اتنا برا نہ لگتا... کل داویدوف کو بتانا پڑےگا کہ کوژنکوف نے گھوڑوں کو کس طرح پانی پلایا۔ اگر اسی طرح ان کی دیکھ بھال ہوئی تو بہار تک یہ گھوڑے کسی کام کے نہیں رہیں گے۔ ہاں کل صبح ذرا ایک نظر چوزوں پر بھی ڈال لینی چاہئے — عورتیں کہہ رہی تھیں کہ سات چوزے تو گھٹ کر مر گئے۔ ہر کام کتنا مشکل ہے! سمجھ میں نہیں آتا اس وقت تمام چوزوں کو ایک ہی جگہ سمیٹ کر رکھنے کی ضرورت کیا تھی؟ کون جانے ان میں سے ہر ایک ہمارے لئے چھوڑ دیا جاتا —تو یہ مرغے بانگ دےکر کم سے کم وقت تو بتا دیا کرتے... ادھر کوآپریٹیو کی دوکان کا یہ حال ہے کہ کچھ بھی نہیں اور خریستینا ننگے پاؤں دوڑتی پھرتی ہے۔ جو بھی ہو لیکن کم سے کم اس کے پاس جوتیاں تو ہونی چاہئیں! داویدوف سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ نہیں، اس کو جاڑا تو گھر کے اندر ہی بتانا پڑےگا اور گرمیوں میں جوتوں کے بغیر کام چل جائےگا۔،،

کوندرات کو ان ضرورتوں کا خیال آتا ہے جن کی وجہ سے پانچ سالہ منصوبہ پورا کرنے کے لئے ملک مصیبت جھیل رہا ہے۔ وہ ٹاٹ کے کمبل کے اندر مٹھیاں بھینچ لیتا ہے اور بڑی نفرت سے مغربی ملکوں کے ان مزدوروں سے خطاب کرتا ہے جو کمیونسٹوں کا ساتھ نہیں دیتے: ''تمہیں اپنے آقاؤں سے اچھی اجرت کیا ملی، تم نے ہمیں بیچ دیا! تم نے اپنے آرام کےلئے ہم سے اپنے بھائیوں سے غداری کی! ایسا کیوں ہوا کہ تم نے اپنے ملکوں میں سوویت اقتدار کیوں حاصل

''هٹاؤ بھی دادا اکیم! بچوں کی بات ہی کیا؟''
''اساں، بچے ہی ہوتے تب بھی خیر کوئی بات نہیں تھی - مگر اب تو ان کی فوج میں عورتیں بھی شامل ہو رہی ہیں - کل میں کھانا کھانے گھر جا رہا تھا - ناستینکا دونیتسکووا کنوئیں پر کھڑی پانی نکال رہی تھی - 'دادا مرغیوں کی دیکھ بھال ہورہی ہے؟' پوچھنے لگی - 'ہاں ہو رہی ہے'، میں نے کہا - 'کچھ مرغیاں انڈے دیتی ہیں، دادا؟' 'ہاں دیتی تو ہیں، لیکن کچھ ٹھیک ٹھاک نہیں'، میں نے جواب دیا اور وہ کالمیک گھوڑی چمک کر بولی: 'دیکھو، جتائی کا وقت آنے تک اگر ٹوکرا بھر انڈے نہ ہوئے تو تمہیں ہی ان مرغیوں پر چڑھوا دیں گے - '، اب میں بوڑھا ایسی پھبتیوں کا نشانہ بننے کے لئے رہ گیا ہوں - میں اس کام کو بالکل پسند نہیں کرتا - ''

بڈھا کچھ اور کہنا چاہتا تھا - لیکن ٹھیک اسی وقت گھیرے کے پاس دو مرغے ایک دوسرے سے الجھ پڑے - ایک کے تاج سے خون نکل پڑا اور دوسرے کے پوٹے کے پر ہوا میں اڑنے لگے - اکیم ان کی طرف چل دیا - اس کا ہتھیار ایک ٹہنی تھی جو ہوا میں گھوم رہی تھی -

اگرچہ ابھی سویرا تھا، مگر پنچائتی فارم کا دفتر کھچا کھچ بھرا تھا - دو گھوڑوں والی برف گاڑی صحن میں کھڑی داویدوف کا انتظار کر رہی تھی، اسے ضلع مرکز جانا تھا - لاپشینوف کا گھوڑا بھی برف پر کھڑا ٹاپیں ماررہا تھا - لیوبیشکین اس کے پاس کھڑا زین کی پٹی کس رہا تھا - وہ بھی سفر کی تیاری کر رہا تھا - وہ توبیانسکی جا رہا تھا جہاں اسے مقامی پنچائتی فارم کے انتظامیہ سے مل کر غلے کی صفائی چھنائی کی مشین کے لئے کچھ انتظام کرنا تھا -

کوندرات پہلے کمرے میں گیا - مرکز سے آیا ہوا ایک محاسب یہی کھاتہ دیکھ رہا تھا - یاکوف لوکیچ سامنے بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا - وہ اب بجھا بجھا سا رہنے لگا تھا اور اس کے گال کچھ دھنس سے گئے تھے - پنچائتی فارم کے وہ ممبر جن کو پنچائتی فارم کے کام کے منتظم نے پیال اور چارہ ڈھونے کا کام سونپا تھا بھیڑ لگائے کھڑے تھے - کونے میں تیسری ٹیم کا لیڈر، چیچک رو اگفون دوبتسوف اور مولیا تولیا ارکاشکا، گاؤں کے اکلوتے لوہار اپولت

* * *

ناشتے کے بعد وہ مرغیوں کے صحن میں گیا۔ بسھلیبنوف نے غصے سے چیخ کر اس کو آواز دی:

''اس وقت یہاں کیوں منڈلا رہے ہو؟،،

''سوچا دیکھوں تم مرغیوں کے ساتھ کس طرح گزر بسر کر رہے ہو۔ کیوں دادا زندگی کیسی کٹ رہی ہے؟،،

''زندگی؟ کبھی ہوتی ہوگی زندگی۔ اب تو اس زندگی کے چکر سے نکل جانا ہی بہتر۔ ،،

''کیوں، ایسا کیوں؟،،

''مرغیوں کی رکھوالی کے اس کام نے تو میرا بیڑا غرق کر دیا!،،

''وہ کیسے؟،،

''ذرا ایک دو دن کرکے دیکھو پھر خود ہی معلوم ہو جائےگا یہ مریل مرغے دن بھر ایک دوسرے کو نوچا کرتے ہیں۔ ان کو ہنکاتے ہنکاتے تو میری ٹانگیں جواب دے گئیں۔ سوچوگے مرغیاں اتنی بری نہیں ہوں‌گی۔ نازک جو ٹھہریں۔ مگر یہ بھی ایک دوسرے کی چٹیا نوچتی اور صحن بھر میں بھاگتی دوڑتی ہیں! لعنت ہو اس کام پر! آج میں داویدوف کے پاس جا رہا ہوں۔ کہوں‌گا اس کام سے توبہ، مجھے شہد کی مکھیوں کا کام دے دو!،،

''دادا، جلد ہی ان کی آپس میں بننے لگےگی۔ ،،

''لیکن اس سے پہلے کہ ان کی آپس میں بنے، میری تو جان پر بن آئےگی۔ اماں، مردوں کا کام ہے یہ؟ تم جو بھی کہو، بھئی میں ٹھہرا کزاک۔ ترکی کی مہم میں ہاتھ دکھا چکا ہوں۔ اور لو یہاں یاروں نے مجھے مرغیوں کی فوج کا سپہ‌سالار بنا ڈالا! اور مجھ سے توقع ہے کہ مجھے یہ کام اچھا لگےگا! دو دن ہوئے جب سے یہ کام گلے پڑا ہے گاؤں بھر کے لونڈے جان کو آگئے ہیں میری۔ جب دیکھو چیخ رہے ہیں: 'دادا مرغی بان! دادا اکیم مرغی بان!'، زندگی بھر لوگوں نے میرا احترام کیا ہے۔ اور آخر وقت میں یہ لقب مل رہا ہے۔ کیا مرتے مرتے یہی تمغہ ہوگا سینے پر؟ نہیں بھائی میں بھر پایا، میری توبہ!،،

رکاوٹ پیدا ہو۔ میں نے ادھر ادھر پوچھ گچھ کی تو معلوم ہوا کہ یہ افواہیں کہاں سے پھیلی ہیں۔ پرسوں یہاں گاؤں میں ایک راہبہ آئی تھی، وائسکووائی سے۔ اس نے تیموفئی بورشچیوف کے گھر رات گزاری اور لوگوں کو بتایا کہ یہ تمام مرغیاں اس لئے اکٹھا کی گئی ہیں کہ سب شہر روانہ کردئیے جائیں۔ وہاں ان کا سوپ پکےگا اور شہروالے مزے اڑائیں گے۔ پھر ہم بوڑھی عورتوں کے لئے چھوٹی چھوٹی کرسیاں بنوائیں گے، خاص قسم کی، جن پر پیال پڑی ہوگی اور ان کو مجبور کیا جائےگا کہ وہ ان پر بیٹھیں۔ جو عورت بھی بغاوت کرےگی کرسی سے باندھ دی جائےگی!،،

''اب وہ راہبہ کہاں ہے؟،، ناگولنوف نے جو یہ باتیں غور سے سن رہا تھا، جلدی سے پوچھا۔

''چل دی۔ وہ تو ایسی کچھ کچی گولیاں نہیں کھیلتیں، جھوٹ کا پٹارہ کھولا، اپنا کام کیا اور آگے چل دیں!،،

''ان سب کالے کوؤں کو گرفتار کر لینا چاہئے اور وہیں ڈال دینا چاہئے جہاں ان کی جگہ ہے۔ افسوس میری مڈبھیڑ نہ ہوئی اس سے! اس کا سر اسکرٹ میں باندھ کر اچھی طرح مرمت کرتا اس کی۔ تم اپنے آپ کو گاؤں سوویت کا صدر کہتے ہو اور حال یہ ہے کہ جو چاہے آئے اور گاؤں میں رات کاٹ کر چلا جائے۔ واہ کیا نقشہ ہے!،،

''کیا کروں، ہر شخص کا سایہ بن جاؤں!،،

داویدوف بھیڑ کی کھال اوڑھے میز کے پاس بیٹھا موسم بہار میں کھیتی باڑی کے اس منصوبے پر آخری نظر ڈال رہا تھا جسے عام میٹنگ نے منظور کیا تھا۔ اس نے کاغذ سے سر اٹھائے بنا کہا:

''بدنام کرنے کےلئے ہمارے خلاف طرح طرح کی افواہیں پھیلانا دشمن کی پرانی چال ہے۔ وہ ہمارے سارے تعمیری کام پر کالک پوتنا چاہتا ہے۔ اور بعض مرتبہ ہم خود ہی دشمن کے ہاتھ میں ترپ کا پتہ تھما دیتے ہیں، اب مرغیوں کے سلسلے ہی میں دیکھ لو ہم نے کیا کیا!،،

''کیا مطلب؟،، ناگولنوف کے نتھنے پھڑکنے لگے۔

''مرغیوں کو پنچائتی ملکیت بنانے کی کیا ضرورت تھی؟،،

''تمہارا خیال غلط ہے!،،

شالی سے بحثابحثی میں محو تھے۔ رازمیوتنوف کی تیز اور چمکتی ہوئی آواز پہلو والے کمرے سے سنائی دی۔

وہ ابھی ابھی آیا تھا اور جلدی جلدی داویدوف سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا:

''آج صبح ھی صبح چار بوڑھی عورتیں مجھ سے ملنے آئیں۔ سیشکا اگناتیونک کی ماں اولیانا لائی تھی ان سب کو۔ جانتے ھو اس کو؟ نہیں جانتے؟ بڑھیا ھے نو من کی اور ناک پر یہ بڑا سا مسہ۔ ھاں تو چاروں آئیں۔ یہ نو من کی رانی ایسے غصے میں تھی کہ کچھ نہ پوچھو۔ ناک کا مسہ اب پھٹا کہ تب پھٹا۔ سیدھے مجھ پر چڑھ دوڑی۔ 'سن لو، تم ایسے اور ویسے، یہ اور وہ، میرے یہاں سوویت میں لوگ بیٹھے ھیں اور وہ ھے کہ پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے۔ جدھر جاتا ھوں لعنت کی طرح ساتھ! میں سختی سے کہتا ھوں: 'بک بک بند کرو ورنہ میں تم کو مرکز بھیج دوں گا اور وھاں تمھیں حکم عدولی کی سزا دی جائےگی۔ تم آخر چیخ کیوں رھی ھو؟'، میں پوچھتا ھوں۔ 'کیا کر رھے ھو تم؟ بڑھیوں سے کھیلواڑ کر رھے ھو کیا؟'، وہ چیختی ھے۔ 'تم بڑھاپے کا مذاق اڑاتے ھو، یہ ھمت؟'، بڑی مشکل سے آخر اس نے بتایا کہ معاملہ کیا ھے۔ کہیں سے کمبختوں نے یہ سن لیا تھا کہ ساٹھ سے اوپر کی تمام عورتوں سے جو کام کاج کے قابل نہیں ھیں، موسم بہار میں انتظامیہ...،، رازمیوتنوف کے گال سارے ھنسی کے پھولنے لگے۔ ''کہےگی کہ چونکہ انڈے سینےوالی مشینوں کی کمی ھے اس لئے یہ کام بوڑھیوں کو کرنا پڑےگا۔ بس اسی بات پر وہ اتنی چراغ پا ھو رھی تھیں۔ بڑھیا اولیانا تو سور کی طرح چیخ رھی تھی: 'ایں مجھے انڈوں پر بٹھائےگا؟ دیکھ لینا کیا مجال جو ایک انڈے پر بیٹھ جاؤں! مار مار کہ تم سب کا بھرکس بنا دوں‌گی اور خود ڈوب مروں‌گی!'، ان سے کسی طرح بات کرنا، ان کو سمجھانا مشکل تھا۔ 'حسینہ اولیانا دیکھو کہیں سچ مچ نہ ڈوب مرنا!'، میں نے کہا۔ 'ویسے بھی ھماری ننھی منی ندی میں اتنا پانی کہاں ھے کہ تم اس میں ڈوب سکو۔ یہ آگ بھی محض کولاکوں کی لگائی ھوئی ھے'۔ کامریڈ داویدوف، دیکھ رھے ھیں آپ معاملہ کتنا دگرگوں ھے! ھمارے دشمن طرح طرح کی افواھیں محض اس لئے پھیلا رھے ھیں کہ ھمارے کام میں

ساتھ ہونا چاہئے! عورتوں کو پنچائتی فارم میں عملی حصہ لینا ہے۔ پکی بات!،، اور وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

''آؤ، ما کار، مرغیوں کو ان کے گھر روانہ کردیں۔ داویدوف نے بالکل ٹھیک کہا۔،،

رازمیوتنوف نے ناگولنوف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔ ناگولنوف کھڑکی کے چھجے پر بیٹھ گیا۔ وہ ٹوپی کو ہاتھ سے مروڑ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بغیر کسی آواز کے ہل رہے تھے۔ تین منٹ گزرگئے۔ ما کار نے تیزی سے سر اٹھایا اور اس کی آنکھیں رازمیوتنوف کی صاف گو اور روشن آنکھوں سے ٹکرائیں۔

''ٹھیک ہے۔ ہم سے بڑی چوک ہوئی ہے۔ مانتے ہیں۔ اس شیطان داویدوف کا ایک دانت تو ضرور غائب ہے۔ مگر سو کی ایک بات کہتا ہے۔،، اور وہ بڑے بےتکےپن سے مسکرایا۔

داویدوف برف گاڑی پر بیٹھ رہا تھا اور کوندرات مائدانیکوف اس کے پاس کھڑا تھا۔ دونوں بڑے جوش سے کچھ باتیں کررہے تھے۔ کوندرات نے ہاتھ ہلایا اور کوئی بات بہت گرم ہوتے ہوئے کہی۔ گاڑی‌بان بڑی بےصبری سے لگام سے کھیل رہا تھا اور اس نے اپنی سیٹ کے نیچے چابک کو اپنی جگہ پر اٹکا دیا۔ داویدوف سنتا رہا اور ہونٹ کاٹتا رہا۔

رازمیوتنوف نے نیچے اترتے ہوئے داویدوف کو یہ کہتے سنا:

''اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے! دھیرج سے کام لو۔ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم سب ٹھیک کرلیں گے! ہم جرمانے کا ضابطہ بنائیں گے اور ہر ٹیم لیڈر کو ذمہ‌داری سونپیں گے کہ کام ٹھیک ڈھنگ سے ہو۔ اچھا پھر ملیں گے!،،

گھوڑوں کی پشت پر چابک سڑکا۔ اور برف‌گاڑی نے برف پر گہری نیلی لکیریں کھینچنا شروع کیں۔ پھاٹک سے نکل کر گاڑی غائب ہوگئی۔

مرغیوں کے صحن میں سینکڑوں مرغیاں رنگارنگ ریت کے ذروں کی طرح بکھری ہوئی ہیں۔ ''مرغی‌بان،، دادا اکیم ہاتھ میں ٹہنی اٹھائے ادھر ادھر پھر رہا ہے۔ ہوا اس کی سفید داڑھی سے کھیل رہی ہے اور اس کی پیشانی پر بکھرے ہوئے موتیوں کو سکھا رہی

''میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ بالکل پکی بات! اپنی طاقت کو چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ضایع کرنا غلط ھے۔ اب یہی دیکھ لو کہ بوائی کےلئے ھم نے بیج تک تیار نہیں کئے ھیں لیکن مرغیوں کی فوج تیار کرلی۔ یہ محض حماقت ھے! میں اپنے آپ پر بھی لعنت بھیجتا ھوں! اور دیکھنا ضلع کمیٹی بیج کے معاملے میں پچھڑنے کی وجہ سے میری طبیعت صاف کرےگی! پکی بات! لیکن بڑی ناخوشگوار!،،

''مگر یہ تو بتاؤ کہ آخر مرغیوں کو پنچائتی ملکیت کیوں نہ بنائیں؟ میٹنگ نے بھی اس سے اتفاق کیا ھے۔ بولو کیا یا نہیں؟،،

''بات یہ نہیں ھے۔،، داویدوف کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ ''کیا اتنی سی بات تمھاری سمجھ میں نہیں آتی کہ مرغیاں معمولی چیز ھیں اور ھمیں چاھئے کہ پہلے اصلی معاملے سے نبٹیں۔ پنچائتی فارم بنائیں۔ سو فیصدی کسانوں کو اس میں شامل کریں۔ اور پھر بوائی کرنی ھے۔ ما کار، میں پوری سنجیدگی سے یہ تجویز رکھ رہا ھوں: ھم نے ان کم‌بخت مرغیوں کے سلسلے میں غلطی کی ھے، سیاسی غلطی! رات میں نے پنچائتی کھیتی کے بارے میں کچھ پڑھا ھے اور مجھے احساس ھوا کہ ھم نے غلطی کہاں کی ھے۔ دیکھو یہ ایک پنچائتی فارم ھے اور ھم اس طرح کام کررھے ھیں جیسے یہ کوئی کمیون ھو۔ کیوں، کیا یہ سچ نہیں ھے؟ اسے کہتے ھیں بائیں بازو کی کج‌روی! اس لئے اس کے بارے میں سوچو، غور کرو۔ تم نے ھی ھمیں اس راستے پر ڈالا ھے اور اگر میں تمھاری جگہ ھوتا تو میں بالشویک جرأت سے کام لیتا اور اپنی غلطی تسلیم کر لیتا۔ اور فوراً یہ ھدایت جاری کرتا کہ سب اپنے چوزے، مرغیاں گھر لے جائیں۔ بتاؤ، کیا خیال ھے؟ اگر تم نہیں کروگے تو میں اپنے اختیارات سے کام لوں‌گا اور واپس آکر یہ کام پورا کروں‌گا۔ اچھا تو میں چل دیا۔ پھر ملیں‌گے!،،

اس نے سر پر ٹوپی رکھی، کولاک کی بھیڑ کی کھال کے کالر اوپر اٹھائے، کاغذات بند کئے اور کہا:

''یہ آوارہ راھبائیں افواھیں پھیلاتی پھرتی ھیں، عورتوں کو ھمارے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتی ھیں۔ لیکن پنچائتی فارم کا کام اتنا نیا کام ھے۔ اور یہ کام اتنا ضروری ھے کہ ھمیں ھر شخص کی حمائت حاصل کرنی ھوگی۔ بوڑھی جوان سب عورتوں کو ھمارے

سے ایک دوسرے کا جائزہ بھی لیتے رھتے ھیں۔ لیکن ان کی بناوٹی بےنیازی زیادہ دیر قائم نہیں رھتی۔ یکایک سیاہ مرغا ھوا میں اچھلتا ھے، جیسے کوا آگ کے اوپر پرواز کررھا ھو، سرخ مرغا بھی یہی کرتا ھے۔ دونوں اوپر ھوا میں ٹکراتے ھیں، باربار ٹکراتے ھیں...

دادا شوکار ان کو دیکھنے میں محو ھے، دنیا کی ھر چیز سے بےنیاز۔ اس کی ناک سے ایک موتی لٹکا ھے، لیکن وہ اس کی پروا نہیں کرتا۔ اس کی تمام تر توجہ سرخ مرغے پر ھے۔ سرخ کو جیتنا ھے۔ دادا شوکار نے چپ شاہ دیمید سے شرط بدی ھے۔ لیکن یکایک ایک ھاتھ شوکار کو چھوتا ھے اور وہ اپنے ذھنی تناؤ کے اس جال سے نکل آتا ھے۔ یہ ھاتھ بڈھے کے کوٹ پر پڑتا ھے اور اس کو ھجوم سے باھر کھینچ لیتا ھے۔ شوکار مڑتا ھے، سارے غصے کے اس کا چہرہ بگڑا ھوا ھے اور اس میں وھی مرغے والا عزم ھے، اپنے غنیم پر جھپٹنے کا۔ لیکن اس کے چہرے کا رنگ اچانک بدل جاتا ھے۔ اب اس پر ایک خوشگوار اور پرمسرت کیفیت طاری ھو جاتی ھے کیونکہ یہ ھاتھ ساکار ناگولنوف کا ھے۔ ناگولنوف کی تیوریاں چڑھ جاتی ھیں اور وہ تماشائیوں کو ایک طرف ڈھکیلتا ھے۔ مرغوں کو بھگاتا ھے اور بھاری آواز میں کہتا ھے:

''مرغے لڑانے سے بہتر اور کوئی دھندا نہیں ھے تمہارے پاس۔ بند کرو یہ تماشا۔ اور کام پر جاؤ۔ نکمو! اور کچھ نہیں ھے تو اصطبل میں پیال ھی پہنچا دو۔ ترکاریوں کی کیاریوں میں گوبر ھی ڈال دو۔ تم میں سے دو جاؤ اور جاکر سب عورتوں سے کہہ دو کہ سب آکر اپنی اپنی مرغیاں لے جائیں۔،،

''مرغیوں کا پنچائتی فارم توڑا جا رھا ھے؟،، مرغوں کی لڑائی کا ایک رسیا پوچھتا ھے۔ یہ ایک نجی کاشتکار بانیک ھے جس نے لومڑی کی کھال کی ٹوپی سر پر جما رکھی ھے۔ ''کیوں ان میں ابھی اتنا طبقاتی شعور نہیں جاگا ھے کہ پنچائتی فارم میں رہ سکیں؟ کیا تمہارے سوشلزم میں بھی مرغے یوں ھی لڑا کریں گے!،،

ناگولنوف گھور کر سوال کرنےوالے کو دیکھتا ھے اور اس کے ھونٹ زرد پڑجاتے ھیں۔

''تم مذاق کرنا چاھتے ھو تو ضرور کرو۔ مگر یہ دیکھ لو کہ کس چیز کا مذاق اڑا رھے ھو! دنیا کے بہترین لوگوں نے سوشلزم

ھے - وہ فلیٹ بوٹ سے مرغیوں کو ادھر ادھر کھسکاتا ھے - اس کے کندھے پر ایک تھیلا لٹک رھا ھے جو سوڑے اناج سے آدھا بھرا ھے - وہ گودام سے لیکر کھلیان تک اناج کی لکیر کھینچتا جاتا ھے، مرغیاں اس کے پیروں کے گرد پھدکتی اور پھڑپھڑاتی ھیں - اور ان کی بےقرار ''کوں، کوں،، فضا میں بکھر جاتی ھے -

غلہ گاھنے کے میدان میں، جس کو لکڑی کی باڑ نے گھیر رکھا ھے، بطخوں کے جھنڈ، چونے کے ڈھیر کی طرح چمک رھے ھیں - اور بطخوں کی قائیں قائیں، پروں کی پھڑپھڑاھٹ اور شائیں شائیں، پورے زور سے سنائی دے رھی ھے جیسے یہ شور موسم بہار کی پانی سے بھری دلدل میں گونج رھا ھو - کھلیان کے گرد ھجوم نے ایک دائرہ سا بنا لیا ھے - صرف ان کی پشت دکھائی دیتی ھے - تمام سر جھکے ھوئے ھیں، ساری آنکھیں نیچے دیکھ رھی ھیں -

رازمیوتنوف آتا ھے اور کسی کے کندھے کے اوپر سے دیکھنے کی کوشش کرتا ھے کہ دائرے کے اندر ھو کیا رھا ھے - ٹھنڈی سانسوں اور بڑبڑاھٹ کے ساتھ ساتھ لوگ ایک دوسرے سے سرگوشیوں میں کہہ رھے ھیں -

''سرخا لے لیگا - ،،

''اوں ھوں! اس کی کلغی ابھی سے ترچھی ھوئی جا رھی ھے - ،،

''ایک اور لگا اس کے! ،،

''دیکھو اس کی چونچ کھل گئی- تھک گیا پٹھا -''

اس کے بعد دادا شوکار کی آواز سنائی دیتی ھے :

''ارے اس کے لات نہ مارو ! لات نہ مارو ! وہ خود ھی بڑھےگا - الو کی دم لات نہ مار - میں لگاؤں‌گا پیٹ میں وہ ٹھوکر تو بھی کیا یاد کرےگا! ،،

دو مرغے — ایک خوب چمکتا ھوا سرخ اور دوسرا کالا کوا — دونوں پر پھلائے ایک دوسرے کے گرد چکر کاٹ رھے ھیں - ان کی کلغیاں تار تار ھو چکی ھیں اور ابلتا خون سیاہ پڑ چکا ھے - ان کے پنجوں کے پاس روندے ھوئے سیاہ اور سرخ پر پڑے ھیں - دونوں پہلوان تھک چکے ھیں - دونوں الگ ھوجاتے ھیں اور یوں بن جاتے ھیں جیسے دانہ چگ رھے ھوں اور ساتھ ھی چونکی ھوئی آنکھوں

کہ تم نے ان کولاکوں کو ہمارے پاس کیوں بھیجا؟ تم ہمیں مصیبت میں مبتلا کراؤگے ۔ ہاں ضرور ۔ میں نے تم سے صاف اور سیدھی سادی زبان میں کہا تھا ۔ میں نے تم کو آگاہ کردیا تھا : 'اس قسم کی بات میں جلدی سے کام نہ لو ۔ ہمارے پاس اس سلسلے میں براہ‌راست ہدایات نہیں آئی ہیں ، ۔ پنچائتی فارم قائم کرنے سے پہلے کولاکوں کو بھگانے اور ان کو بےدخل کرنے کے بجائے ، پہلے تمہیں بڑے پیمانے پر پنچائتی فارم قائم کرنا چاہئے ۔ بیج کے ذخیرے کے بارے میں کیا صورت حال ہے؟ ضلع کمیٹی کی طرف سے تمہیں ہدایت بھیجی گئی تھی کہ بیجوں کا ذخیرہ فوراً تیار کرو ۔ بھیجی گئی تھی نا؟ اب تک تم نے اس کے بارے میں کچھ کیوں نہیں کیا؟ آج مجھے تمہارا اور ناگولنوف کا ذکر میٹنگ میں کرنا پڑےگا ۔ میں اسے تمہارے ریکارڈ میں درج کراؤں‌گا ۔ شرم کی بات ہے! داویدوف ، ذرا ہوشیار رہو! ضلع کمیٹی کی اہم‌ترین ہدایت پر عمل کرنے میں ناکامی کا نتیجہ تمہارے حق میں بہت برا ثابت ہو سکتا ہے ، تمہارے خلاف ناخوشگوار سرکاری کارروائی کا پیش‌خیمہ بن سکتا ہے ۔ اب تک تمہارے پاس کتنا بیج پہنچا ہے؟ ایک منٹ میں دیکھتا ہوں! ،، سکریٹری نے اپنی دراز سے لائنوں والا ایک گراف نکالا ، اس پر ایک منٹ نظر دوڑائی اور اس کا رنگ سرخ ہو گیا ۔ ''ہاں ، کیوں نہیں! ایک پوڈ کا بھی اضافہ نہیں ہوا! تم کچھ کہتے کیوں نہیں؟ ،،

''تم تو موقع ہی نہیں دے رہے ہو ۔ یہ بالکل درست ہے کہ ہم نے بیج کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے سلسلے میں کچھ بھی نہیں کیا ہے ۔ آج میں واپس پہنچتے ہی کام شروع کر دوں‌گا ۔ اس پورے زمانے میں روزانہ ہماری میٹنگ ہوتی رہی ہے ۔ ہم پنچائتی فارم کی تنظیم کرتے رہے ہیں ، انتظامیہ بورڈ بناتے رہے ہیں ، ٹیمیں بناتے رہے ہیں ۔ بہت سے کام ہیں کرنے کے ۔ ایسا تو ہے نہیں کہ جو تم نے چاہا وہ آناً فاناً ہوگیا ۔ بس ایک ، دو اور پنچائتی فارم قائم ہوگیا ، کولاکوں کا خاتمہ ہو گیا اور بیج اکٹھا کر لیا گیا... ہم سب کچھ کر لیں‌گے ۔ لیکن میرے خلاف باتیں درج کرانے میں اتنی جلدی نہ دکھاؤ ۔ اس کے لئے تم کو بہت وقت ملےگا ۔ ،،

''مجھے جلدی ہے ۔ اوپر کی کمیٹیاں مجھے سانس لینے کی فرصت

کی خاطر جان دی ہے - اور تم ان کا مذاق اڑاتے ہو - ابھی یہاں سے نکل جاؤ - انقلاب دشمن سور دور ہوجا ورنہ میں تیرا حلیہ بگاڑ دوں گا - نکل یہاں سے اس سے پہلے کہ میں تیرا جنازہ نکال دوں! مجھے بھی آتا ہے مذاق اڑانا!،،

وہ بجھے ہوئے کزاکوں کی طرف سے مڑتا ہے اور آخری بار مرغیوں سے بھرے ہوئے صحن پر ایک نظر ڈالتا ہے اور کندھے جھکا کر آہستہ آہستہ پھاٹک کی طرف جاتا ہے - ایک ٹھنڈی سانس اس کے گلے میں دب کر رہ جاتی ہے -

بیسواں باب

ضلع کمیٹی کا دفتر تمباکو کے دھوئیں سے نیلا ہو رہا تھا - ایک ٹائپ رائٹر زور زور سے کھٹکھٹا رہا تھا - ڈچ چولھے سے زبردست آنچ آرہی تھی - دو بجے بیورو کی میٹنگ ہونے والی تھی - ضلع کمیٹی کا سکریٹری جلدی میں تھا - اس کی داڑھی مونچھ صاف تھی، کالر کھلے ہوئے تھے لیکن پھر بھی وہ پسینے میں بھیگ رہا تھا - اس نے داویدوف کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اپنی موٹی سفید گردن کو کھجاتے ہوئے بولا:

''یاد رہے، میرے پاس وقت کم ہے - اچھا بتاؤ وہاں کیسا چل رہا ہے معاملہ؟ پنچائتی فارم میں کتنے فیصد کسان آئے ہیں؟ سو ہو جائیں گے؟ جلدی بتاؤ -،،

''جلد ہی سو ہو جائیں گے - لیکن معاملہ فیصد کا نہیں ہے - اصل پریشانی مجھے اندرونی صورت حال کی طرف سے ہے - میں موسم بہار میں کھیتی کے کام کا منصوبہ لایا ہوں، شاید تم دیکھنا چاہو؟،،

''نہیں، نہیں!،، سکریٹری نے تشویش کے لہجے میں کہا اور گھبرا کر اپنی غلافی آنکھوں کو میچکر رومال سے اپنی پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے بولا: ''اس کے لئے ضلع زراعتی یونین میں لوپتوف کے پاس جاؤ - وہی دیکھ کر منظور کرے گا - میرے پاس وقت نہیں - علاقائی کمیٹی سے ایک کامریڈ آئے ہیں - ایک منٹ میں بیورو کی میٹنگ شروع ہونے والی ہے - میں یہ جاننا چاہتا ہوں

دخل اندازی کرنے کی ضرورت ھی نہیں تھی۔ لیکن جب ایک بار یہ قدم اٹھا لیا گیا تو پھر واپس جانا غلط تھا۔ لگتا ھے وھاں تم بس یوں ھی وقت کاٹ رھے ھو۔ ھوشیار ھوجاؤ! بیج کا ذخیرہ ندارد، پنچائتی فارم بنانے کا کام سو فیصد پورا نہیں ھوا، اوزار وغیرہ کی مرمت نہیں ھوئی۔''

''آج میں نے لوھار سے سمجھوتہ کیا ھے۔''

''لیکن ذرا اپنی رفتار تو دیکھو! میں ایک پروپیگنڈا ٹیم بھجواؤں گا تمہارے یہاں۔ وہ تمہیں سکھائیں گے کیسے کام ھوتا ھے۔''

''ضرور بھجواؤ۔ یہ تو بہت اچھی بات ھوگی!''

''لیکن جلدی کی ضرورت نہ تھی اور تم بجلی بن گئے۔ سگریٹ پیتے ھو۔'' سکریٹری نے سگریٹ کی ڈبیہ بڑھائی۔ ''لو، اچانک دیکھتا کیا ھوں کہ کولاک امداد کر دل کے دل چلے آرھے ھیں۔ مرکزی سیاسی محکمہ سے مجھے ذخارچنکو نے ٹیلیفون کیا: 'میں ان کولاکوں کا کیا کروں؟ علاقائی کمیٹی کا کوئی حکم نہیں ھے۔ ان کے لئے تو پوری ایک ریل گاڑی چاھئے۔ ان کو بھیجیں کیسے؟ کس چیز سے بھیجیں؟'، دیکھتے ھو تم نے کتنی مشکل پیدا کردی ھے؟ اور یہ محض کوئی اتفاق نہیں ھے۔''

''تو آپ ھی بتائیے میں ان کا کیا کرتا؟''

داویدوف کو غصہ آگیا۔ اور غصے میں وہ تیز تیز بولنے لگتا تھا۔ اس کی زبان بار بار اس کے ٹوٹے ھوئے دانت والے خالی حصے میں اٹک جاتی جس سے اس کی بات کچھ مبہم سی رہ جاتی۔ اس وقت بھی یہی ھوا۔ اس کی زبان جیسے چپکنے لگی۔ وہ بہت تیز تیز بول رھا تھا۔ گرم لہجے میں۔ اس کی آواز میں ایک عجیب کھردراپن پیدا ھو گیا تھا:

''تو کیا میں ان کو اپنے گلے کا ھار بنا لیتا؟ انھوں نے غریب کسان خوپروف اور اس کی بیوی کو قتل کر دیا۔''

''یہ بات ثابت نہیں ھو سکی ھے'' سکریٹری نے بات کاٹی۔ ''اس کی دوسری وجہیں بھی ھوسکتی ھیں۔''

''انسپکٹر بالکل بیکار تھا۔ اسی وجہ سے ثابت نہیں ھوسکا۔ دوسری وجہوں کی بات بالکل بکواس ھے۔ یہ کام کولاکوں کا تھا! وہ ھمیں پنچائتی فارم بنانے سے باز رکھنے کےلئے جو کچھ کرسکتے

نہیں دیتیں۔ جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے! بیج کا وہ ذخیرہ پہلی فروری تک قائم ہو جانا چاہئے اور تم...،،

''ضرور یہ کام میں پندرہ تک پورا کرسکوں گا۔ پکی بات! بوائی فروری میں تو شروع ہوگی نہیں ایں؟ آج میں نے انتظامیہ کے ایک آدمی کو توبیانسکی بھیجا ہے — صفائی چھنائی کی مشین کے لئے۔ وہاں کے پنچائتی فارم کا صدر آنا کانی کررہا ہے۔ ہم نے خط لکھا کہ صفائی چھنائی کی مشین کب تک خالی ہوگی۔ جواب آیا: 'مستقبل میں!، واہ کیا مذاق ہے۔ اس نے یہی سوچا ہوگا۔ پکی بات!،،

''دوسروں کے بارے میں مجھ سے بات مت کرو۔ اپنے کام کے بارے میں بتاؤ۔،،

''ہم نے مویشی کشی کے خلاف مہم چلائی ہے۔ اب کسان مویشیوں کو ذبح نہیں کررہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ مرغی اور چوزوں کو بھی پنچائتی ملکیت بنا لیا جائے۔ اور دوسرے گھریلو جانوروں کو بھی۔ کیوں کہ ہمیں ڈر تھا کہ ان کو بھی ختم کر دیا جائے گا۔ اور ویسے عام طور پر... لیکن آج میں نے ناگولنوف سے کہا کہ مرغیوں اور چوزوں وغیرہ کو لوٹا دیا جائے۔،،

''یہ کیوں کیا تم نے؟،،

''کیوں کہ میں چھوٹے جانوروں کو پنچائتی ملکیت بنانا غلط سمجھتا ہوں۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے، پنچائتی فارم میں۔،،

''کیا پنچائتی فارم کے کسانوں نے اس کے بارے میں فیصلہ کیا تھا؟،،

''ہاں کیا تھا۔،،

''پھر معاملہ کیا ہے؟،،

''ان کی دیکھ بھال کرنےوالا کوئی نہیں ہے۔ پکی بات یہ ہے کہ اس سے ممبروں کی ہمت پست ہوتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے بارے میں ان لوگوں کو پریشان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مرغیوں وغیرہ کو پنچائتی ملکیت بنانا بالکل ضروری نہیں ہے۔ ہم پنچائتی فارم بنا رہے ہیں۔ کمیون تو قائم نہیں کر رہے ہیں نا!،،

''بہت عمدہ نظریہ ہے! مرغیوں وغیرہ کو واپس کرنے کی کوئی وجہ ہے تمہارے پاس؟ ظاہر ہے، پہلی بات تو یہ کہ اس میں

''سیدھے جاؤ ۔ سلام ۔ ھاں میں تمہارا ذکر میٹنگ میں ضرور کروں گا ۔ نہیں سوچتا ھوں ابھی ذکر نہیں کروں گا ۔ لیکن ذرا چوکس ھو جاؤ ۔ ورنہ ڈانٹ پڑے گی ۔ ''

داویدوف نے باھر جاتے ھوئے پرچے پر نظر ڈالی ۔ نیلی پنسل سے پھیلے پھیلے انداز میں لکھا ھوا تھا :

''لیزا! میں پوری شدت سے تجویز کرتا ھوں کہ حامل رقعہ کو فوراً کھانا مہیا کیا جائے ۔ گ ۔ کورچ ژنسکی''

''اس قسم کی سفارش کسی کے ھاتھ میں دینے سے تو بہتر یہی ھے کہ آدمی بھوکا رھے'' بھوکے داویدوف نے نہایت مایوسی کے ساتھ سوچا اور زراعتی یونین کے دفتر کی طرف چل دیا ۔

اکیسواں باب

منصوبے کے مطابق اس موسم بہار میں گریمیاچی لوگ میں ۱۱۶۶ ایکڑ زمین کی جتائی ھونی تھی اور اس میں سے ۲۷۲ ایکڑ زمین ایسی تھی جس پر پہلے کبھی کھیتی نہیں ھوئی تھی ۔ موسم خزاں میں، ۱۵۸۸ ایکڑ زمین پر نجی طریقے سے کھیتی ھوئی تھی، ۵۱۹ ایکڑ پر جاڑے کی رئی بوئی گئی تھی ۔ بوائی کے پورے رقبے میں ۱۶۴۷ ایکڑ زمین گیہوں کو دی گئی تھی، ۵۱۹ ایکڑ رئی کو اور ۲۶۷ ایکڑ زمین جو کے لئے رکھی گئی تھی، ۱۲۳ ایکڑ جئی کے لئے، ۱۶۱ ایکڑ باجرے کے لئے، ۳۱۴ ایکڑ مکئی کے لئے، ۱۲۱ ایکڑ سورج مکھی کے لئے، اور ۳۲ ایکڑ سن کے لئے ۔ اس طرح کل زمین ھوئی ۳۲۷۳ ایکڑ جس میں وہ ۲۲۵ ایکڑ ریتیلی زمین شامل نہیں ھے جو گاؤں کے جنوب میں تھی اور صرف تربوز اگانے کے کام کی تھی ۔

۱۲ فروری کو پیداواری کام پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک عام میٹنگ ھوئی اور اس میں پنچائتی فارم کے چالیس سرگرم کارکن شریک ھوئے ۔ انھوں نے بیج کا ذخیرہ منظم کرنے کے سوال پر بات چیت کی، کھیت پر کام کرنے کے سلسلے میں کام کا کوٹہ مقرر کیا، اوزار وغیرہ کی مرمت کے سوال پر غور و خوض کیا اور بہار میں کھیتوں پر کام کے دوران ذخیرے سے چارہ الگ کرنے کا فیصلہ ھوا ۔

تھے، انھوں نے کرکے دیکھ لیا۔ اس کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔ اس لئے ہم نے ان کو چلتا کر دیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم یہ سب سوال کیوں اٹھا رہے ہو۔ لگتا ہے تم کو اس کا افسوس ہے کہ....،،

''بکواس! سوچ سمجھ کر بات کرو! میں تمہاری من مانی کرنے کی مخالفت کر رہا ہوں۔ منصوبے کو پورا کرنے کے بجائے جو جی میں آیا کر گزرے۔ پہلے تو کولاکوں کا پورا قافلہ اٹھا کر ہمارے سر پر ڈال دیا اور انہیں ضلع سے باہر نکالنے کے لئے ہمیں نہایت بے تکی صورت حال میں پھنسا دیا۔ اور اوپر سے اپنی گاڑیوں کو ضلع مرکز سے آگے جانے کی اجازت نہ دی۔ آخر تم اتنے تنگ نظر کیوں ہو؟ تم نے ان کو سیدھے اسٹیشن یا شہر کیوں نہیں بھیجا؟،،

''ہمیں گاڑیوں کی ضرورت تھی۔ ،،

''یہی تو میں کہہ رہا ہوں — تم نہایت تنگ نظر ہو! بس بس کافی ہو گیا! اگلے چند دن کے لئے یہ رہیں تمہاری ہدایات: بیج کا ذخیرہ پورا کرو۔ بوائی کے اوزار اور مشینوں کو ٹھیک ٹھاک کرو۔ پنچائتی فارم میں سو فیصد کسانوں کو شامل کرو۔ تمہارا فارم علحدہ ہوگا۔ تمہارا فارم آباد علاقوں سے الگ تھلگ ہے اس لئے بدقسمتی سے ہم اسے بڑے فارم میں شامل نہیں کرسکتے۔ علاقائی مرکز میں لوگ بڑی گڑبڑ کر رہے ہیں۔ ان پر لعنت ہو۔ پہلے تو کہا بڑے فارم بناؤ اور اب نعرہ ہے: 'ان کو توڑ دو'۔ دماغ چکرا کے رکھ دیتے ہیں۔ ،،

سکریٹری نے سر تھام لیا اور ایک منٹ تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر بدلے ہوئے لہجے میں بولا:

''جاؤ یونین میں اپنا منصوبہ منظور کرالو۔ پھر کینٹین میں کھانا کھاؤ۔ اور تمہیں بہت دیر ہوجائے تو میرے گھر چلے جانا۔ بیوی کچھ تو دے ہی دےگی کھانے کو۔ ایک منٹ۔ میں ایک پرچہ لکھے دیتا ہوں۔ ،،

اس نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر جلدی جلدی کچھ لکھا، داویدوف کی طرف بڑھایا، اور اپنے کاغذات پر جھکا اور پھر اپنا ٹھنڈا ہاتھ داویدوف کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا:

ان کی آوازیں پھنسنے لگیں تو داویدوف اتنے زور سے چیخا کہ سب دنگ رہ گئے۔ کیوں کہ وہ اس طرح کبھی نہیں چیختا تھا۔

''کون اس طرح میٹنگ میں چلاتا ہے، جس طرح تم چلا رہے ہو؟ کس چیز پر گلا پھاڑ رہے ہو؟ تم یہاں ڈاکوؤں کی ٹولی کی طرح ہنگامہ نہیں کر سکتے۔ ذرا سوچو تم کیا کر رہے ہو!،، اس کے بعد اپنی آواز پر قابو پاتے ہوئے اس نے آہستہ کہنا شروع کیا: ''تمہیں مزدوروں سے میٹنگ چلانے کا سلیقہ سیکھنا چاہئے۔ ہم اپنے کارخانے میں یا کلب میں میٹنگ کرتے ہیں۔ لیکن وہاں میٹنگ سلیقے سے، اطمینان اور قاعدے سے ہوتی ہے۔ پکی بات! ایک آدمی بولتا ہے باقی لوگ سنتے ہیں۔ لیکن تم سب ایک ساتھ شور مچاتے ہو۔ اور کسی کے کان میں بات نہیں پڑتی۔ کون کیا کہہ رہا ہے۔ پتہ ہی نہیں چلتا۔،،

''اگر اب کے کسی نے کسی کی بات کاٹی تو میں ایسا لگاؤں گا کہ اس کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے!،، لیوبیشکین اٹھا اور اس نے شاہ بلوط کا بہت بڑا سا کھونٹا دکھایا۔

''اس طرح تو تم ہم سب کو میٹنگ ختم ہونے سے پہلے ہی یہیں ڈھیر کر دوگے!،، دیومکا اوشاکوف نے کہا۔

سب نے قہقہہ لگایا۔ سگریٹیں جلائی گئیں۔ اس کے بعد میٹنگ نے پوری سنجیدگی سے اس بات پر غور و خوض شروع کیا کہ واقعی کتنے بیج کی ضرورت ہوگی۔ اور معلوم ہوا کہ بحثا بحثی کی زیادہ گنجائش ہی نہیں۔ سب سے پہلے یاکوف لوکیچ بولا اور اس نے اختلاف کی خلیجیں منٹوں میں پاٹ دیں۔

''اتنا گلا پھاڑنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کامریڈ داویدوف نے تین پوڈ فی ایکڑ کی تجویز کیوں رکھی؟ بات سیدھی سی ہے۔ ہم سب نے ان کو یہی صلاح دی۔ ہمیں بوائی سے پہلے بیج کو صاف کرنا اور اس کی چھٹائی کرنا ہے یا نہیں؟ یہ تو کرنا ہی ہے۔ کچھ بیج بیکار جائےگا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ جائےگا۔ اور کافی بیج بیکار جا سکتا ہے۔ کیوں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے بیج اور بھوسے میں فرق کرنا مشکل ہوگا۔ وہ بیج کا اناج اپنے

داویدوف نے یاکوف لوکیچ کی صلاح سے یہ تجویز رکھی کہ تخم‌ریزی کےلئے فی ایکڑ تین پوڈ گیہوں رکھا جائے اور مجموعی طور پر ۳۶۶۹ پوڈ۔ اس پر بڑا شور ہوا۔ ہر شخص چیخ رہا تھا۔ کوئی کسی کی نہیں سن رہا تھا۔ اتنا شور تھا کہ تیتوک کے گھر کی کھڑکیوں کے شیشے جھنجھنا اٹھے۔

''ارے یہ تو بہت زیادہ ہے!''

''کہیں اس سے پیٹ میں درد نہ ہو جائے!''

''ہم نے تو کبھی اپنی زمین پر اتنا نہیں بویا۔''

''اس پر تو مرغی بھی ہنس پڑےگی!''

''زیادہ سے زیادہ دو پوڈ!''

''زیادہ سے زیادہ ڈھائی۔''

''ہماری زمین ایسی شاندار نہیں ہے کہ فی ایکڑ تین پوڈ گیہوں ہضم کرلے۔ تمہیں عام زمین کی جتائی کرنی چاہئے تھی۔ یہ کیسی منصوبہ‌بندی ہے؟''

''یا پانوشکن کے جھونپڑے کے پاس والی زمین۔''

''اوہ! بہترین گھاس‌والی زمین پر ہل چلنا چاہئے! ذرا دماغ سے کام لو بھائی!''

''اناج کے بارے میں بات کرو تو اچھا ہے۔ بتاؤ فی‌ایکڑ کتنے کلوگرام اناج چاہئے۔''

''تم اپنے کلوگرام کے چکر میں نہ لاؤ! ہمیں پوڈ میں بتاؤ!''

''بھائیو! بھائیو! بھئی اتنا شور نہ مچاؤ! پاگل تو نہیں ہو گئے ہو؟ ذرا مجھے اپنی بات تو کہنے دو!'' ٹیم کا لیڈر لیوبیشکین چنگھاڑا۔

''سب کو بولنے دو۔ کوئی باقی نہ رہے۔''

''کیا خوب لوگ ہو تم بھی! جیسے مویشیوں کا گلہ! اگنات! تو کیا بیل کی طرح ڈکار رہا ہے! صورت دیکھو، نیلا پڑ گیا ہے...''

''تمہارے منہہ سے خود ہی جھاگ نکل رہا ہے!''

''لیوبیشکین کو بولنے دو!''

''چپ ہوجاؤ۔ کان کے پردے پھٹے جارہے ہیں!''

چیختے چیختے پوری میٹنگ پاگل ہوتی جارہی تھی۔ آخر میں جب سب سے زیادہ گلا پھاڑنےوالے کچھ نڈھال سے ہوئے اور

ھل چلاتا رھوں اور تم مزے سے دھوپ میں اپنی پیٹھ سینکتے رھو اور پاؤ وھی جو مجھے ملے؟ یاکوف لوکیچ — بہت اچھا کام کر رھے ھو!،،

''اتنا ھی اچھا، کوندرات خرستوفوروچ، جتنا تم کر رھے ھو! بیل کی طاقت اور زمین کا میل کیسے ملاؤگے؟ تمھارے پاس نرم زمین ھے، میرے پاس سخت، تمھارے پاس نشیبی ھریالیوالی زمین ھے اور میرے پاس چڑھائی والی۔ بتاؤ اس کا کیا کروگے، اتنے چتر ھو تو بتاؤ۔،،

''سخت زمین کےلئے ایک پیمانه اور نرم زمین کےلئے دوسرا۔ بیلوں کو طاقت کے مطابق جتائی کے حساب میں لگایا جاسکتا ھے۔ تمام باتوں کو نظر میں رکھا جا سکتا ھے!،،

''اوشاکوف بولنا چاھتا ھے۔،،

''بولو۔،،

''دیکھو، دوستو — ذرا میری بات غور سے سنو۔ جانوروں کو تو مکئی اور جو جیسا کرارا اناج کھلانا چاھئے، یہی بوائی سے کوئی ایک مہینه پہلے۔ هم همیشه یہی کرتے ھیں۔ لیکن چارے کا کیا ھوگا؟ ھم نے ریاست کو جو غله دیا اس میں سارا فالتو غله بھی چلا گیا۔،،

''مویشیوں کی بات بعد میں کریںگے۔ اس وقت اس کا سوال نہیں ھے۔ پہلے روزانه کام کا پیمانه طے کر لینا چاھئے۔ سخت زمین کےلئے کتنا اور فی ھل کتنا اور ھر بیج بونےوالی مشین پر کتنا۔،،

''بیج بونےوالی مشینیں بھی الگ الگ قسم کی ھیں۔ گیارہ قطار بونےوالی مشین سے اتنا نہیں ھو سکتا جتنا ستره قطاروالی سے۔،،

''ھاں یه تو ٹھیک ھے۔ تجویز کرو۔ بولو دوستو، خاموش کیوں ھو تم سب؟ اور تم تو ھمارے سرگرم کارکنوں کی فہرست میں ھو۔ لیکن میں نے تمھاری آواز نہیں سنی۔،،

چپ شاہ دیمید نے حیرت سے داویدوف کو دیکھا اور گہری بھاری آواز میں بولا:

''میں اتفاق کرتا ھوں۔،،

''کس بات سے؟،،

کھانے کے غلے کے ساتھ رکھتے ھیں اور اس کے ساتھ ھی صفائی اور چھنائی یوں ھی کرتے ھیں - یوں بھی اگر بیج کا کچھ غلہ بچ گیا تو برباد تھوڑا ھی جائےگا - مرغیوں اور جانوروں کےلئے استعمال کرلیں گے - ،،

طے یہ پایا کہ تین پوڑھی ٹھیک ھے - لیکن جب فی ھل کام کا کوٹہ مقرر کرنے کا فیصلہ کرنے کی بات اٹھی تو قیامت مچ گئی - اس قدر اختلاف رائے تھا کہ داویدوف چکرا گیا -

''پہلے سے یہ کیسے طے کیا جا سکتا ھے کہ ایک ھل کتنا کام کرےگا جب تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ ابکے بہار کیسی ھوگی؟،، تیسری ٹیم کا مسٹنڈاسا لیڈر، چیچک‌رو اگافون دوبتسوف داویدوف پر چلایا - ''تم کو معلوم ھے کہ برف کس طرح پگھلیگی اور اس کے نیچے زمین کیسی ھوگی! بھیگی ھوئی یا خشک؟ یا تم جھانک کر زمین کے اندر دیکھ سکتے ھو؟،،

''تو دوبتسوف، تم ھی بتاؤ کیا ھونا چاھئے؟،، داویدوف نے پوچھا -

''میں کہتا ھوں کاغذ برباد کرنا بند کرو اور ابھی سے یہ حساب کتاب مت تیار کرو - جب بوائی کا وقت آئےگا تو زمین خود تم کو بتا دےگی اس کے ساتھ کیا کرنا ھے - ،،

''لیکن تم ٹیم لیڈر ھو، تم پلان کے خلاف تو نہیں ھو، ایں؟ کیا تم سمجھتے ھو ھمارا کام پلاننگ کے بنا چل سکتا ھے!،،

''سب کچھ پہلے سے نہیں طے کیا جا سکتا،، خلاف توقع یاکوف لوکیچ نے دوبتسوف کی حمائت کی - ''ھم پہلے سے مقدار کیسے مقرر کر سکتے ھیں؟ دیکھو تمہارے پاس تین جوڑے خوب تیار بیل ھیں تمہارے ھل کےلئے اور میرے پاس ذرا کم‌تیار تین تین سال کے بیل ھیں - بتاؤ کیا میں اتنا کام کر سکتا ھوں، جتنا تم کر سکتے ھو؟ ھرگز نہیں!،،

لیکن یہاں کوندرات مائدانیکوف نے مداخلت کی:

''اپنے نائب استروونوف کے منہہ سے یہ بات سن کر بڑا اچنبھا ھوتا ھے - پہلے سے کوٹہ طے کئے بغیر کام کیسے ھو سکتا ھے؟ مطلب یہ کہ جو اور جیسے جی میں آئے کرو؟ میں تو دن بھر

ٹپکی ہو، یا کسی اور مویشی پر بری نیت ہو؟، جانتے ہو بائبل میں کیا نازل ہوا ہے۔ لیکن دیمید اب بھی چپ رہا۔ اور وہ کہتا بھی کیا؟ اگر وہ کسی اور کی بیوی پر لٹو بھی ہوتا تو اس کا کوئی نتیجہ تو برآمد نہ ہوتا!،،

''دادا، اپنا قصہ ختم کرو۔ تمہاری اس کہانی کا یہاں کوئی تک نہیں ہے،، داویدوف نے سختی سے کہا۔

''ابھی تک بھی پیدا ہوا جاتا ہے۔ یہ تو محض تمہید ہے۔ ایک منٹ بس! اف تم نے سارا مزا کرکرا کر دیا۔ کیا کہہ رہا تھا یاد ہی نہیں رہا۔ ستیاناس! ہاں تو بات یہ تھی،، بڈھے نے اپنے گنجے سر پر ہاتھ پھیرا اور مشین گن کی طرح دن دن چالو ہو گیا: ''خیر، جہاں تک پڑوسی کی بیوی کا سوال ہے، وہ وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتا تھا۔ اور وہ بھلا گدھے یا کسی اور جانور کے پیچھے کیوں بھاگتا؟ ممکن ہے وہ ان کے پیچھے بھاگتا بھی، اس لئے کہ اس غریب کے پاس کوئی گھوڑا تک نہیں تھا۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم یہاں گدھے نہیں پالتے اور اس نے زندگی میں کبھی کسی گدھے کے درشن ہی نہیں کئے تھے۔ پھر یہاں گدھے ہوتے بھی کہاں سے؟ یہاں کبھی گدھے ہوئے ہی نہیں۔ اگر یہاں گدھے ڈھونڈے جا سکتے ہیں تو پھر شیر اور اونٹ بھی ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔،،

''بند کرتے ہو منہہ یا نہیں؟،، ناگولنوف نے پوچھا۔ ''ایک منٹ اور بولے اور میں نے نکالا تمہیں میٹنگ سے!،،

''پچھلے سال یوم مئی پر، میرے یار ماکار، تم نے عالمی انقلاب پر تقریر کرتے کرتے دوپہر سے شام کر دی تھی۔ بہت بور کیا تھا تم نے — وہی ایک رٹ پورے وقت۔ میں تو بھائی تھک گیا تھا۔ بیچ میں ایک جھپکی بھی لے لی تھی۔ لیکن تمہاری بات نہیں کاٹی تھی۔ اور اب تم بیچ میں بول رہے ہو۔،،

''دادا کو اپنی بات ختم کر لینے دو۔ ہمارے پاس وقت ہے،، رازمیوتنوف نے کہا، وہ شروع سے داستان گوئی کا رسیا تھا۔

''ممکن ہے اسی لئے دیمید نے کچھ نہ کہا ہو۔ کوئی نہیں جانتا۔ لیکن پادری صاحب چکرا گئے۔ انہوں نے سیاہ کپڑے کے اندر سر ڈال کر پوچھا: 'تم گونگے تو نہیں ہو؟، اور جب دیمید نے

"همیں جتائی اور... بوائی کرنا چاهئے۔"
"اچھا؟"
"بس۔"
"اور کچھ نہیں؟"
دیمید نے سر هلایا۔
"تو یه بات هے!" داویدوف مسکرایا اور کچھ کہا لیکن سب لوگوں کے قہقہوں میں اس کی بات دب گئی۔
تب دادا شوکار دیمید کی طرف سے بولا:
"کامریڈ داویدوف، هم اسے چپ شاہ کہتے هیں۔ یه اس کا پکارو نام هے۔ پوری زندگی خاموش رها هے۔ جب تک جان پر نه بن جائے بولنے کا نہیں۔ اسی کی بدولت تو اس کی بیوی نے بھی اس کو چھوڑ دیا۔ آدمی بیوقوف نہیں هے۔ بس ذرا کھوپڑی کی چول ڈھیلی هے۔ لگتا هے که کسی نے اچانک اس کے سر پر کوئی چیز دے ماری۔ لڑکپن، بھی بڑا بےهنگم تھا۔ مجھے یاد هے پاجامے بنا بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔ کبھی کسی کو اس میں کوئی بات نظر نه آئی۔ اور جب سے بڑا هوا هے منہه سے پھوٹتا هی نہیں۔ اسی وجه سے تو توبیانسکی کے پادری نے اس کو اعتراف گناہ کی تقریب میں جانے سے منع کر دیا تھا۔ ایسے هی ایک موقع پر پادری نے اس پر سیاہ کپڑا ڈالا اور پوچھا (یه روزوں کا ساتواں هفته تھا): 'میرے بچے، تم چوری کرتے هو؟' جواب ندارد۔ 'تم کسی دوسرے کی عورت کے ساتھ حرام کاری کرتے هو؟' پھر بھی جواب نہیں۔ اگر یه احمق صرف اتنا هی کہه دیتا: 'هاں میں نے گناہ کیا، میرے روحانی باپ'، تو وهیں کے وهیں اس کے سارے گناہ بخش دئے جاتے۔"
"اساں تمہاری بات هے یا شیطان کی آنت؟" قہقہوں کے درمیان پیچھے سے ایک آواز سنائی دی۔
"بس بس ابھی ختم هی کررها هوں! لیکن دیمید صرف خرخراتا اور گھورتا رها جیسے بھیڑ نئے پھاٹک کو دیکھ کر کرتی هے۔ پادری سچ مچ گھبرا گیا، ڈر گیا اور اس کی ٹوپی تھرکنے لگی۔ لیکن اس نے پھر پوچھا: 'شاید تم نے اپنے پڑوسی کی بیوی پر بری نظر ڈالی هو، یا اس کے بیل یا گدھے کو دیکھ کر منہه سے رال

لیکن دوبتسوف غصے میں چیخا :

''دماغ چل گیا ہے کیا؟ یہ قصہ اپنی بڑھیا کو سنانا! کام کرتے کرتے منھہ سے جھاگ اگلنے لگوگے تب بھی تمھارے کئے یہ کام نہ ہوگا۔''

''میں پہلے بھی کام کر چکا ہوں۔ ممکن ہے کچھ کم کیا ہو۔''

''کافی کم!''

''سوا ایکڑ فی ھل۔ یہ سخت زمین کی بات کر رہا ھوں۔''

کافی بحثابحثی کے بعد یہ طے ہوا کہ ایک ھل سے سخت زمین پر روزانہ ڈیڑھ ایکڑ جتائی ھوگی۔ اور نرم زمین پر دو ایکڑ۔

بوائی کی مشینوں کا پیمانہ یوں طے ھوا کہ گیارہ قطاروں میں بوائی کرنےوالی مشین سے آٹھ ایکڑ روزانہ اور تیرہ اور سترہ قطاروں میں بوائی کرنے والی مشینوں سے دس ایکڑ اور بارہ ایکڑ پر روزانہ بوائی ھوگی۔

چونکہ گریمیاچی میں بیلوں کی ۱۸۴ جوڑیاں تھیں اور ۳۷ گھوڑے تھے اس لئے موسم بہار کی بوائی کا منصوبہ اتنا مشکل نہیں تھا۔ یاکوف لوکیچ نے یہی کہا :

''اگر ھم جی جان سے کام میں لگ جائیں، تو بوائی کا کام جلدی پورا کر لینگے۔ بہار میں بیلوں کی ایک جوڑی گیارہ ایکڑ کی جتائی کرلےگی۔ بھائیو، یہ کام آسانی سے ھو جائیگا! اس میں کوئی شبہہ نہیں ہے۔''

''توبیانسکی میں فی جوڑی بیس ایکڑ طے ھوا ہے'' لیوبیشکین نے اعلان کیا۔

''وہ خون پسینہ ایک کرنا چاھتے ھیں تو ان کو کرنے دو۔ ھم نے پچھلی خزاں میں پالا پڑنے سے پہلے بوائی کی۔ تب وہ جلانے کی لکڑی کا حصہ بانٹ کرنے پر وقت ضائع کر رہے تھے۔''

طے یہ پایا کہ تین دن میں بیج کا ذخیرہ جمع ھو جائے۔ اس کے بعد میٹنگ میں، لوھار ایپولت شالی نے یہ مایوس کن اعلان کیا۔ وہ سنتا تھا کم اس لئے بولتا بہت زور سے تھا۔ وہ کام سے سیاہ اور داغدار ھاتھوں سے اپنی کالک بھری ٹوپی کو برابر مروڑ رہا تھا کیونکہ اتنے بہت سے لوگوں کے سامنے بولنے سے اسے بڑی جھجھک محسوس ھو رہی تھی۔

کہا : 'نہیں، صرف تمہاری باتیں سنتے سنتے میرے کان پک گئے ہیں!'، تو نہ پوچھو روحانی باپ کا کیا عالم ہوا۔ غصے میں بھوت ہو گیا! اور اس نے دیمید کے کان میں گالی دیتے ہوئے کہا تاکہ قریب‌والی بوڑھیاں نہ سن سکیں : 'تو پھر تو پھاٹک کے کھونٹے کی طرح کیوں کھڑا رہا، یہاں، اور اس نے موم‌بتی کا دستہ دیمید کی پیشانی پر ایسا کس‌کر رسید کیا، کچھ نہ پوچھو۔"

دیمید کی آواز کی گھن گرج میں قہقہے ڈوب گئے :

"بالکل جھوٹ ہے! مارا نہیں تھا مجھے!"

"نہیں مارا تھا، دیمید؟" دادا شوکار نے بڑی حیرت سے کہا۔ "خیر کوئی بات نہیں۔ اس نے مارنا چاہا تھا۔ ایک ہی بات ہے۔ یہ میں شرطیہ کہتا ہوں۔ بہرحال اس نے دیمید کو وہاں آنے سے منع کردیا۔ لیکن یارو، اس سے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ دیمید خاموش رہےگا۔ اور باتیں ہم کریں‌گے۔ ہمارے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عقل‌مندی کی بات، جیسی میں کرتا ہوں، چاندی ہے لیکن خاموشی سونا ہے سونا۔"

"اور جو تم اپنی چاندی سونے میں بدل دو تو دوسروں کو تھوڑاسا سکون مل جائے" ناگولنوف نے صلاح دی۔

جلتی ہوئی خشک لکڑی کی طرح قہقہے بھڑک رہے تھے۔ قہقہے جلتے اور بجھ جاتے۔ دادا شوکار کی داستان میٹنگ کی کاروباری قسم کی فضا کو تباہ کر دیتی، لیکن داویدوف نے چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی طاری کرتے ہوئے پوچھا :

"کام کے پیمانے کے بارے میں کیا کہنا تھا تمہیں؟ کام کی بات کرو!"

"میں؟" دادا شوکار نے اپنی ابروؤں کے اوپر پسینہ پونچھا اور آنکھیں جھپکائیں۔ "میں اس کے بارےمیں کب کچھ کہنا چاہتا تھا! میں تو دیمید کے سوال پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔ کام کے پیمانے کا اس سے کیا تعلق ہے..."

"اچھا اب اس میٹنگ میں کوئی فضول بات نہیں کروگے۔ تم بولوگے بھی تو اصلی موضوع پر۔ مذاق بعد میں کر لینا!"

"فی ہل روزانہ ڈھائی ایکڑ" کھیتی کے معاملات کے ایک صلاح کار فارم کے ایک ممبر ایوان باتالشچیکوف نے مشورہ دیا۔

کے پھل نے چھوا بھی نہیں تھا۔ آؤ، یہ کاشت ہم خیرسون سسٹم کے مطابق کریں۔،،

''ہم نے تو آج تک اس کا نام بھی نہیں سنا!،،

''یہ خیرسون ہے کیا بلا؟،،

''ہمیں اس کے بارے میں ساری باتیں بتاؤ،، داویدوف نے پوچھا اور دل ہی دل میں اپنے اتنے تجربہ کار نائب پر فخر محسوس کیا۔

''اس کے لئے ایک اور نام بھی ہے۔ کبھی کبھی اسے چوڑی قطار والا سسٹم یا اسریکی سسٹم کہتے ہیں۔ یہ بہت ہی عمدہ طریقہ ہے۔ مثال کے طور پر، اس سال تم اپنی زمین پر مکئی یا سورج مکھی بوتے ہو اور بہت چوڑی قطاروں میں بوتے ہو دگنی چوڑائی کی قطاروں میں۔ تمہیں اپنی فصل کی صرف پچاس فیصد فصل حاصل ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابکے تمہیں صرف پچاس فیصد فصل ملتی ہے۔ مکئی یا سورج مکھی اوپر سے کاٹ لو اور پودے یونہی کھڑے رہنے دو اور اس سال خزاں میں جاڑے کا گیہوں اسی میں بو دو۔،،

''لیکن بوائی کروگے کیسے؟ بوائی والی مشین کھڑے ڈنٹھلوں کو توڑ کر گرا دیگی،، کوندرات مائدانیکوف نے بڑی بےتابی سے پوچھا جس کا منہہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔

''لیکن کیوں؟ قطاریں بہت دور دور ہونگی۔ بیج کی مشین تو ڈنٹھلوں کو چھوئےگی بھی نہیں بلکہ یونہی کھڑا چھوڑ دیگی اور جب برف برسیگی تو ڈنٹھل برف کو روک کر کھیت میں محفوظ کرلیں گے۔ برف رفتہ رفتہ پگھلےگی اور زمین میں اور زیادہ نمی رچ جائیگی۔ جب بہار میں گندم کی کونپلیں پھوٹینگی تو ڈنٹھل نوچ کر پھینک دئے جائیں گے۔ بہت عمدہ خیال ہے یہ۔ میں نے بھی پہلے کبھی اس طرح بوائی نہیں کی ہے لیکن اس سال موسم بہار میں میرا ارادہ تھا اس طریقے کو آزمانے کا۔ اس میں چوکنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔،،

''ہاں خیال تو بہت عمدہ ہے! میں اس کے حق میں ہوں!،، داویدوف نے میز کے نیچے پیر سے ناگولنوف کو ٹہو کا لگایا اور سرگوشی میں بولا: ''سن رہے ہو؟ اور تم ہمیشہ اس کے خلاف رہتے تھے۔،،

''مرمت ہر چیز کی ہوسکتی ہے۔ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھونگا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح کچھ لوہا حاصل کرنا ہوگا۔ ہل کے پھلوں وغیرہ کےلئے کہیں لوہے کی ذرا سی کرچ بھی نہیں ہے۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ اپنا کام کر سکوں۔ بیج بونےوالی مشینوں کا کام تو کل سے میں شروع کروں گا۔ مجھے ایک مددگار چاہئے اور کوئلہ بھی۔ لیکن پنچائتی فارم میری اجرت کیسے ادا کریگا؟،،

داویدوف نے تفصیل سے ادائیگی کے بارے میں بتایا اور یاکوف لوکیچ کو رائے دی کہ وہ اگلے دن جاکر ضلع مرکز سے کوئلہ اور لوہا لائے۔ چارہ کی مقدار منظور کرنے کا مسئلہ کافی تیزی سے طے ہو گیا۔

اس کے بعد یاکوف لوکیچ نے تقریر شروع کی:

''بھائیو، جو بات آپ سب کو اچھی طرح طے کرنا ہے وہ یہ ہے کہ کیا چیز کہاں بونا ہے اور آپ کو ایک اچھا کاشتکار چننا ہے۔ کوئی ایسا آدمی جو تعلیم یافتہ ہو، باتوں کا علم رکھتا ہو۔ ہمارے گاؤں میں پنچائتی فارم بننے سے پہلے کھیتی کے پانچ صلاح کار تھے اور انہوں نے کبھی کوئی اچھا کام کرکے نہیں دیا۔ پرانے کزاکوں میں سے کسی کاشتکار کو چننا چاہئے۔ کوئی ایسا جو ہماری زمین کو اپنی ہتھیلی کی طرح جانتا ہو۔ جب تک زمین کی جانچ پڑتال نہ ہوچکے اور اس کی اچھی طرح تنظیم نہ ہو جائے، وہ ہمارے لئے بہت مدد گار ثابت ہوگا۔ میں جو کچھ کہہ رہاہوں وہ یہ ہے کہ اس وقت زیادہ سے زیادہ لوگ ہمارے پنچائتی فارم میں شامل ہو چکے ہیں۔ وہ ایک ایک کرکے آتے جارہے ہیں۔ اس وقت مشکل سے پچاس کاشتکار باہر رہ گئے ہیں۔ کل وہ بھی پنچائتی فارم میں ہونگے۔ اس لئے اب ہمیں سائنسی ڈھنگ سے بوائی کرنی چاہئے۔ اور وہی کریں جو سائنس ہمیں سکھاتی ہے۔ میں جس چیز کے بارے میں سوچ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ پانچ سو ایکڑ پر ہم قطار وار فصل بوئیں گے۔ اس میں سے آدھی کاشت خیرسون سسٹم کے مطابق ہونی چاہئے۔ اس سال موسم بہار میں ہم ڈھائی سو ایکڑ ایسی زمین پر فصل پیدا کریں گے جس کو اس سے پہلے ہل

بائیسواں باب

ایک بھاری بھرکم آدمی سوویت کے زینے پر، داویدوف کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ اس کے سر پر چپکی ہوئی سیاہ کوبان ٹوپی تھی جس کے اوپر سفید دھاریوں کا کراس سا بنا ہوا تھا۔ وہ بھیڑ کی کھال والا چھوٹا اوورکوٹ پہنے تھا۔ اس کے شانے بہت چوڑے تھے اور پشت اتنی بڑی تھی کہ دروازہ اور چوکھٹ دونوں اس سے چھپ گئے تھے۔ وہ اپنی چھوٹی لیکن مضبوط ٹانگیں چیرے قدم جمائے اس طرح کھڑا تھا جیسے استیپ میں ایلم کا پیڑ۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کے بوٹوں پر چوڑی شکنیں پڑی تھیں اور ان کی ڈوٹی پھوٹی ایڑیاں برساتی کے تختوں میں اس طرح دھنس رہی تھیں، گویا اس ریچھ نما شخص کے وزن سے ٹوٹی جا رہی ہوں۔

''یہ ہیں ہماری پروپیگنڈا ٹیم کے کمانڈر، کامریڈ کوندراتکو،، داویدوف کے ساتھ چلتے ہوئے نوجوان نے کہا۔ اور داویدوف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی جھلک دیکھتے ہوئے اس نے سرگوشی میں کہا: ''ہم ان کو مذاق میں 'پرانا چوکھٹا، کہتے ہیں۔ یہ لوگانسک کے انجن کے کارخانے سے آئے ہیں۔ یہ ٹرنر ہیں۔ عمر کے لحاظ سے آسانی سے ہمارے باپ ہو سکتے ہیں۔ لیکن اب تک لڑکوں ہی میں شامل ہیں۔،،

اسی وقت ان کی بات چیت سن کر، کوندراتکو مڑا۔ اس کا سرخ رخساروں‌والا چہرہ داویدوف کی طرف تھا۔ وہ مسکرایا اور جھکی جھکی سی بھوری مونچھوں کے سائے میں سفید دانتوں کی قطار مسکراہٹ کے ساتھ چمک اٹھی۔

''ارے، ہو نہ ہو یہی ہے سوویت حاکم؟ بھائیو، سلام!،، اس نے یوکرینی زبان میں کہا۔

''سلام کامریڈ۔ میں ہوں پنچائتی فارم کا صدر اور یہ ہیں گروپ سکریٹری۔،،

''اچھا! اب اندر چلیں۔ ہمارے ساتھی کب سے انتظار کر رہے ہیں۔ میں اس پروپیگنڈا ٹیم کا لیڈر ہوں۔ اس لئے ذرا آپس میں بات کرلیں۔ میرا نام ہے کوندراتکو اور اگر میرے نوجوان ساتھیوں

''میں اب بھی اس کے خلاف ہوں۔''

''یہ تو بڑی ہٹ دھرمی ہے، پکی بات، بالکل خچر ہو خچر!''

میٹنگ نے یاکوف لوکیچ کی تجویز منظور کرلی۔ اس کے بعد کچھ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غور و خوض ہوا، فیصلے ہوئے اور میٹنگ ختم ہو گئی۔ داویدوف اور ناگولنوف گاؤں سوویت کی طرف چل دئیے۔ لیکن ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ایک پستہ قد جوان جو چرمی جیکٹ اور ملاحوں کا سوٹ پہنے تھا، صحن سے نکل کر ان کی طرف بڑھا۔ تیز ہوا میں اس نے اپنی چارخانے کی شہری ٹوپی مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی۔

''ضلع سے آیا ہے شاید؟'' ناگولنوف نے آنکھیں اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

نوجوان ان کے پاس پہنچا اور اس نے فوجی انداز میں سلیوٹ داغا۔

''آپ لوگ گاؤں سوویت کے ممبر ہیں کیا؟''

''کس سے ملنا ہے؟''

''پارٹی گروپ کے سکریٹری یا سوویت کے صدر سے۔''

''میں گروپ کا سکریٹری ہوں اور یہ پنچائتی فارم کے صدر۔''

''خوب۔ میں پروپیگنڈا ٹیم سے آیا ہوں، ساتھیو۔ ہم سوویت میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابھی ابھی پہنچے ہیں۔''

اٹھی ہوئی ناک والے سانولے نوجوان نے تیزی سے داویدوف کی طرف دیکھا اور سوالیہ انداز میں مسکرایا:

''داویدوف آپ ہی ہیں، کامریڈ؟''

''جی ہاں۔''

''میرا بھی یہی خیال تھا۔ میں نے آپ کو پہچان لیا تھا۔ ہماری ملاقات پندرہ دن پہلے علاقائی کمیٹی میں ہوئی تھی۔ میں شہر میں کام کرتا ہوں۔ تیل کی ایک مل میں پریس آپریٹر ہوں۔''

تب کہیں داویدوف کی سمجھ میں آیا کہ جب یہ نوجوان پاس آیا تھا تو سورج مکھی کے تیل کی بو کہاں سے آئی تھی۔ اس کے تیل سے داغ داغ چرمی جیکٹ میں تیل کی تیز اور اشتہاانگیز بو لبسی ہوئی تھی۔

14*

سے اسکو پنچائتی کاشت کے کام میں مدد کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔ پچھلے زمانے میں کوندراتکو کافی موٹا اور چوڑا چکلا ہو گیا تھا۔ اب اس کے ساتھی اوسپ کوندراتکو کو دیکھتے تو مشکل سے پہچان پاتے کہ یہ وھی کوندراتکو ھے جس نے ۱۹۱۸ء میں زاریتسین میں لڑائی کے دوران چار کزاکوں اور کوبان دستے کے کمانڈر کو کاٹ کر پھینک دیا تھا۔ یہ وہ کمانڈر تھا جس کو خود ورانگل نے ایک تلوار پیش کی تھی جس پر چاندی اور سنہرے حروف میں یہ عبارت کندہ تھی: ''دادشجاعت کا صلہ،،۔ اب عمر اوسپ سے اپنا خراج مانگنے لگی۔ اس کے رخساروں پر سرخ اور نیلی رگیں ابھر آئی تھیں۔ جس طرح بہت تیز اور طویل دوڑ اور تھکن کے بعد گھوڑا سفید جھاگ سے ڈھک جاتا ھے اسی طرح اس پر بھی سفیدی چھانے لگی تھی۔ اس کی جھکی جھکی سی مونچھوں تک میں چاندی کے تار اس حقیقت کی چغلی کھا رھتے تھے۔ لیکن اوسپ میں اب بھی طاقت اور قوت ارادی باقی تھی۔ جہاں تک اس کے بے حد بڑے تن و توش کا تعلق ھے یہ کوئی اھم بات نہیں تھی۔ ''تاراس بولبا مجھ سے بھی زیادہ موٹاتھا لیکن یاد ھے وہ کس طرح لڑا پولستانیوں کے خلاف! اگر ھمیں پھر لڑنا پڑا تو میں آج بھی دشمن افسر کے دو ٹکڑے کر سکتا ھوں۔ آدھی صدی کی میری عمر کوئی ایسی بڑی نہیں ھے۔ میرا باپ زارشاھی دور میں سو سال سے زیادہ جیا۔ اب تو اپنی سوویت سرکار ھے — کم از کم ایک سو پچاس سال تو کھینچ ھی لے جاؤنگا!،، وہ ھر بار یہی کہتا جب اس کو اور بڑھتے ھوئے موٹاپے اور عمر کے بارے میں بتایا جاتا۔

کوندراتکو نے سوویت کے اندر آگے آگے قدم رکھا۔

''خاموش لڑکو! خاموش! ان سے ملو یہ ھیں پنچائتی فارم کے صدر اور یہ ھیں گروپ سکریٹری۔ ھمیں ان کی بات سننی ھے اور ان سے پوچھنا ھے کہ کام کیسا چل رھا ھے۔ تب ھم جان سکینگے ھمیں کیا کرنا ھے۔ چلو سب بیٹھ جاؤ!،،

پروپیگنڈا ٹیم کے پندرہ رکن بیٹھ گئے، ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال کرتے رھے، دو باھر صحن میں چلے گئے غالباً گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے۔ نامانوس چہروں کا جائزہ لیتے ھوئے داویدوف نے ضلع کمیٹی کے تین اراکین کو پہچان لیا — ایک ماھر زراعت، ایک

نے گھر کا بھید کھولنا شروع کر دیا تو وہ تمہیں بتائیں گے کہ سب مجھے ''چوکھٹا،، کہتے ہیں ۔ ان کی باتوں پر یقین نہ کرنا ۔ بڑے چالو ہیں کمبخت،، اس نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا اور جھک کر دروازے میں گھسا ۔

اوسپ کوندراتکو کو روس کے جنوب میں کام کرتے ہوئے بیس سال سے زیادہ ہوئے تھے ۔ پہلے وہ تاگن روگ میں تھا، پھر روستوف بر دون میں، اس کے بعد ماریوپول میں، اور آخر میں لوگانسک میں، جہاں وہ سرخ دستے میں شامل ہوا اور اپنے چوڑے شانوں سے سوویت اقتدار کو سہارا دیا ۔ روسیوں کے ساتھ گزارے ہوئے ان برسوں میں اس کی مادری زبان یعنی یوکرینی کی سلاست اس سے چھن گئی ۔ لیکن اس کی جھکی جھکی مونچھوں اور اس کی صورت میں وہی یوکرینی انداز جھلک رہا تھا۔ ۱۹۱۸ء میں اس نے دونیتس کے کن کنوں اور وروشیلوف کے ساتھ مارچ کیا تھا، کزاک دیہاتوں سے جہاں سفید گارڈ نے ہلہ بول رکھا تھا اور وہاں سے شہر زاریتسین تک گیا تھا۔ اور اس کے بعد، جب وہ خانہ‌جنگی کے ان دنوں کا ذکر کرتا تھا، جس کی صدائے باز گشت آج بھی اس کے جانبازوں کے دلوں میں گونجتی ہے، تو وہ ایک خاموش فخر کے ساتھ کہتا تھا : ''ہمارا کلیمنتی* لوگانسک کا ہے ۔ ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں ممکن ہے ہم کسی دن پھر ملیں ۔ میرے ساتھی مجھے فوراً پہچان لینگے! جب زاریتسین میں سفید گارڈ کے دستے سے جنگ کر رہے تھے تو نہ‌جانے کتنی بار انھوں نے مجھ سے کہا : 'کہو ، کیا حال چال ہیں تمہارے، کوندراتکو ؟، اب تک زندہ ہو ، بوڑھے بھیڑیے؟، 'اب تک زندہ ہوں، کلیمنتی یفرےموچ، میں کہتا ۔ 'اس وقت مرنے کی فرصت نہیں ہے ۔ ہم سفید حملہ‌آوروں کے خلاف لڑ رہے ہیں ۔ دیوانہ وار!، اگر ہم پھر ملیں تو یقینی بڑے تپاک سے ملینگے،، کوندراتکو پورے یقین کے ساتھ اپنی بات پوری کرتا ۔

جنگ کے بعد وہ پھر لوگانسک پہنچ گیا ۔ وہاں ٹرانسپورٹ کے شعبے میں محکمہ تحفظ کے ایک افسر کی حیثیت سے کام کرتا تھا ۔ اس کے بعد اسے پارٹی کے کام میں لگا دیا گیا اور پھر کارخانے میں وہیں

---

*کلیمنت یفرےموچ وروشیلوف

اپنے بازوؤں میں لےکر فرش سے تھوڑا سا اوپر اٹھا لیا۔ ''اچھا، اچھا! میں تو یوں ھی مذاق کر رھا تھا۔ اگر نہیں ھے تو نہ سہی۔ بس، جو کچھ ھے، بچاکر رکھو اپنے مویشیوں کو کھلانے کے لئے۔ اچھا، جوانو، آؤ اب ھم اپنا کام شروع کریں! اب بالکل خاموش!،، اور داویدوف اور ناگولنوف کی طرف مڑتے ھوئے بولا: ''تم جانتے ھی ھو ھم یہاں تمہارے کام میں مدد کرنے آئے ھیں۔ تم یہ بتاؤ کہ کام کیسا چل رھا ھے۔،،

ملکیت کو پنچائتی بنانے اور بیج کا ذخیرہ کرنے کے سوال پر داویدوف کی مفصل رپورٹ سننے کے بعد کوندراتکو اس نتیجے پر پہنچا:

''تو ھمارے کرنے کو اب یہاں زیادہ نہیں ھے۔،، اس نے جیب سے نوٹ بک نکالی اور اس پر اپنی موٹی انگلی رکھ دی۔ ''ھم توبیانسکی چل دیں تو اچھا ھے۔ یہاں سے زیادہ دور بھی نہیں ھے۔ اور یہاں ھم تمہارے پاس صرف چار نوجوانوں کی ٹیم چھوڑ دینگے جو تمہارا ھاتھ بٹائیگی۔ جہاں تک بیج کا ذخیرہ جلدی سے تیار کرنے کا تعلق ھے، اس کے لئے میٹنگ کرو، کسانوں کو سمجھاؤ کہ یہ سب کس چیز کے بارے میں ھے۔ پھر عام لوگوں میں سرگرم کام شروع کرو۔،،

داویدوف نے خوشی سے اس کی سست رو اور مفصل تقریر سنی۔ کہیں کہیں یوکرینی زبان کے محاورے اس کی سمجھ میں نہیں آئے۔ وہ یوکرینی بہت کم جانتا تھا لیکن محسوس کر رھا تھا کہ بیج کا ذخیرہ جمع کرنے کے بارے میں کوندراتکو کا منصوبہ بنیادی طور پر صحیح تھا۔ اسی سست رو تفصیل کے ساتھ کوندراتکو نے سمجھایا کہ اگر نجی کاشتکار یا مالدار کسان ھٹ دھرمی پر اتر آئیں اور بیج جمع کرنے کے کام میں رکاوٹ ڈالیں تو ان سے کس طرح نبٹا جائے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ پروپیگنڈا ٹیم کو دوسرے دیہاتوں کے کام میں کیا کیا باتیں بہت موثر معلوم ھوئی تھیں۔ پورے وقت وہ بڑی نرمی سے بولتا رھا۔ اس کی گفتگو میں سکھانے یا سبق دینے کا شائبہ تک نہ تھا۔ کبھی صلاح کے لئے وہ داویدوف کی طرف مڑتا، کبھی ناگولنوف کی طرف، کبھی رازمیوتنوف کی طرف۔ ''اسی

اسکول کا استاد اور ایک ڈاکٹر ۔ باقی علاقائی مرکز سے آئے تھے۔ اور بعض کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ فیکٹریوں سے آئے ہیں۔ وہ کھانستے اور کرسیاں گھسیٹتے ہوئے بیٹھ رہے تھے تو کوندراتکو نے داویدوف کے کان میں کہا :

''کسی کو بھیج کر ہمارے گھوڑوں کو گھاس وغیرہ دلوا دو اور گاڑی‌بانوں سے کہلوا دو کہ گاڑیوں کے پاس ہی رہیں۔ ''

اس کی آنکھوں میں ایک شدید چنگاری چمکی۔ ''شاید ہمیں تم لوگوں سے کچھ جئی بھی مل جائے؟''

''جئی تو ہے ہی نہیں۔ ہمارے پاس تو بس بیج بھر کی ہے'' داویدوف نے جواب دیا اور یکایک خود اپنے آپ سے چڑکر کچھ ٹھنڈا پڑ گیا۔ اب بھی چارے کےلئے کوئی ایک سو پوڈ سے زیادہ جئی موجود تھی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا کیونکہ وہ باقی جئی موسم بہار کا کام شروع کرنے کےلئے بچانا چاہتا تھا۔ اور یاکوف لوکیچ تقریباً رو پڑتا تھا جب گھوڑوں کو (صرف انتظامیہ کے گھوڑوں کو) یہ قیمتی اناج صرف ایک ایک سیر دینا پڑتا تھا اور وہ بھی صرف اس وقت جب گھوڑے کسی لمبے اور مشکل سفر پر جاتے تھے۔

''یہ ہے چھوٹی ملکیت‌والے لوگوں کی ذہنیت! اور یہ ذہنیت مجھ پر بھی پنجے گاڑنے لگی ہے'' داویدوف نے سوچا۔ ''پہلے تو کبھی میں یوں نہیں محسوس کرتا تھا۔ پکی بات! ارے، چل تھوڑی سی جئی دے ہی دے تو اچھا ہے! نہیں اب بات کچھ بےتکی ہو جائیگی۔ ''

''ہو سکتا ہے کچھ جو مل جائے؟''

''نہیں جو بھی نہیں ہے۔ ''

واقعی جو تو بالکل ہی نہیں تھا۔ لیکن جب داویدوف نے دیکھا کہ کوندراتکو مسکراتے ہوئے کچھ سمجھنے کے انداز میں اسے گھور رہا ہے تو اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''نہیں، سچ، ہمارے پاس جو بالکل نہیں ہے۔ ''

''تم بہت اچھے کسان ہوگے، بہت اچھے۔ ممکن ہے اچھے کولاک بھی بن جاؤ''، کوندراتکو کی گرجدار اور مگن آواز ابھری۔ مسکراہٹ اس کی مونچھوں میں جھلملا رہی تھی۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ داویدوف کی بھویں پھڑک رہی ہیں تو اس نے اس کو

یہ چہرہ اور کولاک کا پارٹ ۔ مزا آجاتا ھے، اصلی کولاک سامنے آجاتا ھے! ذرا دیکھو بڑھاپے میں کوندراتکو کی کیا گت بنی ھے۔ اور جئی کی فکر نہ کرو! مجھے تم سے کوئی شکائت نہیں ھے!،،
بھاری بھرکم جسم کے ساتھ برف گاڑی میں بیٹھتے ھوئے وہ مسکرایا۔

''جتنا چوڑا ھے اتنا ھی گہرا ھے!،، رازمیوتنوف چہکا۔ ''اور ٹریکٹر جتنا مضبوط! واقعی یہ اکیلا اتنا بڑا ھل کھینچ سکتا ھے جتنا بڑا ھل بیلوں کی تین جوڑیاں نہ کھینچ سکیں! میری سمجھ میں نہیں آتا اس قسم کے دیوھیکل لوگ کس چیز سے بنائے جاتے ھیں۔ تمہارا کیا خیال ھے، ماکار؟،،

''تم بھی بوڑھے شوکار کی طرح بکی ھوتے جارھے ھو!،، ماکار نے بپھرتے ھوئے کہا۔

تیئیسواں باب

کپتان پولوفتسیف اب تک یاکوف لوکیچ استرووونوف کے ساتھ زندگی گزار رھا تھا۔ وہ بڑی سرگرمی سے اس بغاوت کی تیاری کر رھا تھا جو موسم بہار میں ھونی تھی۔ رات رات بھر اپنے کمرے میں بیٹھا، کچھ لکھتا رھتا، پنسل سے نقشے بناتا رھتا، پڑھتا رھتا یہاں تک کہ مرغے بانگ دینے لگتے۔ بعض مرتبہ جب یاکوف لوکیچ اندر جھانک کر دیکھتا تو اسے پولوفتسیف کا بڑا سا سر میز پر جھکا نظر آتا۔ وہ اکثر پڑھتا ھوا نظر آتا اور اس کے ھونٹ آھستہ آھستہ ھلتے۔ لیکن بعض مرتبہ سوچ میں ڈوبا دکھائی دیتا۔ ایسے موقعوں پر پولوفتسیف کی کہنیاں میز پر ٹکی ھوتیں اور اس کی انگلیاں سفید اور اڑی اڑی سی لٹوں سے کھیلتی ھوتیں۔ اس کے جبڑے جکڑے ھوتے، جیسے کوئی سخت چیز چبا رھا ھو۔ اور آنکھیں آدھی مندی مندی سی ھوتیں۔ بار بار پکارنے پر سر اٹھاتا تو اس کی چھوٹی چھوٹی سکڑی ھوئی پتلیوں سے غصے کی آگ نکلنے لگتی۔
''کیا چاھتے ھو تم؟،، وہ دبی دبی سی غراتی ھوئی آواز میں کہتا۔
''کیا چاھتے ھو؟،، اس وقت یاکوف لوکیچ کے دل میں اپنے آقا کے لئے اور بھی زیادہ احترام اور خوف پیدا ھو جاتا۔

طرح یہ کام نبٹانا ہوگا۔ گریمیاچی کے لوگو بتاؤ، تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ میں بھی اس بات کو اسی نظر سے دیکھتا ہوں۔،،

داویدوف نے مسکراتے ہوئے ٹرنر کوندراتکو کے سرخ چہرے کو دیکھا جس پر سرخ رگیں ابھری ہوئی تھیں، جس کی گہری آنکھوں میں بڑی زندہ‌دلی اور فکر کی روشنی تھی اور سوچا: ''بڑا ہوشیار ہے! ہماری پیش قدمیوں میں رکاوٹ ڈالنا نہیں چاہتا۔ اسی لئے نصیحت کا لہجہ اختیار نہیں کرتا۔ لیکن اگر اس کے صحیح قدم کے خلاف حجت شروع کی تو وہ منٹوں میں اسے اپنا ہم‌خیال بنا لیگا۔ پکی بات! میں نے اس قسم کے لوگ دیکھے ہیں پہلے بھی!،،

ایک اور چھوٹا سا واقعہ ہوا جس نے اس کو کامریڈ کوندراتکو کا گرویدہ بنا لیا۔ روانگی سے پہلے کوندراتکو نے اپنی گریمیاچی‌والی ٹولی کے لیڈر کو ایک طرف بلایا۔ ان کی آپس میں مختصر سی گفتگو ہوئی:

''تم اپنا ریوالور کیوں لٹکائے ہو؟ اس کو ہٹا لو!،،

''لیکن کامریڈ کوندراتکو، کولاکوں کا کیا ہوگا اور طبقاتی جنگ...،،

''تم مجھے کیا بتانا چاہتے ہو؟ کولاک؟ ہاں، ان کے بارے میں کیا ہے؟ یہاں تم لوگوں کو اپنا ہم‌خیال بنانے کے لئے آئے ہو اور کولاکوں سے ڈر گئے۔ اچھا، پھر ریوالور باندھے پھرو لیکن اس کو یوں تو نہ پہنو، سب کے دیکھنے کو، جیب میں ڈال لو۔ ورنہ کوئی کولاک، اپنے آقاؤں کی جوتیاں چاٹنے والا، تمہارے بارے میں کہیگا: ''بھلے مانسو، ذرا ان کو تو دیکھو، یہ تمھیں ریوالور سے سمجھانے آئے ہیں!،، پھر ذرا تیزی سے کہا: ''یہ حماقت نہ کرو۔،،

برف‌گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے داویدوف کو بلایا اور اس کے کوٹ کے ایک بٹن سے کھیلتے ہوئے بولا:

''ہمارے یہ نوجوان خوب ڈٹ کر کام کریں گے! لیکن تمہیں خوب اچھی طرح کام کرنا پڑیگا تاکہ کام ذرا جلدی ہو جائے۔ میں توبیانسکی میں ہونگا۔ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو تو مجھے فوراً خبر دو۔ آج شام جب ہم وہاں پہنچینگے تو ہمیں شاید کوئی شو دینا پڑیگا۔ کاش تم مجھے کولاک کا پارٹ کرتے دیکھتے!

''کون ہے؟''

''پولوفتسیف کے پاس!'' دروازے کے اس طرف سے سرگوشی سنائی دی۔

''کون؟ یہاں کوئی نہیں رہتا اس نام کا۔''

''ان سے کہو میں چورنی سے آیا ہوں۔ ایک بنڈل لیکر۔''

یاکوف لوکیچ نے جھجکتے ہوئے دروازہ کھول دیا کہ جو ہونا ہے سو ہو! ایک کوتاہ قد آدمی، لبادے میں لپٹا ہوا، منہہ چھپاتے ہوئے، اندر داخل ہوا۔ پولوفتسیف اس کو اپنے کمرے میں لے گیا۔ زور سے دروازہ بند کیا۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹے تک دبی دبی آواز میں تیز تیز باتیں ہوتی رہیں۔ اس درمیان میں یاکوف لوکیچ کے بیٹے نے قاصد کے گھوڑے کو کچھ گھاس دی، اس کا زین ڈھیلا کیا اور لگام اتار لی۔

اس کے بعد گھوڑسوار قاصد روزانہ رات کو آنے لگے۔ آدھی رات کو تو نہیں، لیکن صبح ہونے سے پہلے، کوئی تین چار بجے وہ پہنچ جاتے۔ اس کے معنی یہ ہوتے کہ وہ پہلے قاصد کے مقابلے میں زیادہ لمبا سفر طے کرکے آتے تھے۔

اس زمانے میں یاکوف لوکیچ نہایت دورخی زندگی گزار رہا تھا۔ صبح کو وہ پنچائتی فارم کے دفتر جاتا، داویدوف، ناگولنوف، بڑھئی اور ٹیم لیڈروں سے بات چیت کرتا۔ جب وہ مویشیوں کا انتظام کرنے، گندم کے بیج ٹھیک ٹھاک کرانے یا اوزار وغیرہ کی مرمت کرانے میں منہمک ہوتا تو اس کے پاس کسی اور بات کےلئے ایک لمحہ بھی نہ ہوتا۔ عمل اس کی فطرت میں داخل تھا۔ یاکوف لوکیچ اپنی توقعات کے برخلاف مستقل فکرو احتیاط اور ہماھمی کی فضا میں گھرا رہتا اور یہ فضا اس کے دل کی پکار تھی۔ ہاں ایک بنیادی اور اہم فرق یہ تھا کہ اب اسے گاؤں بھر میں دوڑ بھاگ اپنی غرض سے نہیں بلکہ پنچائتی فارم کےلئے کرنی پڑتی تھی۔ لیکن وہ پھر بھی خوش تھا کیونکہ اس طرح اس کا دماغ بھیانک اندیشوں کے بھنور سے آزاد ہو جاتا تھا۔ اسے کام سے دلچسپی تھی۔ وہ کچھ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے دماغ میں طرح طرح کے منصوبے بنتے تھے۔ وہ تن من سے مویشیوں کے باڑے کو تیز ہواؤں سے بچانے کے انتظام میں محو ہو گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اصطبلوں کو زیادہ سے زیادہ

یاکوف لوکیچ کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ روزانہ اپنے آقا کو بتائے کہ گاؤں اور پنچائتی فارم میں آج کیا کیا ہوا۔ وہ بڑی دلجمعی سے رپورٹ دیتا۔ لیکن ہر روز اس کی رپورٹ پولوفتسیف کے لئے مایوسی کا نیا پیغام بن جاتی، جس کی وجہ سے اسکے رخساروں پر اوپر سے نیچے پھیلنے والی جھریاں اور گہری ہوتی جا رہی تھیں۔

جب گریمیاچی‌لوگ سے کولاکوں کو نکال باہر کیا گیا تو پولوفتسیف رات بھر سو نہ سکا۔ پو پھٹنے تک اس کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی رہی۔ یاکوف لوکیچ دبے پاؤں چلتا ہوا اپنے چھوٹے کمرے کے دروازے تک گیا تو اسے دانت پیسنے اور بڑبڑانے کی آواز سنائی دی:

''کونے میں ڈھکیل رہے ہیں وہ ہمیں۔ ہماری تمام حمائت، تمام قوت کا سرچشمہ سکھائے دے رہے ہیں! ہمیں چاہئے ان کو قتل کر دینا، قتل، قتل، بےرحمی سے قتل!،،

وہ خاموش ہو گیا اور پھر فلٹ بوٹوں میں فرش پر ٹہلنے لگا۔ اس کی انگلیاں اپنا مرغوب کام کر رہی تھیں — سینے کو کھجا رہی تھیں۔ پھر اس کی پھنسی پھنسی سی آواز ابھری:

''قتل! قتل!،، اور اس کے بعد اس کی آواز نرم پڑ گئی اور گلے میں گھٹتی ہوئی سی ابھری۔ ''اے رحیم و کریم خدا! تو سب دیکھتا ہے، تو سب سے بڑا منصف ہے! ہماری مدد کر! وہ گھڑی کب آئےگی؟ اے پروردگار، اب دیر نہ کر اپنے انتقام میں!،،

یاکوف لوکیچ کو بڑی تشویش ہوئی۔ صبح کے وقت اس نے پھر دروازے کے سوراخ پر کان دھر کر سننے کی کوشش کی۔ پولوفتسیف نے چپکے چپکے سرگوشی میں دعا پڑھی اور گھٹنوں پر جھکتے ہوئے غرایا۔ اس کے بعد اس نے روشنی گل کر دی، بستر پر لیٹ گیا اور پھر نیم‌خوابی کی حالت میں بڑبڑایا: ''ان کو قتل کردو، ایک ایک آدمی کو مار ڈالو!،، اس کی آواز کراہ میں بدل گئی۔

چند دن بعد رات کو یاکوف لوکیچ دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہاں گیا۔

''کون ہے؟،،

''مالک، دروازہ کھولو!،،

پولوفتسیف کی صلاح پر آٹھویں فروری کو یاکوف لوکیچ نے دوسری ٹیم کے فورسین کو حکم دیا کہ گاڑیاں اور آدمی دریائی ریت لیکر بیلوں کے باڑے میں پہنچیں۔ ریت آگئی۔ یاکوف لوکیچ نے باڑوں کے سٹیالے فرش صاف کرائے اور ان پر ریت ڈلوائی۔ کام تقریباً ختم ہونےوالا تھا کہ داویدوف وہاں آگیا۔

''تم یہاں ریت کا ھنگاسہ کیوں پھیلا رہے ھو؟'' اس نے چپشاہ دیمید سے پوچھا جو اپنی ٹیم کے بیلوں کا نگہبان بنا دیا گیا تھا۔

''فرش پر ریت بچھا رہے ھیں۔''

''کیوں؟''

خاموشی۔

''میں پوچھتا ھوں، کیوں؟''

''میں نہیں جانتا۔''

''تم سے کس نے کہا کہ یہاں ریت بچھاؤ؟''

''نائب نے۔''

''کیا کہا اس نے؟''

''اس جگہ کو صاف کرو۔، حرامزادے کو نئی نئی باتیں سوجھتی رھتی ھے!''

''ھاں واقعی یہ بہت اچھا خیال ھے! ھاں گوبر اور گندی بو کے مقابلے میں یہ کہیں اچھا رھیگا۔ بیلوں کو کہیں کچھ ھو ھوا نہ جائے۔ ان کو صفائی کی ضرورت ھے — تمہیں آخر یہ خیال پسند کیوں نہیں آیا — تم غلطی پر ھو! دیکھو باڑہ اب کتنا اچھا لگ رھا ھے۔ صاف، اچھی ریت، ایں؟ کیوں، ھے نا؟''

لیکن داویدوف کو چپ شاہ نے الٹ کر جواب نہیں دیا۔ وہ بنا کچھ کہے سنے بھس کے باڑے میں چلا گیا اور داویدوف اپنے نائب کی پیش قدمی کی داد دیتا ھوا، کھانا کھانے چل دیا۔

شام تک لیوبیشکین بھاگا ھوا اس کے پاس آیا اور تیز آواز میں پوچھا:

''تو اب بیلوں کےلئے پیال کے بجائے ریت کا بچھونا بچھایا جائیگا، ایں؟''

پائدار بنائے۔ اس نے پنچائتی فارم میں لئے ہوئے گوداموں کی منتقلی کی رہنمائی کی اور نیا پنچائتی گودام تعمیر کرنے کا کام اپنے ذمے لے لیا۔ لیکن شام کو، جیسے ہی کام کاج کی ہماھمی کم ہوتی اور گھر جانے کا وقت آتا تو اسے خیال آتا کہ گھر کے ایک کمرے میں پولوفتسیف تیوریاں چڑھائے بیٹھا ہوگا، قبر پر بیٹھے ہوئے گدھ کی طرح ۔ یہ یاد آتے ہی یاکوف لوکیچ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ جاتے، اس کے پیٹ میں خلا سا محسوس ہوتا، اس کی ساری سرگرمیاں اور جوش ٹھنڈے پڑ جاتے اور جسم تھکن کے اتھاہ سمندر میں ڈوب جاتا ۔ وہ گھر آتا اور کھانا کھانے سے پہلے، پولوفتسیف کے پاس جاتا۔

''بولو،، پولوفتسیف حکم دیتا، سگریٹ بناتا اور کان کھڑے کر لیتا ۔

اور یاکوف لوکیچ پنچائتی فارم کے سارے دن کی داستان سناتا ۔ پولوفتسیف عام طور پر خاموشی سے اس کی بات سنتا ۔ لیکن ایک بار، صرف ایک بار ایسا ہوا کہ جب یاکوف لوکیچ نے اس کو بتایا کہ کولاکوں کے کپڑے جوتے وغیرہ گاؤں کے غریبوں کو تقسیم کئے گئے ہیں تو وہ بپھر کر چیخ پڑا:

''بہار میں ہم گلا کاٹ دینگے ان کا۔ ان سب کی گردنیں اڑ جائینگی جنھوں نے یہ چیزیں لی ہیں! ان سب کی فہرست تیار کرو ۔ سب سوروں کے نام لکھو! سنا تم نے؟،،

''فہرست میرے پاس ہے، الکساندر انیسیمووچ ۔،،

''تمہارے پاس ہے اس وقت؟،،

''میرے پاس ہے ۔ ،،

''لاؤ مجھے دو ۔ ،،

اس نے فہرست لے کر بڑی احتیاط سے اس کی نقل کی۔ ہر ایک کا پورا نام اور ان کپڑوں کی فہرست جو اس نے لئے تھے۔ یہی نہیں اس نے ہر نام کے سامنے صلیب کا نشان بنایا ۔

پولوفتسیف سے بات کرنے کے بعد ہی یاکوف لوکیچ کھانا کھانے جاتا تھا اور بستر پر دراز ہونے سے پہلے، وہ پھر اگلے دن کی ہدایات کے لئے اس کے پاس ہو لیتا تھا۔

''کیا کہنا ہے تمہیں؟،،

''عزیز کامریڈ داویدوف، بہت بڑی غلطی ہو گئی! میں کیا کروں، جی چاہتا ہے اپنے بال نوچ کر کہیں نکل جاؤں ـــ سچ کہتا ہوں!،،

یکایک داویدوف کا رنگ زرد پڑ گیا اور اس نے یاکوف لوکیچ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا ۔ اس کی آنکھوں میں غصے کے آنسو تھے ۔ ''تم کرنا کیا چاہتے ہو، سور؟ توڑ پھوڑ سچانا منظور ہے؟ تمہیں معلوم نہیں تھا کیا کہ مویشیوں کے باڑے میں ریت نہیں بچھائی جاتی؟ تم یہ بھی نہیں جانتے کہ بیلوں کو پالا مار سکتا ہے؟،،

''میں بیلوں کے لئے زیادہ آرام... خدا کو حاضر و نظر جان کر کہتا ہوں، میں نہیں جانتا تھا!،،

''اوہ بند کرو یہ بکواس ـــ میں یہ نہیں مان سکتا کہ تمہارے جیسا تجربہ کار کاشتکار، یہ بات نہیں جانتا تھا!،،

یاکوف لوکیچ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، وہ ناک پونچھتا رہا اور بڑبڑاتا رہا:

''میں ان کو صاف ستھرا رکھنا چاہتا تھا،... میں گوبر وغیرہ سے جگہ تو صاف رکھنا چاہتا تھا ۔ میں نے دور دور نہیں سوچا تھا کہ اس قسم کی کوئی بات ہو سکتی ہے!،،

''جاؤ، جاکر اپنا کام اوشاکوف کے سپرد کردو ۔ ہم اس جرم میں تم پر مقدمہ چلائینگے ۔ ،،

'' کامریڈ داویدوف!،،

''نکل جاؤ ـــ میں کہتا ہوں نکل جاؤ!،،

جب یاکوف لوکیچ چلا گیا تو داویدوف نے ٹھنڈے دل سے تمام حالات پر غور کرنا شروع کیا ۔ اب اسے لگا کہ یاکوف لوکیچ پر سازش اور توڑ پھوڑ کا شبہ کرنا بالکل فضول ہے ۔ استروونوف کولاک نہیں ہے ۔ لوگ بھلے ہی اکثر اسے کولاک کہتے ہوں لیکن یہ محض ذاتی پرخاش کی بنا پر ہے ۔ اس کے فارم کا نائب مقرر ہونے کے فوراً بعد ہی لیوبیشکین نے کچھ سرسری سے انداز میں کہا تھا: ''استروونوف خود ایک زمانے میں کولاک تھا!،، داویدوف نے اس زمانے میں معاملے کی چھان بین کی تھی اور اس کو معلوم ہوا

''ھاں، ھاں ٹھیک تو ھے۔''

''یہ استروونوف سمجھتا کیا ھے؟ اپنے آپ کو... وہ کر کیا رھا ھے؟ پاگل ھو گیا ھے کیا؟ کب کسی نے ایسی بات سنی ھوگی؟ اور تم کامریڈ داویدوف؟ تم نے کیسے اس قسم کے اقدام کی اجازت دے دی!''

''اتنا جوش میں نہ آؤ لیوبیشکین! یہ سب کچھ صفائی ستھرائی کا مسئلہ ھے! استروونوف کا خیال ٹھیک ھے۔ جگہ صاف ستھری ھو تو حفاظت رھتی ھے! کسی قسم کی بیماری نہیں پھیلےگی۔''

''صفائی؟ ھے کیا؟ آخر بیل سوئیںگے کس چیز پر؟ غضب کا پالا کٹ رھا ھے! پیال میں ان کو گرمی لگتی ھے۔ ذرا تم ریت پر لیٹ کر دیکھو، کیسا معلوم ھوتا ھے!''

''بس، میں اور زیادہ مخالفت سننا نہیں چاھتا۔ ھمیں مویشیوں کی دیکھ بھال کا پرانا طریقہ ختم کرنا ھوگا! سب کام سائنسی بنیاد پر ھونا چاھئے!''

''لیکن یہ کس قسم کی بنیاد ھے؟ ایں؟'' لیوبیشکین نے زور سے اپنی کالی ٹوپی اپنے جوتے پر ماری اور بھناتا ھوا کمرے سے باھر چلا گیا۔ اس کا چہرہ سرخ بھبھوکا ھو رھا تھا۔

اگلی صبح ۲۳ بیل اٹھائے نہ اٹھ سکے۔ رات کے وقت پالے کی وجہ سے ان کا پیشاب ریت کے نیچے نہ جا سکا اور وہ بھیگی ریت پر پڑے جم گئے۔ ان میں سے بعض کسی طرح ٹانگوں پر اٹھے لیکن ان کی کھال برفیلی ریت پر چپکی رہ گئی۔ چار کی دمیں پالے کے مارے جھڑ گئیں۔ اور باقی کو ٹھنڈ لگی اور وہ سب بیمار پڑ گئے۔

یاکوف لوکیچ نے پولوفتسیف کی ھدایات پر عمل کرنے میں ضرورت سے زیادہ جوش دکھایا تھا۔ نائب کا عہدہ چھنتے چھنتے رھا اس سے۔ ''ان کے بیلوں کو پالے سے مارنے کا یہی طریقہ ھے! سب بیوقوف ھیں۔ سمجھینگے یہی سائنسی طریقہ ھے۔ لیکن گھوڑوں کا خیال رکھو۔ ان کو ھر وقت میدان عمل کے لئے تیار رکھنا ھے!'' پولوفتسیف نے ایک دن پہلے کہا تھا اور یاکوف لوکیچ اس کا حکم بجا لایا تھا۔

صبح کو داویدوف نے اس کو دفتر میں بلایا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور آنکھیں اٹھائے بنا پوچھا:

یاکوف لوکیچ بک کیپر سے بات کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کنجیوں کا ایک گچھا تھا۔ ہونٹ غصے میں کانپ رہے تھے۔

''سنو استروونوف کنجیوں کا گچھا دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے کام پر لگے رہو۔ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ پھر ہوا تو... تم خود سوچ سکتے اس کا انجام کیا ہوگا... ضلع سے مویشیوں کے ڈاکٹر کو بلاؤ اور ٹیم لیڈروں سے کہو کہ پالے کے مارے ہوئے بیلوں کو کام پر نہ لگائیں۔ ''

پنچائتی فارم کو نقصان پہنچانے کی یاکوف لوکیچ کی پہلی کوشش بغیر کسی گڑبڑ کے کامیاب ہو گئی اور کچھ عرصے تک پولوفتسیف نے اس کو مزید فرائض نہیں سونپے۔ اسے اور بہت سے کام کرنے تھے۔ ہمیشہ کی طرح رات کو ایک نیا قاصد آیا۔ پولوفتسیف اس کو فوراً اپنے کمرے میں لے گیا اور حکم دیا کہ کوئی ان کی بات چیت میں خلل نہ ڈالے۔ صبح تک ان میں باتیں ہوتی رہیں اور صبح کو پولوفتسیف نے جو زیادہ خوشکن وخرم نظر آ رہا تھا، یاکوف لوکیچ کو کمرے میں بلایا اور کہا:

''پیارے یاکوف لوکیچ، یہ ہماری یونین کے ممبر ہیں، یوں کہو۔ سکنڈ لفٹننٹ — یا جیسا کہ کزاک کہتے ہیں کارنٹ لاتیفسکی واتسلاف افگوستووچ۔ ان کے لئے جو بھی کر سکتے ہو کرو۔ اور یہ ہیں ہمارے میزبان، پرانے زمانے کے کزاک، لیکن اس وقت پنچائتی فارم کے نائب یعنی سوویت ملازم ہیں۔ ''

لفٹننٹ بستر سے اٹھا اور اس نے ایک چوڑی سفید ہتھیلی یاکوف لوکیچ کی طرف بڑھائی۔ وہ کوئی تیس سال کا معلوم ہوتا تھا۔ اس کا چہرہ دبلا پتلا اور پیلا تھا۔ اس کے پیچھے کی طرف الٹے ہوئے لہردار بال سیاہ ساٹن کے بلاؤز کے کالر پر لٹک رہے تھے۔ اس کی چھدری مونچھیں بل کھاتی ہوئی اس کے متبسم ہونٹوں پر جھک آئی تھیں۔ اس کی بائیں آنکھ مستقل مچی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ یہ حادثہ شاید کسی گولے کے پھٹنے سے ہوا ہوگا۔ آنکھ کے نیچے کی جلد تہہ در تہہ سخت ہو گئی تھی اور خزاں رسیدہ پتی کی طرح خشک اور بےجان تھی لیکن اس کی نیم باز آنکھ اس کے چہرے پر بکھری ہوئی مسرت اور قہقہہ زن کیفیت کو دبانے کے بجائے اور زیادہ ابھار رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کی بھوری

تھا عرصه دراز پہلے یاکوف لوکیچ واقعی ذرا ٹھاٹ کی زندگی گذارتا تھا ۔ لیکن ایک بار فصل اتنی خراب ھوئی که وه تباه ھو گیا اور اوسط درجے کا کسان بن کر رہ گیا ۔ داویدوف نے کافی غور و خوض کیا اور آخر میں اس نتیجے پر پہنچا که بیلوں کے سلسلے میں جو ناخوشگوار حادثه ھوا ھے اس کا الزام یاکوف لوکیچ کے سر نہیں آتا ۔ بیلوں کے باڑے میں ریت بچھانے کی تحریک دراصل صحت و صفائی کی خواهش کا نتیجه تھی ۔ اور اس کی تھوڑی سی وجه شاید یه رھی ھو که اسے همیشه نئی بات کرنے اور کچھ کر دکھانے کی خواهش رهتی ھے ۔ ''اگر وه سازشی ھوتا تو اتنا خون پسینه ایک کرکے کام میں جٹا نه رهتا،، داویدوف نے سوچا ۔ ''ساتھ ھی اس کی بیلوں کی ایک جوڑی پر بھی بیت گئی ۔ نہیں استرو ونوف وفادار پنچائتی کسان ھے اور یه ریت کا سارا قصه محض غلطی ھے، پکی بات!،، اس کو یاد آیا که یاکوف لوکیچ نے کتنی محنت اور کوشش سے اصطبلوں کو گرم کیا تھا، کس طرح چارے کی گھاس کی بچت کی تھی ۔ کس طرح، جب اصطبل میں پنچائتی فارم کے تین گھوڑے بیمار پڑے تھے تو وه رات بھر اصطبل میں رها تھا، خود اپنے ھاتھ سے ان کو تیل کا جلاب دیا تھا تاکه ان کا درد دور ھو ۔ اور اس کے بعد اس نے سب سے پہلے یه تجویز رکھی تھی که اصطبل کے مجرم نگہبان کوژنکوف کو، جو پہلی ٹیم کا تھا، فوراً برطرف کیا جائے ۔ وهی پورے هفتے گھوڑوں کو اچھی پیال کھلاتا رها تھا ۔ جہاں تک داویدوف کی عقل کام کر سکتی تھی، اس کی سمجھ میں یہی بات آئی که گھوڑوں کی دیکھبھال اور سبھوں سے زیاده یاکوف لوکیچ کر رها تھا ۔ اور جب یه ساری باتیں اس کو یاد آئیں تو داویدوف کو بڑی شرمندگی اور جرم کا احساس ھوا ۔ اسے بڑی خفت محسوس ھو رھی تھی که وه بیکار اپنے نائب پر اتنا برس پڑا ۔ اسے اس بات پر بھی ندامت تھی که وه اپنے انتظامیه بورڈ کے رکن، ایک اچھے پنچائتی کسان سے اتنی بری طرح پیش آیا جس کی عزت لوگوں کے دلوں میں تھی ۔ ایک ایسے آدمی پر اس نے توڑ پھوڑ اور سازش کا شبهه کیسے کیا؟ کیا بکواس ھے! داویدوف نے سر کے بال نوچ ڈالے اور اپنی الجھن میں غراتا ھوا کمرے سے باھر نکل گیا ۔

پولوفتسیف: ''بہر حال ہمیں کسی قسم کی بےاحتیاطی نہیں کرنی چاھئے۔ ''

لاتیفسکی: (اور بھی مدھم لہجے میں بات کرنے لگا جس کی وجہ سے یاکوف لوکیچ کو اس کی باتوں کی سن گن ملنی مشکل ہو گئی) ''شکست... ظاهر... افغانستان... ان کی مدد سے کام چلاؤ...''

پولوفتسیف: ''لیکن فنڈ... اوجی‌پی‌یو...'' (پھر ایک بڑبڑاھٹ)۔

لاتیفسکی: ''دوسرا راستہ یہ ھے۔ سرحد پار کرو... مینسک... میں تمھیں یقین دلاتا ھوں سرحدی محافظ... بڑے ھیڈکوارٹر میں... تمھیں، یقینی... هاتھوں هاتھ لیں‌گے... میں کرنل کا نام جانتا ھوں... خفیہ ملاقات... زبردست مدد! اتنی حفاظت... سوال اوپری مدد کا نہیں ھے...''

پولوفتسیف: ''عالی جاہ کی رائے کیا ھے؟''

لاتیفسکی: ''مجھے یقین ھے کہ جنرل وھی دوھرائیں‌گے... مجھے بتایا گیا ھے کہ... معاملہ بہت نازک ھے... موقع کو هاتھ سے جانے نہیں دینا ھے...''

آوازیں دھیمی سرگوشیوں میں بدل گئیں۔ اور یاکوف لوکیچ، جس کے پلے اب بھی زیادہ کچھ نہیں پڑا تھا، ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا اور پنچائتی فارم کے دفتر کی طرف چلا گیا۔ اور پھر ایک بار جب وہ اس مکان میں پہنچا جو کبھی تیتوک کا تھا اور جب اس کی آنکھیں، حسب عادت پھاٹک کے سفید بورڈ پر پڑیں، جس پر لکھا تھا ''دفتر گریمیاچی‌لوگ پنچائتی فارم'' تو اس میں وھی دوغلےپن کے جذبات ابھرے۔ پھر اسے سکنڈ لفٹننٹ اور پولوفتسیف کے پراعتماد الفاظ یاد آئے: ''ھم جلد ھی شروع کرینگے!'' وہ اپنے آپ پر جھنجھلایا اور خوش ھوکر سوچا: ''جتنی جلدی ھو اتنا ھی اچھا! ورنہ میں ان کی اور پنچائتی فارم کی تناتنی میں تو برف پر پھسل کر بیل کی طرح ڈھیر ھو جاؤنگا۔''

اس رات پولوفتسیف نے اپنے گھوڑے پر زین کسا، اپنے تمام کاغذات اور کچھ کھانے کا سامان زین کے تھیلے میں رکھا اور رخصت ھوا۔ یاکوف لوکیچ نے کھڑکی کے پاس سے گزرتے ھوئے گھوڑے کے مڑنے کی آواز سنی اور گھوڑے کی خشک اور ھیجانی ٹاپیں اس کے کانوں میں گونجیں۔

آنکھ سے ابھی شرارت چھلک پڑیگی اور وہ آنکھ ماریگا اور پھر نوجوان اور زندہ دل لفٹننٹ کے قہقہے پھٹ پڑینگے۔ اس کے ڈھیلے ڈھالے کپڑوں میں خود اس کے ارادے کو دخل تھا۔ ان کپڑوں سے اس تیکھے پن اور قدرے خودسری کی کیفیت میں نہ تو کمی پیدا ہوئی تھی اور نہ یہ کپڑے اس کی شخصیت کو چھپانے میں کامیاب تھے۔

اس دن پولوفتسیف بہت زیادہ خوش تھا۔ یاکوف لوکیچ کی طرف بھی اس کا رویہ خاص نرمی اور خلوص کا تھا۔ اس نے جلد ہی رسمی باتیں ختم کیں اور یاکوف لوکیچ کی طرف مخاطب ہوتے ہوتے اعلان کے انداز میں بولا:

''سکنڈ لفٹننٹ تمہارے یہاں کوئی دو ہفتے رہینگے۔ آج، جیسے ہی اندھیرا چھائیگا، میں چلا جاؤنگا۔ واتسلاف افگوستووچ جو کچھ بھی چاہیں ان کو دینا۔ ان کے سارے احکام، میرے احکام ہیں، سمجھے؟ یاکوف لوکیچ، میرے عزیز!'' اس نے یاکوف لوکیچ کے گھٹنوں پر اپنا رگوں سے بھرا ہوا ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے معنی خیز انداز میں کہا: ''اب ہم جلد ہی شروع کرینگے! اب زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑیگا۔ ہمارے کزاکوں کو بتا دو۔ اس سے ان کے حوصلے بڑھینگے۔ اور اب جاؤ۔ ہمیں اور دوسری باتیں کرنی ہیں۔''

کوئی خاص بات ہوئی ہوگی جو پولوفتسیف کو دو ہفتے کے لئے گریمیاچی‌لوگ چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔ یاکوف لوکیچ یہ معلوم کرنے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ وہ اسی کمرے میں چلا گیا جہاں سے پولوفتسیف نے اس کی اور داویدوف کی گفتگو سنی تھی۔ اس نے پتلی آڑ کی دیوار پر کان لگا دئے اور اسے ہلکی ہلکی باتوں کی بھنبھناہٹ سنائی دی۔

<u>لاتیفسکی:</u> ''تمہیں کسی نہ کسی طرح بیکادوروف سے رابطہ قائم کرنا ہے۔ ظاہر ہے جب تم عالی جاہ سے ملوگے تو وہ تمہیں بتائینگے کہ منصوبے... یہ بڑا اچھا موقع ہے... شاندار! سالسک علاقے میں... ہتھیار بند ٹرین... اگر ہم شکست کھاتے ہیں تو...''

<u>پولوفتسیف:</u> ''شی!..''

<u>لاتیفسکی:</u> ''ہماری بات تو کوئی نہیں سن سکتا نا؟''

15*

''اپنی زبان بند رکھنا۔ اتنی ذرا سی بات پر اپنے بیٹے کا دل نہ کڑھانا ۔ تم تو جانتے ہو ہم فوجی لوگ کس قسم کے ہوتے ھیں؟ پھرتی اور حملہ۔ کس نے جوانی میں گناہ نہیں کئے۔ ھی۔ ھی ۔ لو یہ سگریٹ پیو ۔ کیا تم نے خود بہو کے ساتھ زندگی کا لطف نہیں اٹھایا ھے؟ تم بڑے کائیاں ہو حرامزادے!،،

یاکوف لوکیچ اتنا بھونچکا تھا کہ اس نے سگریٹ قبول کرلی اور جب تک لاتیفسکی کی ماچس نے اسے جلا نہ لیا باورچی خانے میں داخل نہ ھوا۔ میزبان کی سگریٹ جلانے کے بعد لاتیفسکی نے اپنی بات جاری رکھتے ھوئے اخلاقیات کا سبق دیا:

''اگر کوئی تمہارے ساتھ کوئی نیکی کرتا ھے — تمہاری کوئی خدمت ۔ مثال کے طور پر جب کوئی تمہاری سگریٹ جلانے کےلئے ماچس دیتا ھے تو تمہیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاھئے ۔ جاھل ھو بڑے میاں تم! اور ھو پنچائتی فارم کے نائب ۔ پرانے دنوں میں تو میں تمہیں اپنا ھرکارہ بنانے کو بھی تیار نہ ھوتا ۔،،

''اف شیطان نے کس قسم کا آدمی میرے سر منڈھ دیا ھے،، یاکوف لوکیچ نے سوچا ۔

لاتیفسکی کی خودسری دیکھ کر وہ بجھ سا گیا ۔ اس کا بیٹا، سیمیون، گھر پر نہیں تھا ۔ وہ ضلع مرکز گیا ھوا تھا مویشیوں کے معالجے کے لئے ۔ لیکن یاکوف لوکیچ نے طے کر لیا کہ اس کی واپسی پر کچھ بتائیگا نہیں ۔ اس نے اپنی بہو کو باھر کھلیان میں بلایا اور خاموشی سے گھوڑے کی پیٹی لیکر اس کو سبق پڑھایا ۔ لیکن چونکہ اس نے اس کے چہرے پر نہیں مارا تھا اور اپنا سارا غصہ اس کی پشت، کمر اور کولہوں پر اتارا تھا اس لئے کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا تھا ۔ سیمیون کو بھی کچھ نظر نہ آیا ۔ وہ رات گئے مرکز سے آیا ۔ بیوی نے کھانا دیا اور جب بینچ کے بالکل آخری کنارے پر بیٹھی تو سیمیون نے سادہ لوحی سے حیرت کے ساتھ پوچھا :

''تم اتنی دور مہمان کی طرح کیوں بیٹھی ھو؟،،

''میرے پھوڑا ھو گیا ھے،، سیمیون کی بیوی سر سے پاؤں تک سرخ ھو گئی۔

نیا مکین بڑا سرگرم نکلا۔ مخصوص بےتکلف اور بےساختہ فوجی انداز میں سارا سارا دن وہ گھر میں چکر لگاتا مزے میں مسکراتا رھتا، عورتوں سے مذاق کرتا اور بڑی بی کو اطمینان کی سانس نہ لینے دیتا جس کا دم تمباکو کے دھوئیں سے گھٹتا تھا۔ اسے ذرا بھی اس بات کا ڈر نہیں تھا کہ اگر کوئی یاکوف لوکیچ کو ڈھونڈتا ھوا آن نکلے تو کیا ھو۔ یہاں تک کہ یاکوف لوکیچ کو اسے خبردار کرنا پڑا:

''جناب عالی، آپ کو ذرا احتیاط سے کام لینا چاھئے۔ کون جانے کب کوئی اندر آ جائے اور آپ کو دیکھ لے۔ ''

''کیوں، کیا میری پیشانی پر 'جناب عالی' لکھا ھوا ھے؟''

''لیکن وہ پوچھ سکتے ھیں، آپ کون ھیں، کہاں سے آئے ھیں...''

''ٹھیک ھے، ٹھیک ھے، بھلے آدمی۔ میری جیب میں جعلی کاغذات موجود ھیں! اور اگر کسی کو شبہہ ھو گیا تو لو یہ رھا میرا پروا نہ... اس کے سہارے جہاں چاھو جا سکتے ھو۔ ''

اور اس نے اپنے گریبان کے اندر کی جیب سے پستول نکالا، ھلکا سا چمکتا ھوا ''ماوزیر''، مارکہ پستول۔ وہ اب بھی مزے میں مسکرا رھا تھا۔ اس نے یاکوف لوکیچ کے چہرے کا جائزہ لیا، بڑے چیلنج کے انداز میں۔ اس کی بےحرکت آنکھ میں جو اس کی جلد کی ابھری ھوئی تہوں کے سائے میں اسے گھور رھی تھی کسی قسم کی حرکت اور بےچینی نہیں تھی۔

زندہ‌دل لفٹننٹ کا یہ جوش و خروش یاکوف لوکیچ کو کچھ زیادہ بھایا نہیں اور خاص طور پر اس شام جب وہ دفتر سے واپس آیا اور اسے پھنسی پھنسی سی آوازیں سنائی دیں۔ گلیارے سے قہقہے اور چھیڑچھاڑ کی آوازیں ابھر رھی تھیں۔ اس نے ماچس کی تیلی جلائی تو دیکھتا کیا ھے کہ لاتیفسکی کی ایک آنکھ کھانے کے ٹب کے پیچھے چمک رھی ھے اور اس کے پہلو میں، خود اس کی بہو کا چقندر کی طرح سرخ چہرہ ھے، جو گھبراھٹ میں اپنا لہنگا نیچے کھسکا رھی ھے اور اپنے سر پر رومال برابر کر رھی ھے۔ یاکوف ایک لفظ کہے سنے بنا باورچی خانے میں قدم رکھنے ھی والا تھا کہ لاتیفسکی نے اس کو جا لیا اور اس کے شانے پر ھاتھ مارکر سرگوشی میں بولا:

کے لئے۔ لیکن لاتیفسکی نے اس کو بات کرنے کا موقع ھی نہیں دیا۔ اس نے اپنا گلاس خالی کیا اور یاکوف لوکیچ کے لئے دوسرا گلاس نہیں دیا، پوچھا:

''سوری کے کیڑے، کس نے کہا تھا کہ تم ھمارے دل میں شامل ھو جاؤ؟ تم نے یہ کیوں کیا؟ پولوفتسیف اور میں تو مجبور ھیں۔ موت ھمارا پیچھا کر رھی ھے۔ ھاں موت! اور کون جانے ھم شاید جیت ھی جائیں! لیکن بیوقوف... میں تمہیں بتاؤں کہ جیتنے کے امکانات بہت کم ھیں۔ ھزار میں ایک۔ اس سے زیادہ نہیں! لیکن یہ ھمارے لئے ھے، جن کے پاس کمیونسٹوں کی زبان میں کھونے کو زنجیروں کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن تم؟ اگر تم مجھ سے پوچھو تو بتاؤں کہ تم قربانی کا بکرا ھو۔ اور کچھ نہیں۔ بیوقوف تم مزے میں اپنی زندگی گذار سکتے تھے۔ ٹھیک، میں یہ نہیں مانتا ھوں کہ تمہارے جیسے بہت سے گھامڑ مل کر کبھی سوشلزم بنا سکتے ھیں لیکن پھر بھی... دنیا کی اس دلدل میں کچھ چھینٹے تو اچھال سکتے ھو۔ دیکھو بات یہ ھے کہ بغاوت ھوگی تم مارے جاؤگے، سفید ریش بڈھے شیطان، یا شائد سیدھے سیدھے گرفتار کر لئے جاؤ، بحیثیت گمراہ، کہیں دور، شائد ارخن‌گلسک صوبے میں جہاں کمیونزم کے دوبارہ آنے تک تمہاری عمر صنوبر کے پیڑ کاٹ کاٹ کر گرانے میں گزر جائےگی۔ اف بیوقوف! میں جانتا ھوں میں نے کیوں بغاوت کی! میں رئیس ھوں! میرے باپ کے پاس بارہ ھزار ایکڑ زیر کاشت زمین تھی اور دو ھزار ایکڑ جنگل۔ مجھے اور میرے جیسے لوگوں کو بڑا زبردست دھکا لگا جب ھمیں ملک چھوڑنا پڑا۔ کہیں پردیس میں ھمیں روزانہ کی روٹی کمانی پڑی۔ جیسے کہتے ھیں محنت مزدوری سے روٹی کمانا۔ لیکن تم؟ کون ھو تم؟ تم بس غلہ پیدا کرتے ھو اور غلہ کھا جاتے ھو! گوبر کی مکھی! افسوس ھے کہ خانہ جنگی میں تم جیسے جو کزاک پلے مارے گئے وہ کافی نہیں تھے۔''

''لیکن وہ ھمیں جینے نہیں دیتے!'' یاکوف لوکیچ نے دلیل پیش کی۔ ''وہ ھمیں ٹیکسوں سے مارے ڈال رھے ھیں، ھمارے پاس جو کچھ ھے سب ھم سے چھین لیتے ھیں۔ انسان اپنی مرضی کی زندگی نہیں گذار سکتا۔ ورنہ بتائیے ھمیں آپ کے جیسوں کی کیا ضرورت —

''روٹی اور پیاز چبا کر اسکی پولٹس کیوں نہیں لگاتیں؟ پھوڑا فوراً پھوٹ جائیگا!،، یاکوف لوکیچ نے ھمدردی سے مشورہ دیا۔

بہو کی قہرآلود آنکھیں اس کی طرف اٹھیں لیکن اس نے کمزور آواز میں جواب دیا:

''شکریہ بابا۔ خود ھی ٹھیک ھو جائیگا۔،،

کبھی کبھار لاتیفسکی کے لئے مراسلے آتے۔ وہ پڑھتا اور فوراً ان کو چولھے میں جلا دیتا۔ آخر میں رات کو پینا شروع کردیا۔ بہو سے چھیڑ چھاڑ بند کر دی۔ کچھ زیادہ بجھا بجھا رھنے لگا اور زیادہ جلدی جلدی یاکوف لوکیچ یا سیمیون سے ''ادھے،، کی فرمائش کرنے لگا۔ ھر بار ان کے ھاتھ میں وہ کھڑکھڑاتے ھوئے بینک نوٹ رکھ دیتا۔ پی کر وہ سیاست کی ھانکنے لگتا، ھر چیز کے بارے میں سرسری اور عام سی رائے دیتا اور اپنے ڈھنگ سے پوری صورتحال کا نچوڑ پیش کرتا۔ ایک بار تو اس نے یاکوف لوکیچ کو بالکل چکرا کر رکھ دیا۔ اس نے میزبان کو کمرے میں بلایا، ایک گلاس وادکا دی پینے کو، اور پھر نہایت لاپروائی سے آنکھ مارتے ھوئے پوچھا:

''پنچائتی فارم کی جڑیں کھود رھے ھو؟،،

''نہیں، میں بھلا کیوں کھودتا؟،، یاکوف لوکیچ نے بنتے ھوئے حیرت سے جواب دیا۔

''تمہارا طریقہ کیا ھے؟،،

''مطلب؟،،

''تم کیا کام کر رھے ھو؟ تم بھٹکے ھوئے ھو۔ بتاؤ، بتاؤ، کیا کرتے ھو تم وھاں؟ گھوڑوں کو زھر دے رھے ھو، پیداوار کے آلات اور اوزار وغیرہ کو تباہ کر رھے ھو؟ اس کے علاوہ اور کیا کر رھے ھو؟،،

''مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں گھوڑوں کو ھاتھ نہ لگاؤں، بلکہ...،، یاکوف لوکیچ نے اقرار کرلیا۔

پچھلے زمانے میں وہ بہت کم پینے لگا تھا۔ اس لئے اسے ایک گلاس وادکا چڑھ گئی۔ اس کی زبان میں کھجلی ھونے لگی۔ وہ دل کی بات کرنے کےلئے تڑپنے لگا۔ وہ بتانا چاھتا تھا کہ بیک وقت پنچائتی معیشت کو بنانے اور بگاڑنے کا کام کتنا مشکل تھا اس

آئے ۔ ہوا پھاٹک سے پیال کے بکھرے ہوئے تنکے اپنے ساتھ لائی اور کتوں کے کھودے ہوئے گڈھوں میں تنکوں کو ڈھیر کر گئی، پیال کے ڈھیروں کے ناہموار کناروں کو ہلاتی، بکھیرتی اور چھپر کی خشک برف کو کریدتی رہی ۔ ہوا بڑی زوردار، تیز اور ٹھنڈی تھی ۔ یاکوف لوکیچ دیر تک یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا کہ ہوا کس طرف سے چل رہی ہے اور اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا ۔ ایسا محسوس ہوا کہ ہوا پیال کے ڈھیروں کے چاروں طرف کود پھاندکر آرہی ہے اور ہر طرف سے باری باری سے بول رہی ہے ۔ ہوا سے ڈرکر پیال میں چوہے کلبلا اور چچیا رہے تھے ۔ وہ اپنے خفیہ راستے سے دوڑتے ہوئے بعض مرتبہ یاکوف لوکیچ کی پشت کے بالکل پاس پہنچ جاتے جو پیال کی دیوار سے لگی ہوئی تھی ۔ ہوا کی آواز، پیال کی سرسراہٹ، چوہوں کی چچیاہٹ اور کنوئیں کی گھنگھناہٹ سنتے سنتے، یاکوف لوکیچ پر نیم غنودگی سی طاری ہو گئی ۔ رات کی تمام آوازیں ایک عجیب و غریب موسیقی کی طرح اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں ۔ اس نے اپنی آنسو بھری نیم‌وا آنکھوں سے ستاروں بھرا آسمان دیکھا اور پیال کی بو اور گھاس کے میدانوں کی ہوا میں گہری سانس لی ۔ اس کے چاروں طرف سب کچھ کتنا شاندار اور سادہ تھا...

لیکن آدھی رات کو وائسکووائی گاؤں سے پولوفتسیف کا پیغام لیکر ایک قاصد آیا ۔ لاتیفسکی نے خط فوراً پڑھا جس کے لفافے پر لکھا تھا ”فوری،، اور یاکوف لوکیچ کو جگایا جو باورچی خانے میں سو رہا تھا ۔

”لو، یہ رہا، پڑھو ۔ ،،

یاکوف لوکیچ نے آنکھ ملتے ہوئے خط ہاتھ میں لیا جو لاتیفسکی کے نام تھا ۔ یہ نوٹ بک کا نچا ہوا ورق تھا ۔ یہ روشنائی والی پنسل سے قدیم طرز کی پختہ تحریر تھی ۔

”سکنڈ لفٹننٹ! ہمیں قابل اعتبار ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بالشویک مرکزی کمیٹی کسانوں سے غلہ جمع کر رہی ہے اور اس کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ اسے موسم بہار کی بوائی کےلئے استعمال کیا جائیگا ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ غلہ پردیس بھیجا جائیگا اور کاشتکار، جن میں پنچائتی کسان شامل ہیں، نہائت بےرحمی سے فاقوں مرنے کےلئے

آپ کے جیسے رئیسوں وغیرہ کی کیا ضرورت تھی ھمیں ! میں ھرگز، زندگی میں اس قسم کا گناہ نہ کرتا!،،

''ٹیکس! واہ! جیسے دوسرے ملکوں میں کسانوں کو ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑتا۔ وہ اور بھی زیادہ ٹیکس ادا کرتے ھیں!،،

''نہیں ایسا نہیں ھو سکتا!،،

''یقین مانو میں ٹھیک کہہ رھا ھوں !،،

''آپ کو کیسے معلوم کہ وھاں لوگ کیسے رھتے ھیں اور کیا ادا کرتے ھیں؟،،

''میں وھاں رھا ھوں۔ سب جانتا ھوں۔ ،،

''اچھا تو آپ باھر سے یہاں آئے ھیں؟،،

''اس سے تمہیں مطلب؟،،

''میں نے یونہی سوچا۔ ،،

''اگر تم نے بہت زیادہ سوچا تو بہت جلد بوڑھے ھو جاؤگے۔ جاؤ اور وادکا لاؤ۔ ،،

یاکوف لوکیچ نے سیمیون کو وادکا کےلئے بھیجا۔ تنہائی کی تلاش میں وہ کھلیان کی طرف چلاگیا جہاں وہ کوئی دو گھنٹے پیال پر بیٹھا سوچتا رھا: ''لعنت ھو اس شیطان پر! اس کی باتوں سے میرا سر پھٹ جائےگا۔ یا وہ مجھے آزما رھا ھے — کہ کہیں میں ان لوگوں کے خلاف تو نہیں جاؤنگا؟ تو پھر تو وہ الکساندر انیسیمووچ کو واپسی پر بتائیگا۔ اور تب کپتان میرا کام بھی اسی طرح تمام کردیگا جس طرح اس نے خوپروف کا کیا تھا؟ کون جانے شائد واقعی وہ ایسا ھی سوچتا ھو؟ پی کر تو لوگ ذرا چل ھی نکلتے ھیں۔ شائد مجھے پولوفتسیف کے ساتھ چکر میں نہیں پھنسنا تھا، مجھے ایک دو سال پنچائتی فارم میں رہ کر دیکھنا چاھئے تھا؟ کون جانے جب حکام دیکھیں کہ معاملہ کتنا دگرگوں ھے تو وہ فوری پنچائتی فارموں کا خاتمہ کر دیں؟ تو میں دوبارہ انسان کی طرح زندگی گذار سکتا تھا۔ اوہ، یہ کیا ھوا، یہ کیا ھوا! اب میں کیا کروں؟ میں کبھی بھی اس جنجال سے نہیں نکل سکونگا۔ لگتا ھے انجام وھی ھوگا — چاھے الو کو ڈنڈے سے باندھ دو، یا ڈنڈے کو الو سے — الو اب دوبارہ زندہ نہیں ھوگا۔ ،،

ھوا کے تیز جھونکے کھلیان کے کٹھرے کو جھنجھوڑتے ھوئے

میں سے ہر شہری نے ذخیرے میں کتنا غلہ دیا ہے۔ وہ اپنے بس بھر زور شور سے مبہم چلاتے اور لوگوں کو بیج دینے پر آمادہ کرتے۔

پہلے دن ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ بیج کے لئے غلہ جمع کرنے میں زبردست رکاوٹیں پیدا ہونگی اور کافی وقت لگیگا۔ ٹیم نے اور مقامی پارٹی گروپ نے غلہ جمع کرنے کے کام میں تیزی پیدا کرنے کے لئے جو بھی قدم اٹھایا اس میں زبردست روڑے اٹکائے گئے۔ رکاوٹ پیدا کرنےوالے نجی کاشتکار بھی تھے اور پنچائتی کسان بھی۔ پورے گاؤں میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ یہ سارا غلہ ملک سے باھر بھیجنے کے لئے جمع کیا جا رہا ہے۔ اس سال بوائی ووائی نہیں ہوگی اور کسی وقت بھی جنگ کے شعلے بھڑک سکتے ہیں۔ ناگولنوف روزانہ جلسے کرتا اور ٹیم کی مدد سے ان افواہوں کے بارے میں، لوگوں کو سمجھاتا اور ان بےبنیاد افواہوں کو غلط ثابت کرتا۔ اس بات کی دھمکی بھی دیتا کہ جو لوگ ''سوویت دشمن پروپیگنڈے،، کے جرم میں پکڑے جائینگے ان کو زبردست سزا دی جائیگی۔ پھر بھی غلہ جمع ہونے کی رفتار بہت سست رہی۔ کزاک صبح سویرے ہی اپنے گھروں سے نکل پڑتے، کبھی جلانے کی لکڑی کےلئے جنگل کی راہ لیتے، کبھی میدانوں سے جھاڑ جھنکاڑ جمع کرنے نکل جاتے یا پھر کسی پڑوسی کے یہاں جا بیٹھتے اور اس کے ساتھ کہیں چھپ جاتے تاکہ انھیں کوئی بلاکر گاؤں سوویت یا پروپیگنڈا ٹیم کے صدر دفتر میں نہ لے جائے۔ دن دن بھر انھیں اس کا دھڑکا لگا رہتا۔ عورتوں نے تو جلسوں میں جھانکنا بھی بند کر دیا اور اگر کوئی قاصد گاؤں سوویت سے آتا تو اس کو ٹکا سا جواب ملتا: ''میرا آدمی باھر ہے، اور میں بیج کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔،،

ایسا لگتا تھا کہ کوئی طاقتور ھاتھ غلے کو روک رہا ہے...

ٹیم کے صدر دفتر میں گفتگو کچھ اس ڈھرے کی ہوتی:

''بیج کا غلہ لائے؟،،

''نہیں۔،،

''کیوں نہیں؟،،

''ھو تو لائیں۔،،

''کچھ بھی نہیں؟ ایسا کیسے ھو سکتا ہے؟،،

''سیدھی سی بات ہے۔ سوچا کچھ بوائی کے لئے رکھ لیں۔ پھر

چھوڑ دئے جائینگے۔ سوویت حکومت، جسے اپنے آنےوالے لازمی زوال کا علم ھے، اپنا آخری غله بھی بیچ رھی ھے اور روس کو تباھیوبربادی کے غار میں ڈھکیل رھی ھے۔ میں آپ کو حکم دیتا ھوں که فوراً گریمیاچی لوگ کے لوگوں میں سھم چلا دو، جہاں اب آپ ھماری یونین کے نمائندہ ھیں۔ یه سھم نام نہاد تخمریزی کے لئے غله دینے کے خلاف ھوگی۔ اس خط کا مضمون ی۔ ل۔ کو سنا دیجئے اور کہئے که وہ تشریحی کام فوراً شروع کر دے۔ غلے کی فراھمی کو روکنے کےلئے یه بےحد ضروری ھے۔ ،،

اگلے دن، یاکوف لوکیچ دفتر نہیں گیا۔ وہ سیدھا بانیک اور دوسرے ساتھیوں کے یہاں گیا جن کو اس نے ''نجات دون کی یونین'' میں خود ھی بھرتی کیا تھا۔

چوبیسواں باب

کوندراتکو نے گریمیاچی لوگ میں تین آدمیوں کی جو پروپیگنڈا ٹیم چھوڑی تھی، اس نے بیج کا ذخیرہ جمع کرنے کا کام شروع کر دیا۔ انھوں نے کولاکوں کے ایک ویران گھر میں اپنا مرکزی دفتر قائم کیا۔ ماھر زراعت ویتیوتنیف ساری صبح یاکوف لوکیچ کے ساتھ مل کر موسم بہار کی بوائی کا منصوبہ تیار کرتا اور ان سب کزاکوں کے سوالوں کا جواب دیتا، جو کاشتکاری کے معاملات پر اس سے صلاح لینے آتے تھے۔ باقی وقت کھلیان میں آتے ھوئے اناج کی چھان پھٹک اور صفائی وغیرہ میں کٹ جاتا۔ کبھی کبھی وہ بقول خود ''جانوروں کی ڈاکٹری،، کرنے نکل جاتا اور کسی کی بیمار گائے یا بھیڑ کا علاج کرتا۔ اس کی ''فیس،، کی ادائگی جنس کی شکل میں ھوتی، یعنی بیمار جانور کے مالک کے ساتھ کھانا وانا کھا لیا یا کبھی کبھار اپنے ساتھیوں کے لئے ایک پیاله دودھ یا ابلے ھوئے آلو لے آیا۔ باقی دو ممبر یعنی پورفیری لوبنو، جو علاقائی ریاستی مل کا رولر تھا، اور وانیوشا نائدینوف، جو تیل مل میں کومسومول کارکن تھا، گریمیاچی لوگ کے باسیوں کو بلاتے اور کھلیان کے مینجر کی فہرست کی روشنی میں اس بات کا اندازہ لگاتے که ان لوگوں

نجی کاشتکاروں سے۔ پنچائتی فارم کے سرگرم کارکنوں نے پوری مقدار ادا کر دی تھی۔ کوندرات مائدانیکوف، لیوبیشکین، دوبتسوف، چپ شاہ دیمید، دادا شوکار، مولیاتولیا ارکاشکا، لوھار شالی، اندرئی رازمیوتنوف اور دوسرے لوگ پہلے دن ھی اپنا اپنا حصہ لے آئے تھے۔ سیمیون اور یاکوف لوکیچ اگلی صبح دو گاڑی بھر کر غلہ لے آئے۔ یاکوف لوکیچ سیدھا دفتر کے اندر گیا اور سیمیون غلے کے بھاری بورے اٹھا اٹھاکر کھلیان کے اندر پہنچانے لگا۔ دیومکا اوشاکوف نے غلہ وصول کیا اور تولا۔ سیمیون نے چار بورے کوٹھی میں خالی کردئیے لیکن جب وہ چوتھے بورے کی گردن کھول رھا تھا تو اوشاکوف چیل کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔

''کیا یہی ھے وہ غلہ جو تمہارا باپ بونے جا رھا تھا؟،، اور اس نے مٹھی بھر غلہ سیمیون کی ناک کے پاس لے جاکر دکھایا۔

''اس میں کیا خرابی ھے؟،، سیمیون کا رنگ فق ھو گیا۔ ''کیا تم اتنے بھینگے ھو کہ گیہوں اور مکئی میں تمیز نہیں کر سکتے!،،

''میں تو تمیز کر سکتا ھوں! میں آنکھ کا بھینگا ھوں لیکن تم سے بہتر دیکھ سکتا ھوں، چور کہیں کے! ھم خوب جانتے ھیں تمہیں اور تمہارے باپ کو! یہ کیا ھے؟ بیج کا غلہ ھے یہ؟ اس طرح ناک کیا پھڑکا رھے ھو! ھمارے اچھے غلے میں یہ کیا ڈال رھے ھو تم؟ گندے سور؟،،

دیومکا نے سیمیون کے چہرے کی طرف ھاتھ بڑھایا اور دکھایا۔ غلے میں مٹی اور ویچ کے دانے ملے ھوئے تھے۔

''میں بلاتا ھوں ابھی کچھ لوگوں کو۔،،

''ارے، چلاؤ نہیں!،، سیمیون نے جلدی سے ڈرکر کہا۔ ''میں نے غلطی سے دوسرا بورا اٹھا لیا ھوگا۔ میں جاتا ھوں اور بدل کر لاتا ھوں۔ پاگل نہ بنو! گھوڑے کی طرح بدکے کیوں جا رھے ھو، ایں؟ میں نے کہا میں بدل دونگا۔ غلطی ھو گئی۔،،

دیومکا نے چودہ میں سے چھ بورے واپس کر دئے اور جب سیمیون نے برے غلے کا ایک بورا اٹھانے میں اس کی مدد چاھی تو وہ ترازو کی طرف مڑ گیا اور اس کی سنی ان سنی کر دی۔

''اچھا تو تم میری مدد نہیں کروگے؟،، سیمیون نے کپکپاتی ھوئی آواز میں پوچھا۔

اس کے بعد غلے کی فراهمی کا وقت آیا تو سارا اٹھا کر دے دیا۔ کھانے کو اور کچھ تھا نہیں، اس لئے سب کھا گئے۔''

''تو پھر تمہارا بوائی کا کوئی ارادہ نہیں تھا؟''

''اس کے بارے میں سوچا تو تھا لیکن بونے کو کچھ ہو تو بوئیں۔''

بہتوں نے تو یہ بھی کہا کہ پچھلی خزاں میں سرکاری وصولیابی کے وقت غلے کے ساتھ بیج کا غلہ بھی دے دیا تھا۔ انتظامیہ کے دفتر میں داویدوف اور صدر دفتر میں ایوان نائدیونوف، غلے کی فراهمی کے مرکز کی رسیدوں کی چھان بین میں دیدہ ریزی کرتے رہتے اور ان لوگوں کا پردہ فاش کرتے جو غلط اطلاعات دے رہے تھے اور جن کے پاس غلہ موجود تھا۔ اس کام کے لئے بعض مرتبہ ۱۹۲۹ء میں گاهے ہوئے سارے غلے کا حساب لگانا پڑتا، فصل کٹنے پر جو غلہ حاصل ہوا تھا، اس کا حساب لگانا پڑتا، اور اس طرح پتہ چلتا کہ کتنا غلہ باقی رہا۔ لیکن جب یہ پتہ چل جاتا کہ غلہ باقی ہے تو بھی بعض ایسے ڈھیٹ تھے کہ کیا مجال جو غلہ نکال کر دے دیں۔

''میرے پاس بہت تھوڑا سا گیہوں رہ گیا ہے۔ میں اس سے انکار کب کر رہا ہوں۔ ساتھیو، جانتے ہو گھر گرہستی کیسے جوکھم کا کام ہے۔ ہم ایک زمانے سے اناج تولے بغیر کام میں لانے کے عادی رہے ہیں۔ کون تولتا ہے غلہ ہر بار۔ میرے لئے سرکار نے فی مہینہ ایک پوڈ غلہ چھوڑا تھا مگر میں مثال کے طور پر اکیلا ہر دن تین چار پاؤنڈ غلہ کھا جاتا ہوں۔ اتنا تو کھانا ہی پڑتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ اور کچھ تو کھانے کو ملتا نہیں۔ اس طرح آدمی ناپ تول سے آگے نکل جاتا ہے۔ میرے پاس غلہ نہیں ہے۔ چاهو تلاشی لے لو۔''

پارٹی گروپ کے ایک جلسے میں ناگولنوف نے تجویز رکھی کہ گاؤں کے ان خوش حال لوگوں کے گھروں کی تلاشی لی جائے جنھوں نے بیج کے لئے غلہ نہیں دیا تھا۔ لیکن داویدوف، لوبنو، نائدینوف اور رازمیوتنوف نے مخالفت کی۔ اس کے علاوہ، ضلع کمیٹی کی ہدایات میں صاف طور پر گھروں کی تلاشی سے روکا گیا تھا۔

پروپیگنڈا ٹیم اور انتظامیہ بورڈ کے تین دن کے کام کے بعد، پنچائتی فارم کے شعبے سے ۴۸۰ پوڈ غلہ جمع ہوا تھا اور ۳۰ پوڈ

''سرکار کو کتنا غله دیا تھا تم نے؟،،
''ایک سو تیس ۔ ،،
''باقی کہاں ھے؟،،
''تمہیں معلوم نہیں کہاں ھے؟ ھم کھا گئے ۔ ،،
''جھوٹ بولتے ھو ۔ اگر تم اتنا کھاتے تو پھٹ جاتے! چھه آدمیوں کے خاندان کے لئے اتنا زیادہ غله؟ غله لاؤ ۔ فضول بحث نه کرو ۔ ورنه ھم تمہیں پنچائتی فارم سے نکال باھر کرینگے!،،
''نکال دو، جو جی چاھے کرو، میرے پاس غله نہیں ھے ۔ یسوع مسیح کی قسم، میرے پاس نہیں ھے! سرکار سے کہو ھمیں سود پر غله دے دے ۔ ،،
''جو چیز ھے سوویت حکومت سے لے لو! مفت خوری کی عادت پڑ گئی ھے ۔ وہ روپیه واپس دیا تم نے جو بیج بونے اور فصل کاٹنےوالی مشین کےلئے قرض لیا تھا؟ نہیں، تم نے قرض ادا نہیں کیا! وہ روپیه بھی جیب میں ڈال لیا اور اب غله بھی چاھتے ھو؟،،
''دونوں مشینیں اب پنچائتی فارم میں ھیں، اس لئے بتاؤ فرق کیا پڑا؟ مجھے تو ان مشینوں کے استعمال کا موقع ھی نہیں ملا ۔ پھر بھلا مجھے برا بھلا کہنے کا کیا فائدہ!،،
''تم وہ غله لاؤ ورنه مصیبت میں پھنس جاؤگے! کتنے جھوٹے ھو تم! شرم آنی چاھئے!،،
''لیکن مجھے بے حد خوشی ھوگی اگر...،،
اس نے سب کچھ کرکے دیکھ لیا، ساری دلیلیں، ساری دھمکیاں بیکار تھیں ۔ ناگولنوف ان لوگوں کے آگے مجبور ھوکر رہ گیا جو کسی بھی قیمت پر غله دینے کو تیار نہیں تھے ۔
وہ باھر نکلے، گلیارے میں آپس میں بات چیت کی اور اس کے بعد زینے کے چرچرانے کی آواز آئی ۔ نجی کاشتکار بانیک اندر آیا ۔ ایسا معلوم ھوتا تھا که اسے اس کا علم تھا که ابھی ابھی پنچائتی کسانوں کے ساتھ بات چیت کا انجام کیا ھوا ھے ۔ اس کے ھونٹوں کے کنارے خود اعتمادی اور گستاخی بھری مسکراھٹ سے پھیل گئے تھے ۔ ناگولنوف نے کانپتے ھاتھوں سے فہرست کے صفحات کو ٹھیک ٹھاک کیا اور بے جان سی آواز میں کہا:
''بیٹھ جاؤ، گریگوری ماتویئچ ۔ ،،

''تمہارا ضمیر کہاں ہے! جب یہ بورے اٹھاکر لائے تو یہ اتنے ہلکے تھے کہ تمہیں مدد کی کوئی ضرورت نہیں پڑی - اور اب یہ اچانک اتنے بھاری ہو گئے - خود اٹھاؤ - تم اسی قابل ہو - ،،

مارے بوجھ کے سیمیون کا رنگ سرخ پڑ گیا - اس نے بورا اٹھایا اور اسے باھر لے گیا -

اگلے دو دن غلہ تقریباً نہیں آیا - پارٹی گروپ کے جلسے میں طے ہوا کہ گھر گھر پھیری لگائی جائے - دو دن پہلے داویدوف پڑوس کے ضلع تجرباتی مرکز گیا تھا - وہ منصوبے کے علاوہ چند ایکڑ کے لئے ایسا گیہوں حاصل کرنا چاھتا تھا جو خشک‌سالی کا مقابلہ کرسکے، جس کی جڑیں خشکی میں دیر تک ٹک سکیں - اس گیہوں نے دو سال پہلے تجرباتی کھیت میں شاندار فصل دی تھی - یاکوف لوکیچ اور اگافون دوبتسوف نے اس گیہوں کا بہت ذکر کیا تھا جو تجرباتی مرکز نے باھر کے ''کیلفورنیائی،، گیہوں اور ''بیلوزرنکا،، کی ملاوٹ سے پیدا کیا تھا - اور داویدوف نے جو پچھلے زمانے راتوں کو زراعت سے متعلق طرح طرح کی چیزیں پڑھا کرتا تھا، یہ طے کر لیا تھا کہ وہ مرکز جائیگا اور وھاں سے گیہوں کی یہ نئی قسم حاصل کریگا -

وہ ۴ مارچ کو سفر سے لوٹا - اس کے آنے سے ایک دن پہلے ھی یہ واقعہ پیش آچکا تھا — ماکار ناگولنوف، جو اب دوسری ٹیم میں شامل تھا، صبح ھی صبح لیوبیشکین کے ساتھ نکلا - اس نے تیس گھروں کا دورہ شروع کیا - اور شام کے وقت جب سکریٹری اور رازمیوتنوف جا چکے تھے تو اس نے ان گھروں کے لوگوں کو سوویت بلایا، جہاں جانے کا موقع اس کو دن کے وقت نہیں مل سکا تھا - اس نے چار سے بات چیت کی جس کا کوئی خاص نتیجہ نہیں نکلا -

''ھمارے پاس بیج کے لئے اناج ھے ھی نہیں - سرکار سے کہو، وہ دے - ،، شروع میں ناگولنوف نے دھیرج سے بات چیت کی - پھر میز پر گھونسہ مارنے لگا -

''یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمہارے پاس غلہ نہیں ھے؟ کونستانتین گاوریلووچ تم اپنی ھی مثال لے لو - تم نے پچھلی خزاں میں تین سو پوڈ غلہ گاھا تھا!،،

''اور میرے لئے سرکار کو غلہ تم نے دیا؟،،

ملینگے۔ هم بھی کچھ سیکھ رہے هیں۔ تم هماری آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔ ،،

ناگولنوف کی پرنما بھویں چڑھ گئیں اور اسکا رنگ ذرا اڑ گیا۔

''تم سوویت سرکار پر شبہہ کیسے کر سکتے هو؟ آخر کہنا کیا چاهتے هو تم؟ کیا تمہیں هم پر یقین نہیں؟،،

''تم پر یقین! ارے تم سے اور تمہارے بھائیوں سے بہت جھوٹ سنا هے هم نے۔ ،،

''کس نے جھوٹ کہا تم سے؟ کس چیز کے بارے میں؟،، ناگولنوف کا چہرہ کافی زرد پڑ گیا اور وہ آهسته آهسته کرسی سے اٹھا۔

معلوم هوتا تھا که بانیک کو اندازہ نہیں هوا که اس کے الفاظ نے ناگولنوف پر کیا اثر کیا هے۔ وہ اسی طرح مسکراتا رها۔ اس کے ناهموار دانت جھلک رہے تھے۔ لیکن اس کی آواز میں سخت غصه اور نفرت پیدا هو گئی جب اس نے کہا:

''تم همارا غله جمع کروگے، پھر اسے جہازوں میں بھر کر دوسرے ملکوں کو بھیجوگے؟ تم چاهتے هو که اس غلے کے عوض تم اپنے پارٹی کے ساتھیوں کےلئے وهاں موٹریں خریدو۔ اور وہ موٹروں میں بیٹھ کر اپنی کٹے بالوں‌والی عورتوں کے ساتھ زندگی کے مزے لوٹیں؟ همیں سب معلوم هے تم کیوں همارا غله چاهتے هو! یه هے تمہاری مساوات!،،

''پاگل هو گئے هو کیا! کیا بک رہے هو تم؟،،

''اگر تمہارا گلا دبایا جاتا تو تم بھی پاگل هو جاتے! فصل کٹنے کے بعد میں نے سرکار کو ایک سو سوله پوڈ دے دئے۔ اور اب تم آخری دانه بھی مجھ سے مانگ‌رہے هو... میرے بیج کا اناج... تاکه میرے بچے فاقوں مرجائیں!،،

''چپ! جھوٹا، سور کہیں کا!،، ناگولنوف نے زور سے میز پر مکا مارا۔

گن‌تارا فرش پر گرا اور اسکے ساتھ دوات الٹ گئی۔ کاغذ پر ارغوانی روشنائی پھیل گئی اور بانیک کے بھیڑ کی کھال کے لبادے کے کنارے پر ٹپکنے لگی۔ بانیک نے هاتھ سے روشنائی پونچھی اور

بانیک بیٹھ گیا۔ اس کی ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں۔

''یہ کیا بات ہے گریگوری ساتوئیچ، بیج کے لئے غلہ کیوں نہیں لائے تم؟''

''میں کیوں لاؤں غلہ؟''

''عام میٹنگ نے اس کے بارے میں ایک تجویز منظور کی ہے۔ پنچائتی کسان اور نجی کاشتکار، سبھی کو بیج کے ذخیرے کے لئے غلہ دینا ہے۔ تمہارے پاس تو غلہ ہوگا؟''

''ظاہر ہے، ہے کیوں نہیں۔''

ناگولنوف نے فہرست پر نظر ڈالی۔ بانیک کے نام کے آگے ''۱۹۳۰ء میں بوائی کا منصوبہ'' کے خانے میں لکھا تھا ''۱۰''۔

''اس سال تم ۱۰ ایکڑ پر بوائی کرنےوالے تھے نا؟''

''درست۔''

''اس کے معنی یہ ہوئے تمہارے پاس ۴۲ پوڈ بیج کا غلہ ہے؟''

''بالکل ٹھیک۔ صاف، چھنا ہوا گیہوں، بالکل کھرا سونے کی طرح!''

''واقعی تم سچے سورما ہو!'' ناگولنوف نے اطمینان سے ٹھنڈی سانس لی۔ ''کل یہ بیج پنچائتی فارم کے کھلیان پہنچا دو۔ تم چاہو تو ان کو اپنے ہی بوروں میں چھوڑ سکتے ہو۔ اگر نجی کاشتکار اپنا اناج عام اناج میں ملانا نہ چاہیں تو ہم ان کے ہی بوروں میں غلہ وصول کر لیتے ہیں۔ جب تم یہ غلہ لاؤگے تو نائب تمہاری خاطر اسے تول لیگا، وہ بوروں کو مہر بند کر دیگا۔ تمہیں رسید مل جائیگی۔ اور موسم بہار میں تمہیں تمہارا غلہ واپس مل جائیگا، بالکل اسی شکل میں۔ اکثر لوگ شکائت کرتے ہیں کہ وہ بیج کا غلہ الگ نہیں رکھ سکے، کھا پی کر ختم کر بیٹھے۔ کھلیان میں غلہ زیادہ محفوظ رہیگا۔''

''کامریڈ ناگولنوف، چھوڑو بھی یہ باتیں'' بانیک بے نیازی سے ہنسا اور مونچھوں پر تاؤ دینے لگا۔ ''یہ بچوں‌والی کہانی مجھے نہیں بہلا سکتی۔ میں اپنا غلہ نہیں دونگا تمہیں۔''

''کیوں نہیں دوگے، جواب دو؟''

''کیونکہ وہ میرے پاس زیادہ محفوظ رہیگا۔ اگر میں یہ غلہ تمہیں دے دوں تو موسم بہار میں مجھے خالی بورے بھی نہیں

آپے میں نہیں تھا۔ اس نے کئی بار گرتے ہوئے بانیک کو ٹھوکر ماری اور مڑ گیا۔ بانیک کسی ماھی بے آب کی طرح تڑپا اور پھر دیوار کے سہارے کھڑا ہوا۔ اس نے خون کو آستین سے پونچھا۔ پیٹھ سے سفیدی جھاڑی۔ ناگولنوف نے براہ‌راست جگ سے نیم گرم پانی پیا۔ اس کے دانت بج رہے تھے۔ وہ کنکھیوں سے بانیک کو دیکھتے ہوئے اس کے پاس گیا۔ بانیک کی کہنی اپنی شکنجے جیسی گرفت میں لی، ڈھکیل کر اسے میز تک لایا اور اس کے ھاتھ میں پنسل تھمائی۔ ''لکھو''!

''میں تو لکھ دونگا لیکن سرکاری وکیل کو یہ معلوم ہو جائیگا۔ ریوالور کے زور پر تم چاھے جو بھی مجھ سے لکھوا لو۔ سوویت قانون میں مارپیٹ کی اجازت نہیں ھے۔ پارٹی تمھیں اس کا سبق پڑھائیگی!،، بانیک پھنسی پھنسی آواز سے بڑبڑایا اور اسٹول پر بیٹھ گیا۔ ناگولنوف اس کے سامنے کھڑا ھو گیا اور اس نے ریوالور کا گھوڑا چڑھایا۔

''اھا! انقلاب دشمن کو سوویت اقتدار کی یاد آگئی، پارٹی کی بھی۔ ایں! کوئی عوامی عدالت تم پر مقدمہ نہیں چلائیگی۔ میں تم پر مقدمہ چلاتا ھوں۔ خود۔ اگر تم یہ بیان نہیں لکھتے تو میں تمھیں گولی مار دونگا، زھریلے سانپ کی طرح، چاھے اس کے لئے مجھے دس سال جیل میں کاٹنا پڑیں۔ میں تمھیں سوویت سرکار پر کیچڑ نہیں اچھالنے دونگا۔ لکھو 'اقرارنامہ،۔ لکھا؟ لکھو کہ بیان سمجھے؟ 'اب میں انقلاب دشمن فوج کا سابق سرگرم رکن، جس نے سرخ فوج کے خلاف جنگ میں حصہ لیا، اپنے الفاظ واپس لیتا ھوں...، لکھا؟ 'اپنے الفاظ واپس لیتا ھوں، جو سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی، — سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی جلی حروف میں — 'اور سوویت حکومت کے لئے ناقابل برداشت حد تک اھانت‌آمیز تھے... میں ان سے معافی مانگتا ھوں اور اس بات کا عہد کرتا ھوں کہ مستقبل میں، حالانکہ میں چھپا ھوا انقلاب دشمن ھوں،...،،

''میں یہ نہیں لکھونگا! تم مجھے مجبور کیوں کرتے ھو!،،

''ھاں تم لکھوگے! تم نے کیا سوچا تھا؟ کہ میں، سفید گارڈوالوں کے ھاتھوں زخمی ھونے کے بعد تمھاری یہ سب باتیں سنونگا اور نکل

اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں سج گئیں اور ہونٹوں کے کناروں پر سفید کف دکھائی دینے لگا۔ وہ غصے کو دباتے ہوئے چلایا:

''چپ کیوں رہوں؟ تم میز پر مکا مار سکتے ہو، اپنی بیوی لوشکا پر گھونسے برسا سکتے ہو۔ لیکن میں تمہاری بیوی تو نہیں ہوں۔ یہ ۱۹۲۰ء نہیں ہے۔ سمجھے؟ تمہیں مجھ سے غلہ نہیں ملیگا! جہنم میں جاؤ!''

ناگولنوف نے میز کے اوپر جھکتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، لیکن لڑکھڑایا اور رک گیا۔

''تو! کیا کہا؟ یہ کیا بک رہا ہے تو انقلاب دشمن؟ سوشلزم کا مذاق اڑا رہا ہے، سور! کیوں، میں تجھے...'' اس کی آواز اس کا ساتھ نہ دے سکی لیکن اس نے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو قابو میں کیا، ہتھیلی سے پیشانی کا پسینہ پونچھا اور کہا: ''تم ابھی بیان لکھو کہ کل تم اپنا غلہ دے دوگے اور کل تم وہاں بھیجے جاؤگے جہاں معلوم کر لیا جائیگا کہ تمہیں اس طرح بات کرنا کس نے سکھایا ہے؟''

''تم مجھے گرفتار کر سکتے ہو۔ لیکن میں نہ تو کوئی بیان لکھونگا اور نہ تمہیں غلہ دونگا۔''

''ابھی لکھو، میں کہتا ہوں!''

''انتظار کرو...''

''میں سیدھے سے کہتا ہوں...''

بانیک دروازے تک پہنچ گیا لیکن اس کی آنکھوں میں نفرت کے انگارے دھک رہے تھے۔ وہ اتنے ہیجان میں تھا کہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ اس نے دروازے کا کنڈا پکڑتے ہوئے مڑکر کہا:

''گھر پہنچتے ہی میں سارا غلہ سوروں کو کھلا دونگا۔ تم مفت خوروں کو کھلانے سے تو بہتر ہے کہ سور ہی کھا جائیں یہ غلہ!''

''بیج؟ سوروں کو؟''

ناگولنوف ایک جست میں دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے ریوالور نکالا اور اس کا کندہ بانیک کے سر پر مارا۔ بانیک چکرا کر پیچھے ہٹا، دیوار کے سہارے، اور کوٹ سے سفید دیوار کو رگڑتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کی کنپٹی سے خون بہنے لگا۔ ناگولنوف

کے بعد تھکن اور اعصابی تناؤ سے نڈھال ہوکر میز کے قریب بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ اس کے بال الجھے ہوئے تھے اور اس کا سر اس کے لمبے اور پتلے ہاتھوں پر ٹکا تھا۔ صبح ہونے تک ماکار خواب دیکھتا رہا — لوگوں کا ہجوم ہے، سب زرق برق لباسوں میں ہیں اور سب سبزہ‌زاروں میں موسم بہار کے پانی کی طرح رواں ہیں۔ لوگوں کے درمیان، جہاں جگہیں خالی ہیں، گھوڑسوار ٹکڑیاں چل رہی ہیں۔ استیپ کی نرم زمین پر گھوڑے دوڑ رہے ہیں، نہ جانے کیوں ان کی ٹاپوں کی آواز میں اتنی گھن گرج ہے جیسے لوہے کی چادروں پر دوڑ رہے ہیں۔ یکایک، ماکار کے بالکل پاس، ایک بینڈ نے چاندی کے ڈھول پر ''انٹرنیشنل،، کی دھن بجانا شروع کی اور ماکار نے جاگتے کی طرح، اپنے دل میں مسرت کا ایک عجیب تلاطم محسوس کیا اور اس کے گلے میں سارے جذبات کے کوئی چیز پھنسنے لگی۔ ایک اسکواڈرن کے پیچھے، جو پاس سے گزر رہا تھا، اسے اپنا دوست میتیا لوباچ نظر آیا، جس کو ۱۹۲۰ء میں ورانگل کے آدمیوں نے کاخوفکا میں مار ڈالا تھا۔ اسے بالکل حیرت نہیں ہوئی اور وہ ہجوم میں آگے بڑھتا رہا اور چلاتا رہا: 'میتیا! میتیا! رک جاؤ!'، اور اسے خود اپنی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میتیا زین پر مڑا، اس نے ماکار کی طرف بےنیازی سے دیکھا، جیسے وہ کوئی اجنبی ہو، اور آگے چلا گیا۔ اس کے بعد ماکار کو اپنا سابق سائیس تولیم نظر آیا جو گھوڑے پر اس کی طرف اڑا چلا آ رہا تھا، جو ۱۹۲۰ء میں ایک پولش کی گولی سے ہلاک ہوا تھا۔ تولیم مسکرا رہا تھا اور اپنے سیدھے ہاتھ سے ماکار کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھا۔ اور گھوڑا، جس کا سر بڑا خوبصورت تھا، اور جس کی ٹانگیں سفید تھیں، دوڑ رہا تھا، اس کا سر اٹھا ہوا تھا، کچھ غرور کے انداز سے اور اس کی گردن قوس سا بنا رہی تھی۔

رات بھر بہار کی ہوا کے جھونکے کھڑکی کے پٹ کو جھنجھناتے رہے۔ یہی جھنجھناہٹ ماکار کو خواب میں موسیقی کا مزا دے رہی تھی، لوہے کی چھت کی گھن گرج، ٹاپوں کی گونج معلوم ہوتی تھی۔ جب رازمیوتنوف گاؤں سوویت پہنچا تو اس وقت صبح کے چھ بج رہے تھے اور ناگولنوف اب تک سو رہا تھا۔ مارچ کی صبح کی ارغوانی روشنی میں ماکار کے زرد رخسار پر ایک عجیب سا تناؤ

جانے دونگا؟ تم میری آنکھوں کے سامنے سوویتوں پر کیچڑ اچھالوگے اور میں خاموش رھونگا؟ لکھ، کیڑے، لکھ!،،

بانیک میز پر جھکا اور اس کی پنسل پھر آهسته آهسته کاغذ پر رینگنے لگی۔ ناگولنوف کی انگلی اب بھی ریوالور کے گھوڑے پر تھی۔ وہ ایک ایک لفظ صاف صاف لکھوا رہا تھا۔ ''...'اگرچه میں خفیه انقلاب دشمن ھوں، میں جو کچھ بھی کہونگا، یا لکھونگا یا کرونگا، اس سے سوویتوں کے اقتدار کو صدمه نہیں پہنچاؤنگا جو تمام محنت کشوں کو عزیز ھے اور جس کے لئے انھوں نے بڑی قیمت اپنے خون سے ادا کی ھے۔ میں کبھی اس پر لعنت نہیں بھیجونگا، نه اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالونگا، بلکه صبر و تحمل کے ساتھ عالمی انقلاب کا انتظار کرونگا، جو ھم سب کو، دنیا بھر میں اپنے دشمنوں کو، کیفرکردار کو پہنچا دیگا۔ اور میں اس کا عہد بھی کرتا ھوں که میں کبھی بھی اپنے آپ کو سوویت اقتدار کی راہ میں نہیں آنے دونگا، اپنے بیج چھپاکر نہیں رکھونگا اور کل، ۳ مارچ ۱۹۳۰ء کو، بیج پنچائتی کھلیان میں پہنچا دونگا،...،،

اسی وقت ھرکارہ اور پنچائتی فارم کے تین ممبر کمرے میں داخل ھوئے۔

''ایک منٹ گذرگاہ میں انتظار کرو!،، ناگولنوف چیخا اور پھر بانیک کی طرف مڑتے ھوئے اپنی بات جاری رکھی: ''۲۴ پوڈ غله لاکر جمع کرونگا۔ دستخط، اور اب اس پر دستخط کر دو!،،

بانیک نے، جس کے چہرے کا سرخ رنگ واپس آگیا تھا، دستخط گھسیٹے اور اٹھ کھڑا ھوا۔

''ماکار ناگولنوف، تمہیں اس کے لئے جوابدہ ھونا پڑیگا۔،،

''ھم دونوں اپنے اپنے عمل کےلئے جوابدہ ھونگے، لیکن اگر تم وہ غله لیکر کل صبح نہیں آئے تو میں تمہیں مار ڈالونگا!،،

ناگولنوف نے کاغذ کو تہه کیا اور اپنے فوجی کوٹ کی سینےوالی جیب میں سنبھال کر رکھ لیا۔ ریوالور میز پر ڈال دیا اور بانیک کے ساتھ دروازے تک گیا۔ ناگولنوف آدھی رات تک گاؤں سوویت میں رکا رھا۔ اس نے ھرکارے کو ڈیوٹی سے جانے نہیں دیا اور اس کی مدد سے پنچائتی فارم کے ان تین ممبروں کو ایک خالی کمرے میں بند کر دیا جنہوں نے غله دینے سے انکار کیا تھا۔ آدھی رات

''وہ کچھ بھی کہہ سکتا ہے، لیکن تمہیں اس کو مارنا نہیں چاھئے تھا - اس کو گرفتار کر لینا چاھئے تھا - ''

''نہیں، مجھے اس کو قتل کر دینا چاھئے تھا - مجھے یہی کرنا چاھئے تھا!'' ناگولنوف نے نہائت بےصبری سے ہاتھ ھلائے - ''میں نے اس کو ختم کیوں نہیں کر دیا؟ میری سمجھ میں نہیں آتا! ھاں یہ بات ضرور ایسی ھے جس کا مجھے افسوس ھے - ''

''اگر تمہیں بیوقوف کہوں تو تمہیں برا لگیگا، لیکن میں کہتا ھوں تم ھذیان بکنےوالے پاگل سے بھی زیادہ سڑی ھو! داویدوف کو آنے دو - وہ تمہارے کرتوتوں کا مزا چکھائیگا - ''

''جب سیمیون آئیگا تو وہ میرا ساتھ دیگا اور کہیگا، ٹھیک کیا - وہ تمہاری طرح سوکھی لکڑی نہیں ھے - ''

رازمیوتنوف نے ھنس کر مڑی ھوئی انگلی سے میز کھٹکھٹائی اور پھر ماکار کی پیشانی:

''ایک ھی سی آواز آتی ھے!''

لیکن ماکار نے غصے سے اس کے ھاتھ کو جھٹکا دیا اور بھیڑ کی کھال کا کوٹ پہننے لگا - اس نے دروازے کی کنڈی پر ھاتھ رکھا اور مڑے بنا دھاڑا:

''تم، عقل کی کان، سنو! اب ان ٹٹ پونجیوں کو خالی کمرے سے نکال دو تاکہ وہ جائیں اور غلہ لیکر آئیں - میں منہہ ھاتھ دھوکر واپس آتا ھوں - اگر وہ غلہ لیکر نہیں آئے تو میں ان کو پھر کمرے میں بند کر دونگا - ''

رازمیوتنوف کی آنکھیں حیرت سے اچھل کر اس کی پیشانی تک پہنچ گئیں - وہ خالی کمرے کی طرف بھاگا، جہاں گاؤں سوویت کی فائلیں اور پچھلے سال کی ضلع زرعی نمائش کے گیہوں کے نمونے رکھے ھوئے تھے - اس نے دروازہ کھولا اور اسے پنچائتی فارم کے تین ممبر نظر آئے: کراسنوکوتوف، کوا آنتیپ اور ادھا پیسکوواتسکوف - انہوں نے پرانے اخباروں پر اچھی خاصی رات گزاری تھا - رازمیوتنوف اندر آیا تو وہ کھڑے ھو گئے -

''اچھا، شہریو، میں چاھتا ھوں...'' لیکن ان میں سے عمررسیدہ قیدی کزاک کراسنوکوتوف نے نہائت بےقراری سے کہا:

نظر آ رہا تھا اور چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی جیسے یہ مسکراہٹ خوب جانتی ہو کیا کچھ ہونےوالا ھے ۔ اس کی پر نما بھوں بےچینی سے تھرتھرا رہی تھی ۔ رازمیوتنوف نے اس کو جھنجھوڑا اور اس پر لعنت بھیجی ۔

''گل کھلانے کے بعد اب تک سو رہے ہو! سہانے خوابوں پر دانت نکال رہے ہو! تم نے بانیک کو مارا کیوں؟ وہ صبح ھی صبح بیج کا غلہ لایا اور سیدھا ضلع دفتر چلا گیا ۔ لیوبیشکین نے آکر مجھے بتایا کہ وہ ملیشیا سے تمہاری رپورٹ کرنے گیا ھے ۔ آخر تم کرگزرے نا! داویدوف واپس آئےگا تو کیا کہیگا؟ ماکار تم ایک...!،،

ناگولنوف نے اپنا گال سہلایا جس پر شکنیں پڑ گئی تھیں اور دکھی انداز میں مسکرایا ۔

''آندرئی، یار! کیا خواب دیکھا ھے میں نے ابھی! واہ کیسا شاندار خواب تھا!،،

''مجھ سے خواب کی باتیں مت کرو ۔ بانیک کے بارے میں بتاؤ!،،

''میں اس زھریلے سانپ کے بارے میں بات بھی نہیں کرنا چاھتا! تم کہتے ہو وہ غلہ لے آیا ۔ ایں؟ اچھا کام ہو گیا ۔ بیالیس پوڈ غلہ... یہ کوئی ناک بھوؤں چڑھانے کی بات ھے ۔ اگر ھر بار جب میں کسی انقلاب دشمن کی مرمت کروں اور وہ بیالیس پوڈ غلہ اگل دے تو پھر تو میں اور کچھ نہ کروں، بس گھومتا رہوں اور ایک ایک کرکے ان کی خبر لیتا رہوں ۔ مجھے تو اور زیادہ زور سے اس کو مارنا چاھئے تھا ۔ اس نے بات ھی ایسی کہی تھی! اسے شکر ادا کرنا چاھئے کہ میں نے اس کی ٹانگیں چیرکر نہ پھینک دیں ۔ ،، اور اس نے دھکتی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بات یوں ختم کی: ''یہ سور جنرل مامونتوف کے ساتھ بھاگا پھرتا تھا اور ھمارے خلاف اس وقت تک لڑتا رہا جب تک کہ ھم نے اس کو بحیرۂ اسود میں ڈبکیاں لگانے پر مجبور نہ کیا ۔ اور وہ اب بھی ھماری بندوقوں کو بیکار کرنے کی کوشش کر رہا ھے، عالمی انقلاب کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کر رہا ھے! اس نے سوویت اقتدار اور پارٹی کے بارے میں جیسی جیسی باتیں کہی ھیں مجھ سے! میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا!،،

رویے کے بارے میں رائیں مختلف تھیں۔ کچھ لوگ اس کے حق میں تھے کچھ لوگ اس کے خلاف اور کچھ لوگ اپنی رائے کو دبا کر خاموش تھے۔ مثلاً لیوبیشکین بالکل دوٹوک ناگولنوف کے رویے کے حق میں تھا۔ لیکن یاکوف لوکیچ کے ھونٹ اتنی سختی سے چپک کر رہ گئے تھے اور اس کے چہرے سے ایسی برھمی جھلک رھی تھی کہ معلوم ھوتا تھا گویا ناگولنوف نے خود اس کی ھی مرمت کر دی تھی۔ اتنے میں ناگولنوف وھاں آگیا۔ وہ زیادہ گرفت نظر آ رھا تھا اور اس نے داویدوف کے ساتھ قدرے سرد مہری کے ساتھ سلام کلام کیا۔ لیکن اس کی نظروں سے اندرونی فکرمندی جھلک رھی تھی۔ جب وہ اکیلے رہ گئے تو داویدوف نے بے تابی کے ساتھ تیزی سے پوچھا:

''تمہارے بارے میں یہ کیا خبر ھے؟''

''تم سب جانتے ھو، پھر مجھ سے کیوں پوچھتے...''

''کیا لوگوں کو بیج کا غلہ لانے پر آمادہ کرنے کا یہی طریقہ ھے؟''

''تو وہ ایسی گندی باتیں مجھسے کہیں کیوں۔ میں نے کبھی بھی اس بات کا عہد نہیں کیا ھے کہ کسی سفید گارڈ سور کے ھاتھوں ذلت اور توھین برداشت کرلونگا!''

''تم نے سوچا اس کا کیا اثر دوسروں پر پڑیگا، اس کا سیاسی اثر کیا ھوگا؟''

''سوچنے کا وقت نہیں تھا۔''

''یہ کوئی جواب نہیں ھے! سرکار کی توھین کی سزا میں تم اس کو گرفتار کر سکتے تھے۔ لیکن اس کو مارنا نہیں چاھئے تھا۔ یہ رویہ ایک کمیونسٹ کے لئے باعث شرم ھے! پکی بات! اور آج شام کو ھم گروپ میٹنگ میں اس مسئلے پر غوروخوض کرینگے۔ تم نے اپنی حرکت سے کافی نقصان پہنچایا ھے۔ اور ھمیں اسے مذموم قرار دینا چاھئے! اور پنچائتی فارم کی اگلی میٹنگ میں بھی، ضلع کمیٹی کی اجازت کا انتظار کئے بغیر یہ سوال اٹھاؤنگا۔ اگر ھم اس کے بارے میں خاموش رھینگے تو پنچائتی کسان سمجھیں گے ھم تمہارے حمائتی ھیں اور اس قسم کی باتوں کو روا رکھتے ھیں۔ نہیں، بھائی! ھم تم سے الگ ھوکر تمہاری مذمت کرینگے۔ تم

''اندرئی استیپانیچ، ان چیزوں کے بارے میں بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ھی قصوروار ھیں۔ واقعی۔ ھمیں جانے دو اور ہم فوراً غلہ لیکر آتے ھیں۔ رات کو ھم نے اس مسئلے پر بات چیت کی اور ہم نے طے کیا ھے کہ یہی کرنا چاھئے۔ ھم جھوٹ نہیں کہینگے۔ ہم واقعی اپنا غلہ نہیں دینا چاھتے تھے۔،،

رازمیوتنوف، جو ناگولنوف کی سختی کے سلسلے میں معذرت کرنا چاھتا تھا، صورت حال کو بھانپ گیا اور اس کے چہرے کا رنگ فوراً بدل گیا۔

''تمہیں پہلے ھی یہ کہنا چاھئے تھا! بہت پہلے! تم لوگ آخر پنچائتی کسان ھو۔ تمہیں بیج کا اناج دبا کر رکھنا نہیں چاھئے، یہ شرم کی بات ھے!،،

''مہربانی سے ھمیں جانے دیجئے۔ جو ھو گیا سو ھو گیا،، کوے آنتیپ نے کہا، اس کی سرمئی داڑھی سے مذاست بھری مسکراھٹ جھلک رھی تھی۔

رازمیوتنوف نے دروازہ کھول دیا اور میز کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے دماغ میں ایک خیال گونجا: ''ھو سکتا ھے ماکار ٹھیک ھی کہتا ھو؟ اگر ھم ان پر ذرا دباؤ ڈالیں تو ممکن ھے کہ ایک ھی دن میں سارا غلہ آ جائے!،،

پچیسواں باب

داویدوف تجرباتی مرکز کے سفر سے واپس آیا تو اپنے ساتھ چنے ھوئے گیہوں کے بارہ پوڈ لیکر آیا۔ وہ اپنی کامیابی پر بہت خوش اور شاداں تھا۔ اس کی مکان مالکن نے اس کا کھانا لگاتے ھوئے بتایا کہ اس کی غیر موجودگی میں ناگولنوف نے گریگوری بانیک کو اور تین پنچائتی کسانوں کو قید کرکے رکھا — گاؤں سوویت میں رات بھر۔ ظاھر ھے افواھیں سارے گریمیاچی لوگ میں پھیل چکی تھیں۔ داویدوف نے کھانا کسی طرح جلدی جلدی کھایا اور نہائت فکرمندی کے عالم میں دفتر کی راہ لی جہاں اس کی مکان مالکن کی سنائی ھوئی داستان کی پوری تصدیق ھو گئی۔ ناگولنوف کے

جب گذرگاہ میں سگریٹیں جلائی جا رہی تھیں تو داویدوف نے ناگولنوف کے ستے ہوئے چہرے کو غور سے دیکھا اور دوستانہ لہجے میں بولا۔

''ماکار، ہم سے خفا ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔''

''میں خفا نہیں ہوں۔''

''تم چھاپہ‌ماری کے زمانے کے طریقے کو اپنا رہے ہو لیکن وقت بدل چکا ہے۔ اب ہم چھاپے نہیں مار رہے ہیں۔ ہم اپنی جگہ بنانے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ سبھی زوردار چھاپہ مار تھے، خاص طور پر ہم بحری فوج والے۔ میں خود ان ہی لوگوں میں ہوں۔ ماکار، یار۔ ممکن ہے تمہارے اعصاب قابو میں نہ ہوں لیکن تمہیں اپنے کو قابو میں رکھنا ہوگا۔ ایں؟ ذرا نئی نسل کو دیکھو، ہمارے کومسومول جوان، جو پروپیگنڈا ٹیم میں ہیں۔ وانیوشا نائدیونوف کو دیکھو، کتنا اچھا کام کر رہا ہے وہ! اس نے سب سے زیادہ غلہ حاصل کیا ہے اپنے شعبے میں۔ اس کے شعبے میں تقریباً سارا غلہ جمع ہو چکا ہے۔ دیکھنے میں وہ کوئی چمکتا ستارہ نظر نہیں آتا۔ اتنا چھوٹا موٹا سا آدمی — لیکن کام اس کا تم سب سے اچھا ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے وہ یہ سب کیسے کر لیتا ہے۔ لوگوں کے گھر جاتا ہے، کچھ لطیفے وطیفے سناتا ہے، کہتے ہیں وہ کسانوں کو پریوں کی کہانیاں سناتا ہے۔ وہ ان سے کہتا ہے غلہ دو — نہ تو انہیں گرفتار کرتا ہے، نہ اکیلا کمرے میں قید کرتا ہے — اور کسان غلہ دیتے ہیں۔ پکی بات۔'' داویدوف جب نائدیونوف کی باتیں کر رہا تھا تو اس کی آواز میں ایک قسم کی گرمی پیدا ہو گئی تھی، جیسے آواز مسکرا رہی ہو۔ اور اس وقت ناگولنوف کے دل میں عجیب قسم کے جذبات جاگے، رشک کے جذبات، اسے حاضر جواب جوان کومسومول ممبر پر رشک آ رہا تھا۔ ''کل محض یہ دیکھنے کو کہ وہ کرتا کیا ہے، اس کے ساتھ دورے پر نکلو۔ دیکھو تو سہی وہ کس طرح اپنا کام کرتا ہے''، داویدوف بولتا رہا۔ ''اس سے تم پر کوئی آنچ نہیں آئیگی۔ جانتے ہو کبھی کبھی آدمی نوجوانوں سے کام کی بات سیکھ سکتا ہے۔ وہ ہم سے مختلف ہیں، وہ کس طرح حالات کے سانچے میں زیادہ آسانی سے ڈھل جاتے ہیں۔''

کمیونسٹ ھو لیکن تم نے کام زارشاھی پولیس کا کیا ھے۔ یہ زبردست شرم کی بات ھے۔ لعنت ھو!''

لیکن ناگولنوف خچر کی طرح اپنی جگہ اڑا رھا۔ داویدوف نے اس کو بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ کمیونسٹ کا رویہ نہیں ھو سکتا اور یہ بھی کہ سیاسی طور پر یہ کتنا مضرت‌رساں ھے۔ ان باتوں کے جواب میں اس نے صرف اتنا کہا:

''میں اس کو پیٹنے میں حق‌بجانب تھا۔ میں نے تو اس کو پیٹا بھی نہیں۔ صرف ایک ھاتھ لگایا۔ اس کی اور ٹھکائی کرنی چاھئے تھی۔ مجھے چھوڑ دو! مجھے تم اپنا سبق نہیں پڑھا سکتے۔ میں چھاپہ‌مار ھوں اور میں جانتا ھوں اگر کوئی سور پارٹی پر حملہ کرے تو پارٹی کی حفاظت کس طرح کی جائے!''

''میں یہ نہیں کہہ رھا ھوں کہ بانیک ھمارا اپنا ھے۔ لعنت ھو اس پر! میں صرف یہ کہہ رھا ھوں کہ تمہیں اس کو مارنا نہیں چاھئے تھا! اور پارٹی کو توھین سے بچانے کے اور بھی طریقے ھو سکتے ھیں۔ پکی بات! جاؤ، ٹھنڈے دل سے اس کے بارے میں سوچو۔ اور آج شام کو جب تم میٹنگ میں آؤگے تو کہوگے کہ میں ٹھیک کہہ رھا ھوں۔ مجھے یقین ھے تم یہی کہوگے!''

شام کو پارٹی میٹنگ شروع ھونے سے پہلے، جیسے ھی ماکار کمرے میں داخل ھوا، داویدوف نے پوچھا:

''سوچا؟''

''ھاں۔''

''پھر؟''

''میں نے اس کی ٹھکائی کافی نہیں کی، کتے کا پلہ! مجھے اسے مار ڈالنا چاھئے تھا!''

پروپیگنڈا ٹیم نے اتفاق رائے سے داویدوف کی حمائت کی اور اس فیصلے کے حق میں ووٹ دیا کہ ناگولنوف کو سختی سے تنبیہ کی جائے۔ اندرئی رازمیوتنوف نے ووٹ میں حصہ نہیں لیا۔ اور پوری میٹنگ میں کچھ نہیں کہا۔ لیکن جب ماکار نے جانے سے پہلے دھاڑتے ھوئے کہا: ''میں اپنی صحیح رائے پر اب بھی قائم ھوں'' رازمیوتنوف اپنی جگہ سے اچھلا اور کمرے سے باھر نکلتے ھوئے غصے سے تھوک کر اپنے آپ کچھ بڑبڑایا۔

تیوریاں چڑھ جاتیں اور وہ انتہائی سختی سے کہتا: ''ہمارے پاس مذاق کا وقت نہیں ہے۔ تم اب تک اپنا غلہ کیوں نہیں لائے؟''
لیکن ایسا لگتا تھا جیسے وانیوشا نائدیونوف نے اپنے میزبانوں کے چہروں پر سرد مہری کی جھلک دیکھی ھی نہ ھو۔ اس نے مسکراتے ھوئے کہا: ''صحت رہے، بھوک کھلی رہے؟''

اس سے پہلے کہ ناشتے میں شریک ھونے کی دعوت کے بغیر اکیم ''شکریہ'' کہنے کے لئے منہہ کھولتا یا اس سے پہلے کہ اسے یہ سننا پڑتا ''بھوک تمہارے بغیر ھی اچھی ھے'' نائدیونوف نے جلدی سے کہا:

''نہیں نہیں۔ کوئی بات نہیں۔ پریشان ھونے کی ضرورت نہیں! ھاں تھوڑا سا ناشتہ مل جائے تو کوئی ایسا برا نہیں رھیگا — سچی بات یہ ھے کہ میں نے ابھی کچھ کھایا پیا بھی نہیں ھے۔ کامریڈ ناگولنوف کی بات اور ھے۔ وہ تو مقامی آدمی ھیں۔ وہ تو کب کا ناشتہ کر کرا چکے۔ لیکن ھم کو تو کئی کئی دن بعد ھی ڈھنگ کا کھانا نصیب ھوتا ھے۔ وہ بھی اگر ستارہ عروج پر ھو!''

''نہ بوؤ، نہ کاٹو، مگر کھاؤ پیٹ بھر، ایں؟'' اکیم نے ھنس کر کہا۔

''پیٹ بھر کر کھانے والی بات تو نہیں معلوم۔ لیکن ھم رھتے ھیں مگن!'' اور یہ کہتے ھوئے نائدیونوف نے جیکٹ کے سارے بٹن کھول دئے اور ناشتے کی میز پر جم گیا۔ ناگولنوف دیکھتا رہ گیا۔

بڈھے اکیم نے اپنے مہمان کی بے تکلفی پر منہہ بنایا لیکن چھوٹا اکیم زور سے ھنسا۔

''یہ ھے سچے سپاھی والا انداز! خوش قسمت ھو کہ تم میرے منہہ کھولنے سے پہلے ھی میز پر جم گئے ورنہ میں تو 'بھوک کھلی رھے' کے جواب میں کہنے والا تھا 'بھوک تو تمہارے بغیر ھی اچھی ھے'۔ لڑکیو، بے چارے کو چمچہ دو!''

ایک لڑکی اچھلی اور پیش بند سے اپنی ھنسی چھپاتی ھوئی باورچی خانے کی طرف بھاگی چمچہ لینے۔ لیکن اس نے بڑے قاعدے سے نائدیونوف کو چمچہ پیش کیا، جیسے کسی مرد کو احترام کے ساتھ پیش کرنا چاھئے۔ میز کے گرد چہل پہل ھونے لگی۔ چھوٹے اکیم نے ناگولنوف کو بھی ساتھ بیٹھنے کی دعوت دی۔ لیکن ناگولنوف نے انکار

ناگولنوف نے کچھ نہیں کہا، لیکن صبح کو جیسے ھی اس کی آنکھ کھلی، وہ نائدیونوف کی تلاش میں نکل کھڑا ھوا اور سرسری انداز میں اس سے بولا:

''آج میں خالی ھوں۔ سوچا تمھارے ساتھ دورے پر چلوں اور تمھارا ھاتھ بٹاؤں۔ تمھارے شعبے میں اور کتنا غلہ آنا رہ گیا ھے؟''

''سچی بات تو یہ ھے کہ اب کچھ نہیں رہا کامریڈ ناگولنوف! آؤ ساتھ چلیں، زیادہ مزا آئیگا۔''

دونوں چل پڑے۔ نائدیونوف بطخ کی طرح ڈولتا ھوا تیز چل رھا تھا اور ماکار اس کا عادی نہیں تھا۔ نائدیونوف کے چرمی جیکٹ کا گریبان کھلا ھوا تھا اور اس سے اشتہاانگیز بو آ رھی تھی۔ اس کی چوخانے والی ٹوپی اس کی بھوؤں تک جھکی ھوئی تھی۔ ناگولنوف نے کومسومول ممبر کے چہرے کو ذرا تیز نظر سے دیکھا، سیدھا سادہ نوعمر چہرہ جس پر جھائیاں پڑی ھوئی تھیں، جس کو داویدوف نے پچھلی شام ''وانیوشا'' کے نام سے یاد کیا تھا اور اتنی محبت سے۔ اس چہرے میں کوئی زبردست دوستانہ کیفیت اور کشش تھی۔ شاید یہ اس کی بھوری آنکھوں کا یا شاید مضبوط ٹھوڑی کا کمال ھو جس کی پرشباب گولائی اور چکناھٹ ابھی برقرار تھی۔

وہ اکیم بسھلیبنوف کے گھر پہنچے، جو پہلے ''مرغی‌باز'' رہ چکا تھا۔ اس وقت سارا خاندان ناشتہ کر رھا تھا۔ بڈھا خود میز کے سامنےوالے کونے پر بیٹھا تھا۔ اس کے پاس ھی اس کا چالیس سالہ بیٹا تھا — چھوٹا اکیم۔ اس کے دائیں ھاتھ پر اس کی بیوی تھی اور اس کی بوڑھی بیوہ ساس۔ دو سیانی بیٹیاں میز کے دوسرے کنارے پر تھیں اور بچے مکھیوں کی طرح دونوں طرف گھیرا ڈالے ھوئے تھے۔

''سلام عرض کرتا ھوں، لوگو!'' نائدیونوف نے اپنی میلی کچیلی ٹوپی اتاری اور اپنے سرکش بالوں کو برابر کیا۔

''سلام، اگر تم دل سے یہی کہنا چاھتے ھو'' چھوٹے اکیم نے جواب دیا، جس کے انداز میں سادگی تھی اور ھونٹوں پر ھلکی سی مسکراھٹ۔

اگر ناگولنوف اکیلا ھوتا تو ایسے سلام کلام کے بعد اس کی

چکا تھا۔ ''ایک بار ایسٹر میں جو کچھ ہوا اگر سنوگے تو ہنستے ہنستے پیٹ پھول جائیگا۔ ،،

گھر کی مالکن نے میز صاف کرنا بند کر دی۔ چھوٹے اکیم نے ایک سگریٹ بنائی اور بنچ پر بیٹھ کر قصہ سننے کی تیاری کرنے لگا۔ بوڑھا اکیم بھی، ڈکارتے ہوئے اور اپنے آپ پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے نائدیونوف کی بات سننے کو کان کھڑے کرکے بیٹھ گیا۔ ناگولنوف جس کے انداز سے بے صبری ٹپک رہی تھی، سوچنے لگا: ''لیکن آخر یہ غلے کا قصہ کب چھیڑیگا؟ لگتا ہے ہم یہاں برے پھنسے۔ ان دونوں اکیم باپ بیٹے کو ٹس سے مس کرنا آسان نہیں ہے۔ یہ گریمیاچی کے سب سے دبنگ لوگ ہیں۔ ان کو ڈرانے دھمکانے سے بھی کام نہیں چلیگا۔ چھوٹا اکیم سرخ فوج میں رہ چکا ہے۔ اور ایسے دیکھا جائے تو اچھا کزاک ہے اور ہم ہی میں سے ایک ہے۔ لیکن کمینہ ہے اور ملکیت کا لوبھی — غلہ نہیں دیگا۔ ایسا ہے کہ بھرے جاڑے میں پڑی برف کی چٹکی اٹھا کر نہ رکھے تمہاری ھتھیلی پر! میں خوب جانتا ہوں اس کو!،،

وانیوشا نائدیونوف نے بڑے مزے سے، ذرا وقفہ دینے کے بعد، قصہ چھیڑا۔

''میں تاتسینسکی ضلع کا رہنے والا ہوں۔ اور ایک بار ایسٹر کے موقع پر ہمارے گرجا گھر میں یہ واقعہ پیش آیا۔ عبادت جاری تھی۔ تمام اعتقادوالے لوگ گرجا میں بھرے ہوئے تھے۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ پادری اور ڈیکن گا رہے تھے اور وعظ دے رہے تھے اور باہر گھیرے کے اس طرف چند لڑکے کھیل رہے تھے۔ اب سنو۔ گاؤں میں ایک ڈھیٹ اور مرکھنا بچھڑا تھا، اتنا بگڑے دل کہ آپ نے ادھر نظر بھرکے دیکھا اسے اور اس نے سینگ آپ کی طرف بڑھائی۔ وہی بچھڑا اس وقت گھیرے کے پاس آرام سے گھاس چر رہا تھا۔ لیکن لڑکوں نے اس کو چھیڑنا شروع کیا۔ اتنا چھیڑا اتنا چھیڑا کہ آخر وہ پل پڑا ان پر اور ایک لڑکے کو تو بھگاتے بھگاتے سمجھو جا ہی لیا۔ لڑکا جان بچانے گرجا کے صحن میں گھس گیا۔ بچھڑا بھی پیچھے پیچھے۔ لڑکا زینے پر چڑھنے لگا۔ بچھڑا بھی زینہ چڑھنے لگا۔ اور دروازے میں ٹھساٹھس لوگ بھرے ہوئے۔ اس لئے بچھڑے نے موقع پاتے ہی سر جھکایا اور لڑکے کی چوتڑ پر

کر دیا اور صندوق پر الگ بیٹھ گیا ۔ اکیم کی سنہرے ابروؤں والی بیوی نے مسکراتے ہوئے مہمان کی طرف روٹی کا ایک ٹکڑا بڑھایا ۔ جو لڑکی چمچہ لائی تھی بھاگی ہوئی بڑے کمرے میں گئی اور وہاں سے نائدیونوف کے لئے گھٹنوں پر ڈالنے کےلئے ایک صاف تولیہ لے آئی ۔ چھوٹا اکیم یہ سب بڑی تعریف کی نظر سے دیکھ رہا تھا ۔ اس میں پسندیدگی کی جھلک تھی ۔ جھائیوں بھرے چہرےوالے نائدیونوف کے انداز میں ایسی بےتکلفی اور حوصلہمندی تھی کہ اس سے ہمدردی پیدا ہوتی تھی ۔ وہ گاؤں کے لڑکوں سے کتنا مختلف تھا ۔ اکیم نے کہا :

''دیکھتے ہو ، کامریڈ، میری بیٹی کے دل میں تم نے گھر کرلیا ہے ۔ زندگی میں کیا مجال جو کبھی اپنے باپ کےلئے کوئی تولیہ نکال کر لائی ہو ۔ لیکن تم ابھی میز پر بیٹھے بھی نہیں کہ صاف تولیہ حاضر ۔ اگر چاہو تو اسے اسی وقت بیاہ کر لے جا سکتے ہو ۔ ''

لڑکی اپنے باپ کے مذاق پر سرخ ہو گئی اور اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا کر میز سے بھاگ گئی ۔ لیکن نائدیونوف نے یہ کہہ کر چمکتی ہوئی فضا میں اور جان پیدا کر دی :

''مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ میرے جیسے جھائیں بھرے چہرے والے کسی شخص کو قبول کریگی ۔ مجھ سے اگر کسی نے کبھی شادی دھپل میں کر بھی لی تو اس کی وجہ ہوگی پھیلا ہوا اندھیرا ۔ اندھیرے میں واقعی میں بڑا بانکا لگتا ہوں اور لڑکیاں مجھے پسند کرتی ہیں ۔ ''

ابلے ہوئے پھلوں کا شربت میز پر رکھا گیا ۔ بات چیت بند ہو گئی ۔ صرف روٹی چبانے اور پیالوں کی تہہ سے چمچوں کے ٹکرانے کی آواز ابھر رہی تھی ۔ خاموشی کا طلسم صرف اس وقت ٹوٹا جب ایک لڑکے نے ناشپاتی کے بڑھیا پکے ہوئے ٹکڑے کی تلاش میں پیالے میں چمچہ گھمانا شروع کیا ۔ ایسے موقعوں پر بوڑھے اکیم نے اپنا چمچہ اٹھایا اور مجرم کی پیشانی پر بجاتے ہوئے کہا :

''ابے مچھلی نہ پکڑ !''

''کیسی خاموشی ہے، لگتا ہے ہم گرجا گھر میں ہیں !''

''گرجا گھر میں ہمیشہ تو خاموشی نہیں رہتی !'' وانیوشا نے جواب دیا ۔ اس وقت تک وہ دلیا اور پھلوں کے شربت سے پیٹ بھر

اور چلایا : 'راستہ دو ! راستہ، لعنت ہو ! میں گاؤں کا سرپنچ ہوں!'، لیکن جب 'قیامت' آ چکی تھی تو بھلا ایسے میں اس کو راستہ کون دیتا؟''

قہقہوں کی گونج میں وانیوشا نے اپنی بات ختم کی: ''ہمارے گاؤں میں گھوڑوں کا ایک چور رہتا تھا، ارخیپ چوخوف۔ وہ ہر ہفتے گھوڑے چرایا کرتا تھا اور کوئی اس کو پکڑ نہ پاتا تھا۔ اس دن ارخیپ گرجا گھر میں تھا اور گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے عبادت کر رہا تھا۔ جب لوگوں نے چیخنا شروع کیا 'قیامت آ گئی! ہم سب تباہ ہو جائینگے، بھائیو!'، ارخیپ کھڑکی کی طرف بھاگا، کھڑکی توڑی اور باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن کھڑکی میں جالی لگی ہوئی تھی۔ تمام لوگ دروازوں کے گرد بھیڑ لگائے ہوئے تھے۔ ارخیپ پورے گرجا گھر میں سنڈلا رہا تھا۔ وہ اپنے بازو ہوا میں اچھال رہا تھا اور کہہ رہا تھا: 'اب انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔ اب میں پکڑا گیا، مارا گیا!'،''

لڑکیاں، چھوٹا اکیم اور اس کی بیوی کی آنکھوں سے ہنستے ہنستے آنسو نکل پڑے۔ بڈھے اکیم کا پوپلا منہہ بھی کھل گیا اور اس کے مسوڑھے دکھائی دینے لگے۔ اس کا قہقہہ بےآواز تھا۔ صرف بوڑھی دادی، جس کے پلے آدھی کہانی پڑی ھی نہ تھی، (وہ بہری تھی) نہ جانے کیوں رونے لگی۔ اس نے آنسوؤں سے بھری ہوئی سرخ آنکھیں پونچھیں اور پوپلے منہہ سے بڑابڑائی:

''اچھا تو وہ پکڑا گیا۔ بیچارا! توبہ توبہ، خدا کی پناہ! آخر لوگوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟''

''کس کے ساتھ دادی؟''

''وھی اجنبی۔''

''کون اجنبی، دادی؟''

''جس کے بارے میں تم بات کر رہے تھے، میرے پیارے — وھی یاتری!''

''لیکن یاتری کون؟''

''پتہ نہیں کون۔ میں اونچا سنتی ہوں۔ تم نے جو کچھ کہا سب تھوڑی ھی سنا میں نے...''

وہ ٹکر ماری کہ کچھ نہ پوچھو۔ لڑکا وہ گیا ایک عورت کی ٹانگوں کے نیچے سے اور وہ اڑا اڑا کر دھڑام سے فرش پر گرتے ہی چلائی: 'مدد! مدد! میں مری!'، بڑھیا کے شوہر نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، لونڈے کو اپنی بیساکھی سے پیٹنا شروع کر دیا۔ 'تجھ پر لعنت! شیطان کا بچہ!'، بچھڑے کو جانے کیا سوجھی کہ اس نے نتھنے پھلائے اور پل پڑا بڈھے پر، سیدھا سینگ اٹھا کر۔ اب کچھ نہ پوچھو کیسی افراتفری مچی ہے۔ منبر کے پاس کھڑے ہوئے لوگوں کو پتہ ہی نہ چلا کہ ماجرا کیا ہے۔ جب انہوں نے دروازے کی طرف سے شور سنا تو عبادت بند کر دی اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے: 'یہ شور کیسا ہے؟ وہاں کیا ہو رہا ہے؟'،،

خود اپنی داستان کے بہاؤ میں وانیوشا کچھ اس طرح بہہ گیا کہ اپنے خوفزدہ گاؤں والوں کی سرگوشیوں کی نقل اتارنے لگا۔ یہ دیکھ کر سب سے پہلے چھوٹا اکیم ہنس پڑا۔

''اوہ بچھڑے نے کافی گڑبڑ مچائی۔ بہت خوب!،،

وانیوشا کے سفید دانت چمکے اور اس نے اپنی بات جاری رکھی:

''تب گرجا میں کسی لڑکے نے یونہی مذاق سے کہا: 'شائد کوئی پاگل کتا گھس آیا ہے گرجا گھر میں۔ بھاگ نکلنا چاہئے!'، اس کے پاس ہی ایک حاملہ عورت تھی۔ اس نے گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخنا شروع کیا: 'مقدس ماں! ہم سب کو کتا کاٹے گا!'، جو آگے تھے ان کو پیچھے سے دھکے لگ رہے تھے اور وہ موم بتیوں پر ٹھوکر کھا کر گرے۔ اندر سارا کا سارا دھواں بھر گیا۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ پھر کوئی چلایا: 'آگ!'، اور یہ سب شروع ہوا تھا اس بات سے: 'پاگل کتا!'، 'آگ!'، 'کیا ہوا؟'، 'قیامت آ گئی!'، 'کیا؟ قیامت؟ بیوی! گھر چلو!'، سب پہلو والے دروازوں کی طرف بھاگے۔ موم بتیوں کا اسٹینڈ الٹ گیا اور سارے کوپک اڑے اور بکھر گئے۔ وارڈن بھی گرا اور چلایا: 'چوری!'۔ عورتیں بھیڑوں کے گلے کی طرح، چانسل میں گھسیں اور وہاں ڈیکن نے لوبان دان ان کے سروں پر مارنا شروع کیا۔ 'یہ کیا ہے! کہاں گھسی آ رہی ہو؟ کیا تمہیں نہیں معلوم عورتوں کا منبر کے پاس آنا منع ہے؟ بیوقوفو!'، اس کے بعد گاؤں کا سرپنچ، جو بہت ہی موٹا تھا اور جس کی توند پر سونے کی زنجیر جھول رہی تھی، دروازے کی طرف بڑھا

نام بتاؤ، وہ پوچھتے: 'کومسومول والوں کے نام بتاؤ ۔ ' 'میں نہیں بتاؤنگا ۔ بچھوؤ ۔ اور کومسومول سے اپنا رشتہ کبھی نہیں توڑونگا!' کومسومول ممبر نے ثابت‌قدمی سے جواب دیا ۔ اس کے بعد پولیس نے اس کی ناک کاٹ لی، کان کاٹ لئے تلوار سے ۔ 'اب بتاؤ گے؟' 'نہیں' اس نے جواب دیا ۔ 'تم چاھو تو اپنے ھاتھ میرے خون سے رنگ لو لیکن میں بتاؤنگا نہیں! کمیونزم زندہ‌باد!' تب انھوں نے اس لڑکے کو چھت سے باندھ دیا اور اس کے پاؤں کے نیچے آگ جلا دی ۔ ''

''اف کیسے کیسے درندے بھرے ھیں اس دنیا میں! یہ بڑی خوفناک بات ھے!'' چھوٹا اکیم پھٹ پڑا ۔

''...انھوں نے اس کو جلایا ۔ وہ خون کے آنسو روتا رھا لیکن اس نے اپنے کسی ساتھی کے ساتھ غداری نہیں کی ۔ وہ بس ایک ھی بات کہتا: 'پرولتاری انقلاب زندہ‌باد! کمیونزم زندہ باد!' ''

''بہت اچھا کیا اس نے جو اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ غداری نہیں کی ۔ یہی طریقہ ھے! عزت کے ساتھ مرو اور اپنے دوستوں کے ساتھ غداری نہ کرو ۔ یہی آیا ھے مقدس کتاب میں: 'اپنے دوست کے لئے اپنی زندگی دے دو' '' بڈھے اکیم نے زور سے کہا، میز پر مکہ مارا اور پھر داستان‌گو سے پوچھا: ''پھر کیا ھوا؟''

''انھوں نے اس پر بہت ظلم توڑے، ستایا لیکن اس نے کچھ بھی نہ بتایا ۔ اس طرح صبح سے رات ھو گئی ۔ جب وہ بےھوش ھو جاتا تو پولیس والے اس کے منہہ پر پانی چھڑکتے ۔ اور پھر اذیت دینے کا سلسلہ شروع کر دیتے ۔ لیکن ان کو اندازہ ھو گیا کہ وہ اس کو داؤں پر نہیں لا سکتے ۔ اب وہ گئے اور اس کی ماں کو گرفتار کرکے جیل لے آئے ۔ 'دیکھو ھم نے تمھارے بیٹے کا کیا حال کیا ھے!' انھوں نے کہا ۔ 'اس سے کہو کہ ھمارے آگے گھٹنے ٹیک دے ورنہ ھم اس کو مار ڈالینگے اور اس کی بوٹیاں کتوں کے آگے پھینک دینگے!' اس کی ماں بےھوش ھوکر گر پڑی ۔ جب اسے ھوش آیا تو وہ اپنے بیٹے کی طرف بھاگی، اسے گلے لگایا اور پیار کیا، اس کے خون سے لتھڑے ھوئے ھاتھوں کو چوما ۔ ''

وانیوشا کا چہرہ زرد تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں ۔ اس نے سننےوالوں پر ایک نظر دوڑائی ۔ لڑکیوں کی آنکھیں آنسوؤں سے نم

اس گفتگو پر ایک اور قہقہہ پڑا۔ خوشی کے آنسو پونچھتے ہوئے چھوٹے اکیم نے پانچویں بار پوچھا:

''کیا کہا اس گھوڑوں کے چور نے؟ 'اب میں پکڑا گیا، بالکل پکڑا گیا!'، بھئی تم نے بڑی مزیدار کہانی سنائی!''، اس نے سچ سچ خوش ہوکر کہا اور وانیوشا کے کندھے پر ھاتھ مارا۔

لیکن وانیوشا نے چپکے سے اپنا لہجہ بدل دیا اور اس کی آواز میں کافی سنجیدگی پیدا ہو گئی۔ اس نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا:

''ھاں یہ بڑی مزیدار کہانی ھے۔ اس میں شک نہیں۔ لیکن آج کل بعض باتیں ایسی ھوتی ھیں کہ ھنسنے کو جی نہیں چاھتا ان پر۔ آج صبح میں اخبار پڑھ رھا تھا اور میرا دل بیٹھ گیا...''

''بیٹھ گیا؟''، اکیم نے دھرایا جو یہ سمجھ رھا تھا کہ ایک اور مزیدار کہانی شروع ھوگی۔

''ھاں۔ جب میں یہ سوچتا ھوں کہ سرمایہ‌دار ملکوں میں کس طرح لوگوں کو بےرحمی سے کچلا اور ذلیل کیا جاتا ھےتو میرا خون جم جاتا ھے۔ اس میں تفصیل تھی کہ رومانیہ میں دو کومسومول ممبروں کے ساتھ کیا ھوا۔ دو جوان کسانوں کی آنکھیں کھول رھے تھے اور ان سے کہہ رھے تھے کہ زمین‌داروں سے زمین چھین لو اور آپس میں بانٹ لو۔ رومانیہ میں کسانوں کی حالت بہت خراب ھے۔''

''ھاں، یہ بالکل درست ھے۔ میں نے خود یہ دیکھا تھا جب میں ۱۹۱۷ء میں اپنی رجمنٹ کے ساتھ رومانیہ کے محاذ پر گیا تھا''، اکیم نے اس کی تصدیق کی۔

''وہ رومانیہ میں سرمایہ‌داری کو ختم کرنے اور سوویت اقتدار قائم کرنے کے لئے ایجی‌ٹیشن چلا رھے تھے۔ لیکن ان کو پولیس کے درندوں نے پکڑ لیا۔ ایک کو تو انہوں نے پیٹ پیٹ کر مار ڈالا اور دوسرے کو اذیت پہنچانا شروع کی۔ اس کی آنکھیں نکال لیں اور سارے بال نوچ ڈالے۔ پھر اس کے ناخنوں میں دھکتی ھوئی کیلیں چبھونا شروع کیں۔''

''اوہ، درندے!''، اکیم کی بیوی دم بخود رہ گئی اور ھاتھ اوپر اٹھادئے۔ ''ناخنوں میں؟''

''ھاں ناخنوں کے اندر... 'اپنے گروپ کے دوسرے لوگوں کے

اب وقت آگیا ہے کہ آپ لوگ اپنا غلہ پہنچا دیں۔ آپ کے گھر سے پورے ستتر پوڈ غلہ آنا ہے۔ جلد از جلد پہنچا دیجئیے۔،،

''ہوں... لیکن پتہ نہیں... ہمارے پاس غلہ ہے کہاں...،، چھوٹے اکیم نے جھجھکتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ وہ اس جملے کےلئے بالکل تیار نہ تھا۔ وہ چکرا سا گیا۔ لیکن اس کی بیوی نے بپھری ہوئی نظر سے شوہر کی طرف دیکھا اور اس کی بات کاٹ دی:

''یہ سب نہیں چلیگا! جاؤ بوروں میں غلہ بھرو اور سیدھے سیدھے پہنچا دو!،،

''لیکن ستر پوڈ نہیں ہے۔ اور اس غلے کی چھنائی بھی نہیں ہوئی ہے!،، اکیم نے مری ہوئی آواز میں احتجاج کیا۔

''لے جاؤ، اکیم، میرے بیٹے۔ یہ کرنا ہی ہے۔ گھس گھس کرنے سے کیا فائدہ!،، بڈھے اکیم نے بہو کا ساتھ دیا۔

''ہم کام سے بالکل نہیں ڈرتے۔ ہم چھنائی میں مدد کر دینگے،، وانیوشا نے خوشی خوشی اپنی خدمات پیش کر دیں۔ ''کیا تمہارے یہاں چھلنی ہے؟،،

''ہے تو۔ لیکن اس کی حالت اتنی اچھی نہیں ہے۔،،

''کوئی پروا نہیں! ہم اس کی مرمت کردینگے! آؤ، ذرا جلدی کرو۔ آج ہم یہاں کتنی دیر تک باتیں کرتے رہے ہیں۔،،

آدھے گھنٹے بعد چھوٹا اکیم دو بیل گاڑیاں پنچائتی فارم کے اصطبل سے لے آیا۔ وانیوشا، جس کا چہرہ جھائیوں جیسے پسینے کے موتیوں سے بھرا ہوا تھا، بھس کے باڑے سے بورے اٹھا اٹھا کر کھلیان کے زینے تک لے جا رہا تھا۔ ان بوروں میں چھنا چھنایا اچھا گیہوں تھا، تیار دانے جن میں کھرے سونے کی سرخی مائل چمک تھی۔

''تم لوگ اپنا غلہ بھس کے باڑے میں کیوں رکھتے ہو؟ تمہارے پاس تو بڑا کھلیان ہے اور اپنا غلہ تم وہاں چھوڑ دیتے ہو گندگی میں؟،، اس نے اکیم کی بیٹی سے پوچھا اور شرارت سے آنکھ ماری۔

''یہ ہے ہمارے ابا کا کمال!،، اس نے سرخ پڑتے ہوئے کہا۔

جب اکیم نے ستتر پوڈ گاڑی میں لادکر پنچائتی کھلیان کی طرف چل دیا اور وانیوشا اور ناگولنوف نے اپنے میزبانوں کو خدا

تھیں ۔ اکیم کی بیوی اپنے پیش بند کے دامن سے ناک صاف کر رہی تھی اور سبکیاں لیتے ہوئے کچھ بڑبڑا رہی تھی: ''ماں کے دل سے پوچھو... اپنے بچے کی یہ حالت دیکھے... اے رحیم و کریم!،، چھوٹا اکیم یکایک غرایا اور تمباکو کی تھیلی اٹھاکر سگریٹ بنانے لگا ۔ صرف ناگولنوف صندوق پر بیٹھا پرسکون نظر آ رہا تھا ۔ لیکن وقفے کے ساتھ اس کے رخسار کی رگ پھڑک رہی تھی اور منہہ ایک طرف مڑا جا رہا تھا ۔

''میرے بیٹے ۔ میری جان! ان شیطانوں کی بات مان لو!، ماں نے کہا ۔ اس نے ماں کی آواز سنی اور بولا: 'نہیں ماں، میری پیاری ماں، میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ غداری نہیں کرونگا ۔ میں اپنے عقیدے کے لئے مر جاؤنگا ۔ اس لئے اس سے پہلے کہ میں مروں، تم مجھے پیار کر لو ۔ تب میں موت کا مقابلہ زیادہ آسانی سے کرسکونگا، ۔ ،،

وانیوشا نے اس کومسومول ممبر کی کہانی جس کو اذیت دے دے کر، پولیس کے جلادوں نے موت کے گھاٹ اتارا تھا، کانپتی ہوئی آواز میں ختم کی ۔ ایک منٹ کو سناٹا چھا گیا، کوئی کچھ نہ بولا ۔ پھر آبدیدہ مالکن نے پوچھا:

''کتنا بڑا تھا، وہ غریب مصیبت کا مارا؟،،

''سترہ،، وانیوشا نے پلک جھپکائے بنا بتایا اور اٹھتے ہوئے اس نے اپنی چوخانے کی ٹوپی سر پر ڈالی ۔ ''ہاں وہ مزدور طبقے کے ہیرو کی موت مرا، ہمارا پیارا رومانیا کا ساتھی ۔ وہ مرا تاکہ محنت کشوں کی زندگی سدھر سکے ۔ اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم سرمایہ‌داری کا تختہ الٹنے میں ان کی مدد کریں تاکہ مزدوروں اور کسانوں کے ہاتھ میں اقتدار کی عنان آئے ۔ اور اس کےلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے پنچائتی فارموں کو مضبوط کریں، پنچائتی فارم کی معیشت میں جان ڈالیں ۔ لیکن ہمارے یہاں اب بھی ایسے کسان ہیں جو اپنی لاعلمی میں ان پولیس‌والوں کا ہاتھ بٹا رہے ہیں اور بیج کے لئے غلہ نہ دیکر پنچائتی فارم کی تعمیر میں رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں... ہاں، بھلے لوگو، ناشتے کا بہت بہت شکریہ! اچھا اب ہم اس چیز کے بارے میں ذرا بات کرلیں جس کےلئے ہم یہاں آئے تھے ۔ ہاں،

تھی، ایک عجیب سی سرسراھٹ اور شور کے ساتھ پڑنے لگی۔ چھتیں بھوری ھو گئیں۔ سڑکوں میں سیاہ دراڑیں نمایاں پڑ گئیں۔ اور دوپہر ھوتے ھوتے، بالائی زمین کا، آنسوؤں کی طرح شفاف پانی، بڑی تیزی سے گڑھوں اور نالوں میں بلبلے اٹھانے لگا۔ اب وہ نشیب کی طرف انگنت چشموں کی شکل میں سفیدے کے جھنڈوں اور باغوں کی طرف بہہ رھا تھا اور چیری کی کڑوی جڑوں کو دھو رھا تھا اور چشمے کے پاس کی جھاڑیوں میں بھر رھا تھا۔

تین دن میں، ھوا کے تھپیڑے کھا کھا کر ٹیلوں اور پگھلتی ھوئی برف کے پانی سے دھلے ھوئے ڈھلان کی نم مٹی چمکنے لگی۔ بالائی زمین کے پانی کا رنگ زیادہ گہرا ھو گیا تھا اور اس کی رخ بدلتی ھوئی موجیں اپنے سروں پر جھاگ کی زرد ٹوپیاں پہنے مچل رھی تھیں، ان ھی موجوں میں دھلی ھوئی اناج کی جڑیں، جتی ھوئی زمین کا خشک سبزہ اور پانی کے بہائے ھوئے سن کی جھاڑیوں کے سرے ناچ رھے تھے۔

گریمیاچی لوگ میں ندی اپنے کناروں سے چھلک پڑی۔ ندی کے بالائی حصے سے برف کی نیلی سلیں، جن کو دھوپ پگھلا رھی تھی، بہہ کر نیچے آگئیں۔ جہاں جہاں ندی کے موڑ تھے، یہ سلیں آپس میں ٹکراتیں، ایک دوسرے کو نچاتیں اور ایک دوسرے سے رگڑ کھاتیں، جس طرح انڈے دینے کے زمانے میں بڑی بڑی مچھلیوں کے جھنڈ ایک دوسرے سے ٹکراتے ھوئے تیرتے ھیں۔ بعض مرتبہ، ندی ان کو اٹھا کر کھڑی ڈھلان پر پھینک دیتی، بعض مرتبہ برف کا ڈلا طوفانی پانی کی موجوں میں تیرتا ھوا باغوں تک چلا جاتا، درختوں کے تنوں سے ٹکراتا اور ان پر سر پٹکتا، تازہ تازہ پودوں کو کچلتا، سیب کے درختوں پر خراشیں ڈالتا اور چیری کی جھاڑیوں کو سلا دیتا۔

گاؤں کے باھر کالی زیرکاشت زمین، جو برف سے آزاد ھوچکی تھی، پکارتی ھوئی محسوس ھوتی۔ ھل سے جتی ھوئی زمین سے دھوپ کی گرمی میں بھاپ سی نکلتی رھتی۔ اور دو پہر کو استیپ کے اوپر ایک عجیب سا بیکراں سکوت چھا جاتا۔ کھیتوں کے اوپر سورج تھا، بھاپ کی طرح اڑتی ھوئی دودھیالی دھند، چکاوک کا نغمہ اور سارسوں کی تیر کے پھل جیسی پرواز جو بےابر آسمان کی روشن نیلاھٹ میں پرواز کرتے اور ان کی آوازیں دلوں کو کھینچتیں۔ ٹیلوں پر گرمی

حافظ کہا اور اگلے گھر کی طرف چلے تو ناگولنوف نے وانیوشا کے تھکے ہوئے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے جھجک کر پوچھا:

''کیا تم نے کوسسوسول کی کہانی اپنی طرف سے بنائی تھی؟،،

''نہیں میں نے اس قسم کا واقعہ عرصہ ہوا اخبار میں پڑھا تھا،، وانیوشا نے کچھ گھبراکر کہا۔

''لیکن تم نے تو یہ کہا کہ اسکو تم نے آج ھی پڑھا تھا۔،،

''اس سے کیا فرق پڑتا ھے؟ اصل بات یہ ھے کہ اس قسم کا واقعہ ھوا۔ کامریڈ، اگر افسوس کرنا ھے تو اس بات کا کہ اس قسم کا واقعہ ھوا!،،

''ھاں، لیکن تم... تم نے اس میں اپنی طرف سے کچھ ضرور شامل کیا ھوگا، اس کو پراثر بنانے کےلئے... کیا یا نہیں؟،، ناگولنوف نے اصرار کیا۔

''لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا!،، وانیوشا نے نہایت بےصبری سے کہا اور کانپتے ہوئے چرمی کوٹ کے بٹن لگانے لگا۔ ''اصل بات یہ ھے کہ لوگوں کو اس قسم کے ظالموں سے نفرت کرنی چاھئے، ان ظالموں سے اور پورے سرمایہ‌دار نظام سے اور ھمارے مجاھدوں کے ساتھ انہیں ھمدردی ھونی چاھئے۔ اصل بات یہ ھے کہ وہ اپنا بیج کا غلہ لے آئے، اور یہی اصل چیز ھے۔ اور سچی بات یہ ھے کہ میں نے اپنی طرف سے شائد ھی کوئی اضافہ کیا ھو۔ پھلوں کا شربت اچھا تھا۔ افسوس، کامریڈ ناگولنوف، تم نے نہیں لیا۔،،

چھبیسواں باب

دسویں مارچ کو گریمیاچی لوگ پر دھند چھا گئی۔ رات بھر چھتوں سے پگھلی ہوئی برف ٹپکتی رھی۔ اور دکھن کی استیپی پہاڑیوں سے نم ھوا کے تیز جھونکے جھپٹتے رھے۔ موسم بہار کو خوش‌آمدید کہنےوالی پہلی رات تیرتی ہوئی سیاہ ریشمی دھند میں لپٹی رھی، سکوت اور موسم بہار کی ھواؤں کی خوشبو میں خوابیدہ۔ صبح کو، ذرا دن چڑھے، گلابی رنگ کی دھند نے پر سمیٹے، تو آسمان اور سورج کی جھلک دکھائی دی۔ اور اب دکھن سے تیز ھوا طوفان کی طرح آئی۔ بڑے بڑے دانوں والی برف، جس سے نمی پھوٹ رھی

پورا کر لیا - پکی بات! انہوں نے سب ملا کر چون ھلوں کے پھل ٹھیک ٹھاک کئے ھیں، مختلف سائز کی بارہ بیج بونےوالی مشینوں کی اور بہت سے دوسرے اوزاروں کی بھی مرمت کی ھے - عزیز رفیق، براہ مہربانی، ھمارا تحفہ بطور انعام قبول کیجئیے - اور اس بات کا خیال رکھئیے کہ مستقبل میں بھی آپ کو اسی طرح کام کرنا ھے - ھمارے پنچائتی فارم کے تمام آلات و اوزار حفاظت سے اور اچھی حالت میں رکھئیے - اور آپ لوگ، بھائیو، اسی طرح اپنے کھیتوں میں کام کیجئیے - تب کہیں ھم اپنے پنچائتی فارم کا نام اونچا کر سکیں گے - ورنہ ھماری بڑی سبکی ھوگی، ھمیں پورے سوویت یونین کے سامنے شرمندہ ھونا پڑے گا - پکی بات!''

ان الفاظ کے ساتھ داویدوف نے تین میٹر لمبے سرخ ساٹن میں سارے اوزار لپیٹے اور شالی کے ھاتھ میں تھما دئیے - گریمیاچی لوگ کے لوگوں کو تالیاں بجاکر اپنی حمایت اور جذبات کا اظہار کرنا ابھی نہیں آیا تھا - لیکن جب شالی نے اوزار ھاتھ میں لئے تو اسکول کے کمرے میں آوازیں گونج اٹھیں :

''وہ اس کا حق‌دار ھے - اس نے بہت شاندار کام کیا ھے!''

''اس نے بیکار چیزوں کو کارآمد بنا دیا!''

''اوزار اپنے لئے اور ساٹن بیوی کےلئے!''

''ابے او، اپولت، ابےاو کالے بیل، ھماری دعوت کرنی ھوگی!''

''آؤ ھاتھوں پر اٹھاکر جھلائیں اس کو!''

''اماں، حماقت نہ کر، نہائی پر کم‌بخت بہت جھول چکا ھے!''

چیخیں گرج میں بدل گئیں، لیکن دادا شوکار اس شور کی دیوار میں اپنی باریک آواز کے برمے سے سوراخ کرنے میں کامیاب ھو گیا - وہ چیخا :

''تم وھاں خاموش کیوں کھڑے ھو؟ کچھ کہو بھائی، کچھ کہو! آدمی ھو یا لکڑی کا کندہ؟''

دوسری آوازوں نے شوکار کی حمایت کی - فقرے بھی چست کئے جا رھے تھے اور سنجیدگی سے صلاح بھی دی جا رھی تھی -

''اس کی طرف سے چپ‌شاہ دیمید بولےگا!''

''اپولت! جلدی سے جو کہنا ھے کہہ دو ورنہ چکرا کر گر پڑوگے!''

سے پیدا ہونےوالا دھندلکا تھرتھراتا - گھاس کی ایک پتی، کسی تیز سبز ڈنگ کی طرح، پچھلے سال کے ٹھنٹھ کو چیرتی ہوئی نکلتی - اور سورج کی طرف دیکھتی - ہواؤں کی خشک کی ہوئی جاڑے کی رئی، لگتا جیسے پنجوں پر کھڑی ہوکر، کرنوں تک پہنچنا چاہتی تھی - لیکن ابھی استیپ میں زندگی کی نشانیاں بہت کم تھیں - گھوس اور جنگلی چوہے اب تک جاڑے کی نیند سے نہیں جاگے تھے - ابھی جانور جنگلوں اور گھاٹیوں میں ہی تھے - ہاں کبھی کبھار کوئی چوہا جھاڑیوں میں پھدکتا نظر آجاتا ہے اور اکادکا تیتر، ملن کے شوق میں، رئی کی فصل پر اتر آتے ہیں -

پندرھویں مارچ تک بیج کا غلہ سارا کا سارا جمع ہوگیا - نجی کسانوں نے اپنا بیج ایک الگ کھلیان میں جمع کیا جس کی کنجی پنچائتی فارم کے دفتر میں تھی - پنچائتی کسانوں نے کھلیان کی چھہ کوٹھیاں ٹھساٹھس بھردیں - بیج کی صفائی اور چھنائی کرنےوالی مشین رات کے وقت بھی چالو رہتی - اپولت شالی کے لوھارخانے میں صبح سے شام تک دھونکنی چلتی رہتی اور ہتوڑے کی چوٹ سے سنہری چنگاریاں اڑتیں اور نہائی کی آواز جھنجھناھٹ کے ساتھ گونجتی رہتی - شالی جی جان سے کام میں جٹا ہوا تھا - پندرھویں تاریخ تک اس نے تمام ہلوں اور بیج بونے والی مشینوں وغیرہ کی مرمت کر ڈالی - اگلی شام، گاؤں کے اسکول میں، پنچائتی کسانوں کے ایک بڑے اجتماع کے سامنے، داویدوف نے شالی کو وہ تمام آلات پیش کئے جو وہ لینن گراد سے لایا تھا - اس موقع پر اس نے ایک تقریر بھی کی - اس نے کہا :

”ہم پنچائتی فارم کے بورڈ کی طرف سے اپنے عزیز لوہار، کامریڈ اپولت شالی کو، ان کے شاندار کام کے صلے میں، یہ آلات پیش کرتے ہیں - ہمیں یقین ہے کہ فارم کا ہر رکن ان کی مثال پر چلنے کی کوشش کرےگا - “

داویدوف تازہ تازہ شیو کرکے اس موقع کےلئے تیار ہوکر آیا تھا - اس نے تمام آلوں کو ایک سرخ ساٹن کے ٹکڑے پر سجایا اور اندرئی رازمیوتنوف نے سرخ پڑتے ہوئے اپولت کو پلیٹ‌فارم کی طرف ڈھکیلا -

”ساتھیو! کامریڈ شالی نے آج اپنا مرمت کا منصوبہ سو فیصد

میری بیوی کے کام آئےگی۔،، اس نے نہایت بےتابی سے اسکول کے کمرے کا جائزہ لیا۔ اس کی آنکھیں بیوی کو اس امید سے تلاش کرنے لگیں کہ وہ اس کی مدد کریگی۔ لیکن ناکام رہا۔ اس نے ٹھنڈی سانس لی۔ اور اپنی تقریر، جو کوئی خاص لمبی نہ تھی، یوں ختم کی: ''ساٹن میں لپٹے ہوئے آلات... اور ہمارے کام کےلئے... شکریہ کامریڈ داویدوف، شکریہ پنچائتی فارم... بہت بہت شکریہ!،،

جب رازمیوتنوف نے دیکھا کہ شالی کی دل سے نکلی ہوئی پرخلوص تقریر ختم ہونے والی ہے تو اس نے نہایت بےتابی سے لوہار کو اشارے کئے جو پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اپولت نے اشاروں کو سمجھنے سے انکار کر دیا اور جھکتے ہوئے پلیٹ‌فارم سے ہٹ گیا۔ وہ سرخ بنڈل کو اس طرح بازوؤں میں اٹھائے ہوئے تھا جیسے وہ سوتا ہوا بچہ ہو۔

ناگولنوف نے جلدی سے ٹوپی اتاری اور اشارہ کیا۔ ارکسٹرا نے، جو دو بالالائکا اور ایک وائلن پر مشتمل تھی، انٹرنیشنل کی دھن چھیڑ دی۔

* * *

ٹیم لیڈر دوبتسوف، لیوبیشکین اور دیومکا اوشاکوف، تینوں روزانہ گھوڑے پر سوار ہوکر استیپ کے چکر لگاتے اور دیکھتے زمین ہل جوتائی کے لئے تیار ہے کہ نہیں۔ خشک ہوائیں بہار کو اپنے پروں پر لالاکر استیپ پر پھیلا رہی تھیں۔ موسم صاف ہو گیا تھا اور پہلی ٹیم، اپنے علاقے میں، ریتیلی مٹی پر جتائی کی تیاری کر رہی تھی۔

پروپیگنڈا ٹیم وائسکووائی کے گاؤں بلائی گئی تھی۔ لیکن ناگولنوف کی درخواست پر کوندراتکو نے بوائی تک کےلئے وانیوشا نائدیونوف کو گریمیاچی میں رکنے کی اجازت دے دی تھی۔

جس دن شالی کو انعام ملا، اس کے ایک دن بعد، ناگولنوف نے لوشکا کو طلاق دے دی۔ وہ اپنی خالہ کے ساتھ رہنے کےلئے چلی گئی جس کا گھر گاؤں کے سرے پر تھا۔ وہ دو دن تک کہیں نظر نہ آئی۔ پھر یکایک دفتر کے پاس داویدوف سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی۔

''اب میں کیا کروں، کامریڈ داویدوف؟ آپ کوئی مشورہ دیجئے نہ؟،، اس نے داویدوف کو روکتے ہوئے کہا۔

''ارے دیکھو تو ۔ اس کے گھٹنے تو واقعی بج رہے ھیں ۔ ''
''یہ تو سارے خوشی کے اپنی زبان ھی نگل گیا!''
''بولنا اتنا آسان نہیں ھے، جتنا نہائی پر ھتوڑے برسانا، کیوں یار ؟''

لیکن رازسیوتنوف کو تو ھر قسم کی تقریب میں بڑا لطف آتا تھا اور اس وقت تو وہ ساری تقریب کا کرتا دھرتا تھا، اس نے بمشکل میٹنگ کو قابو میں کیا اور پھر سے خاموشی چھا گئی۔

''ذرا دھیرج سے کام لو! چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں ھے۔ بہار کا جوش ھے، ایں؟ مہذب ڈھنگ سے ذرا تالیاں بجاؤ اور چیخو مت! شی! مہربانی سے اب اپولت کو سکون کے ساتھ اپنی بات کہنے دو!'' اس نے اپولت کی طرف مڑتے ھوئے کہنی سے ٹہوکا دیا ۔ ''ذرا ایک لمبی سانس لو اور شروع ھو جاؤ ۔ سیدوروویچ، مہربانی سے، ذرا اچھی سی تقریر کر ڈالو ۔ اپنی تمام معلومات اپنے الفاظ میں بھر دو ۔ تم تو اس تقریب کے ھیرو ھو ۔ تم جانتے ھو تمہیں ایک اچھی سی تقریر کرنی ھے، اچھی اور لمبی ۔ ''

اپولت شالی آج تک کبھی اتنی توجہ کا مرکز نہیں بنا تھا ۔ اس نے زندگی بھر کبھی لمبی تقریر نہیں کی تھی ۔ اس کو اپنے کام کا واحد صلہ کسی گاؤں والے کی طرف سے اگر ملتا تھا تو بس وادکا کے ایک گلاس کی شکل میں ۔ اب جو انتظامیہ نے تحفہ دیا اور اسے یوں شاندار ڈھنگ سے ایک تقریب میں پیش کیا تو اس کے ھوش اڑ گئے ۔ اس نے تھرتھراتے ھاتھوں سے سرخ بنڈل کو کلیجے سے لگایا ۔ نہائی کے سامنے اتنی مضبوطی سے کھڑی رھنے والی اس کی ٹانگیں ابھی لرز رھی تھیں ۔ اس نے بنڈل کو چھوڑے بنا اپنے چہرے سے ایک آنسو پونچھا ۔ اس انوکھی تقریب کے لئے خوب رگڑ کر صاف کرنے سے اس کا چہرا سرخ ھو رھا تھا ۔ اس نے بھرائی ھوئی آواز میں کہا :

''آلات کی ھمیں واقعی ضرورت ھے! ھم بہت احسانمند ھیں ۔ شکریہ... اور انتظامیہ کا بہت بہت شکریہ ۔ کہنا چاھئے... بہت بہت شکریہ ۔ جہاں تک میرا تعلق ھے... جب تک میرے پاس دھونکنی ھے اور نہائی ھے... میں ھمیشہ... کیونکہ اب میں پنچائتی کسان ھوں ۔ میں شوق سے... اور یہ سائن، بلا شبہ، یہ

اب کے داویدوف چکرا گیا ۔ وہ سرخ پڑ گیا ۔ اس کے ہونٹ ہلتے رہے مگر آواز نہ نکلی ۔

”ذرا مجھ پر ایک نظر ڈالو، کامریڈ داویدوف!“ لوشکا نے بن کر بڑے انکسار سے کہا ۔ ”دیکھو میں کتنی خوبصورت ہوں ۔ محبت کے لائق — دیکھو! میری آنکھیں کتنی اچھی ہیں ۔ میری بھویں، میری ٹانگیں اور باقی سب کچھ...“ اس نے انگلیوں سے اپنے ھرے اونی اسکرٹ کا کنارا اٹھایا اور، کولہے مٹکاتے ہوئے، حیرت‌زدہ داویدوف کے سامنے چکر کاٹنے لگی ۔ ”یا تم سمجھتے ہو میں تمہارے لائق نہیں ہوں؟ بتاؤ!“

داویدوف نے بڑی بےبسی کے عالم میں ٹوپی سر کے پیچھے کھسکائی اور جواب دیا:

”عورت تو تم چھبیلی ہو ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ۔ اور تمہاری ٹانگیں بھی بہت اچھی ہیں — بس بات اتنی ہے کہ تمہاری یہ ٹانگیں تمہیں ٹھیک راستے پر نہیں لے جا رہی ہیں ۔ پکی بات!“

”یہ مجھے وہیں لےجاتی ہیں جہاں میں چاہتی ہوں ۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں تم پر تکیہ نہیں کر سکتی؟“

”نہیں، اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو نہ کرتا ۔“

”یہ نہ سوچنا کہ میں تمہارے لئے سوکھ رہی ہوں یا تمہارا سہارا لینا چاہتی ہوں ۔ بس تم پر کچھ ترس سا آگیا تھا ۔ میں نے سوچا، دیکھو تو، یہی بیچارا جوان آدمی ہے، اور کنوارا، کبھی کسی عورت کو نظر بھر کر دیکھتا بھی نہیں!“

”یہ کیا بکواس ہے... اچھا، خدا حافظ! میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ تم پر ضائع کروں ۔“ پھر اس نے مذاق کے انداز میں اور جڑ دیا: ”ہاں جب ہم بوائی ختم کرلیں‌گے — تو ضرور! تب آنا اور اس پرانے جہازی سے ملنا ۔ مگر پہلے ماکار سے اجازت لےلینا!“

لوشکا کھلکھلا کر ہنسی اور اس کے پیچھے پیچھے چلائی:

”ماکار عالمی انقلاب کا نام لےکر اپنی جان چھڑاتا رہا اور اب تم بوائی کے نام پر مجھے ٹال رہے ہو ۔ نہیں شکریہ ۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں! مجھے تمہارے جیسوں کی ضرورت نہیں ہے! مجھے محبت چاہئے، محبت جس میں آگ ہو ۔ اور تم دے بھی

''بہت خوب! اچھا، دیکھو، ہم ایک بالک گھر بنانےوالے ہیں۔ وہاں کام مل سکتا ہے تمہیں۔''

''نہیں، شکریہ! اپنے تو کبھی کوئی بچہ ہوا نہیں۔ اور تم چاہتے ہو کہ میں دوسروں کے بچوں کی دیکھ بھال کروں؟ واقعی خوب کہا!''

''تو پھر جاؤ کسی ٹیم میں کام کرو۔''

''میں کام کرنےوالی عورت نہیں ہوں۔ کھیتوں میں کام کرنے سے میرے سر میں درد ہوتا ہے۔''

''او ہو، اتنی نازک ہو! تو پھر جاؤ، مزے کرو۔ پھر ہم سے روٹی کی امید مت رکھنا۔ جو کام نہیں کرےگا وہ کھائےگا بھی نہیں۔ یہ ہمارا اصول ہے۔''

لوشکا نے ٹھنڈی سانس لی اور اپنی نکیلی سلیپر سے ریت کو کریدتے ہوئے، سر جھکا لیا۔

''مجھے میرے دوست تیموفئی کا خط ملا ہے۔ وہ شمال کے شہر کوتلاس میں ہے۔ لکھتا ہے شاید بہت جلد واپس آ جائےگا۔''

''اچھا، یہ تو اور مصیبت ہے!'' داویدوف مسکرایا۔ ''اگر وہ آیا بھی تو ہم اسے کہیں اور زیادہ دور بھیج دیں گے!''

''اس کا مطلب ہے اس کو معافی نہیں ملےگی؟''

''نہیں۔ اس کے انتظار میں اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ تم کو کام کرنا ہے!'' داویدوف نے تیزی سے جواب دیا۔ اور واپس جانے کےلئے مڑا لیکن لوشکا کا رنگ کچھ اڑ سا گیا اور اس نے داویدوف کو روک کر مزاحیہ اور اکسانے والے لہجے میں کہا:

''تم ہی کیوں نہ کہیں سے کوئی شوهر میرےلئے ڈھونڈ نکالو — ہو سکتا ہے کوئی تمہاری نظر میں بچا کھچا پڑا رہ گیا ہو!''

داویدوف نے غصے میں اس کو گھور کر دیکھا اور غرایا:

''یہ میرا کام نہیں ہے۔ خدا حافظ!''

''ارے ایک منٹ رکو تو سہی! عجیب آدمی ہو۔ ایک بات اور پوچھنا چاہتی ہوں میں!''

''پوچھو؟''

''تم مجھے اپنی بیوی کیوں نہیں بنا لیتے، ایں؟'' اس بار لوشکا کی آواز میں کھلی دعوت اور مذاق تھا۔

کیسے تربیت دے سکتا تھا، خود میری اپنی تربیت تو ھوئی نہیں! ھاں ۔ طلاق ھو گئی ۔ پھر؟ تم ھو کہ میرے جسم میں داد کے جراثیم کی طرح گھسے چلے آ رھے ھو، سیمیون! بتاؤ، اس بانیک کے بارے میں کیا کروں! مجھے کچھ اپنا بھی دیکھنا ھے اور تم ھو کہ میری سابقہ بیوی کا ذکر چھیڑ کر مجھے پریشان کر رھے ھو ۔،،

داویدوف جواب دینے ھی والا تھا کہ دفتر کے صحن میں ایک موٹر کا بھونپو بجا اور ضلع انتظامیہ کمیٹی کی فورڈ گاڑی ڈگمگاتی، گڈھوں میں بھرے پانی کو اڑاتی ھوئی اندر داخل ھوئی ۔ ضلع کنٹرول کمیشن کے صدر ساموخین نے دروازہ کھولا اور اچھل کر باھر آ گیا ۔

''میرے سلسلے میں آئے ھیں،، ناگولنوف کی تیوریاں چڑھ گئیں اور اس نے بڑی تیز اور تیکھی نظروں سے داویدوف کو گھورا ۔ ''دیکھو، اس عورت کا ذکر نہ کرنا ورنہ میرا پتہ کٹ جائے گا! تم جانتے ھو ساموخین کس قسم کا آدمی ھے، ابی؟ 'تم نے کیوں طلاق دی اس کو، کیا وجہ تھی طلاق کی؟، کمیونسٹ کی طلاق — وہ جان کو آجائے گا ۔ انسپکٹر کم اور پادری زیادہ ھے ۔ میں اس گنبد جیسے بڑے سر والے شیطان سے نفرت کرتا ھوں! وہ بانیک! کاش میں اس سور کو قتل کر دیتا!،،

ساموخین کمرے میں داخل ھوا ۔ اس نے نہ تو تھیلا رکھا نہ کسی سے ھاتھ ملایا ۔ چھوٹتے ھی نیم مذاق کے لہجے میں بولا :

''کیوں، ناگولنوف نے سب کچھ گڑبڑ گھٹا لا کر رکھا ھے نا؟ اور تمھاری وجہ سے اس کیچڑ اور پانی میں مجھے اتنی دور آنا پڑا ۔ یہ کامریڈ کون ھے؟ میرے خیال میں، داویدوف؟ کہو، کیا حال چال ھیں؟،، اس نے ناگولنوف اور داویدوف سے ھاتھ ملایا اور میز کے پاس بیٹھ گیا ۔ ''کامریڈ داویدوف، ھمیں آدھے گھنٹے کو ان کے ساتھ تنہا چھوڑ دو (ناگولنوف کی طرف اشارہ کرتے ھوئے) ۔ مجھے لکڑی کے اس کندے کے ساتھ ایک دو باتوں کے بارے میں سر مارنا ھے ۔،،

''تو پھر بھگتئے اسے ۔،،

داویدوف اٹھا ۔ اٹھتے اٹھتے وہ ناگولنوف کی بات پر حیران

کیا سکتے ہو؟ کام کرتے کرتے تمہارا خون سرد پڑ چکا ہے۔ ٹوٹی ہانڈی میں ابال آئے گا — اس کا انتظار فضول ہے۔''

داویدوف دفتر پہنچا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور دماغ الجھا ہوا۔ ''واقعی اسے فوراً کسی کام میں لگانا چاہئے ورنہ وہ پٹری سے اتر جائے گی''، اس نے سوچا۔ ''دنیا کام کرے اور وہ یوں بنی ٹھنی پھرتی رہے، ہنسی ٹھٹولی کرے اور ایسی ایسی باتیں!'' اس نے یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دیا۔ ''خیر، خدا سمجھے اس سے، وہ کوئی بچی نہیں ہے! اسے سمجھنا چاہئے۔ آخر میں کیا کروں — کیا میں کسی خداترس انجمن کی بورژوا خاتون ہوں، کیا ہوں میں؟ میں نے کام کی پیش کش کی۔ اگر وہ کام کرنا نہیں چاہتی تو میری بلا سے! خود بھگتے گی!''

ناگولنوف سے ملاقات ہوئی تو اس نے اختصار سے پوچھا:

''طلاق ہو گئی؟''

''مہربانی سے مجھ سے کچھ پوچھ گچھ نہ کرو!''، ماکار غرایا اور غیرمعمولی توجہ سے اپنی لمبی لمبی انگلیوں کے ناخنوں کا جائزہ لینے لگا۔

''میں تو بس یونہی...''

''میں بھی بس یونہی!''

''مارو گولی! تم سے ایک بات بھی نہیں پوچھ سکتا!''

''وقت آگیا ہے کہ پہلی ٹیم جتائی کا کام شروع کر دے۔ لیکن وہ پچھڑ رہے ہیں۔''

''تمہیں چاہئے کہ لوشکا کو صحیح راستے پر ڈالو ورنہ وہ بالکل ہاتھ سے نکل جائے گی!''

''کون ہوں میں اس کا؟ اس کا مقدس باپ؟ چھوڑ دو مجھے۔ میں پہلی ٹیم کی بات کر رہا ہوں۔ کل اسے...''

''پہلی ٹیم کل کھیت پر جا رہی ہے۔ دیکھو۔ تم سمجھتے ہو یہ سب اتنا آسان ہے — بس طلاق ہوئی اور قصہ ختم؟ تم نے اس عورت کو کمیونزم کی اسپرٹ میں تربیت کیوں نہیں دی؟ یہی مصیبت ہے تمہارے ساتھ۔ پکی بات!''

''کل صبح میں خود جا رہا ہوں پہلی ٹیم کے ساتھ... تم بھڑ کی طرح مجھ سے کیوں چمٹ رہے ہو؟ 'تربیت! تربیت!'، میں اس کو

''سو رہے ہیں۔ خدا غارت کرے... جب سے آپ گئے ہیں بس وادکا پیتے رہے ہیں۔،،

''لعنت ہو اس پر! سور! لگتا ہے میرا گھوڑا بہت زیادہ تھک گیا ہے۔،،

پولوفتسیف کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ پہچاننا مشکل تھا۔ اور یاکوف لوکیچ کو لگا کہ اس کی آواز میں ایک ٹوٹی ہوئی گونج ہے، ایک قسم کی تشویش اور تھکن۔

پولوفتسیف نے بیٹھک میں جوتے اتارے۔ اس نے زین کے تھیلے سے کزاکوں والی نیلی پتلون نکال کر پہنی جس کے کناروں پر دھاریاں تھیں اور اپنی بھیگی ہوئی پتلون چولھے کے اوپر سوکھنے کےلئے لٹکا دی۔

یاکوف لوکیچ دروازے کے پاس کھڑا ہوا اپنے کمانڈر کی پرسکون حرکات کا جائزہ لے رہا تھا۔ پولوفتسیف بازوؤں میں گھٹنے سمیٹ کر چولھے کے پاس والی نشست پر بیٹھ گیا اور اپنے ننگے تلوے چولھے پر گرم کرتے ہوئے بیٹھا بیٹھا اونگھ گیا۔ لگتا تھا اسے نیند کی بےحد ضرورت ہے۔ لیکن اس نے کوشش کرکے آنکھ کھولی۔ دیر تک لاتیفسکی کو غور سے دیکھتا رہا، جو شراب کے نشے میں دھت اس کے بستر پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا:

''کیا بہت دیر تک پیتا رہا ہے؟،،

''شروع سے۔ اف جس طرح یہ پیتا ہے! میرے لئے گاؤں میں جینا مشکل ہو گیا ہے۔ روزانہ مجھے اس کےلئے وادکا لانا پڑتا ہے۔ اور کسی کو شبہ ہو جائے تو!،،

''سور!،، پولوفتسیف دانت پیس کر نہایت حقارت سے پھنکارا اور پھر اونگھ گیا۔ اس کا بڑا سا، بھورے بالوں سے بھرا ہوا سر ہلتا رہا۔

لیکن چند منٹ کی نیند کے جھونکے کے بعد، وہ کانپ گیا، اس نے چولھے سے پیر نیچے اتارے اور آنکھیں کھول دیں۔

''تین دن سے سویا نہیں ہوں... دریا چڑھے ہوئے ہیں۔ گریمیاچی میں گھوڑے کو تمہارا دریا تیر کر پار کرنا پڑا۔،،

''آپ تھوڑی دیر کے لئے لیٹ کیوں نہیں جاتے، الکساندر انیسیمووچ؟،،

رہ گیا۔ تھوڑی دیر پہلے اس نے داویدوف کو طلاق کا ذکر کرنے سے منع کیا تھا اور اب نہایت بےپروائی سے پھٹ پڑا:

''ہاں میں نے ایک انقلاب‌دشمن کو پیٹا ہے۔ یہ سچ ہے۔ لیکن، ساموخین، یہی سب کچھ نہیں ہے۔''

''اور کیا؟''

''میں نے ابھی ابھی اپنی بیوی کو بھی گھر سے باہر نکال دیا ہے!''

''نہیں؟!'' چھوٹے سے قد کا ساموخین، جس کا سر اس کے تن‌وتوش کے لئے ضرورت سے زیادہ بڑا تھا، تشویش کے عالم میں ٹھنڈی سانس بھرکر رہ گیا۔ اس نے زور سے ناک پھڑکائی اور خاموشی سے اپنے کاغذات میں کچھ تلاش کرنے لگا۔

ستائیسواں باب

یاکوف لوکیچ نے نیند میں پھاٹک پر قدموں کی آہٹ اور دبی دبی آوازیں سنیں۔ لیکن اس کی آنکھ نہ کھلی۔ آخرکار، جب بڑی مشکل سے نیند بھاگی تو اس نے واقعی احاطے کی باڑ کی طرف سے چرچراہٹ کی آواز سنی جس پر کسی کے جسم کا بوجھ پڑ رہا تھا۔ ساتھ ھی کسی دھات کی چیز کی آواز سنائی دی۔ یاکوف لوکیچ تیزی سے کھڑکی کے پاس گیا۔ اس نے صبح کے دھندلکے میں کھڑکی کے شیشے سے دیکھا کہ ایک بھاری بھرکم سایہ احاطے کی باڑ پھاند رہا ہے اور پھر اس کے دھم سے کودنے کی آواز سنی۔ سفید بھیڑ کی کھال کی ٹوپی کی چمک نے اس کو بتا دیا کہ یہ پولوفتسیف تھا۔ اس نے کندھوں پر کوٹ ڈالا اور فلٹ‌بوٹ چولھے پر سے اٹھائے اور باھر نکل گیا۔ پولوفتسیف گھوڑے کو صحن کے اندر لاکر پھاٹک کی کنڈی چڑھا چکا تھا۔ یاکوف لوکیچ نے گھوڑے کی لگام اس کے ھاتھ سے لےلی۔ گھوڑے کی گردن ایال تک بھیگی ھوئی تھی۔ اس کے اندر گھرگھراھٹ سی ھو رھی تھی اور وہ کھڑا جھوم رھا تھا۔ پولوفتسیف نے اپنے میزبان کے سلام کا جواب دئے بنا پھنسی پھنسی سی سرگوشی میں پوچھا: ''لاتیفسکی... یہیں ہے؟''

میں نے ایک ٹہنی اٹھا لی اور اس کو مارنا شروع کیا۔ وہ بھاگا۔ اور میں نے اس کا پیچھا کیا۔ میں اسے مارتا رہا، مارتا رہا۔ جانتے ہو، اس کو مارنے میں پورے وقت لطف آ رہا تھا۔ وہ رینگ کر کھلیان کی کوٹھی کے نیچے گھس گیا۔ میں نے پھر بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ یہ زینے کے نیچے بھاگا لیکن میں نے وہاں سے بھی اس کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور پیٹتا رہا۔ میں نے اس کو اس بری طرح پیٹا کہ اس کا پیشاب نکل گیا۔ اس سے اب چچیایا بھی نہ جا رہا تھا۔ اب اس کی سانس رک رک کر نکل رہی تھی اور وہ ہانپ رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے اس کو اٹھایا۔،، پولوفتسیف کچھ مجرمانہ انداز میں مسکرایا، کچھ اس طرح کہ اس کا منہ ایک طرف مڑ سا گیا۔ ’’تب میں نے اس کو اٹھا لیا اور مجھے اس پر اتنا ترس آیا کہ میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ مجھ پر دورہ سا پڑ گیا۔ میں سر سے پاؤں تک لرزنے لگا۔ ماں بھاگتی ہوئی آئیں اور انھوں نے دیکھا کہ میں باڑے کی گاڑی کے پاس پلے کے ساتھ پڑا ہوں اور ہوا میں ٹانگیں اچھال رہا ہوں۔ وہ دن اور آج کا دن — میں کتوں کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن بلیوں سے مجھے بہت محبت ہے۔ اور بچے۔ ننھے ننھے بچے۔ میں بچوں کی چیخیں برداشت نہیں کر سکتا۔ میری سانس گھٹنے لگتی ہے۔ ہاں، بتاؤ تمھیں بلیاں اچھی لگتی ہیں یا نہیں؟،،

یاکوف لوکیچ اس گفتگو پر کچھ ایسے اچنبھے میں پڑ گیا تھا کہ جواب میں صرف سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ حیران تھا کہ یہ شخص، جو طوفان‌دیدہ افسر تھا، جس نے جرمن جنگ میں بھی کزاکوں کے ساتھ بےرحمی کے ساتھ پیش آنے کی وجہ سے بڑا نام پیدا کر لیا تھا، یہ عمررسیدہ چیف اتنی سادہ انسانی جذبات سے بھری ہوئی بات کیسے کر سکتا ہے۔ پولوفتسیف خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے کے خطوط آہستہ آہستہ پھر سخت اور کرخت ہو گئے۔

’’کوئی خطوط تو نہیں آیا، بہت دنوں سے؟،، اس نے خشک لہجے میں پوچھا۔

’’یہ سیلاب کا زمانہ ہے، تمام نالے بھرے ہوئے ہیں۔ کہیں سڑکیں دکھائی نہیں دیتیں۔ ہمارے یہاں تقریباً دس دن سے کوئی ڈاک نہیں آئی ہے۔،،

''ایک منٹ میں لیٹتا ہوں۔ مجھے تھوڑا سا تمباکو دو۔ میرا تو بھیگ گیا۔''

دو کش کھینچنے کے بعد پولوفتسیف میں جان پڑ گئی۔ نیند کی دھند اس کی آنکھوں پر سے ہٹنے لگی اور اس کی آواز میں وہی سختی اور طراری واپس آگئی۔

''اچھا بتاؤ، یہاں کیا چل رہا ہے؟''

یاکوف لوکیچ نے مختصر طور پر سب حالات بتانے کے بعد اس سے پوچھا:

''اور آپ کا کام کیا رہا؟ کیا اب جلدی ہی شروع ہو جائے گا؟''

''اگلے چند دن میں ہونا ہوگا تو ہو جائے گا... ورنہ پھر بالکل نہیں ہوگا... کل رات کو میں اور تم گھوڑے پر وائسکووائی چلیں گے۔ بغاوت وہیں سے شروع کرنی چاہئے۔ یہ مرکز سے قریب ہے۔ وہاں اس وقت ان کا ایک پروپیگنڈا دستہ ہے۔ ہم ان پر ہی اپنا پہلا ہاتھ آزمائیں گے۔ اس سفر میں مجھے تمہاری بےحد ضرورت ہوگی۔ وہاں کے کزاک تمہیں جانتے ہیں۔ تمہاری باتیں ان کا حوصلہ بڑھائیں گی۔'' پولوفتسیف خاموش ہو گیا اور دیر تک کالی بلی کو پیار سے اپنی بڑی تھیلی سے تھپکیاں دیتا رہا جو اچھل کر اس کے گھٹنے پر بیٹھ گئی تھی۔ اور اس کی آواز میں ایک غیرمعمولی محبت کا رچاؤ پیدا ہو گیا۔ ''پوس! پوسی! کیا بلی ہے، اینھہ! کتنی کالی ہے! لوکیچ، میں بلیوں پر جان دیتا ہوں! گھوڑا اور بلی، دونوں سب سے صاف ستھرے جانور ہیں! گھر پر میرے پاس ایک سائبیریائی بلی تھی، بہت بڑی، لمبے اور گھنے روئیں والی۔ ہمیشہ میرے بستر میں سوتی تھی۔ وہ تھی...'' پولوفتسیف نے خیال میں کھوئے ہوئے انداز میں نظر اٹھائی، مسکرایا اور اپنی انگلیوں سے کچھ اشارہ سا کیا۔ ''سرمئی اور سفید، من موہ لینے والا سرمئی مائل سفید رنگ! خوب بلی تھی! لوکیچ، تمہیں بلیاں پسند ہیں؟ ہاں کتے البتہ، کتوں سے مجھے نفرت ہے! لڑکپن میں ایک دفعہ بات ہی کچھ ایسی ہوگئی تھی۔ اس وقت میں کوئی آٹھ سال کا تھا۔ ہمارے پاس ایک پلہ تھا۔ ایک بار میں اس کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ شاید مجھ سے کچھ تکلیف پہنچ گئی ہوگی اس کو۔ اس نے جھٹ میری انگلی میں کاٹ لیا۔ خون نکل آیا۔ مجھے غصہ آگیا۔

18*

آواز نے اس کے سخت جواب کا تار توڑ دیا اور یاکوف لوکیچ کے دل نے کہا کوئی تباهی آنےوالی هے۔ اس نے آهسته سے دروازے پر دستک دی۔

پولوفتسیف نے زین نکالا۔ دونوں گھر سے چل دئے۔ گھوڑوں پر سوار هوئے اور تیزی سے گھوڑے دوڑانے لگے۔ گاؤں کے باهر ندی پار کرنا تھا۔ پورے سفر میں پولوفتسیف خاموش رها۔ اس نے سگریٹ پینے پر پابندی لگا دی تھی اور اس بات پر اصرار کیا تھا که ان کے گھوڑے سڑک سے کوئی سو گز کے فاصلے پر رهیں۔

وائسکووائی میں ان کا انتظار هو رها تھا۔ گاؤں کے کوئی بیس آدمی ایک کزاک کے گھر میں جمع تھے جس کو یاکوف لوکیچ جانتا تھا۔ ان میں سے زیادہ‌تر بوڑھے تھے۔ پولوفتسیف نے ان سب سے هاتھ ملایا۔ پھر ان میں سے ایک کے ساتھ وہ کھڑکی پر گیا اور پانچ منٹ تک اس سے سرگوشیوں میں بات کرتا رها۔ باقی لوگ کبھی پولوفتسیف کو دیکھ رهے تھے، کبھی یاکوف لوکیچ کو۔ یاکوف لوکیچ دروازے کے پاس بیٹھا تھا اور اسے کچھ بےتکا سا لگ رها تھا۔ ایسے لوگوں میں، جو قریب قریب بالکل اجنبی تھے وہ کچھ کھویا کھویا سا محسوس کر رها تھا۔

کھڑکیاں اندر سے، بوروں سے ڈھک دی گئی تھیں، چٹخنیاں چڑھا دی گئی تھیں اور میزبان کا داماد باهر صحن میں پهرے پر تھا۔ پھر بھی پولوفتسیف نے بهت مدھم آواز میں تقریر شروع کی:

''هوں تو، صاحبو، کزاکو، وہ گھڑی قریب هے! آپ کی غلامی کی زنجیر بهت جلد ٹوٹنےوالی هے۔ اور اب همارے عمل کا وقت آگیا هے۔ همارے جنگ جو منظم هو رهے هیں اور میدان کارزار میں جانے کو تیار هیں۔ دو راتیں اور هیں۔ پھر همارا حمله شروع هو جائےگا۔ پچاس گھوڑسوار وائسکووائی پهنچیں‌گے۔ پهلی گولی دغتے هی آپ لوگ دوڑ پڑئے اور ان پروپیگنڈا کرنےوالوں کا قصه پاک کر دیجئے۔ ان میں سے کوئی زنده نه بچے! میں سرجنٹ سارین کو آپ کے گروپ کا کمانڈر تعینات کرتا هوں۔ میں مشوره دوں‌گا که حمله کرنے سے پهلے آپ لوگ اپنی ٹوپیوں پر سفید بله لگا لیں تاکه اندھیرے میں آپ ایک دوسرے کو دشمن نه سمجھ بیٹھیں۔ هر شخص کے لئے گھوڑا تیار رهے، سارے هتھیار — تلواریں، رائفلیں

''گاؤں میں لوگوں نے استالن کے مضمون کے بارے میں تو نہیں سنا ہے؟،،

''کیسا مضمون؟،،

''پنچائتی فارموں کے بارے میں اخباروں میں استالن کا ایک مضمون چھپا ہے۔ ،،

''نہیں، میں نے تو نہیں سنا۔ لگتا ہے ابھی وہ اخبار یہاں نہیں پہنچے ہیں۔ اس مضمون میں کیا کہا گیا ہے الکساندر انیسیمووچ؟،،

''اوہ، کچھ بھی نہیں۔ اس میں تمہیں کچھ لطف نہیں آئے گا۔ جاؤ سو جاؤ۔ تین گھنٹے بعد گھوڑے کو پانی پلا دینا۔ کل رات کو پنچائتی فارم کے دو گھوڑے ملنے چاہئیں۔ اور جیسے ہی اندھیرا چھائے گا ہم وائسکووائی کی طرف روانہ ہوجائیں گے۔ زین کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ زیادہ لمبا سفر نہیں ہے۔ ،،

صبح کے وقت پولوفتسیف نے لاتیفسکی سے لمبی گفتگو کی جس کا نشہ اب تک ہرن ہوچکا تھا۔ گفتگو کے بعد لاتیفسکی باورچی خانے میں گیا۔ اس کا چہرہ غصے سے سفید پڑ گیا تھا۔

''خمار دور کرنے کےلئے ایک گلاس وادکا پی‌لیں تو اچھا رہے گا،، یاکوف لوکیچ نے خلوص سے کہا۔ لیکن لاتیفسکی نے سامنے دیکھتے ہوئے بہت صاف صاف کہا:

''اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ،، وہ بیٹھک میں واپس گیا اور بستر پر گر پڑا۔

پنچائتی فارم کے اصطبل میں رات کی ڈیوٹی ایوان بتالشچیکوف کی تھی جس کو یاکوف لوکیچ نے ''نجات دون کی یونین،، میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن یاکوف لوکیچ نے اس سے بھی نہیں کہا کہ وہ لوگ کہاں اور کیوں جا رہے ہیں۔ ''ہمیں کام سے ایک چھوٹا سا سفر کرنا ہے'' اس نے باتالشچیکوف کی بات کے جواب میں ٹالتے ہوئے کہا اور باتالشچیکوف نے بےجھجھک دو بہترین گھوڑے کھول دئے۔ یاکوف لوکیچ نے ان کو کھلیان کے پیچھےوالے راستے سے نکالا اور سفیدوں کے جھنڈ تک لے گیا جہاں گھوڑوں کو باندھ کر وہ پولوفتسیف کو بلانے چلا گیا۔ جب وہ بیٹھک کی طرف جا رہا تھا تو اس نے لاتیفسکی کی چیخ سنی: ''لیکن آپ سمجھتے کیوں نہیں۔ اس کے معنی ہیں ہماری شکست!،، پولوفتسیف کی گہری

18—2250

''...میرا مطلب ھے پوری پارٹی کے سکریٹری کا، کامریڈ استالن کا خط*۔ یہ رھا۔ اس مہینے کی دوسری تاریخ پڑی ھوئی ھے اس پر۔ ،، وہ اپنی بوڑھی آواز میں آھستہ آھستہ بول رھا تھا۔ اس نے جیکٹ کی اندر کی جیب سے ایک اخبار نکالا جو بڑی احتیاط سے تہہ کرکے رکھا گیا تھا۔ ''آپ کے آنے سے پہلے ھم اسے بلند آواز میں پڑھ رھے تھے۔ اور... لگتا ھے کہ یہ اخبار ھمارے اور آپ کے درمیان دیوار بن جائےگا۔ ھم، ھم کاشتکار، زندگی میں ایک دوسرا راستہ اپنائیں‌گے! کل ھمیں اس اخبار کے بارے میں معلوم ھوا اور آج صبح میں اپنے گھوڑے پر مرکز گیا، اتنی دور میں جیسے بھول ھی گیا کہ میری عمر اب اتنے لمبے سفر کی نہیں رھی۔ مجھے لیف‌شوف کا نالہ پار کرنا پڑا۔ آنکھوں میں آنسو آگئے لیکن آخر میں کامیاب ھوگیا۔ اور یسوع مسیح کی دعا سے مجھے مرکز میں ایک جان‌پہچان کا آدمی مل‌گیا جو اس اخبار کو بیچنے پر راضی ھوگیا۔ اس کےلئے میں نے پندرہ روبل ادا کئے! اس وقت میں نے دیکھا ھی نہیں کہ اس پر اس کی قیمت چھپی ھوئی ھے، صرف پانچ کوپک۔ لیکن خیر اس کی کوئی پروا نہیں۔ اس کےلئے چندہ ھو جائےگا۔ یہی فیصلہ ھوا ھے۔ لیکن ھے یہ اخبار اس قیمت کا مستحق۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ کا۔ ،،

''بڑے میاں تم کیا کہہ رھے ھو؟ یہ سب کیا تانے بانے بن رھے ھو؟ دوسروں کی طرف سے بات کرنے کا تمہیں کیا حق ھے؟،، پولوفتسیف نے غصے میں کانپتی ھوئی آواز سے پوچھا۔

اس کے بعد ایک چالیس‌ساله پستہ قد کزاک کھڑا ھوا۔ اس کی مونچھیں کھردری اور زرد تھیں اور ناک چپٹی۔ وہ دیوار سے لگے لوگوں کو چھوڑ کر آگے بڑھا اور للکارتے ھوئے نہایت سختی سے بولا:

''ھمارے بڑے بوڑھوں پر چیخنا بند کیجئے، کامریڈ سابق افسر، پرانے زمانے میں ان پر کافی چیخ چکے ھیں آپ۔ آپ کی آقاشاھی ھم

---

*۲ مارچ ۱۹۳۰ء کو کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے فیصلے کے مطابق استالن کے مضمون ''کامیابی کے نشے میں چور،، شائع کیا گیا تھا۔

اور شکار کی بندوقیں اور تین دن کی رسد۔ پروپیگنڈا دستے سے نبٹنے اور مقامی کمیونسٹوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد آپ کا گروپ گھوڑسوار دستے سے جا ملے گا۔ ظاھر ھے اس کے بعد خود بخود آپ کی کمان کمپنی کی کمان میں چلی جائے گی۔ اس کے بعد وہ حکم دے گی اور جہاں کہے گی وھاں آپ جائیں گے۔،، پولوفتسیف نے گہری سانس لی، بائیں ھاتھ کی انگلیاں وردی کی پیٹی کے نیچے سے نکالیں، الٹی ھتھیلی سے پیشانی کا پسینہ پونچھا اور آواز ذرا بلند کرکے بات جاری رکھی: ''یاکوف لوکیچ استروونوف کزاک ھے، جس کو آپ سب جانتے ھیں، کزاک اور میرا یارغار، وہ اس وقت میرے ساتھ آیا ھے۔ وہ اس بات کی تصدیق کرے گا کہ گریمیاچی لوگ کے لوگوں کی اکثریت کس طرح ھمارے ساتھ قدم سے قدم ملاکر کمیونسٹ غلامی سے دون کی نجات کی منزل کی طرف بڑھنے کو تیار ھے۔ یاکوف لوکیچ بولو۔،،

پولوفتسیف کی تیز نظر سے گھبرا کر یاکوف لوکیچ فوراً اٹھ کھڑا ھوا۔ اس کا پورا جسم بھاری ھوگیا تھا۔ اس کے سوکھے ھوئے حلق میں بخار کی تپش سی پیدا ھو رھی تھی۔ لیکن اس کو بولنے کی مشکل سے نجات مل گئی کیونکہ اس سے پہلے ھی ایک گاؤںوالے نے اپنی بات شروع کردی — گاؤں کے سب سے بزرگ بوڑھے نے۔ وہ کلیسائی کاؤنسل کا رکن تھا اور جنگ سے پہلے وائسکووائی اسکول کا مستقل سرپرست رہ چکا تھا۔ بوڑھا یاکوف لوکیچ کے ساتھ ھی اٹھ کھڑا ھوا اور اس کو منہہ کھولنے کا موقع دئے بغیر پوچھنے لگا:

''جناب عالی، کپتان صاحب، آپ نے کچھ سنا کہ... آپ کے آنے سے پہلے ھم میں یہاں ایک مشاورتی جلسہ ھوا۔ اسمیں ایک دلچسپ اخبار نظر آیا۔،،

''کیا؟ بڑے میاں کیا کہہ رھے ھو؟،، پولوفتسیف نے پھنسی پھنسی آواز سے پوچھا۔

''اخبار! میں کہتا ھوں ایک اخبار آیا ھے ماسکو سے اور اس میں پارٹی کے صدر کا ایک خط چھپا ھے۔،،

''سکریٹری کا!،، چولھے کے پاس بیٹھے ھوئے لوگوں کے گروہ میں سے کسی نے تصحیح کی۔

پولوفتسیف کھڑکی تک گیا اور اس کے فریم کے سہارے کھڑا ہوگیا۔ اس کا چہرہ زرد نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس کی آواز مضبوط تھی، خشک اور تیکھی۔ اس نے وہاں جمع کزاکوں سے پوچھا:

''یہ کیا ہے کزاکو؟ غداری؟،،

''آپ اس کو جو نام چاہیں دیجئے،، ایک اور بوڑھے شخص نے جواب دیا۔ ''آپ کا راستہ ہمارا راستہ نہیں ہے۔ اب ہمارا سردار ہی ہماری حفاظت کرےگا۔ ہم اس کی طرف سے کیوں منہہ پھیر لیں؟ میری ہی بات لے لیجئے۔ مجھے غلط طریقے سے ووٹ سے محروم کر دیا گیا تھا۔ وہ مجھے جلاوطن کرنا چاہتے تھے۔ لیکن میرا بیٹا سرخ فوج میں ہے اور مجھے میرا حق واپس مل جائےگا۔ ہم سوویت اقتدار کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم اپنے گاؤں میں افراتفری کے خلاف ہیں۔ لیکن آپ ہمیں پورے سوویت اقتدار کے خلاف ابھارنا چاہتے تھے۔ نہیں یہ بات ہمارے کام کی نہیں! ہمیں وہ رسیدیں واپس دیجئے۔ ابھی ہم دوستانہ ڈھنگ سے سانگ رہے ہیں۔،،

ایک اور عمررسیدہ کزاک، مزے میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے بولا:

''کامریڈ پولوفتسیف، ہم سے غلطی ہو گئی۔ خدا جانتا ہے، ہم سے غلطی ہوئی! ہماری غلطی یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ نتھی ہو گئے۔ لیکن خیر ابھی کچھ نہیں بگڑا۔ اب ہمیں چالاکی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ پچھلی بار ہم بیٹھے آپ کی بات سنتے رہے، آپ ہوائی قلعے بناتے رہے اور ہم حیران ہوتے رہے، اس قلعے میں بہت زیادہ ہوا تو نہیں بھرگئی ہے! آپ نے کہا اگر بغاوت ہوگی تو اتحادی ہماری مدد کو دوڑ پڑیں گے، وہ ہتھیار دیں گے، سازوسامان دیں گے۔ ہمارا کام بس اتنا ہے کہ کمیونسٹوں کو گولی سے اڑاتے چلے جائیں۔ لیکن بعد میں ہم نے اس پر غور کیا اور ہماری سمجھ میں آگیا کہ اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ وہ آئیں گے اور ہمیں ہتھیار دیں گے۔ ہتھیار دینا مشکل نہیں ہے۔ اور جو انہوں نے ہماری سرزمین پر قدم جما لئے تو؟ اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو بغیر جنگ کے ان سے چھٹکارا نہیں ملنےکا۔ اور کون جانے انہیں اپنی روسی زمین سے نکالنے کےلئے ہمیں اپنی سلاخوں سے بھی لڑنا پڑے۔ کمیونسٹ ہمارا گوشت پوست ہیں، لیکن وہ لوگ

بہت جھیل چکے - اب آپ کو ہم سے ذرا قاعدے سے بات کرنی ہوگی - سوویتوں کے دور میں اب ہماری عادت اس قسم کا سلوک برداشت کرنے کی نہیں رہی - سمجھے؟ بڑے میاں نے بالکل ٹھیک کہا کہ ہمارا مشاورتی جلسہ ہوا اور ''پراودا،، کے اس مضمون کی بنا پر ہم نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم بغاوت نہیں کریں گے - یہاں سے ہمارا راستہ آپ کے راستے سے الگ ہو جاتا ہے - ہمارے گاؤں کے عہدیداروں نے بعض غلطیاں کی ہیں اور اپنی حماقت میں بعضوں کو پنچائتی فارم میں شامل ہونے پر مجبور کیا ہے اور بہت سے درمیانے کسانوں کو کولاک شمار کر لیا ہے لیکن جو بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی وہ یہ ہے کہ تمام لوگوں کو احمقانہ طریقے سے یکجا نہیں کیا جا سکتا - کیوں، ہماری مقامی سوویت کے صدر نے اتنی کس کے ہماری لگام پکڑ رکھی تھی کہ اس کے خلاف جلسوں میں کچھ کہنا مشکل تھا - اس نے پٹے اتنے زور سے کس رکھے تھے کہ سانس لینا بھی دوبھر تھا - لیکن اچھا سالک وہ ہے جو دشوار راستہ آنے پر اپنے گھوڑے کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے اور اس کا بوجھ کم کردیتا ہے - شروع میں، ظاہر ہے، ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں دبانے کا حکم مرکز سے آیا ہے - ہم کہتے تھے یہ سارا پروپیگنڈا کمیونسٹوں کی مرکزی کمیٹی سے آتا ہے - کوئی پن‌چکی ہوا کے بنا نہیں چلتی — ہم یہی کہتے تھے - اسی لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ بغاوت کریں اور آپ کی یونین میں شامل ہوجائیں - سمجھے؟ لیکن اب معلوم ہوا کہ استالن ان مقامی کمیونسٹوں کی خوب خبر لے رہے ہیں جنہوں نے لوگوں کو زبردستی پنچائتی فارم میں شامل کیا اور بلا اجازت گرجا گھر بند کروائے - استالن ان کو برطرف کر رہے ہیں - اور اب کاشتکار ذرا کھلی ہوا میں سانس لے سکیں گے - ان کے پٹے ڈھیلے کر دئے گئے ہیں - اب تو یہ ہے کہ پنچائتی فارم میں شامل ہونا چاہو تو ہو جاؤ اور اگر نہ چاہو تو اپنا اپنا کام خود سنبھالو - اس لئے ہم نے طے کیا ہے کہ آپ کو خدا حافظ کہیں اور چھٹی کریں - ہمیں وہ رسیدیں واپس دیجئے جن پر ہم نے اپنی حماقت میں دستخط کر دئے تھے اور اپنی راہ لیجئے - ہم آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، کیوں کہ ہم خود بھی اس میں شامل تھے - ،،

یاکوف لوکیچ نے سوچا اور چکرا کر بنچ پر بیٹھ گیا - اس کی آنکھیں پولوفتسیف پر جمی ہوئی تھیں - لیکن پولوفتسیف اطمینان سے کھڑکی کے پاس کھڑا رہا - اب اس کے چہرے کی زردی کی جگہ غصے کی گہری نیلاہٹ اور عزم نے لےلی تھی - اس کی پیشانی پر دو نیلی رگیں ابھر آئی تھیں - اس نے اپنے پیچھے کھڑکی کی سل کو دبوچ رکھا تھا -

''اچھا، صاحبو، کزاکو، یہ تمہاری اپنی خوشی ہے - اگر تم ہمارے ساتھ نہیں آنا چاہتے نہ آؤ - ہم بھیک نہیں مانگیں گے - میں تمہاری رسیدیں واپس نہیں کروں گا - میرے پاس رسیدیں ہیں ہی نہیں - صدر دفتر میں ہیں - لیکن تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں - میں جاکر تمہاری رپورٹ مرکزی سیاسی محکمے میں نہیں کرونگا - ،،

''اچھا تو پھر یہی سہی!،، ایک بڈھے نے اتفاق کیا -

''اور تمہیں مرکزی سیاسی محکمے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں - ،، پولوفتسیف اس وقت تک آہستہ آہستہ، دھیمے لہجے میں بات کرتا رہا تھا، یکایک اس نے چیختے ہوئے کہا: ''ہم سے ڈرو! ہم تمہیں غداروں کی حیثیت سے گولی مار دیں گے! اچھا بس، راستہ دو! دیوار تک پیچھے ہٹ جاؤ!،، اور اپنا ریوالور کھینچتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بڑھا -

کزاک گھبراہٹ میں پیچھے ہٹ گئے اور یاکوف لوکیچ نے، جو وہاں پہلے ہی پہنچ گیا تھا، کندھے سے دروازے کو ڈھکیلا اور غلیل سے نکلے ہوئے غلے کی طرح گلیارے میں پہنچ گیا -

انہوں نے اندھیرے میں اپنے گھوڑے کھولے اور ان کو دوڑاتے ہوئے صحن سے باہر نکل گئے - پرجوش آوازوں کا ایک طوفان ان کا پیچھا کر رہا تھا - لیکن کسی کزاک نے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی -

* * *

گریمیاچی لوگ واپس پہنچنے کے بعد، جب یاکوف لوکیچ پسینے سے شرابور گھوڑوں کو پنچائتی اصطبل میں پہنچا چکا تو پولوفتسیف نے اس کو بیٹھک میں بلایا - اس نے خود نہ تو کوٹ اتارا اور نہ

تو غیر ھیں، کون جانے کس زبان میں بات کرتے ھیں ۔ اور سارے کے سارے اتنے مغرور ھیں، اس طرح لئے دئے رھتے ھیں کہ جاڑے میں برسی ھوئی برف بھی اٹھا کر نہ دیں اور جو تم ان کے ھتھے چڑھ گئے تو پھر ان سے کسی رحم کی امید مت رکھنا ۔ ۱۹۲۰ء میں ملک سے باھر گیا تھا میں ۔ میں نے گیلی پولی میں فرانسیسی روٹی کھائی اور مجھے وھاں ٹھہرنا دوبھر ھو گیا ۔ ان کی روٹی میرے لئے بہت کڑوی تھی ۔ میں نے اپنے زمانے میں بہت سی قوموں کو دیکھا ھے اور سن لو میں کہتا ھوں، دنیا میں روسیوں سے بڑھ کر رحم‌دل اور کوئی قوم نہیں ۔ میں نے قسطنطنیہ میں کام کیا ھے اور ایتھنز میں، میں نے انگریزوں اور فرانسیسیوں کو دیکھا ھے ۔ جب ان کا کوئی افسر حرامزادہ، بہروپئے کی طرح کپڑے پہنے سجا دھجا قریب سے گزرتا ھے تو ھمیں دیکھ کر ناک بھوؤں چڑھاتا ھے کیوں کہ ھمارے خط بڑھے ھیں، میلے کچیلے کپڑوں میں ھیں اور ھمارے جسم سے پسینے کی بو آتی ھے، ھمیں دیکھ کر اسے تکلیف ھوتی ھے ۔ شراب‌خانوں میں ان کے جہازی ھمیں دیکھ کر کھیسیں نکالتے تھے اور اگر تم ان کو ذرا سا بھی موقع دے دو تو وہ مکے‌بازی پر اتر آتے ھیں ۔ لیکن ھمارے دون اور کوبان کے نوجوان پردیس کی ریت سمجھ گئے اور انھوں نے بھی ایک دو ھاتھ دکھائے!،، کزاک مسکرایا اور اس کے دانت چمکے جن میں فولاد کی سی نیلاھٹ تھی ۔ ''ھمارا کوئی جوان ان انگریزوں کو ایک اچھا سا، روسی گھونسہ رسید کرتا اور وہ سر پکڑ کر روتا کراھتا بھناتا پھرتا ۔ وہ روسی گھونسے کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ ان کو کھانے کو بہت ملتا ھے لیکن اندر سے ھیں، بالکل پھس پھسے ۔ ھمیں ان اتحادیوں کا تھوڑا بہت تجربہ ھے اور ھمیں معلوم ھے وہ کاھے کے بنے ھوتے ھیں ۔ نہیں، ھم اپنی سرکار کے ساتھ گزر بسر کرنے کی کوشش کریں گے ۔ ھم اپنا دکھڑا رونے باھر نہیں جائیں گے ۔ ھمیں ھماری رسیدیں واپس کیجئے ۔،،

''اب وہ اس کھڑکی سے چھلانگ لگا دے گا اور میں جال میں پھنسی مچھلی کی طرح تڑپتا رہ جاؤں گا! میں تو کر گزرا ۔ ماں، وہ دن بڑا منحوس دن تھا جب تم مجھے اس دنیا میں لائیں! ان شیطانوں کے ساتھ یوں پھنس گیا! میں شیطان کے بہکائے میں آ گیا،،

تمام لوگوں کو بتا دو : ہم وقتی طور پر پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ لیکن ہم نے شکست نہیں کھائی ہے۔ ہم واپس آئیں گے اور تب وہ دن ان لوگوں کے لئے تاریک دن ہوگا جنہوں نے ہمیں بیچ دھارے میں چھوڑ دیا، جنہوں نے ہم سے اور ہمارے مقصد سے غداری کی — جنہوں نے مادر وطن اور دون کی نجات کے مقصد سے غداری کی۔ ان کا انعام ہوگا موت، کزاک تلوار ان کے خون سے اپنی پیاس بجھائے گی۔ کہہ دینا ان سے!،،

''میں ان سے کہہ دوں گا!،، یاکوف لوکیچ نے سرگوشی میں کہا۔

پولوفتسیف کے آنسوؤں اور تقریر نے اس کا دل پگھلا دیا تھا لیکن دل ہی دل میں وہ بڑی خوشی محسوس کر رہا تھا کہ اسے اپنے خطرناک مہمان سے چھٹکارا حاصل ہو رہا ہے، کہ سب کچھ اتنی اچھی طرح انجام کو پہنچا، کہ اب اسے اپنی ملکیت اور زندگی کو داؤں پر نہیں لگانا پڑے گا۔

''میں ان سے کہہ دوں گا،، اس نے دوہرایا اور ہمت کرکے پوچھا : ''الکساندر انیسیموچ آپ کہاں جا رہے ہیں؟،،

''کیوں، تم کیوں جاننا چاہتے ہو؟،، پولوفتسیف نے قدرے چونک کر پوچھا۔

''شاید مجھے آپ کی ضرورت پڑجائے۔ شاید کوئی آپ کو پوچھتا ہوا یہاں آنکلے؟،،

پولوفتسیف نے سر ہلایا اور کھڑا ہو گیا۔

''نہیں، میں یہ نہیں بتا سکتا۔ لیکن تم اس بات کی امید رکھ سکتے ہو کہ تین ہفتے میں میں واپس آجاؤں گا۔ خدا حافظ!،، اور اس نے ٹھنڈا ہاتھ بڑھایا۔

اس نے خود ہی اپنے گھوڑے پر زین کسا، بڑی احتیاط سے، زین کے کپڑے کی ایک ایک شکن مٹاتے ہوئے، پٹے کسے۔ لاتیفسکی نے صحن میں یاکوف لوکیچ کو خداحافظ کہا اور دو نوٹ اس کے ہاتھ میں پکڑا دئے۔

''کیا آپ پیدل جائیں گے؟،، یاکوف لوکیچ نے پوچھا۔

''بس پھاٹک تک۔ باہر میری موٹر میرا انتظار کر رہی ہے،، سکنڈ لفٹننٹ نے اپنے مخصوص تمسخر کے ساتھ جواب دیا۔ اس نے پولوفتسیف کے گھوڑے پر بیٹھنے کا انتظار کیا اور اس کی رکاب

ٹوپی ۔ کمرے میں آتے ہی پولوفتسیف نے لاتیفسکی کو سامان باندھنے کا حکم دیا ۔ اس کے بعد اس نے وہ خط پڑھا جو ایک قاصد ان کی غیرموجودگی میں لایا تھا ۔ اس نے خط کو چولھے میں جلا دیا ۔ اور اپنا سامان زین کے تھیلے میں بھرنے لگا ۔

جب یاکوف لوکیچ کمرے میں آیا تو پولوفتسیف میز کے پاس بیٹھا تھا ۔ لاتیفسکی کی ایک آنکھ چمک رہی تھی، اور وہ پستول صاف کر رہا تھا ۔ وہ تیل سے اچھی طرح صاف کئے ہوئے حصوں کو بڑی چستی کے ساتھ جوڑ رہا تھا ۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر پولوفتسیف نے پیشانی سے ہاتھ ہٹایا اور مڑکر دیکھا ۔ یاکوف لوکیچ نے پہلی بار دیکھا کہ کپتان کی ڈوبی ہوئی خون جیسی سرخ آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر ناک کی چوڑی ہڈی کے دونوں طرف چمک رہے ہیں ...

''ہاں میں آنسو بہا رہا ہوں کیوں‌کہ ہمارا مقصد کامیاب نہیں ہوا — اس بار،، پولوفتسیف نے زور سے کہا اور اپنی سفید ٹوپی اتارتے ہوئے اس نے اس سے آنکھیں پونچھیں ۔ ''دون میں کھرے کزاکوں کا قحط ہے ۔ ذلیل لوگوں کی فصل لہلہا رہی ہے ۔ غداروں اور بدمعاشوں کا سیلاب آگیا ہے ۔ لوکیچ، ہم اس وقت جا رہے ہیں لیکن ہم واپس آئیں گے! مجھے ابھی ابھی ایک خط ملا ہے ... توبیانسکی اور خود میرے علاقے کے کزاکوں نے بغاوت کرنے سے انکار کر دیا ۔ استالن نے اپنے مضمون سے ان کو اپنی طرف کر لیا ہے ۔ کاشکہ میں اسکا بدلہ لے سکتا، کاشکہ میں ...،، پولوفتسیف کے گلے میں کوئی چیز پھنس کر خرخرا رہی تھی ۔ اس کے رخساروں کے پٹھے تڑپ رہے تھے اور اس کے بڑے بڑے ہاتھوں کی انگلیاں بھنچ گئی تھیں ۔ اس کی مٹھیاں اتنی سخت تھیں کہ جوڑوں کی ہڈیاں سفید پڑ گئیں ۔ اس نے پھنسی پھنسی آواز کے ساتھ ایک گہری سانس لی اور تلخی سے مسکرایا ۔ ''کیسے لوگ ہیں! بدمعاش! خدا کی مار ان گدھوں پر! لیکن کوئی بات نہیں ۔ ایک دن ان کی سمجھ میں آئےگا اور وہ کف افسوس ملیں‌گے لیکن تب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہوگا ۔ ہم تو جا رہے ہیں، یاکوف لوکیچ ۔ تم نے بڑی مہمان‌نوازی دکھائی ۔ خدا تمہیں ہر چیز کا اجر دیگا ۔ پنچائتی فارم چھوڑنا مت ۔ ان کو جتنا نقصان پہنچا سکتے ہو پہنچاؤ ۔ اور میری طرف سے یونین کے

''یہ پنچائتی فارم سڑے ہوئے کپڑوں کی طرح بکھر کے رہ جائیں گے!،، بانیک نے سب سے پہلے فاتحانہ شان سے کہا۔

''گوبر بہہ جائے گا لیکن بھاری چیز رہ جائے گی،، دیوسکا اوشاکوف نے جواب دیا۔

''دیکھنا، کہیں اس کا الٹا نہ ہو جائے!،، بانیک چہکا اور دوسروں کے کانوں میں کچھ سرگوشیاں سی کرنے لگا جو اس کی نظر میں زیادہ قابل اعتماد تھے۔ ''جلدی سے اس پنچائتی فارم سے نکل جاؤ ورنہ پھر پچھتاؤ گے!،،

''یہ درمیانہ کسان پھوٹ کے بیج بو رہا ہے۔ اس کا ایک پیر پنچائتی فارم میں ہے اور دوسرا ھوا میں۔ دوبارہ اپنے فارم میں گھسنے کی کوشش کر رہا ہے،، لیوبیشکین نے مولیا تولیا سے کہا اور درمیانے طبقے والے پنچائتی کسانوں کی طرف اشارہ کیا۔

حالانکہ عورتوں کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آ رہی تھیں، لیکن وہ بھی اپنے انداز میں قیاس آرائیاں اور چہ‌میگوئیاں کرنے لگیں۔

''پنچائتی فارم توڑے جا رہے ہیں!،،

''ماسکو سے حکم آیا ہے کہ گائیں واپس دے دو!،،

''سرکار کولاکوں کو واپس لا رہی ہے اور پنچائتی فارم میں بھرتی کر رہی ہے۔،،

''جن لوگوں سے ووٹ کا حق چھین لیا گیا تھا، ان کو حق واپس مل رہا ہے۔،،

''تووبیانسکی گرجا گھر کھل جائے گا اور وہاں جتنا غلہ جمع کر کے رکھا گیا ہے پنچائتی کسانوں کو کھانے کے لئے ایک دم سے دے دیا جائے گا۔،،

بڑی بڑی باتیں ہونے والی تھیں۔ ہر شخص محسوس کر رہا تھا۔ اس شام پارٹی گروپ کی ایک خفیہ میٹنگ میں داویدوف نے کچھ تشویش کے ساتھ کہا:

''بڑے وقت پر یہ مضمون آیا ہے، کامریڈ استالن کا مضمون! ماکار کی آنکھ میں تیر کا کام کرے گا یہ مضمون! ماکار کا دماغ واقعی کامیابی کے نشے میں چور ہے۔ ہم بھی کسی حد تک نشے

تھاسے رھا۔ ''آگے بڑھو، شہزادے، دشمن کے کیمپ کی طرف۔ میرے پیر شاید وھاں اتنی ھی جلدی پہنچا دیں۔ ''

یاکوف لوکیچ مہمانوں کے ساتھ پھاٹک تک گیا اور ان کے جانے کے بعد انتہائی اطمینان کا سانس لیتے ہوئے پھاٹک بند کیا، سینے پر صلیب کا نشان بنایا اور بےصبری کے ساتھ جیب سے لاتیفسکی کے دئے ہوئے نوٹ نکال کر، دیر تک صبح کے دھندلکے میں کھڑا اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رھا کہ مال کتنا ھے۔ اور ساتھ ھی وہ یہ بھی محسوس کرنا چاہ رھا تھا کہ یہ نوٹ جعلی تو نہیں ھیں۔

اٹھائیسواں باب

بیسویں مارچ کی صبح کو، ڈاکیہ اخبارات لےکر گریمیاچی لوگ پہنچا۔ یہ اخبارات سیلاب کی وجہ سے راستے میں پھنسے رہ گئے تھے۔ ان ھی اخبارات میں استالن کا مضمون تھا: ''کامیابی کے نشے میں چور''۔ اخبار ''مولوت'' کی تین کاپیاں گاؤں بھر میں گشت کرتے کرتے شام تک بھیگے ہوئے چکٹ چیتھڑوں میں بدل گئیں۔ گریمیاچی لوگ کی زندگی میں پہلے کبھی کسی اخبار نے لوگوں کو یوں اپنی طرف نہیں کھینچا تھا۔ یہ اخبار جھونپڑیوں اور گھروں میں گروھوں اور ٹولیوں میں بیٹھ کر پڑھا گیا، سڑک کے نکڑوں پر، اصطبلوں کے باھر، کھلیانوں کے زینوں پر، ھر جگہ۔ ایک شخص بلند آواز سے پڑھتا اور باقی لوگ سنتے۔ ھر شخص خاموش رھتا۔ کوئی بھی ایک لفظ منہہ سے نکال کر خاموشی کو توڑنا نہ چاھتا۔ مضمون پر خوب گرما گرم بحثیں شروع ھو گئیں۔ ھر شخص اپنے اپنے انداز میں اس کی تاویل کر رھا تھا۔ زیادہ‌تر اس کو ایسے رنگ میں دیکھ رھے تھے جس میں ان کا فائدہ ھو۔ اور ھر جگہ، جہاں ناگولنوف یا داویدوف نکلتے، نہ جانے کیوں اخبار ایک ھاتھ سے دوسرے ھاتھ کی طرف پرواز کرنے لگتا، یہاں تک کہ آخر چڑیا کی طرح پرواز کرتے کرتے، یہ کسی کی بڑی سی جیب میں غائب ھو جاتا۔

بہت سنبھل سنبھل کر۔ اس نے ہوا میں ہاتھ چمکانا بند کر دیا۔ اب اس نے ہاتھ سینے پر رکھ لیا۔ اور اس کا ہاتھ اس وقت تک مضبوطی سے سینے پر دھرا رہا جب تک کہ اس کی تقریر ختم نہ ہو گئی۔

''میں اول فول نہیں بک رہا ہوں۔ اندرئی اول فول تم خود بک رہے ہو! اور میں اس لئے پیتا رہا ہوں کہ استالن کا یہ مضمون گولی کی طرح میرے دل کو چھلنی کرتا ہوا نکل گیا ہے۔ اور میرا دل خون ہو رہا ہے۔،، ماکار کی آواز لرزی اور اور بھی زیادہ دھیمی پڑگئی۔ ''میں یہاں کے گروپ کا سکریٹری ہوں۔ ہے نا؟ میں نے لوگوں پر اور تم لوگوں پر زور ڈالا کہ مرغیاں وغیرہ پنچائتی فارم میں شامل کر دی جائیں، ہے نا؟ میں نے پنچائتی فارم کےلئے کس طرح سہم چلائی؟ میں بتاتا ہوں۔ دو ایک، ذلیل کتے ایسے تھے جن کو درمیانے کسانوں میں شمار کیا جاتا ہے، ان سے میں نے دوٹوک کہہ دیا: 'تم پنچائتی فارم میں شامل نہیں ہوتے؟ تم سوویت اقتدار کے خلاف ہو، ایں؟ تم ۱۹۱۹ء میں ہمارے خلاف لڑے تھے۔ تب تم نے ہمیں روکنے کی کوشش کی تھی اور آج پھر تم وہی کھیل کھیل رہے ہو؟ دیکھو، تم مجھ سے کسی مروت کی امید نہ رکھو۔ میں تمہیں بدمعاش، چوہے، ایسا ہاتھ رسید کروں‌گا کہ جہنم میں سارے شیطان لرز اٹھیں‌گے!، میں نے یہی کہا تھا؟ ہاں یہی کہا تھا! اور میں نے ریوالور بھی میز پر پٹکا تھا۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے ہر شخص سے اس طرح بات نہیں کی لیکن بعضوں سے ضرور کی، ان لوگوں کے ساتھ جو اندر سے ہمارے خلاف ہیں۔ میں اس وقت نشے میں نہیں ہوں۔ اس لئے یہ احمقانہ بات بےکار ہے! اس مضمون نے چھ مہینے میں پہلی بار مجھے پینے پر مجبور کیا ہے۔ میں اس کو برداشت نہیں کرسکا۔ یہ کس قسم کا مضمون ہے؟ یہ ایک ایسا مضمون ہے جو ہمارے کامریڈ استالن نے لکھا ہے اور میرے لئے، کامریڈ ناگولنوف کےلئے، ایک ٹھوکر ہے جس نے مجھے منہہ کے بل گرا دیا ہے اور میں کیچڑ میں لت‌پت ہوں۔ ایسا کیوں؟ ساتھیو! میں یہ مانتا ہوں کہ میں مرغیوں وغیرہ کے سلسلے میں ڈگمگا کر ذرا زیادہ بائیں طرف چلا گیا۔ لیکن، بھائیو، بھائیو، میں

میں چور ہیں ۔ ساتھیو اب آپ مشورہ دیں ہمیں کن کمزوریوں اور خرابیوں کو دور کرنا ہے! ہم نے سرغیاں وغیرہ تو واپس کردیں، بڑے وقت پر ۔ لیکن ہم بھیڑوں اور گایوں کے بارے میں کیا کریں؟ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم کیا قدم اٹھائیں گے ۔ اگر ہم اس معاملے میں سیاسی قدم صحیح نہیں اٹھاتے تو پھر... تو پھر، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم ہر شخص کو ہری جھنڈی دکھا رہے ہیں کہ اپنے آپ کو بچاؤ اور جتنی جلدی ہو پنچائتی فارم سے نکل جاؤ! اور اگر یہ ہوا تو وہ اپنے ساتھ سارے مویشی لے جائیں گے اور ہمارے پاس کچھ نہ ہوگا۔ بہت عمدہ بات!،،

ناگولنوف، جو میٹنگ میں سب سے آخر میں آیا تھا، کھڑا ہوا اور اپنی نم اور سرخ آنکھوں سے داویدوف کو گھورتا ہوا بولنے لگا۔ داویدوف نے محسوس کیا کہ ماکار کے منہہ سے وادکا کا بھبھکا آ رہا ہے ۔

''تم کہتے ہو یہ مضمون ایک تیر ہے میری آنکھ کے لئے؟ نہیں، اگر یہ تیر ہے تو یہ سیدھا میرے دل میں اتر گیا ہے! اور جب ہم پنچائتی فارم بنا رہے تھے تو میں نشے میں چور نہیں تھا ۔ لیکن اب میرا سر چکرا رہا ہے ۔ یہ اس مضمون نے کیا ہے! ،،

''نہیں یہ ایک بوتل وادکا کا نشہ ہے!،، وانیوشا نائدیونوف نے آہستہ سے کہا ۔

رازمیوتنوف مسکرایا اور ہمدردی کے ساتھ آنکھ ماری ۔ داویدوف نے میز پر سر جھکا لیا ۔ لیکن ماکار کی ناک پھڑکنے لگی اور اس کی چمکتی ہوئی آنکھوں میں جنون کی کیفیت پیدا ہوگئی ۔

''کچی لکڑی، تم ابھی عمر میں بہت چھوٹے ہو ۔ تم مجھے سبق نہیں پڑھا سکتے! میں اس وقت پارٹی کا ممبر تھا، اس وقت سوویت اقتدار کےلئے لڑ رہا تھا جب تمہاری ناف کا زخم سوکھا بھی نہ تھا ۔ یہ بات یاد رکھو! اور جہاں تک آج میرے پینے کا تعلق ہے — یہ پکی بات ہے، جیسا کہ کامریڈ داویدوف نے کہا ۔ اور ایک بوتل نہیں، دو بوتلیں!،،

''چلو، کچھ تو کیا جس پر شیخی بگھار سکو؟ جبھی تو اول فول بک رہے ہو!،، رازمیوتنوف نے سنجیدگی سے کہا ۔

ماکار نے صرف خشمگیں نظروں سے اس کی طرف دیکھا ۔ لیکن بولا

کیا ہوں؟ اس مضمون کے بیچوں بیچ یہ لکھا ہوا ہے۔،، ماکار نے اپنی جیب سے ''پراودا،، کی ایک کاپی نکالی اور آہستہ آہستہ اس کو کھولا۔ ''ان الٹی سیدھی حرکتوں کی کسے ضرورت ہے، کہ یہ چھوٹے چھوٹے عہدیدار پنچائتی فارم کی تحریک کو اپنی عمل داری بنالیں اور کسانوں کے خلاف بےجا دھمکیوں سے کام لیں؟ اس کی ضرورت اور کسی کو نہیں، صرف ہمارے دشمنوں کو ہے! اس قسم کی الٹی سیدھی حرکتوں کا انجام کیا ہوگا؟ اس کا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط ہوں اور پنچائتی فارم کی تحریک کے نظرئے کی بدنامی ہو۔ کیا یہ بات صاف نہیں ہے کہ اس قسم کی بےراہ روی کے نیتا، جو اپنے آپ کو ''بائیں،، بازو کا تصور کرتے ہیں، دراصل، دائیں بازو کی موقع پرستی کی آگ پر تیل چھڑک رہے ہیں؟، اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں وہ حقیر عہدیدار ہوں جو لوگوں پر حکم چلایا کرتا ہے، اور میں ہوں وہ ''نیتا،، اور میں پنچائتی فارم کےلئے رسوائی کا سامان مہیا کرتا رہا ہوں اور میں دائیں بازو کے موقع پرستوں کی آگ پر تیل چھڑکتا رہا ہوں۔ اور ان کی آگ کو بھڑکاتا رہا ہوں۔ اور یہ سب ان کم‌بخت بھیڑوں اور چوزوں کی وجہ سے، لعنت ہو ان پر! اور اس لئے کہ میں نے سفید گارڈ کے بعض سابق ممبروں کو ڈرایا جو پنچائتی فارم میں رکاوٹیں پیدا کر رہے تھے۔ یہ صحیح نہیں ہے! یہاں ہم پنچائتی فارم کی تعمیر کر رہے تھے اور اب اس مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ ہمیں پیچھے لوٹنا ہے۔ میں نے پولینڈ والوں کے خلاف اور ورانگل کے خلاف ایک گھوڑسوار دستے کی رہنمائی کی اور میں جانتا ہوں کہ ایک بار اگر ہلہ بول دو تو پھر آدھے راستے سے لوٹنا ممکن نہیں۔،،

''اب کے تم اپنے دستے سے بہت آگے نکل گئے ہو،، رازمیوتنوف نے، جو پچھلے کچھ عرصے سے داویدوف کا ہم‌خیال بن‌چکا تھا، تیوریاں چڑھاتے ہوئے کہا۔ ''ماکار، مہربانی کرکے اب اپنی تقریر ختم کرو۔ ہمیں کام کی بات کرنی ہے! تم ہماری صف کے سپاہی ہو اور تمہیں طےشدہ لائن پر عمل کرنا ہے ورنہ پھر ہمیں تمہاری اگام کسنا پڑےگی۔،،

''اندرئی، تم بیچ میں نہ کودو! میں پارٹی کا ہر حکم مانتا

بائیں طرف کیوں جھکا؟ اور مجھ پر تروتسکی* کا پتھر کیوں برساؤ؟ تم، داویدوف، پورے وقت میری طرف انگلی اٹھا کر کہتے رہے ہو کہ میں بائیں بازو کا تروتسکی‌پرست ہوں۔ لیکن میں تروتسکی جتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ اور میں اس کی طرح نہیں ہوں۔ میں علم کی کائی نہیں ہوں جو پارٹی کے اوپر جم گئی ہو۔ میں نے پارٹی کےلئے خون بہایا ہے۔ میں پارٹی کے اندر ہوں تو اس لئے کہ میرا دل پارٹی میں ہے!،،

''اصلی نکتے پر بات کرو، ناگولنوف۔ تم یہ سب چرخا کیوں کات رہے ہو جب جانتے ہو کہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے؟ ہمارے پاس فضول وقت نہیں ہے۔ ہم تم سے یہ مشورہ مانگتے ہیں کہ اب ہم اپنی ان غلطیوں کو، جو ہم سب کی غلطیاں ہیں، کس طرح دور کریں؟ اور تم ہو کہ وہی تروتسکی والا راگ الاپنے لگے: 'میں پارٹی میں ہوں، میں اور پارٹی،...،،

''مجھے بولنے دو!،، ماکار گرجا اور اس کا ہاتھ سینے پر اور زیادہ سختی سے جم گیا۔ ''میں تروتسکی پر لعنت بھیجتا ہوں! مجھے اور تروتسکی کو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے بنا دینا میری توہین ہے! میں غدار نہیں ہوں اور میں یہ بتائے دیتا ہوں اگر کسی نے مجھے تروتسکی کا چیلا کہا تو میں اس کا حلیہ بگاڑ دوں‌گا! میں اس کی ہڈی پسلی ایک کردوں‌گا! اور اگر میں مرغیوں وغیرہ کے سوال پر بائیں طرف ذرا زیادہ جھک گیا تو اس کی وجہ تروتسکی نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں جلد از جلد عالمی انقلاب کو حقیقت بنا دینے کےلئے بےقرار تھا اور چاہتا تھا کہ ہر کام فوراً ہو جائے۔ میں نے اہل جائداد کی، درمیانے طبقے کے لوگوں کی چولیں ذرا کس دیں۔ ان میں سے ہر قدم ہمیں عالمی سرمایہ‌داری کی تباہی سے قریب‌تر لا رہا تھا۔ اچھا؟ اب تم کچھ کہتے کیوں نہیں؟ لیکن اب، کامریڈ استالن کے اس مضمون کی روشنی میں میں

---

*تروتسکی، ل۔ د۔ (۱۸۷۹ء—۱۹۴۰ء) اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد کئی سرکاری عہدوں پر رہا۔ ۱۹۲۳ء سے تروتسکی نے پارٹی کی جنرل لائن، سوشلزم کی تعمیر کے لئے لینن کے پروگرام کے خلاف سخت گروہ بند جدوجہد کی۔

سامنے سر جھکانے میں اسے کمال حاصل ہے اور ان کے آگے بچھنا جانتا ہے۔ وہ اس میں بھی یکتا ہے!،،

''دیکھو تم مجھ پر بخار نہ نکالو ، ورنہ میں بھی...،،

''خیر، بہت ہو گیا! آج کےلئے اتنا کافی ہے!،، داویدوف اٹھا اور ماکار کے پاس گیا اور اس نے غیرمعمولی سردمہری سے پوچھا: ''کامریڈ ناگولنوف، استالن کا خط مرکزی کمیٹی کی لائن ہے۔ کیا تم کو اس خط سے اتفاق نہیں ہے؟،،

''نہیں۔ ،،

''تم اپنی غلطیاں تسلیم کرتے ہو؟ مثال کے طور پر میں اپنی غلطیاں تسلیم کرتا ہوں۔ تم حقیقتوں سے بھاگ کر نہیں جاسکتے۔ میں نہ صرف چھوٹے چھوٹے گھر گرہستی کے جانوروں کو پنچائتی سلکیت بنانے کے سلسلے میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں بلکہ ان غلطیوں کو درست بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ہم پنچائتی مہم میں فیصد کے چکر میں بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ حالاں کہ یہ ایک حد تک ضلع پارٹی کمیٹی کی غلطی تھی۔ ہم نے پنچائتی فارم کی اصلی تعمیر کا کام بہت کم کیا ہے۔ کیا کامریڈ ناگولنوف، تم یہ بات تسلیم کرتے ہو؟،،

''تسلیم کرتا ہوں۔ ،،

''تو پھر معاملہ کیا ہے؟،،

''مضمون غلط ہے۔ ،،

ایک منٹ کو داویدوف نے میلے میزپوش کو ہاتھ سے برابر کیا اور نہ جانے کیوں چراغ کی لو ذرا نیچی کر دی جو بالکل ٹھیک جل رہی تھی لیکن اپنے غصے پر قابو پانے کی تمام کوشش بیکار ثابت ہوئی۔

''کوڑھ مغز شیطان! کہیں اور ہوتے تو اس قسم کی بات کرنے پر تم پارٹی سے نکال دئے جاتے! پکی بات! تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟ یا تو تم فوراً بند کرو اپنی یہ... اپنی یہ مخالفت ورنہ ہم تمہیں ... پکی بات! ہم تمہاری بکواس بہت جھیل چکے لیکن اگر تم واقعی سنجیدگی سے یہ سب کہہ رہے ہو تو پھر — ٹھیک ہے! تو ہم پارٹی لائن کے خلاف تمہاری تقریر کی رپورٹ ضلع کمیٹی کو سرکاری طور پر بھیج دیں گے۔ ،،

هوں اور میں اس وقت اس لئے نہیں بول رہا ہوں کہ میں اپنی محبوب پارٹی کے خلاف جانا چاہتا ہوں بلکہ اس لئے کہ میں پارٹی کا بھلا چاہتا ہوں۔ کامریڈ استالن لکھتے ہیں ہمیں اپنے کام میں مقامی حالات کو پیش‌نظر رکھنا چاہئے تھا۔ لکھتے ہیں نا؟ تو پھر کامریڈ داویدوف تم یہ کیوں کہتے ہو کہ یہ مضمون خاص طور پر میری آنکھ کے لئے تیر ہے؟ اس میں تو یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ماکار ناگولنوف کوئی ''نیتا،، یا چھوٹا موٹا عہدیدار ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان الفاظ میں میری طرف قطعی کوئی اشارہ نہ ہو؟ لیکن میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کامریڈ استالن گریمیاچی لوگ آئیں تو میں ان سے کہوں‌گا: 'پیارے اوسپ وساریونچ !* آپ درمیانے کسانوں کو ایک ذرا جھنجھوڑنے کے خلاف ہیں، بتائیے کیا آپ اس کے خلاف ہیں؟ آپ کو ان پر ترس آرہا ہے اور آپ ان سے ذرا نرمی سے بات کرنا چاہتے ہیں؟ لیکن اگر وہ درمیانہ کسان ماضی میں سفید کزاکوں کے ساتھ رہا ہو اور جو اب بھی اپنے بس بھر نجی ملکیت سے چپکا ہوا ہو، تو بتائیے ہم اس کو کس طرح رام کریں کہ وہ پنچائتی فارم میں شامل ہوجائے اور صبر و سکون کے ساتھ عالمی انقلاب کی طرف قدم آگے بڑھائے؟ دیکھئے، وہ درمیانہ کسان پنچائتی فارم میں تو شامل ہو جائےگا لیکن نجی ملکیت کو دانت سے نہ چھوڑےگا۔ وہ اپنی ملکیت سے چپکتا ہے اور وہ خود اپنے مویشی کو بہترین چارہ دیتا ہے — اس قسم کا ہے یہ شخص!، کامریڈ استالن دیکھیں کہ ہمارے یہاں کس قسم کے لوگ ہیں اور اس کے بعد بھی اسی بات پر اصرار کریں کہ میں چیزوں کو مسخ کر رہا تھا اور پنچائتی فارموں کو بدنام کر رہا تھا تو پھر میں دوٹوک کہوں‌گا: 'تو پھر کامریڈ استالن، شیطان ہی فارموں کا نام روشن کریں۔ میں نہیں کرسکتا کیونکہ میری صحت کا محاذ پر لڑتے لڑتے ناس ہوچکا ہے۔ مجھے چینی محاذ پر بھیج دیجئے۔ میں وہاں پارٹی کےلئے زیادہ کارآمد ثابت ہوں‌گا اور گریمیاچی لوگ کو پنچائتی سانچے میں ڈھالنے کا کام اندرئی رازمیوتنوف کے سپرد کر دیجئے۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ہے ہی نہیں اور سابق سفیدوں کے

---

*یوسف وساریونووچ استالن۔ (مترجم)

بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم پارٹی کو رخ بدل کر اپنے راستے پر نہیں لا سکتے۔ پارٹی نے تم سے کہیں زیادہ مضبوط لوگوں کی اکڑفوں توڑی ہے اور ان کو سر جھکانے پر مجبور کیا ہے۔ کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے!،،

''بھئی! اس کے ساتھ سر کھپانا بند کرو! ایک گھنٹے سے یہ بکواس کر رہا ہے اور ایک بات ایسی نہیں کہی جو سننے کے قابل ہو۔ اس کو جانے دو۔ جاکر سوجائے اور سر کا خناس نکالے۔ ماکار، جاؤ! تمہیں شرم آنی چاہئے! جاؤ، آئینے میں جاکر صورت دیکھو — دیکھ کر ڈرجاؤگے۔ تمہارا چہرہ سوجا ہوا ہے، آنکھیں، پاگل کتے جیسی ہو گئی ہیں۔ اس حلیے میں یہاں آئے ہو — اس کے کیا معنی ہوتے ہیں؟ جاؤ!،، رازمیوتنوف اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے ماکار کے کندھے پکڑکر خوب جھنجھوڑا۔ لیکن ماکار نے نہایت بےنیازی سے اس کا ہاتھ پرے جھٹک دیا اور کندھے جھکالئے۔

اس کے بعد تکلیف دہ خاموشی چھاگئی۔ داویدوف کی انگلیاں میز کو ٹھوکے لگاتی رہیں۔ وانیوشا نائدیونوف، جو اس پورے وقت کچھ حیران مسکراہٹ کے ساتھ ماکار کو دیکھتا رہا تھا، بولا:

''کامریڈ داویدوف، آئیے ہم اپنا کام کریں!،،

''اچھا تو ساتھیو!،، داویدوف میں گرمجوشی پیدا ہوگئی۔ ''میں یہ تجویز رکھتا ہوں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم چھوٹے سویشی اور گائیں پنچائتی کسانوں کو لوٹا دیں۔ لیکن ہمیں چاہئے کہ جن لوگوں نے دو گائیں دی ہیں ان کو راضی کریں کہ وہ ایک گائے پنچائتی فارم میں چھوڑ دیں۔ کل صبح سب سے پہلا کام یہ ہو کہ ہم ایک میٹنگ بلائیں اور تمام باتوں کو سمجھانے کا کام شروع کریں۔ اس وقت سارا زور چیزوں کی وضاحت اور صفائی پر ہونا چاہئے! مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ لوگ پنچائتی فارم چھوڑ کر چلے جائیں گے اور ہمیں آجکل ہی کھیتوں میں کام شروع کردینا ہے۔ ماکار، یہی وقت ہے جب تم اپنا جوہر دکھا سکتے! کام شروع کردو اور لوگوں کو راضی کرو — ظاہر ہے ریوالور کی مدد کے بغیر! — کہ وہ فارم نہ چھوڑیں! تو پھر کیا ووٹ لےلیا جائے؟ کیا ہماری تجویز پر ووٹ ہوجائے؟ کون اس کے حق میں

''بھیج دو اطلاع ۔ میں خود ان کو بتاؤں گا۔ میں بانیک اور باقی تمام باتوں کا جواب دے لونگا...،،

داویدوف نے جب ماکار کی دکھ بھری آواز سنی تو اس کی سختی کچھ کم ہوئی ۔ لیکن وہ اب بھی غصے میں تھا ۔ اس نے کندھے جھٹکے اور کہا :

''ماکار، دیکھو۔ جاؤ، جاکر سوجاؤ ۔ اس کے بعد ہم ذرا اچھی طرح اس معاملے پر بات کریں گے ۔ یہ سب اس کہانی کی یاد تازہ کر رہا ہے : 'کیا ہم ساتھ گئے تھے؟، 'ساتھ گئے تھے ۔ ، 'کیا ہمیں بھیڑ کی کھال ملی تھی؟، 'ملی تھی ۔، 'تو پھر ہم اسے بانٹ لیں جیساکہ ہم نے طے کیا تھا ۔ ، 'لیکن بھیڑ کی کھال کونسی؟، 'ارے، ہم ساتھ گئے تھے نا؟، ''گئے تھے...، قیامت تک یہی سلسلہ چلتا رہے گا۔ پہلے تم یہ کہتے ہو کہ تم اپنی غلطیاں تسلیم کرتے ہو، پھر کہتے ہو مضمون غلط ہے ۔ اگر مضمون غلط ہے تو اپنی کون سی غلطیاں تسلیم کرتے ہو؟ ہمیں پتہ ھی نہیں کہ تم اپنے سر کے بل کھڑے ہو یا پیروں پر ۔ پکی بات! اس کے علاوہ، یہ کب سے ہو گیا ہے کہ ہمارے پارٹی گروپوں کے سکریٹری پی کر میٹنگ میں آنے لگے؟ یہ کیا ہے ناگولنوف؟ یہ پارٹی کے خلاف جرم ہے! تم پارٹی کے پرانے ممبر ہو، سرخ چھاپہ مار ہو، تم کو سرخ پرچم کا تمغہ مل چکا ہے اور اب تم اس طرح پیش آ رہے ہو؟ ذرا نائدیونوف کو دیکھو ۔ نوجوان کمیونسٹ ہے ۔ وہ تمہاری مثال کے بارے میں کیا سوچے گا؟ اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ اگر ضلع کنٹرول کمیشن کو معلوم ہو جائیگا کہ تم نے اتنے اہم موقع پر پی اور تم نے درمیانے کسان کو بندوق دکھا کر ڈرایا دھمکایا ھی نہیں بلکہ تم اپنی غلطیوں کو بالشویک انداز سے تسلیم کرنے کو بھی تیار نہیں ہو، یہی نہیں بلکہ پارٹی لائن کے خلاف بھی بہت کچھ کیا ہے تو میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ناگولنوف تمہارا حشر بہت برا ہوگا۔ صرف یہی نہیں کہ تم پارٹی گروپ کے سکریٹری نہیں رہوگے، تم پارٹی کے ممبر بھی نہیں رہ سکوگے ۔ میری بات گرہ سے باندھ لو! یہ پکی بات ہے!،، داویدوف نے اپنے بال بکھیر لئے اور تھوڑی دیر کو رک گیا ۔ اسے احساس تھا کہ اس نے ناگولنوف کی دکھتی رگ پر انگلی رکھ دی تھی ۔ ''مضمون پر

داویدوف اکیلا گھر کی طرف چل دیا۔ لوکاشکا چیبا کوف کے گھر کے احاطے کے تباہ گھیرے پر کزاک بیٹھے تھے۔ تیز تیز آوازیں داویدوف کے کانوں تک پہنچیں۔ جب وہ سڑک کے دوسرے کنارے پر ان کے پاس سے گزرا تو ایک نامانوس گہری آواز کو بڑے اعتماد سے کہتے سنا، جس کے لہجے میں مسکراہٹ چھپی ہوئی تھی: ''...چاھے ان کو کتنا ھی دو، کتنا ھی ادا کرو، وہ کبھی کافی نہیں ھوتا!،، اور دوسرا کہتا ھے: ''اب سوویت سرکار کے دو پر ھیں، دایاں پر اور بایاں پر، لیکن وہ وقت کب آئےگا جب یہ اڑکر اپنی خالہ کے گھر چلی جائےگی؟،،

بہت سی آوازیں ھنسیں اور یکایک آوزایں مٹ گئیں۔

''شی! داویدف!،، ایک تشویش‌انگیز سرگوشی سنائی دی۔

اس کے بعد اسی گہری آواز نے، جس میں اب ھنسی مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا، بناوٹی کاروباری لہجے میں کہا:

''ھاں، اگر بارش کا قصہ نہ ھوتا تو ھم بہت جلد بوائی کا کام نبٹا دیتے۔ زمین ھماری آنکھوں کے سامنے سوکھ رھی ھے۔ اچھا یارو، تو پھر محفل برخاست؟ خدا حافظ!،،

کھانسنے کھنکھارنے کی آوازیں۔ قدموں کی چاپ...

انتیسواں باب

اگلے دن پنچائتی فارم سے نکلنے کےلئے تیئیس درخواستیں آ گئیں۔ زیادہ‌تر ان لوگوں میں درمیانے کسان تھے جو پنچائتی فارم میں سب سے آخر میں شامل ھوئے تھے، جو میٹنگوں میں عام طور پر خاموش رھتے تھے، جتھے داروں سے مستقل لڑتے جھگڑتے تھے اور کام پر خوشی سے نہیں جاتے تھے۔ ان ھی کے بارے میں ناگولنوف نے کہا تھا: ''ان کو پنچائتی کسان کہتے ھو؟ یہ تو دھوبی کے کتے ھیں، نہ گھر کے نہ گھاٹ کے!،، ان ھی لوگوں نے پنچائتی فارم چھوڑا تھا جو اپنے جتھوں کے گلے میں پڑا ھوا وزنی پتھر تھے، جو پنچائتی کسان بنے تو محض اس ڈر سے کہ کہیں سرکار ان سے ناراض

ھے؟ ماکار، کیا تم ووٹ دینا نہیں چاھتے؟ تو پھر ٹھیک ھے ھم یوں ھی ریکارڈ میں لکھیں — تجویز منظور لیکن ایک ممبر نے ووٹ نہیں دیا۔ ،،

رازمیوتنوف نے تجویز رکھی کہ اگلے دن سے گھوسوں کے خلاف مہم شروع کردی جائے۔ فیصلہ ھوا کہ کچھ ایسے پنچائتی کسانوں کو تیار کیا جائے جو کھیتوں پر کام نہ کر رھے ھوں کہ وہ گھوسوں کو ختم کردیں، ان کو بیلوں کی چند جوڑیاں پانی لانے کےلئے دی جائیں اور اسکول ماسٹر سے درخواست کی جائے کہ وہ بچوں کو کھیتوں میں مدد کرنے کےلئے بھیجیں۔

پوری میٹنگ میں داویدوف اندر ھی اندر کچھ ڈگمگا رھا تھا — کیا ماکار پر دباؤ ڈالا جائے؟ کیا وہ اس پر زور ڈالے کہ کامریڈ استالن کے مضمون کے خلاف اپنی تقریر کی صفائی پارٹی کو دے، یہ بتائے کہ اس نے پنچائتی فارم کی تعمیر کے سلسلے میں ''بائیں،، بازو کی غلطیوں سے جو کام لیا تھا، ان کو دور کرنا کیوں نہیں چاھتا؟ لیکن جب میٹنگ کے ختم ھوتے ھوتے اس نے ماکار کے مردے کی طرح زرد چہرے پر نظر ڈالی اور جب دیکھا کہ اس کی کنپٹیوں پر پسینے کے قطرے چمک رھے ھیں اور الجھی رگیں ابھری چلی آ رھی ھیں تو داویدوف نے فیصلہ کیا کہ ''نہیں، اس کی ضرورت نہیں ھے۔ خود اس کی سمجھ میں آجائےگا۔ وہ بغیر کسی دباؤ کے اپنی غلطی مان لے تو زیادہ اچھا ھے۔ اس کا دماغ بالکل گڈمڈ ھوکر رہ گیا ھے لیکن ھے پارٹی کا زبردست وفادار! پھر اس کی بیماری ھے... وھی دورے! نہیں ھم اس کو نظرانداز کردیں گے!،،

ماکار پوری میٹنگ میں خاموش بیٹھا رھا۔ اس کے چہرے پر جذبات کی کوئی جھلک تک دکھائی نہیں دی۔ داویدوف تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ماکار پر نظر ڈالتا رھا تھا اور اس نے صرف ایک بار دیکھا کہ ایک زبردست جھرجھری اس کے پورے جسم کو جھنجھوڑتی ھوئی اس کے ھاتھوں پر ختم ھو گئی جو کچھ بےجان سے اس کے گھٹنوں پر رکھے ھوئے تھے۔

''ناگولنوف کو رات کےلئے اپنے ساتھ لےجاؤ اور اس کا خیال رکھو کہ وہ کچھ پئے پلائے نہیں،، داویدوف نے رازمیوتنوف کے کان میں کہا اور اس نے اتفاق کرتے ھوئے سر ھلایا۔

لیکن اس کے بعد بھی اگر تم نے ہمارے جانور رکھنے کی کوشش کی تو ہم آئیں گے اور ان کو لےجائیں گے۔ ،،

بتالشچیکوف کی آواز میں کھلی دھمکی تھی۔ داویدوف کا رنگ بدل گیا اور اس نے غصے میں جواب دیا:

''میں بھی دیکھوں گا کہ انتظامیہ کی اجازت کے بغیر تم اپنے جانور کس طرح نکال کر لےجاتے ہو! پہلی بات تو یہ کہ ہم تمہیں لےجانے نہیں دیں گے۔ اور اگر تم نے یہ کرنے کی کوشش کی تو ہم تمہیں عدالت کی ہوا کھلادیں گے۔ ،،

''خود اپنے مویشیوں کے لئے؟،،

''اس وقت یہ مویشی پنچائتی فارم کے ہیں۔ ،،

داویدوف ان سابق پنچائتی کسانوں سے بغیر کسی رنج اور افسوس کے جدا ہوا لیکن چپشاہ دیمید کا یوں نکل کر جانا بہت ہی ناخوشگوار حیرت کا باعث تھا۔

دیمید شام کے قریب آیا۔ وہ بہت پئے تھا لیکن پھر بھی خاموش تھا۔ نہ سلام نہ کلام، بس اس نے اخبار کا ایک ٹکڑا سامنے بڑھا دیا جس پر چھپی ہوئی سطروں کے اوپر ایک سطر لکھی ہوئی تھی: ''پنچائتی فارم سے باہر جانے دیجئے۔ ،،

داویدوف نے چپشاہ کی مختصر درخواست کو کچھ حیرت سے کریدا اور مایوسی کے لہجے میں پوچھا:

''یہ کس لئے؟،،

''میں جارہا ہوں،، چپشاہ گرجا۔

''کہاں؟ کیوں؟،،

''پنچائتی فارم سے باہر۔ ،،

''لیکن کیوں؟ تم جاؤگے کہاں؟،،

دیمید نے خاموشی سے اپنے بازو پھیلا دئے۔

''بس، جہاں سینگ سمائے؟،، رازمیوتنوف نے اس کے اشارے کی تاویل کی۔

''او!،،

''لیکن تم چھوڑو کیوں؟،، داویدوف نے اصرار کیا۔ وہ اپنے خاموش سرگرم کارکن کے جانے پر حیران تھا کیوں کہ وہ غریب کسان تھا۔

نہ ہو جائے! یا پھر وہ لوگ تھے جو پنچائتی سہم کی اس طوفانی سوچ میں بہہ کر اندر آگئے تھے جو جنوری سے ہی اٹھ رہی تھی۔

واپسی کی درخواستیں منظور کرتے وقت بھی داویدوف نے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی، صلاح دی کہ ذرا رک جاؤ، ٹھنڈے دل سے غور کرلو، لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ اور آخر میں داویدوف نے کوشش چھوڑ دی۔

''لوگو، جاؤ اپنے راستے سدھارو لیکن ایک بات یاد رکھو: اگر تم نے پھر پنچائتی فارم میں آنے کو کہا تو ہم تمہاری درخواست منظور کرنے سے پہلے کافی سوچ بچار کریں گے!،،

''میں نہیں سمجھتا ہم واپس آنے کی درخواست لے کر آئیں گے! ہم تو پنچائتی فارم کے بغیر اپنی زندگی شروع کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ دیکھو، داویدوف، ہم پہلے بھی اس کے بغیر اپنا کام چلا رہے تھے، ہم بھوکوں نہیں مرے اور ہم اپنی جائداد کے خود مالک تھے، کوئی اجنبی ہمیں یہ بتانے نہیں آیا کہ یوں جتائی کرو، یوں بوؤ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اب پنچائتی فارم کی کمی بہت زیادہ نہیں ہوگی!،، ایک سابق پنچائتی کسان بتالشچیکوف نے ہر شخص کی طرف سے جواب دیا۔ اس کی مونچھیں شاہ بلوط کے پھل کے رنگ کی تھیں، گھنگھریالی سی، جن میں مسکراہٹ جھلملا رہی تھی۔

''ہم بھی تمہارے بغیر کام چلائیں گے! تمہیں جاتا دیکھ کر ہمارے دلوں کے پرزے نہیں اڑیں گے۔ پکی بات! گاڑی میں بیٹھی عورت اتر جائے تو گھوڑے کا بوجھ کم ہوجاتا ہے،، داویدوف نے کہا۔

''اچھا، یہ تو بہت اچھا ہے۔ ہم دونوں الگ ہو کر زیادہ خوش ہوں گے — اور دونوں طرف کسی کے دل میں میل نہ ہوگا — اچھا تو اب ہم اپنے مویشی ٹیموں سے نکال کر لے جائیں؟،،

''نہیں، یہ مسئلہ انتظامی بورڈ کے طے کرنے کا ہے۔ کل تک انتظار کرو۔،،

''ہمارے پاس انتظار کا وقت نہیں ہے۔ ممکن ہے تم اور تمہارا پنچائتی فارم اگلے جون میں بوائی کریں۔ لیکن ہم تو فوراً کھیتوں میں کام شروع کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کل تک انتظار کئے لیتے ہیں۔

آ کر کہا ۔ اسے ہمیشہ سے چپشاہ پسند تھا اور وہ اس کی بے پناہ جسمانی طاقت کا دل سے احترام کرتا تھا ۔

چپشاہ نے پھاٹک کو آدھا کھولا اور برف کے ایک تودے پر اتنے زور سے سلاخ دےماری کہ برف کا ایک بہت بڑا ٹکڑا ٹوٹ کر الگ ہوگیا جس کا وزن کوئی تین پوڈ ہوگا ۔ برف کے ٹکڑے اولوں کی طرح پھاٹک سے ٹکرائے اور ایک لمحہ بعد صحن کا پانی، سلاخ سے بنائی ہوئی دراڑ سے گزرتا ہوا باھر خاموش بہنے لگا ۔

''وہ پنچائتی فارم میں واپس آجائےگا!،، رازمیوتنوف نے داویدوف کا شانہ پکڑتے ہوئے اور چپشاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ ''اس کو کوئی بات بےقاعدہ نظر آئی اور اس نے جانے سے پہلے ایک ھی وار میں سب ٹھیک کردیا ۔ اس کے معنی یہ ھیں کہ اب بھی اس کا دل ھمارے فارم میں اٹکا ھے ۔ ھے نا؟،،

* * *

استالن کے مضمونوالے اخبارات ضلع میں آنے کے بعد ضلع کمیٹی نے گریمیاچی پارٹی گروپ کو کاغذات کا ایک پلندہ بھیجا جس میں مبہم قسم کی ھدایات درج تھیں کہ حد سے بڑھے ھوئے تیز اقدامات کے نتائج کو کس طرح دور کیا جائے ۔ ھر بات سے یہی ظاھر ھوتا تھا کہ ضلع کمیٹی سخت الجھن میں گرفتار تھی ۔ ضلع کمیٹی کا کوئی عہدیدار پنچائتی فارم میں صورت دکھانے کو تیار نہیں تھا ۔ سابق ممبروں کی ملکیت کے متعلق مختلف مقامی گروپ نے جو سوالات کئے تھے ان کا جواب نہ تو ضلع کمیٹی نے دیا اور نہ ضلع زراعتی یونین نے ۔ ضلع کمیٹی صرف اس وقت جاگی جب ''پنچائتی فارم کی تحریک میں پارٹی لائن سے تحریف کے خلاف جدوجہد،، سے متعلق مرکزی کمیٹی کی قرارداد آئی ۔ گریمیاچی لوگ میں ایسے مطالبوں کا سیلاب آگیا کہ جائداد سے بےدخل کئے ھوئے کولاکوں کی فہرست پیش کی جائے ۔ ان چھوٹے مویشیوں اور مرغیوں وغیرہ کی واپسی کے بارے میں بھی ھدایات تھیں جو پنچائتی ملکیت بنائی گئی تھیں اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ ان لوگوں کی فہرست پر نظرثانی کی جائے جن کو ووٹ کے حق سے محروم کردیا گیا تھا ۔

''دوسرے لوگ جا رہے ھیں... اس لئے میں بھی جا رھا ھوں۔''

''اگر دوسرے لوگ سر کے بل کھڑے ھوجائیں تو کیا تم بھی یہی کروگے؟'' رازمیوتنوف نے خاموشی سے مسکراتے ھوئے پوچھا۔

''نہیں میرے خیال میں ایسا تو نہیں کروں گا!'' چپ‌شاہ نے دھماکے کے ساتھ ھنستے ھوئے کہا۔ اس کا قہقہہ ایسا گونجدار تھا جیسے کسی نے خالی پیپے پر ھاتھ مار دیا ھو۔

''تو پھر جاؤ'' داویدوف نے ٹھنڈی سانس لی۔ ''تم اپنی گائے لےجا سکتے ھو۔ اس کے بارے میں کوئی بحث نہیں ھوگی کیوں کہ تم غریب آدمی ھو۔ کیوں رازمیوتنوف اس کو گائے دے دیں؟''

''ھاں یہی بہتر ھوگا'' رازمیوتنوف نے اتفاق کیا لیکن دیمید نے دوبارہ دھماکے کے ساتھ قہقہہ بلند کیا۔ ''مجھے گائے کی ضرورت نہیں ھوگی! پنچائتی فارم اسے میرا تحفہ سمجھ کر رکھ سکتا ھے۔ لگتا ھے میں کسی کا داماد بننے والا ھوں۔ کیا خیال ھے اس کے بارے میں؟ حیرت‌زدہ رہ گئے، ایں؟'' اور خدا حافظ بھی نہیں کہا اور باھر چلا گیا۔

داویدوف نے کھڑکی سے باھر دیکھا۔ چپ‌شاہ برساتی کے پاس خاموش کھڑا تھا۔ ڈوبتے سورج کی ارغوانی روشنی اس کی ریچھ جیسی پشت کو نہلا رھی تھی اور اس کی بھوری موٹی گردن کو دھو رھی تھی جس پر گھنگھریالے بال کالر تک پھیلے ھوئے تھے۔ صحن میں پگھلی ھوئی برف کا پانی بھرا تھا۔ پانی کا جوھڑ دفتر کے زینے سے کھلیان تک پھیلا ھوا تھا۔ روندی ھوئی کیچڑ اور برف، احاطے کے ساتھ ساتھ پھیلتی چلی گئی تھی۔ پانی کے گڈھے سے بچتے ھوئے عام طور پر لوگ احاطے کی باڑ کے ساتھ ساتھ چلتے تھے، کھونٹوں کو پکڑتے ھوئے۔ دیمید خاموش کھڑا تھا، گہرے خیال میں کھویا ھوا۔ پھر وہ جھوما اور نشے کی بےنیازی میں لڑکھڑاتا ھوا آھستہ آھستہ پانی کے گڈھے کو پار کرتا ھوا کھلیان کی طرف نکل گیا۔

داویدوف اس کو دلچسپی سے دیکھ رھا تھا۔ اس نے چپ‌شاہ کو ایک سلاخ اٹھاتے ھوئے دیکھا جو کھلیان کے دروازے کے پاس دیوار کے سہارے رکھی ھوئی تھی۔ وہ پھاٹک کی طرف چلا۔

''اس شیطان نے کہیں اس جگہ توڑ پھوڑ مچانے کا بیڑا تو نہیں اٹھایا ھے۔ ایں؟'' رازمیوتنوف نے ھنستے ھوئے کھڑکی کے قریب

''تو تم بھی ان کی گردن پر سوار ھوجاؤ - دراصل، چاھئے تو یہی کہ ھم ان کی چیزیں واپس کردیں لیکن علاقائی کمیٹی نے طے کیا ھے کہ مویشی محض انتہائی شدید حالات میں، صرف خاص لوگوں کو، محض طبقاتی بنیاد پر واپس کئے جائیں - ''

''مطلب؟''

''تمہیں اس 'مطلب' کے بغیر ھی یہ بات معلوم ھونی چاھئے - غریب کسانوں کی ملکیت واپس کر دو اور درمیانے کسانوں سے کہو کہ ان کی چیزیں خزاں میں ملیں گی - سمجھ گئے؟''

''لیکن، بیگلیخ، کیا اس کے معنی بھی وھی نہیں ھوں گے جو سو فیصد پنچائتیانے کی مہم کے معنی تھے؟ اس وقت علاقائی کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ھمیں سو فیصدی کسانوں کو پنچائتی فارم میں شامل کرنا ھے، ھر قیمت پر ان سب کو اندر لانا ھے - نتیجہ یہ ھوا کہ ھمارے سر چکرا گئے — اگر ھم درمیانے کسانوں کو ان کے مویشی واپس نہیں کرتے تو اس کے معنی بھی یہی ھوں گے کہ ھم ان پر دباؤ ڈال رھے ھیں - ھے یا نہیں؟ آخر وہ جتائی، بوائی کس چیز سے کرے گا؟''

''اس کی فکر تم نہ کرو - نجی کسان کے بارے میں اتنا نہ سوچو - اپنے پنچائتی فارم کی فکر کرو - اگر تم نے جانور دے دئے تو تمہارا کام کیسے ھوگا؟ بہر حال، یہ ھماری لائن نہیں ھے - یہ علاقائی کمیٹی کی لائن ھے، اور ھمیں، انقلاب کے سپاھیوں کی حیثیت سے، اس پر جی جان سے عمل کرنا ھے - پچاس فیصدی جانور نجی کاشتکاروں کے پاس چلے گئے تو تم اپنا منصوبہ کس طرح پورا کرسکوگے؟ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں! مویشی ھاتھ سے جانے نہ دو! چاھے جو ھو - اگر تم نے بوائی کا منصوبہ پورا نہیں کیا تو ھم تمہارا سر توڑ دیں گے!''

گاڑی میں بیٹھتے ھوئے اس نے مڑکر کہا:

''مجموعی طور پر یہ بڑا مشکل کام ھے! انتہائی اقدامات کی قیمت تو ادا کرنی ھی پڑتی ھے، میرے نوجوان، کسی نہ کسی کی قربانی تو دینی ھی پڑتی ھے — کچھ نہیں کیا جاسکتا! ضلع میں لوگ اپنا خنجر ناگولنوف کے سینے میں پیوست کئے ھوئے ھیں - آخر وہ یہاں کیا کرتا رھا ھے؟ کسی درمیانے کسان کو پیٹ

ساتھ ھی ایک پروانہ بھی آیا جس میں ناگولنوف کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ضلع کمیٹی اور ضلع کنٹرول کمیشن کے مشترکہ اجلاس کے سامنے ۲۸ مارچ کی صبح کو پیش ھو۔

تیسواں باب

ایک ھفتے کے دوران گریمیاچی لوگ کے ایک سو گھر پنچائتی فارم سے باھر چلے گئے۔ خاص طور پر دوسرے جتھے سے نکلنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اس میں صرف انتیس گھر رہ گئے تھے اور ان میں سے کئی ''چھوڑ کر جانےوالے،، تھے جیسا کہ ان کے جتھے دار، لیوبیشکین نے کہا تھا۔

گاؤں یکے بعد دیگرے واقعات سے ھل کر رہ گیا تھا۔ ھر دن داویدوف کےلئے کوئی نئی مصیبت کھڑی ھوجاتی تھی۔ جب دوسری بار پوچھا گیا کہ باربرداری کے جانور اور کھیتی باڑی کے اوزار وغیرہ پنچائتی فارم کو چھوڑ کر جانےوالے مالکوں کو ابھی واپس کر دئے جائیں یا بوائی کے بعد، تو ضلع زراعتی یونین اور ضلع پارٹی کمیٹی نے گرجتا برستا حکم جاری کردیا جس کا نچوڑ یہ تھا کہ گریمیاچی پارٹی گروپ کو چاھئے کہ کسی قیمت پر بھی پنچائتی فارم کو ٹوٹنے نہ دے، زیادہ سے زیادہ پنچائتی کسانوں کو باھر جانے سے باز رکھا جائے اور ان لوگوں کے ساتھ تصفیہ وغیرہ التوا میں ڈال دیا جائے جو باھر جاچکے ھیں، جس میں ان کی ملکیت کی واپسی بھی شامل ھے۔ اگلی خزاں تک یہی رویہ اختیار کیا جائے۔

اس اثنا میں ایک شخص، جس کا نام تھا بیگلیخ اور جو زمین کے شعبے کا مینجر تھا اور ضلع کمیٹی بیورو کا رکن، گریمیاچی لوگ پہنچا۔ اس نے تیزی سے صورتحال کا جائزہ لیا (اسے اسی دن بہت سی گاؤں سوویتوں میں جانا تھا) اور یہ اعلان کیا:

''اس وقت کوئی جانور یا اوزار وغیرہ کسی حالت میں بھی واپس نہ کئے جائیں۔ خزاں تک انتظار کرو۔ پھر ھم دیکھیں گے۔،،

''لیکن لوگ ان چیزوں کےلئے ھماری گردن پر سوار ھوئے جار ھے ھیں!،، داویدوف نے دلیل پیش کرنے کی کوشش کی۔

بیگلیخ، جو بڑا ثابتقدم اور پرعزم آدمی تھا، صرف مسکرایا:

''اگافون اپنے تین آدمیوں کو گھاٹی کے گھماؤ پر لےجاؤ اور دائیں طرف سے حملہ کرو ۔ میں بائیں طرف سے یہی کروں گا،، لیوبیشکین نے اپنی سیاہ مونچھوں کو تاؤ دےکر حکم دیا ۔ ''تیار! دلکی — میرے پیچھے پیچھے آؤ!،،

یہ کام بغیر خون‌خرابے کے پورا نہ ہوسکا۔ لیوبیشکین کا چچیرا بھائی زخار لیوبیشکین، پنچائتی فارم سے نکلے ہوئے تین اور آدمیوں کے ساتھ مل‌کر بیلوں کی حفاظت کر رہا تھا، وہ میشکا اگناتیونک کی ٹانگ پکڑنے میں کامیاب ہوگیا اور اسے گھسیٹ‌کر گھوڑے سے گرا لیا اور نہایت بےرحمی سے اسے زمین پر گھسیٹنے لگا ۔ میشکا لہولہان ہوگیا اور اس کی قمیض پشت پر پھٹ گئی ۔ پاویل لیوبیشکین گھوڑے کو بھگاتا ہوا آیا اور اپنے بھائی پر کوڑے برسانے لگا ۔ باقیوں نے چرواھوں کی ٹھکائی شروع کی، بیلوں کو قابو میں لیا اور ان کو ھنکا کر گاؤں واپس لےآئے ۔

داویدوف نے حکم دیا کہ اصطبل اور مویشیوں کے باڑے رات کو مقفل رھیں‌گے اور وھاں پہریدار بٹھائے جائیں‌گے ۔

لیکن مویشیوں کو بچانے کےلئے تمام تدابیر کے باوجود سابق پنچائتی کسان اگلے دو دن میں سات جوڑی بیل اور تین گھوڑے اڑا لےجانے میں کامیاب ھوگئے ۔ وہ بیلوں کو دور استیپ کی گھاٹیوں میں لےگئے ۔ اور ترکیب یہ کی کہ گاؤں کا کوئی بڑا آدمی نظر سے اوجھل نہ ھونے پائے، انھوں نے مویشیوں کی حفاظت کےلئے صرف لڑکوں بالوں کو بھیج‌دیا ۔

صبح سے شام تک گاؤں سوویت کا انتظامیہ دفتر لوگوں سے کھچا کھچ بھرا رھتا ۔ اس بات کا بڑا خطرہ پیدا ھوگیا تھا کہ سابق پنچائتی کسان کہیں پنچائتی فارم کی زمینوں پر قبضہ نہ کرلیں ۔

''ھمارا زمین کا حصہ ابھی فوراً ھمیں دے دو، نہیں تو ھم اپنے پرانے تختوں پر ھل چلانا شروع کردیں‌گے!،، سابق ممبروں نے داویدوف سے مطالبہ کیا ۔

''تمھارا حصہ تمھیں ضرور ملےگا ۔ بھائیو، آسمان سر پر نہ اٹھاؤ! کل‌ھم حصہ‌بندی شروع کریں‌گے! استروونوف کے پاس جاؤ ۔ وھی اس کی نگرانی کرےگا ۔ یقین مانو میں جو کچھ کہہ رھا ھوں، سچ کہہ رھا ھوں،، داویدوف نے ان کو یقین دلایا ۔

دیا، کسی کو گرفتار کرلیا، ان کو بندوق دکھاکر ڈرایا دھمکایا۔ ساموخین نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کے پاس پورا مقدمہ تیار ہے اس کے خلاف۔ ہاں ناگولنوف بڑے پیمانے پر 'بائیں بازو، کی سیاست چلاتا رہا ہے۔ اور تم کو معلوم ہے اب لائن کیا ہے؟ اور سزا میں پارٹی سے نکالا بھی جاسکتا ہے! خیر، خدا حافظ! رہے جانور... تو جانوروں کو ہرگز نہ چھوڑنا!،،

بیگلیخ وائسکووائی چلا گیا۔ اس کی گاڑی کے پہیوں کے چھوڑے ہوئے نشان کو ہوا نے ابھی مٹایا بھی نہیں تھا کہ تیسرے جتھے کا جتھے دار اگافون دوبتسوف بڑے ہیجان میں بھاگتا ہوا آیا۔

''کامریڈ داویدوف! وہ لوگ آئے، وہ جو فارم سے نکل گئے ہیں، وہ آئے اور اپنے بیل اور گھوڑے لے گئے۔ زبردستی لے گئے!،،

''کیا؟،، داویدوف کا رنگ سرخ ہوگیا۔

''بس آئے اور لے گئے! اصطبل کے پہریداروں کو چارہ گھر میں بند کردیا اور بیلوں اور گھوڑوں کو کھولا اور ان کو لے کر استیپ میں نکل گئے۔ اٹھارہ جوڑی بیل اور سات گھوڑے۔ اب ہم کیا کریں گے؟،،

''لیکن تم کیا کررہے تھے؟ کہاں سو رہے تھے تم؟ تم نے ان کو لےجانے کیوں دیا؟ تم اپنے آپ کہتے ہو... ایں؟،،

اگافون کے چہرے پر سفید دھبے سے ابھر آئے اور اس نے بھی اپنی آواز تیز کردی:

''میرا کام یہ نہیں ہے کہ رات رات بھر تمہاری جگہ پہرہ دیتے رہیں اصطبل میں! تمہیں مجھ پر چیخنے کی ضرورت نہیں۔ اگر تم اتنے بڑے بہادر ہو تو جاؤ جاکر بیلوں کو واپس لےآؤ! تب پتہ چلےگا کہ ہر وقت کوئی پشت پر کوڑے لگاتا رہے تو کیا محسوس ہوتا ہے۔ ،،

شام سے پہلے وہ میدانوں میں بیلوں کا پتہ نہ لگا سکے۔ مویشیوں کے مالکوں نے انھیں کہیں دور استیپ میں چھپا رکھا تھا اور ساتھ ہی زبردست پہرہ بھی بٹھا دیا تھا۔ لیوبیشکین، اگافون دوبتسوف اور چھ اور پنچائتی کسان گھوڑوں پر بیٹھے اور استیپ میں نکل گئے۔ جب لیوبیشکین نے بیلوں کو گھاٹی کی سامنےوالی ڈھلان پر چرتے دیکھا تو اس نے اپنے چھوٹے سے دستے کو دو ٹکڑیوں میں بانٹ دیا۔

''ھمیں نرم زمین دو!''

''ھمیں ھمارے جانور واپس دو ۔ تب ھم سخت زمین پر بھی کام کریں گے!''

''ھم ماسکو سے شکایت کریں گے ۔ خود استالن کو لکھیں گے!''

''کیا تم ھمیں مار ڈالنا چاھتے ھو؟''

عورتیں بپھرتیں ۔ مرد بڑے شوق سے اور کافی زور شور سے ان کی حمایت کرتے ۔ ان کے شور پر قابو پانے کےلئے بڑی محنت کرنی پڑتی ۔ آخر میں داویدوف کے صبر کا پیمانہ چھلک جاتا اور وہ چیختا :

''کیا تم چاھتے ھو کہ ھم تمہیں بہترین زمینیں دے دیں؟ وہ تو ملنے کی نہیں ۔ پکی بات! سوویت اقتدار تمام سہولتیں پنچائتی فارموں کو دیتا ھے، ان لوگوں کو نہیں جو اس کے خلاف ھیں!''

یہاں وھاں بعض نجی کاشتکاروں نے ان زمینوں پر ھل چلانا شروع کردیا تھا جو کبھی ان کی رھی تھیں لیکن اب پنچائتی فارم کی ملکیت تھیں ۔ لیوبیشکین نے ان کو پنچائتی فارم کے کھیتوں سے مار بھگایا اور یاکوف لوکیچ لکڑی کا پیمانہ لےکر استیپ میں زمین کی پیمائش کےلئے نکلا اور دو دن میں اس نے راچی تالاب کے اس پار زمین کے ٹکڑوں کی پیمائش مکمل کر لی ۔

پچیسویں دن دیومکا اوشاکوف کی ٹیم ریتیلی زمین کی جتائی کےلئے گئی ۔ داویدوف نے بہترین کارکنوں کو کھیت کی ٹیموں میں لگایا اور اپنی تمام‌تر قوتوں کو کام میں جھونک دیا ۔ بہت سے بوڑھے لوگ شوق سے بوائی کی ٹیموں میں شامل ھوگئے — کوئی بوائی کےلئے آگے بڑھا، کوئی ھلواھا بن گیا اور کوئی سراون پھیرنےوالا ۔ یہ طے ھوگیا تھا کہ ھاتھ سے بوائی نہیں ھوگی اور نحیف و نزار اکیم بسھلیبنوف تک نے، جو کبھی ''مرغی‌بان'' رہ چکا تھا بیج بونےوالی مشین پر کام کرنے کی پیش‌کش کی ۔ داویدوف نے دادا شوکار کو انتظامی بورڈ کی طرف اصطبل کا نگہبان مقرر کیا ۔ سب کچھ تیار تھا ۔ دو دن تک موسلادھار بارش کی وجہ سے بوائی میں دیر ھوئی ۔ بادل گریمیاچی لوگ کی نیچی پہاڑیوں اور ڈھلواں کھیتوں پر ٹوٹ‌کر برس رھے تھے ۔ صبح کے وقت بھاپ کے سفید گنبد تلے سب کچھ چھپ سا جاتا تھا ۔

''ہمیں کونسی زمین دوگے اور کہاں؟''
''جہاں کہیں زمین ہوگی۔''
''اور اگر یہ زمین بالکل کہیں کنارے ہو، تب؟''
''کامریڈ داویدوف، تمہاری یہ چال نہیں چلےگی! قریب کی تمام زمینیں پنچائتی فارم میں ہیں۔ اس لئے ہماری اس کے آگے ہوں گی۔ تم ہمیں ہمارے مویشی بھی نہیں دوگے۔ ہمیں اپنی بوائی ہاتھ سے کرنی ہوگی یا گایوں کی مدد سے؟ اور اوپر سے ہمیں دوردراز کی زمین دے رہے ہو۔ اسے کہتے ہیں انصاف کی حکومت!''

داویدوف نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ جو جہاں چاہے وہیں اس کو زمین مل جائے کیونکہ پنچائتی فارم کے خاص تختوں کو توڑا نہیں جاسکتا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کھیتوں کے ٹکڑے کر دئےجائیں اور پورا نظام درہم برہم کر دیا جائے۔ خوب چیخم‌دھاڑ کرنے کے بعد، سابق ممبر چلے جاتے اور چند منٹ میں ایک نیا ہجوم آن گھیرتا اور چوکھٹ پار کرتے ہی لوگ چیختے:

''ہمیں زمین دو! یہ کیا ہے؟ تمہیں ہماری زمین پر قبضہ جمائے رہنے کا کیا حق ہے؟ تم ہمیں بوائی کا کوئی موقع نہیں دے رہے ہو۔ کامریڈ استالن نے ہمارے بارے میں کیا لکھا ہے؟ ہم بھی ان کو لکھ سکتے ہیں۔ ہم ان کو بتاسکتے ہیں کہ تم نے ہمارے مویشی ضبط کر رکھے ہیں اور ہمیں زمین بھی نہیں دے رہے ہو۔ ہمارے تمام حقوق چھین لئے گئے ہیں۔ وہ بھی اس معاملے میں تمہاری تعریف نہیں کریں‌گے۔''

''یاکوف لوکیچ، کل صبح ان لوگوں کو راچی تالاب کے اس پاروالی زمین دے دو!''

''لیکن وہ تو بنجر زمین ہے!''

''نہیں بنجر نہیں ہے! عرصے سے پڑی ہے۔ اس پر جتائی ہوئی ہے مگر بہت پہلے، کوئی پندرہ سال پہلے'' یاکوف لوکیچ نے وضاحت کی۔

چینم‌دھاڑ کا ایک اور طوفان اٹھا۔
''ہمیں سخت زمین نہیں چاہئے!''
''ہم اس پر ہل کس طرح چلائیں‌گے؟''

اور وہ غصے سے کانپ رہا تھا۔ اس نے اپنی پیشانی سے، جس پر زخم کا نشان تھا، پسینہ پونچھا۔ اور داویدوف اور یاکوف لوکیچ کے سامنے اس کو سمجھانے کی کوشش کی:

''سارینا، میری جان! مجھے تباہ مت کرو، مجھے شرمندہ نہ کرو! تم پنچائتی فارم سے کیوں جارہی ہو؟ کیا میں نے تم سے محبت نہیں کی، تمہاری دیکھبھال اچھی طرح نہیں کی، شیطان؟! انہوں نے تو تمہاری گائے تک لوٹا دی ہے۔ اور کیا چاہتی ہو تم؟ اس کے بعد تم سے محبت کیسے کر سکتا ہوں، جب تمہارا دل نجی کاشتکاری کےلئے مچل رہا ہے؟ انہوں نے تمہارے مرغے مرغیاں بھی واپس کردی ہیں، تمہارا وہ مرغا تک جس کی گردن میں تم نے حلقہ ڈال رکھا تھا... اور وہ ڈچ بطخ، جس کےلئے تم اتنا روئی تھیں۔ وہ سب اب تمہارے صحن میں ہیں۔ اپنی درخواست واپس لےلو!،،

''نہیں، واپس نہیں لوں‌گی!،، مارینا چلائی، اس کی ترچھی آنکھیں غصے میں سچ سی گئیں۔ ''نہیں چاہتی، نہیں چاہتی۔ مجھے مجبور نہ کرو! میں پنچائتی فارم میں نہیں رہنا چاہتی۔ میں تمہارے گناہ میں شریک نہیں ہونا چاہتی! مجھے میری گاڑی اور ہل واپس دو!،،

''ہوش میں آؤ، مارینا! ورنہ میں تم کو چھوڑ دوں‌گا۔،،

''اچھا ہے جان چھوڑےگی، بھس بھرے دماغ کے شیطان! تم، حرام‌خور پلے! آنکھیں جھپکا رہا ہے، بد روح؟ اب تمہاری پاگل کتے جیسی آنکھیں نکلی پڑ رہی ہیں؟ ایں؟ اچھا، بتاؤ کل رات، مالاشکا اگناتیونک کے ساتھ گلی میں کون کھڑا تھا؟ تم تھے یا کوئی اور؟ تم بدمعاش، کتے کے پلے! چھوڑ دو مجھے۔ میں تمہارے بغیر زندہ رہسکتی ہوں۔ تم نہ جانے کب سے اسی کے منصوبے بنا رہے تھے! میں جانتی ہوں!،،

''سارینا، میری جان، تمہارے دماغ میں یہ خیال کیسے آیا؟ کون‌سی مالاشکا؟ میں تو اس کے ساتھ کبھی کہیں کھڑا ہی نہیں ہوا! اور ویسے بھی اس کا پنچائتی فارم سے کیا تعلق ہے؟،، اندرئی نے دونوں ہاتھ سے سر پکڑلیا اور خاموش ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تمام دلیلیں ختم ہوچکی ہیں۔

''اس چھنال کے سامنے اس طرح سر نہ جھکاؤ، یوں اس کے آگے

پنچائتی فارم سے لوگوں کے نکلنے کا سلسلہ بند ہوگیا۔ ممبروں کا قابل اعتماد اور مضبوط حصہ فارم کے اندر ٹکا رہا۔ گریمیاچی لوگ میں سب سے آخر میں پنچائتی فارم چھوڑ کر جانےوالی تھی مارینا پویارکووا، اندرئی رازمیوتنوف کے دل کی رانی۔ ان کی مشترکہ زندگی میں کچھ گڑبڑ ہو رہا تھا۔ مارینا خداوالی بن بیٹھی تھی۔ اس نے لینٹ کے پورے زمانے میں روزے رکھے اور تیسرے ہفتے میں توبیانسکی کے گرجاگھر روزانہ جانے لگی، اپنے گناہوں کا اقرار کرکے عبادت میں شامل ہونے لگی۔ وہ اندرئی کے طعن تشنع کو خاموشی، انکسار اور عاجزی کے ساتھ پیجاتی۔ وہ برا بھلا کہتا تو چپکے سے ٹال جاتی کیونکہ وہ ''احکام مقدس کے خلاف نازیبا بات،، سننا نہیں چاہتی تھی۔ ایک دن شام کو جب اندرئی گھر آیا تو دیکھتا کیا ہے کہ بیٹھک میں مقدس شبیہہ کے آگے چراغ روشن ہے۔ وہ بےجھجھک کمرے میں گیا، چراغ کو اپنی جگہ سے اٹھایا اور لکڑی کا تیل چلو میں انڈیلا اور بڑی احتیاط سے لوہے جیسے سخت جوتوں پر ملنے لگا اور اس کے بعد بوٹ سے چراغ کو روند ڈالا۔

''نہ جانے کتنی بار احمقوں کو بتایا جاچکا ہے کہ یہ سب افیون ہے اور دماغ کےلئے دھند۔ لیکن نہیں! جائیںگے اور اپنے لکڑی کے ٹکڑوں کی پوجا شروع کردیںگے، تیل جلائیںگے، موم کی بتیاں بنائیںگے۔ مارینا، اب میرا چابک تمہاری خاطر کرنے کو تڑپ رہا ہے۔ تم بےوجہ گرجاگھر نہیں جا رہی ہو۔ اس کے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ راز ہے۔،،

اور تھا بھی۔ مارینا نے چھبیسویں مارچ کو پنچائتی فارم سے باہر جانے کی درخواست پیش کردی۔ اور وجہ یہ تھی کہ ''پنچائتی فارم میں رہنا خدا کے خلاف جانا ہے۔،،

''اندرئی کے ساتھ ایک ہی بستر میں سونا خدا کے خلاف جانا نہیں ہے؟ یا اسے میٹھا گناہ کہتے ہیں؟،، لیوبیشکین نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

مارینا نے یہ بات خاموشی سے سنی۔ اس کو ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ چند منٹ میں اس کا انکسار بگولوں میں اڑ جائےگا۔ اور خود اس کی زبان احکام مقدس کی توہین کرےگی۔

اندرئی گاؤں سوویت سے بھاگا ہوا آیا۔ اس کا رنگ زرد تھا

20—2250

''خبردار جو میری طرف بڑھی! میں تیری ساری اکڑفوں نکال دوں گا! یہاں سے دور ھوجاؤ!،،

''دیکھ، بندر کیا جانے ادرک کا سواد؟..،،

مارینا نے یہ کہہ کر اسکرٹ اٹھا دیا، ٹھیک لیوبیشکین کے ناک کے آگے۔ اس کے گلابی اور سڈول گھٹنوں کی چمک دکھائی دی، اس کے مضبوط جسم کی بالائی جیسی سفیدی جھلکی، شہد اور دھی کی طرح بھرپور اور اشتہا انگیز۔

اپنے غصے کے سیلاب میں بہہ کر وہ حد سے نکل چکی تھی۔ لیوبیشکین بھی، جو گھاٹ گھاٹ کا پانی پی‌چکا تھا، مارینا کے جسم کی سفیدی اور طاقت سے چکرا کر رہ گیا۔ وہ کچھ مدھوشی کے عالم میں بڑبڑاتے ھوئے لڑکھڑا کر پیچھے ھٹا۔

''اس کے اندر کوئی چڑیل ھے! یہ تو بالکل گھوڑی ھے گھوڑی۔ عورت کون کہے گا اسے! ملعون کتیا، پیچھے ھٹ!،، اور وہ بپھرتی ھوئی مارینا کے پاس سے کتراتا ھوا کھانستا تھوکتا، بکتا جھکتا گذرگاہ میں نکل گیا۔

داویدوف ھنس رھا تھا۔ اس کا پورا جسم ھل رھا تھا۔ اس نے سر میز پر رکھ دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ رازمیوتنوف، لیوبیشکین کے پیچھے بھاگا اور جاتے جاتے دروازہ بھیڑ دیا۔ بس اب اکیلا یاکوف لوکیچ رہ گیا تھا جسے سرجنٹ کی بپھری ھوئی بیوہ سے نبٹنا تھا۔

''عورت، تو کس بات پر اتنا چیخ چلا رھی ھے؟ بے شرم کہیں کی! کسی نے آج تک اس قسم کی باتیں کاھے کو سنی ھوں گی — اسکرٹ اٹھا کر تماشا دکھانا! تمہیں کم از کم بڑے بوڑھوں کا خیال تو کرنا تھا!،،

''چپ، تو —،، مارینا نے دروازے کی طرف جاتے ھوئے کہا۔ ''میں خوب جانتی ھوں کس قسم کا بڈھا ھے تو! پچھلی گرمیوں میں جب میں پیال لئے جا رھی تھی گاڑی میں لاد کر تو تو نے کیسی کیسی میٹھی باتیں کی تھیں؟ کیوں کیا کہتا ھے اس کے بارے میں؟ بھول گیا؟ موری کا کیڑا!،،

وہ گرجتے ھوئے بادل کی طرح صحن سے گزر گئی۔ یاکوف لوکیچ نے اس کو کھڑکی سے دیکھا۔ گھبراھٹ میں کھانس رھا تھا اور سر ھلا ھلا کر اس پر ملامت کر رھا تھا۔ آدھے گھنٹے

نہ گڑگڑاؤ!،، لیوبیشکین غصے میں گرجا۔ وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ ''اس سے بھیک نہ مانگو! اپنی عزت کا خیال کرو! تم سرخ چھاپہ‌مار ہو! ڈانٹ دو اسے۔ آخر تم چاہتے کیا ہو اس سے؟ ایک جھانپڑ رسید کرو! لگاؤ ایک ھاتھ — ہوش ٹھکانے آجائیں گے!،،

مارینا کے چہرے پر لال دھبے سے جھلکنے لگے جیسے کسی نے اسے سوئیاں چبھو دی ہوں۔ اور وہ ٹوٹ پڑی لیوبیشکین پر، اس کی بھاری ابھری چھاتیاں اور بھی ابھر آئی تھیں اور وہ پہلوان کی طرح آستین اوپر چڑھا رہی تھی۔

''تو دوسروں کے پھٹے میں پاؤں کیوں ڈال رہا ھے، کیڑے؟ ادھ کچرا خانہ بدوش! منحوس نکھٹو! میں ابھی نوچتی ہوں تیرا منہہ! کیا تو سمجھتا ھے جتھے دار ھے تو میں تجھ سے ڈر جاؤں‌گی؟ میں نے تمہارے جیسے بہت دیکھے ھیں اور منٹوں میں ان کو پچھاڑا ھے!،،

''میں تجھے اٹھاکر پھینک دوں‌گا! میں تیری چربی پگھلا دوں‌گا!،، لیوبیشکین گرجا اور کونے کی طرف کھسکا۔ وہ ناخوشگوار حادثے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

اسے یاد آگیا کہ کس طرح مارینا ایک بار توبیانسکی مل میں دون کے ایک کڑیل کزاک سے کشتی لڑنے پر اتارو ھوگئی تھی اور اس کو پچھاڑ دیا تھا۔ لوگ خوش ھوکر تالیاں بجانے لگے تھے۔ یہی نہیں بلکہ اس کی چھاتی پر چڑھ کر ایسی کراری بات کہی تھی کہ بیچارے کی کمر ٹوٹ‌کر رہ گئی تھی۔ ''چچا، تم اس قابل کہاں کہ کسی عورت پر سوار ھو؟،، اس نے سانس لےکر بڑے ٹھاٹ سے یہ بات کہی تھی۔ ''تم بس اتنے بھر کے ھو کہ نیچے پڑے پڑے خرخراتے رھو۔،، اس کے بعد وہ اٹھی اور ترازو کی طرف چل دی، اپنے بال درست کرتے ہوئے اور رومال کو سر پر سنبھالتے ہوئے، جو ہنگامے میں ذرا اپنی جگہ سے ھٹ گیا تھا۔ لیوبیشکین کو کزاک کا چہرہ یاد آگیا جس کے رخساروں پر سرخ رنگ ابھر آیا تھا۔ وہ اٹھا تو اس کی پشت پر آٹے اور گوبر کی لیپ لگی ہوئی تھی۔ یہ خیال آتے ھی لیوبیشکین نے اپنی بائیں کہنی باھر کی طرف نکالی اور مارینا پر چلایا:

گریمیاچی لوگ پر رات کا سایہ پھیل رہا تھا۔ مغرب میں آسمان کے کنارے پر، بارش کا نہایا ہوا نیا چاند قوس کی طرح چمک رہا تھا۔ مارچ کا سیاہ سکوت، جس کو چشموں کی روانی کا شور چھیڑ رہا تھا، پورے گاؤں پر چھایا ہوا تھا۔ اندرئی کے بوٹ سخت پڑتے ہوئے کیچڑ میں سچمچا رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا، اپنے خیالات میں ڈوبا ہوا۔ ہوا میں موسم بہار کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔ زمین کی بو میں ایک عجیب سی تلخی تھی، غلہ گاہنے کی چوٹی سے سڑتے ہوئے پیال کی بو آرہی تھی، باغوں میں کشید ہوتی ہوئی شراب کی بو رچی ہوئی تھی اور احاطوں کے آس پاس جو گھاس اگ آتی تھی اس سے ایک خمارآگیں مہک اٹھ رہی تھی۔

اندرئی نے بڑے چاؤ سے ان تمام خوشبوؤں کو سانس کے ساتھ پیا، اس نے اپنے قدموں کے پاس پرسکون پانی میں ستاروں کو ٹوٹتے اور چمکتے دیکھا، مارینا کے بارے میں سوچا۔ اس کی آنکھوں میں چاہت کے آنسو ابل پڑے اور دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔

اکتیسواں باب

دادا شوکار نے پنچائتی فارم کے انتظامی بورڈ کے اصطبل کے مستقل نگہبان کا عہدہ بڑی خوشی سے قبول کیا۔ یاکوف لوکیچ نے دو گھوڑے شوکار کی نگہبانی میں دئے، جو پہلے کولاکوں کی ملکیت تھے اور اب انتظامیہ کے سفر وغیرہ کےلئے وقف کر دئے گئے تھے، اور کہا:

''ان کی دیکھ بھال بارود کی طرح کرنا! ان کو ہمیشہ ٹھیک ٹھاک رکھنا اور ضرورت سے زیادہ تھکانا مت۔ تیتوک کا یہ بھورا گھوڑا اصیل ہے اور دوسرے میں بھی دون کا خون ہے۔ ابھی بہت زیادہ سفر وفر تو ہوگا نہیں اس لئے ہم انہیں گھوڑیوں کے پاس جانے دیں تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ تم ہی ان کے ذمہ‌دار ہوگے!،،

''لعنت ہو مجھ پر!،، دادا شوکار نے کہا۔ ''تم سمجھتے ہو میں اتنا بھی نہیں جانتا تھا کہ گھوڑوں کی دیکھ بھال کس طرح ہوتی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کافی گھوڑے دیکھے ہیں۔ اتنے گھوڑے بہت کم نے دیکھے ہوں‌گے! بہت سے لوگ ایسے ہیں

بعد اس نے دیکھا کہ مارینا نے ھل اور سراون لےکر اپنی گاڑی کا جوا اٹھایا اور نہایت اطمینان سے پہلے جتھے کے صحن سے نکل گئی۔ دیومکا اوشاکوف، جو بارش کی وجہ سے کھیتوں سے واپس آگیا تھا، اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا، لیکن احتیاطاً ذرا فاصلے پر۔ وہ بار بار منت کر رہا تھا:

''مارینا! اے پویارکووا! سنتی ہو؟ مارینا! میں تم کو تمہاری ملکیت نہیں دے سکتا۔ بات یہ ھے کہ یہ جتھے کی فہرست میں درج ھے!''

''کیوں، دے کیوں نہیں سکتے؟''

''سمجھتی ھی نہیں، بےوقوف چھنال۔ ان چیزوں کو پنچائتی ملکیت بنا دیا گیا ھے! واپس دو۔ مہربانی کرو۔ یہ احمقانہ حرکت چھوڑ دو! تم عورت ہو یا کیا؟ تم چوری کیوں کر رھی ہو؟ قانون کے ھاتھ بہت لمبے ھوتے ھیں۔ پکڑی جاؤگی۔ میں تم کو داویدوف کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں دے سکتا۔''

''خوب دے سکتے ہو!''، مارینا نے اختصار سے جواب دیا۔

دیومکا کی آنکھیں بےبسی میں مچ گئیں۔ التجا کرتے کرتے اس نے دونوں ھاتھ سینے پر رکھ لئے لیکن مارینا، جس کا چہرہ شعلے کی طرح دھک رھا تھا اور پسینے سے بھیگا ھوا تھا، بےپروائی سے گاڑی کو سڑک پر کھینچتی رھی اور پھارنی کے حصے گاڑی کے پیچھے جھنکار پیدا کرتے رھے۔

''اس عورت سے یہ گاڑی چھیننا تھا تاکہ اسکو پتہ تو چلتا کہ زبان چلانے کا نتیجہ کیا ھوتا ھے۔ لیکن کس طرح؟ اس سے اگر ٹکرائے تو پسو کی طرح مسل دےگی!''، یاکوف لوکیچ نے سوچا اور احتیاطاً گلی میں مڑ گیا۔

* * *

اگلے دن رازمیوتنوف نے مارینا کے گھر میں اپنی چیزیں اکٹھا کیں — بندوق، کارتوس کی پیٹی اور کاغذات اور ان چیزوں کو اٹھاکر اپنے گھر چلا گیا۔ وہ ناتا ٹوٹنے پر بہت دکھی تھا اور تنہائی سے بچنا چاھتا تھا۔ اس خیال سے وہ ناگولنوف کے یہاں گیا اس سے بات کرنے اور ''جلے دل کے پھپولے توڑنے''۔

پڑ گئے؟ ویسے بھی یہ جالا والا نہیں ہے۔ بس کچھ نکل آیا ہے۔ اور جہاں تک کھروں کا تعلق بس وقت کی بات ہے، نکل آئیں گے دیکھتے دیکھتے نئے کھر۔ مانا کہ دیکھنے میں یہ کوئی حسینہ نہیں ہے۔ لیکن تم اس کے ساتھ بستر تو گرم کرنا نہیں چاہتے یا کروگے؟ تم کو تو گھوڑی چاہئے جتائی کےلئے۔ ذرا اس کا پیٹ دیکھو — یہ ہے طاقت، طاقت کا اصلی جوہر! ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتی ہے۔ دوڑتی ہے تو زمین کانپ جاتی ہے اور گر گئی تو پھر تین دن اٹھائے نہیں اٹھےگی! دادا، چھٹی کرو! تو تم تیس روبل میں گھوڑ دوڑ کا گھوڑا خریدنا چاہتے ہو؟ زندہ گھوڑا تو تیس میں ملنے سے رہا۔ اور اگر گھوڑا مرا ہوا ہے تو پھر کوئی بھی مفت میں اس کا گوشت دے دےگا۔،،

خوش قسمتی سے خانہ بدوش نیک دل نکلا۔ تھوڑی دیر مول تول کرنے کے بعد آخری روبل کی دیوار ہٹا دی اور لگام شوکار کے ہاتھ میں تھمادی اور بن کر سسکی بھی لی اور اپنے چمکتے ہوئے نیلے کوٹ کی آستین سے اپنی بھوری پیشانی پونچھی۔

شوکار کے ہاتھ میں لگام آئے ھی گھوڑی کی تمام طراری ہوا ہوگئی۔ بہت جھجھکتے ہوئے اس نے شوکار کی بات مانی اور لڑکھڑاتی ہوئی لاغر ٹانگوں کو اس کے پیچھے گھسیٹنے لگی۔ تب کہیں خانہ بدوش ہنسا اور چونے کی طرح سفید دانت نکالتے ہوئے شوکار کے پیچھے چلایا:

”اے بابا! دون کے کزاک! میری نیکی اور مہربانی کو یاد رکھنا! اس گھوڑی نے چالیس سال میری خدمت کی ہے۔ اتنی ھی خدمت تمہاری بھی کرےگی۔ لیکن ہفتے میں ایک بار اس کو کھانا دینا ورنہ بیمار ہوجائےگی! میرا باپ رومانیہ سے اسی گھوڑی پر آیا تھا۔ اس کو یہ گھوڑی ایک فرانسیسی سے ملی تھی جو نپولین کی پسپائی کے بعد ماسکو سے لوٹ رہا تھا! گھوڑی کیا ہے ایک نایاب چیز ہے!،،

اس نے کچھ اور بھی کہا لیکن شوکار اپنا مال لےکر آگے بڑھتا چلا گیا۔ خانہ بدوش کے خیمے اور اسکے ٹانگوں کے بیچ خانہ بدوش بچے شور مچا رہے تھے جو کوؤں کی طرح سیاہ فام اور قیامت خیز تھے۔ خانہ بدوش عورتیں زور زور سے قہقہے لگا رہی تھیں۔ لیکن

جن کے سر پر اتنے بال نہ ہوں گے جتنے گھوڑے میرے ہاتھ سے نکلے ہیں۔،،

بات اصل میں یہ تھی کہ شوکار کو اپنی پوری زندگی میں پہلے صرف دو گھوڑوں کو ''سنبھالنے،، کا موقع ملا تھا۔ وہ بھی گھوڑے کیا ٹٹو تھے۔ ایک کو تو اس نے گائے کے بدلے کسی کے گلے باندھ دیا۔ اور دوسرے کی بدولت ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا۔ کوئی بیس سال ہوئے، دادا شوکار وائسکووائی گاؤں سے کچھ نشے میں واپس آ رہا تھا۔ راستے میں اس نے گزرتے ہوئے خانہ‌بدوشوں سے تیس روبل میں ایک گھوڑی خرید لی۔ جب خریدتے وقت گھوڑی کا جائزہ لیا تو دادا شوکار کو گھوڑی خوب موٹی تازی دکھائی دی۔ اس کا رنگ کچھ چوہے جیسا تھا، جھکے ہوئے کان، ایک آنکھ کی اندھی، لیکن بڑی جان تھی اس میں۔ دادا شوکار نے خانہ‌بدوشوں کے ساتھ مول تول میں دوپہر کردی۔ سودا کرتے وقت انہوں نے کوئی چالیس بار ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ وہ ایک دوسرے سے رخصت ہوتے اور دوسری آن پھر وہی مول تول شروع ہوجاتا۔

''سونا ہے سونا، گھوڑی نہیں ہے جھپکتے نہ جانے کتنی زمین طے کر لیتی ہے۔ ہوا سے باتیں کرتی ہے۔ بجلی ہے بجلی!،، خانہ‌بدوش نے دین دنیا کی قسم کھائی اور تھکے ہارے شوکار کے کوٹ سے چپک گیا۔ اس کے ہونٹوں سے تھوک کے چھینٹے اڑکر سیدھے شوکار کی آنکھوں میں جا رہے تھے۔

''ارے اس کے تو سارے دانت ہوا ہو چکے ہیں، آنکھیں دیکھو بالکل مریل، سارے کھر غائب، پیٹ ہے کہ ایک طرف کو جھول رہا ہے۔ اس کو سونا کہتے ہیں! یہ سونا نہیں مصیبت کا پہاڑ ہے!،، دادا شوکار نے گھوڑی کا خوب مذاق اڑایا اور پوری کوشش کرتا رہا کہ خانہ‌بدوش وہ آخری روبل کا مطالبہ واپس لےلے، جو اس کے اور گھوڑی کے درمیان آگیا تھا۔

''ارے، تمہیں گھوڑی کے دانتوں سے کیا لینا ہے؟ دانت نہیں ہوں گے تو چارہ کم کھائےگی۔ لیکن یقین مانو ہے بالکل جوان گھوڑی۔ اس لئے میرے کام آؤ! بالکل بچی ہے بچی! وہ تو محض اتفاق سے بیمار پڑگئی جو دانت جھڑگئے۔ اور اگر ایک آنکھ پر جالا پڑگیا ہے تو اس سے گھوڑی میں کون سے کیڑے

جوش مارا۔ ڈینگ ھانکنے کا شوق اس کو ھمیشہ سے تھا۔ اب پھر اس کو یہ دکھانے کا موقع ملےگا کہ شوکار، اب غریب کسانوں کی صف سے اٹھ کر اونچی سطح پر آگیا ھے اور سوار ھوکر نکلتا ھے، مانا کہ گھوڑی ذرا خراب ھے لیکن اس‌کی اپنی ھے۔ شوکار زور سے چیخا: ’’کھڑی ھو جا، شیطان، کھیل تماشہ مت کر!،، اس نے کنکھیوں سے دیکھ لیا تھا کہ اس کا ایک شناسا کزاک گھر سے نکل رھا ھے۔ وہ اسی شناسا کے گھر کے سامنے رکا تھا۔ یہ کہہکر اس نے لگام کو کھینچا۔ اس کی گھوڑی جس نے بچپن میں اپنے تمام ’’تماشے اور کھیل،، دکھائے ھوں‌گے، اب ایسا کوئی کھیل دکھانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ گھوڑی رک‌گئی اور اس نے نہایت اداسی کے ساتھ سر جھکا دیا اور اس کی پچھلی ٹانگیں ایک دوسرے سے چپک گئیں۔ ’’مجھے اپنے دینی بھائی کے سامنے گھوڑسواری کرنی ھے۔ ذرا وہ دیکھے تو سہی!،، شوکار نے سوچا اور اچھل کر گھوڑی کی ھڈیالی پیٹھ پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ واقعہ پیش آیا جو ایک عرصے تک توبیانسکی کے کزاکوں کی گفتگو کا موضوع بنا رھا۔ اسی مقام پر دادا شوکار کو وہ رسوائی اٹھانی پڑی، جس کا افسانہ آج تک لوگوں کی زبان پر ھے اور ممکن ھے آنےوالی نسل کی زبان پر بھی اسی طرح تازہ رھے... ابھی دادا شوکار کے پیر زمین سے اوپر اٹھے ھی تھے اور وہ گھوڑی کی پشت پر زانو پھیلا کر بیٹھے ھی تھے، کچھ شہسوار کے انداز میں، کہ گھوڑی لچکی۔ اس کے منہہ سے عجیب سی گھنگھناتی ھوئی ھنہناھٹ پیدا ھوئی اور اگلے ھی لمحے وہ ڈگمگا کر زمین پر ڈھیر ھو گئی اور اس کی دم ھوا میں کھڑی ھوگئی۔ شوکار کے بازو ھوا میں پھیل گئے اور وہ گھوڑی کی پشت سے اڑا اور جا کر سڑک کے کنارے جھاڑیوں میں گرا۔ وہ بڑی گھبراھٹ کے عالم میں اچھل کر کھڑا ھوگیا اور کنکھیوں سے یہ دیکھ کر کہ کزاک نے اس کی رسوائی کا سارا تماشا دیکھ لیا تھا اس نے سوچا اس رسوائی کی تلافی کا ایک ھی طریقہ ھے۔ اس نے چلانا شروع کردیا: ’’شیطان، اس طرح نخرے دکھاتی رھےگی یا اٹھےگی بھی!،، چلاتے چلاتے ایک لات بھی رسید کی۔ گھوڑی اٹھی اور اس نے نہایت بےنیازی سے سڑک کے کنارے کی سوکھی گھاس کی طرف رخ کیا۔

دادا شوکار آگے بڑھتا رہا، ان کی چیخ پکار سے بےنیاز۔ ''میں خود ہی جانتا ہوں میں نے کیسا مال خریدا ہے،، وہ سوچ رہا تھا۔ ''اگر میرے پاس روپیہ ہوتا تو میں اس سے بھی بہتر گھوڑا خریدتا۔ اور یہ خانہ‌بدوش خوش‌مزاج آدمی ہے، مذاق کرنا جانتا ہے، میری طرح۔ خیر اب میرے پاس ایک گھوڑی ہے۔ اتوار کو میں بیوی کے ساتھ میلے جاؤں‌گا۔،،

لیکن توبیانسکی پہنچتے پہنچتے گھوڑی کے ساتھ عجیب عجیب واقعات پیش آنے لگے۔ جب دادا نے اچانک مڑ کر دیکھا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ گھوڑی کا سارا موٹاپا غائب ہوچکا تھا۔ پیٹ کیا تھا تھیلا، مریل اور لاغر۔ کمر کے پاس خالی خولی دائرے سے بن گئے تھے۔ آدھے گھنٹے کے اندر وہ آدھی رہ گئی تھی۔ اس نے صلیب کا نشان بنایا اور بدروح کو بھگانے کے لئے دعا پڑھی۔ لگام اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس کے پیر زمین میں گڑکے رہ گئے۔ اور ایک آن میں اس کا سارا نشہ ہرن ہوگیا۔ جب اس نے گھوڑی کا طواف کیا تو اس کو پتہ چلا کہ گھوڑی اتنی تیزی سے کیوں پچک رہی تھی۔ گھوڑی کی رسی جیسی دم کے نیچے سے، جو شرمناک حد تک ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی، شور مچاتی ہوئی لید کا فوارہ سا ابل رہا تھا۔ ''لعنت ہو مجھ پر!،، شوکار نے کہا اور سر تھام کے رہ‌گیا۔ پھر اس نے لگام پکڑلی اور دگنی طاقت سے گھوڑی کو گھسیٹنے لگا۔ توبیانسکی تک گھوڑی کے پیٹ سے آتش فشانی لاوا پھوٹنے کا سلسلہ بند نہ ہوا۔ اور پیچھے ایک شرمناک لیک سی بنتی چلی گئی۔

ممکن ہے شوکار گھوڑی کو گریمیاچی لوگ تک لےجانے میں کامیاب ہوجاتا اگر وہ اس کی لگام تھام کر چلتا رہتا۔ لیکن جیسے ہی وہ توبیانسکی گاؤں میں اپنے ایک دینی بھائی کے گھر کے برابر پہنچا تو نہ جانے اس کے جی میں کیا آئی کہ اس نے طے کرلیا کہ آگے وہ گھوڑی پر سوار ہوکر جائےگا۔ وہیں پر اس کے بہت سے جان‌پہچان کے کزاک رہتے تھے۔ ظاہر ہے گھوڑی کو دوڑانے کا سوال تو خیر اٹھتا ہی نہیں تھا لیکن لگام پکڑکر گھسیٹنے سے بہتر تو یہی رہےگا کہ گھوڑی پر بیٹھ‌کر آہستہ آہستہ وہ جگہ پار کی جائے۔ ورنہ لوگ کیا کہیں‌گے۔ اس کے دل میں عزت نے

جاؤ اور وہ کاگ ڈھونڈ کر لاؤ اور ہم فوراً پھونک کر اسے ویسا ہی ہٹا کٹا بنا دیں گے۔،، ''خدا کرے کہ شیطان ان کو پھونک سار کر اڑا دے،، دادا شوکار چلایا اور خانہ بدوشوں کے خیموں کی طرف بھاگا۔ لیکن جب وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچا تو اسے وہاں کوئی خیمہ ویمہ نظر نہ آیا۔ نہ چشمے کے پاس کوئی کارواں تھا۔ جہاں پہلے خیمے تھے وہاں اب نیلے دھوئیں کی ایک لکیر اوپر اٹھ رہی تھی اور دور، بہت دور، گرمیوں کی خشک سڑک پر سرمئی گرد کے بگولے اٹھ رہے تھے اور ہوا میں بکھر رہے تھے۔ خانہ بدوش، پریوں کی کہانیوں والے خانہ بدوشوں کی طرح، نظروں سے اوجھل ہوچکے تھے۔ شوکار کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ واپس لوٹ گیا۔ مہربان اگنات پورفیرچ پھر اپنی کٹیا سے باہر آیا۔ ''میں اسے ابکے ایسا تازہ دم بنا دوں گا کہ پھر نہیں گرے گی۔ پھر اس کو وہ شاندار جوش نہیں آئے گا۔ پھر تم اس پر سوار ہونا اور دیکھنا،، اس نے صلاح دی۔ مارے شرم اور رنج کے پسینے پسینے ہوتے ہوئے، شوکار نے اس کی مدد قبول کی اور کسی طرح گھوڑی پر سوار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ لیکن اس کی بدقسمتی کی داستان ابھی ختم ہونے والی نہ تھی۔ اب کے گھوڑی گری نہیں لیکن اس کی چال نے کچھ ایسا رخ اختیار کیا کہ شوکار حیران رہ گیا۔ اس نے اگلی ٹانگیں آگے بڑھائیں جیسے وہ دوڑنے والی ہے اور پچھلی ٹانگیں خوب زوروں میں اچھال دیں۔ اس انداز میں اس نے شوکار کو پہلی سڑک کے نکڑ تک پہنچا دیا۔ اس ہنگامہ خیز دوڑ میں اس کے سر سے ٹوپی اڑ گئی۔ اور کوئی چار بار اسے محسوس ہوا کہ اس کے اندر کوئی چیز ٹوٹ رہی ہے — دھچکے تھے ہی اس غضب کے۔ ''اے خدا، میں اس طرح تو گھوڑسواری نہیں کرسکتا!،، شوکار نے گھوڑی کی پشت سے کودنے کی ٹھانی۔ کودا اور اپنی ٹوپی اٹھانے کے لئے پیچھے کی طرف چلا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ ادھر سے ایک ہجوم اس کی طرف چلا آرہا ہے تو وہ مڑا اور الٹی طرف چلنے لگا۔ اور اس نے اس بدنصیب چوپائے کی لگام پکڑلی، جس نے یکایک اتنی برق رفتاری کا مظاہرہ کیا تھا، اور گاؤں سے باہر نکل گیا۔ بچے پون چکی تک اس کا پیچھا کرتے رہے۔ لیکن شوکار کو دوبارہ اس خانہ بدوش ''بجلی،، پر سوار ہونے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور وہ

جس کزاک نے یہ سارا تماشا دیکھا تھا بڑا مسخرا اور باتونی تھا۔ وہ اچھل کر احاطے کا گھیرا پھاندتے ہوئے شوکار کے پاس آگیا۔ ''سلام عرض کرتا ہوں، شوکار! گھوڑا خرید لیا اپں؟''
''ہاں خریدا تو ہے۔ لیکن لگتا ہے مجھ سے ذرا سی چوک ہوگئی۔ یہ تو بڑی زندہ دل بھکارن نکلی۔ تم اس پر جمے نہیں کہ چاروں خانے چت زمین پر آئی نہیں۔ جیسے اس پر پہلے کبھی کسی نے سواری کی ھی نہیں — کچھ جنگلی سی ہے۔'' کزاک نے آنکھیں میچتے ہوئے گھوڑی کے گرد دو ایک چکر لگائے، اس کے منہہ میں جھانک کر دانت بھی دیکھے اور بڑی سنجیدگی سے بولا: ''اوہ، واقعی، یہ تو کبھی سدھائی ھی نہیں گئی۔ اس کی رگوں میں اصیل گھوڑے کا خون ہے۔ اس کے دانتوں سے پتہ چلتا ہے کہ کم از کم پچاس سال ھوگی اس کی عمر۔ لیکن اسی اصیل خون کی وجہ سے کوئی اس پر قابو نہیں پا سکا۔'' جب شوکار نے دیکھا کہ کزاک اس سے ھمدردی کررھا ہے تو اس نے ایک سوال کیا: ''اگناتی پورفیرچ، ذرا بتاؤ کس وجہ سے وہ اتنی جلدی ایسی دبلی ھوگئی؟ اسے سڑک پر لا رھا تھا اور وہ میری آنکھوں کے سامنے پگھلتی جا رھی تھی۔ اس کے پیٹ سے گندی ھوا کا طوفان نکل رہا تھا اور لید کا سیلاب تھا کہ تھمنے کو نہ آتا تھا۔ پوری سڑک پر لیک بنتی چلی گئی!''
''تم نے کہاں خریدا اسے؟ خانہ بدوشوں سے تو نہیں خریدا؟''
''ان ھی لوگوں سے خریدا۔ ان کے خیمے تمہارے گاؤں کے باھر لگے ہوئے ھیں۔'' کزاک نے وضاحت کی۔ اس کو کچھ گھوڑوں کا علم تھا اور کچھ ان خانہ‌بدوشوں کا۔ ''دیکھو یہ دبلی اس لئے ھوئی کہ تمہارے ھاتھ بیچنے سے پہلے انہوں نے اس کے اندر پھونک مارکر اس کو پھلا دیا تھا۔ اگر ان کے پاس کوئی گھوڑا اپنی عمر کی وجہ دبلا ھوجائے تو وہ اس کے سربن میں کھوکھلا بانس داخل کرتے ھیں، پھر پورا قبیلہ باری باری سے اس میں پھونک مارتا ہے۔ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور گھوڑا خاصا موٹا اور بھاری بھرکم دکھائی دیتا ہے۔ اور تب، جب وہ اسے سانڈ کی طرح پھلا دیتے ھیں تو بانس نکال لیتے ھیں اور راستہ چیتھڑوں سے یا بھٹے سے بند کر دیتے ھیں تاکہ ھوا باھر نہ نکل سکے۔ راستے میں یہ کاگ نکل گیا ھوگا۔ اسی وجہ سے گھوڑی دیکھتے دیکھتے دبلی ھوگئی... تم

تھا۔ شیخی بگھارنا اس کے خمیر میں تھا۔ کوئی چیز اسے اندر سے مجبور کرتی تھی اور وہ من گھڑت قصے سنانے سے باز نہیں رہ سکتا تھا، ایسے افسانے تک سنا ڈالتا جن کی تردید کرنے میں چند ھی منٹ بعد اسے کوئی جھجھک نہ ھوتی...

تو دادا شوکار بیک‌وقت گاڑی‌بان اور اصطبل کا نگہبان بن گیا اور یہ ماننا پڑے گا کہ اس نے اپنے فرائض، جو بہت زیادہ مشکل نہ تھے، بہت اچھی طرح انجام دئے۔ واحد بات جو ناگولنوف کو کھلتی تھی یہ تھی کہ وہ باربار گاڑی کو روکتا تھا اور ناگولنوف تیزسواری کا دلدادہ تھا۔ صحن سے گاڑی نکلی نہیں کہ اس نے لگام کھینچنا شروع کردی۔ ''اوہ، میرے پیارو!،، ناگولنوف پوچھتا: ''رک کیوں رھے ھو؟،، ''گھوڑوں کی بھی کچھ مجبوریاں ھوتی ھیں،، دادا شوکار جواب دیتا اور شِشکاری بھرنے لگتا، یہاں تک کہ ناگولنوف چابک اٹھاتا اور گھوڑے کی پشت پر رسید کرتا زناٹے سے۔

''اب وہ زاروالا زمانہ نہیں رھا، کوچوان آگے بیٹھتا تھا اور مسافر پیچھے، گدے‌دار نشست پر۔ میں اب کوچوان ھوں لیکن میں کامریڈ داویدوف کے پاس بیٹھتا ھوں۔ کبھی کبھی جب مجھے سگریٹ پینے کی خواھش ھوتی ھے تو میں ان سے کہتا ھوں: 'تم لگام سنبھالو۔ میں ذرا سگریٹ بنا لوں۔' وہ کہتا ھے: 'شوق سے!'، وہ لگام تھام لیتا ھے اور بعض مرتبہ ایک ایک گھنٹہ گاڑی کو چلاتا رھتا ھے۔ میں مزے میں پیچھے تکیہ لگا لیتا ھوں اور سیر کرتا رھتا ھوں۔،، شوکار دوسرے کزاکوں کے سامنے ڈینگ ھانکتا۔ وہ اب کافی لئے دئے رھتا اور چرب زبانی بھی پہلے سے کم ھوگئی تھی۔ موسم بہار کے جاتے ھوئے پالے کے باوجود وہ اپنا بستر اصطبل ھی میں جماتا تاکہ گھوڑوں کے قریب رھے لیکن ایک ھفتہ کے بعد اس کی بیوی نے اس کو گھر میں بند کردیا اور خوب ٹھکائی کی کیوں‌کہ، اس کے قول کے مطابق، رات کو اصطبل میں اس کے پاس جوان عورتیں آتی تھیں۔ بعض نوجوانوں نے محض اس کی بیوی کی ٹانگ لینے کو یہ افواہ پھیلا دی تھی، لیکن شوکار کو تردید کی ھمت نہ ھوئی۔ اس نے اپنا بستر اٹھایا اور گھر پہنچ گیا اور اس کے بعد رات کو صرف دو بار گھوڑوں کا معائنہ کرنے کے لئے اصطبل کے چکر لگانے لگا۔ اور جب جاتا تو اس کی حاسد بیوی بھی ساتھ جاتی۔

گاؤں سے کتراتا ہوا پہاڑی پر چڑھ گیا۔ پہاڑی پر پہنچ کر وہ تھک گیا۔ آخر کب تک گھوڑی کی لگام پکڑ کر کھینچتا رہتا۔ اس نے سوچا کہ گھوڑی کو آگے آگے دوڑایا جائے۔ تب اسے پتہ چلا کہ اس نے جو گھوڑی اتنی زیادہ قیمت دے کر خریدی تھی دراصل دونوں آنکھوں کی اندھی تھی۔ گڈھا ہو یا نالہ وہ سیدھی بھاگ رہی تھی۔ وہ جست لگا کر ان کو پار نہ کرتی بلکہ سیدھی غڑاپ سے اندر چلی جاتی۔ پھر تھرتھراتی ہوئی اگلی ٹانگوں کے سہارے نکلتی اور ادھر ادھر بھٹکنے لگتی۔ تب شوکار نے دیکھا کہ وہ آگے نہیں چل رہی ہے بلکہ چکر کاٹ رہی ہے۔ اس نئی دریافت نے اسے اور بھی چکرا دیا۔ اب اس نے گھوڑی کو بالکل آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے دیکھا کہ گھوڑی ایک چکر ختم کرتے ہی دوسرا چکر شروع کر دیتی ہے۔ اب جا کر شوکار پر یہ عقدہ کھلا کہ اس نے جو گھوڑی خریدی تھی وہ اپنی سخت اور لمبی زندگی میں مستقل رہٹ میں چلتی رہی تھی، کولہو کے بیل کی طرح۔ اسی حال میں وہ بوڑھی ہوئی، اسی حال میں اندھی۔

دن کے وقت لوگوں کو اپنی صورت دکھاتے اسے شرم آتی۔ اس لئے وہ گھوڑی کو لے کر دن بھر پہاڑی ڈھلان پر چراتا رہتا اور صرف شام کو جب اندھیرا پھیل جاتا تو اس کو ہانکتا ہوا گھر لاتا۔ اس نایاب خریداری، پر اس کی بھاری بھرکم اور غضبناک بیوی نے ٹھگنے سے شوکار کا خیرمقدم کس طرح کیا یہ ایک ایسا راز ہے "جو لامعلوم اندھیرے میں چھپا ہوا ہے"۔ ان دنوں شوکار کے موچی دوست لوکاتیئف نے ان ہی الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ کچھ ہی عرصے بعد گھوڑی پر مرض کا حملہ ہوا، اس کے سارے بال جھڑ گئے، اور اسی گھناؤنی حالت میں شوکار کے صحن میں ایک روز آدھی رات کو وہ اللہ کو پیاری ہو گئی۔ شوکار اور اس کے دوست لوکاتیئف نے اس کی کھال بیچ دی اور جو پیسہ ملا وہ وادکا پر اڑا دیا۔

جب شوکار نے کہا کہ اس نے اپنی زندگی میں بہت گھوڑے دیکھے تھے تو اس کو معلوم تھا کہ یاکوف لوکیچ اس کی بات پر یقین نہیں کرے گا کیوں کہ شوکار کی ساری زندگی یاکوف لوکیچ کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ لیکن دادا شوکار ہمیشہ سے ایسا ہی

پہلا جتھہ ریتیلی زمین کے سب سے دوروالے تختے پر کام کر رہا تھا۔ یہ حصہ گاؤں سے کوئی دس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، نچلی گھاٹی کے دوسرے پہلو میں، لوتنی تالاب کے پاس۔ یہ جتھہ اناج کی بوائی کے لئے کھیت جوت رہا تھا۔ اس پر سراون اس طرح چلانا تھا کہ بارش کا پانی مٹی میں رکا رہے اور کونڑوں میں بہہ کر نشیبی زمین کی طرف نہ نکل جائے۔

''جلدی، جلدی! دادا!،، داویدوف نے گھنے بادلوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں بھگا تو رہا ہوں۔ بھورے کو دیکھو۔ اس کے منہہ سے جھاگ نکل رہا ہے۔،،

سڑک سے قریب ہی بچوں کی ایک ٹولی ٹیلے کو پار کررہی تھی۔ ان کے آگے بوڑھا اسکول ماسٹر شپین تھا۔ ان کے پیچھے پیچھے پانی کی چار گاڑیاں تھیں۔

''چھوکرے گھوسوں کے پیچھے جارہے ہیں،، شوکار نے چابک سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

داویدوف نے بچوں کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔ جب گاڑی ان کے برابر پہنچی تو اس نے شوکار سے رکنے کو کہا اور ایک سات‌ساله لڑکے سے، جس کے پاؤں ننگے تھے اور سر نکیلا سا، کہا:

''بیٹے یہاں آؤ۔،،

''کس لئے؟،، لڑکے نے کچھ آزادانہ انداز میں اپنے باپ کی سرخ فیتےوالی ٹوپی، جس کے سرے پر طرہ تھا، اپنے سر کے پیچھے کھسکاتے ہوئے پوچھا۔

''کتنے گھوس مارے؟،،

''چودہ۔،،

''بیٹے تمہارا نام کیا ہے؟،،

''فیدوت دیمیدووچ اوشاکوف۔،،

''اچھا، آؤ میرے پاس بیٹھو، فیدوت دیمیدووچ، میں تمہیں گاڑی میں لےجاؤں‌گا۔ تم بھی آجاؤ،، داویدوف نے ایک چھوٹی سی لڑکی کو بھی اشارہ کیا جس کے سر پر رومال تھا۔ ''گاڑی چلاؤ!،، اس نے حکم دیا اور بچوں کو اٹھاکر گاڑی پر بٹھا لیا۔ اور لڑکے کی طرف مڑا: ''تم کس گروپ میں ہو؟،،

گھوڑوں پر زین کسنے میں وہ اتنا تیز اور طاق ہوگیا کہ وہ آسانی سے گریمیاچی کے فائر بریگیڈ سے مقابلہ کرسکتا تھا - جب وہ اچھلتے ہوئے گھوڑوں کو، جو اصطبل کی زندگی سے اکتا جاتے تھے، گاڑی میں جوتنے کےلئے باھر لاتا تو چیختا ضرور : ''ھنھنانا بند کر، شیطان! یہ کوئی گھوڑی نہیں ھے تیرے پہلو میں کہ تلملایا جا رھا ھے، یہ ایک اور بانکا ھے، تیری طرح!،، اور جب وہ گاڑی میں گھوڑوں کو جوت چکتا اور خود اچھل کر اگلی نشست پر بیٹھتا تو بڑے ٹھاٹ سے کہتا : ''اچھا اب چلیں، سیر ھوجائے اور آج کی روزی بھی حلال کرلیں - جوانو، یہ ھے میری زندگی!،،

* * *

ستائیس مارچ کو داویدوف نے پہلے جتھے کے کھیتوں کے معائنے کا فیصلہ کیا - وہ دیکھنا چاھتا تھا کہ کیا واقعی یہ جتھہ اس کی ھدایت کے خلاف کونڑوں کے آرپار سراون چلانے کے بجائے ان کے ساتھ ساتھ چلا رھا ھے - یہ بات اسے لوھار اپولت شالی نے بتائی تھی - وہ کھیت گیا تھا کسی بیج بونےوالی مشین کی مرمت کرنے اور اس نے خود اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھا تھا - گاؤں واپس آتے ھی وہ انتظامیہ کے دفتر گیا اور داویدوف سے ھاتھ ملاتے ھوئے اس نے سنجیدگی سے کہا :

''پہلا جتھہ کونڑوں کے ساتھ ساتھ سراون چلا رھا ھے - اس طرح زمین برابر کرنے سے کیا ھوگا - بیکار ھے - تم خود وھاں جاؤ اور ان سے کہو کہ ٹھیک سے کام کریں - میں نے ان سے کہا لیکن وہ بھینگا شیطان ھے نا، اوشاکوف، بولا : 'تمہارا کام ھے نہائی پر ھتوڑے برسانا اور دھونکنی چلانا - ھمارے کام میں ناک گھسانے کی کوشش مت کرو - ورنہ ھم اسی پر ھل چلا دیں گے -' میں نے کہا : 'ابے او بھینگے اپنی دھونکنی چلانے سے پہلے میں تیری دھونکنی چلا دوں گا!' ھمارا جھگڑا ھوتے ھوتے رھا - ،،

داویدوف نے دادا شوکار کو بلایا : ''گاڑی تیار کرو!،،

بےصبری میں وہ خود باھر نکل گیا اور گھوڑے جوتنے میں ھاتھ بٹانے لگا - وہ کھیت کی طرف چل پڑے - بڑا بوجھل سا دن تھا - اور جنوب مغربی ھوائیں بارش کے آنے کی خبر دے رھی تھیں -

داویدوف زور سے ہنسنے لگا۔ اس نے چھوٹی بچی کو گاڑی سے اٹھایا اور نیچے اتار دیا اور دیر تک وہ فیدوت کی ٹوپی کے سرخ فیتے کو دیکھتا رہا جو دور ہوتا جا رہا تھا۔ وہ مسکرایا۔ اس کے دل میں ایک عجیب و غریب گرمی پیدا ہو رہی تھی اور آنکھوں میں نمی۔ ''ہم ان کے لئے اچھی زندگی بنا رہے ہیں۔ پکی بات!'' اس نے سوچا۔ ''فیدوت اس وقت اپنے باپ کی کزاک ٹوپی پہنے دوڑ بھاگ کر رہا ہے لیکن بیس سال میں وہ اس زمین پر بجلی کے ہل سے جتائی کرے گا۔ اس کی زندگی وہ نہیں ہوگی جو میری ماں کی موت کے بعد میری ہوئی تھی۔ میں اپنی چھوٹی بہنوں کے کپڑے دھوتا اور کپڑوں کی مرمت کرتا تھا۔ ان کے لئے کھانا پکاتا تھا اور فیکٹری بھاگتا تھا۔ اب فیدوت خوش و خرم رہیں گے۔ یہ بچے مزے کی زندگی گزاریں گے!'' اور اس نے وسیع میدانوں پر نظر دوڑائی جس پر بہار کا نرم سبز رنگ پھیلنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر کو اس نے چکاوکوں کا نغمہ سنا۔ دور اسے ایک ہلواہے کا جھکا ہوا ہیولا نظر آیا اور ایک اور ہلواہا بیلوں کے پہلو میں کونڑوں میں چل رہا تھا۔ اس نے گہری ٹھنڈی سانس لی۔ ''اب مشینیں انسان کی جان توڑ محنت کا سارا کام کریں گی... آنے والے زمانے کے لوگ بھول جائیں گے پسینے کی بو کیسی ہوتی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کاش تم اس وقت تک زندہ رہ سکتے! کاش! ذرا ایک نظر دیکھنے کو اور بس۔ ورنہ جب تم مروگے تو کوئی فیدوت نہ ہوگا جو تمہیں یاد رکھے۔ اور تم، داویدوف، تم مروگے۔ یقین مانو مروگے۔ اور جب مروگے تو بال بچوں کے بجائے اپنے پیچھے گریمیاچی پنچائتی فارم چھوڑ جاؤگے۔ اور ایک وقت آئے گا جب یہ کمیون بن جائے گا — کون جانے — ہوسکتا ہے کہ اس کا نام پوتیلوف نامی فیکٹری کے مستری کے نام پر پڑ جائے — خود تمہارے نام پر...'' داویدوف اپنے خیالات کی اس رو پر مسکرا پڑا اور شوکار سے پوچھا:

''کیوں، کتنی دیر میں پہنچیں گے؟''

''بس پلک جھپکتے میں پہنچتے ہیں!''

''بابا! یہاں تم لوگوں کی کتنی ساری زمین بے کار پڑی ہے۔ یہ بری بات ہے! دو پانچ سالہ منصوبے پورے ہوجائیں تو ہم یہاں فیکٹری بنوائیں گے۔ ہماری ساری دولت ہمارے ہاتھ میں

''پہلے میں۔''

''پہلے میں؟ تب تم کو اپنی ناک صاف کرنا چاہئے۔''

''میں نہیں کر سکتا۔ مجھے زکام جو ہے۔''

''نہیں کر سکتے؟ مطلب؟ لاؤ ناک دکھاؤ!'' داویدوف نے بڑی احتیاط سے اپنی انگلیاں پتلون پر صاف کیں اور ٹھنڈی سانس لی۔ ''آؤ اور آکر مجھ سے دفتر میں ملو۔ میں تمہیں مٹھائی دوں گا۔ چاکلیٹ۔ کبھی پہلے چاکلیٹ کھایا ہے؟''

''نہیں۔''

''تو پھر دفتر آؤ اور میں تمہیں دوں گا چاکلیٹ۔''

''مجھے نہیں چاہئے۔''

''یہ کیوں فیدوت دیمیدووچ؟''

''میرے دانت ٹوٹ رہے ہیں اور نچلے جھڑ چکے ہیں۔ دیکھو!'' لڑکے نے اپنا گلابی منہہ کھول دیا۔ واقعی دو نچلے دانت غائب تھے۔

''تو تم پوپلے ہو، کیوں فیدوت دیمیدووچ؟''

''تم خود پوپلے ہو۔''

''ہوں! دیکھ لیا نا؟''

''میرے تو پھر نکل آئیں گے۔ لیکن تمہارے نہیں نکلیں گے؟ اھا!''

''بیٹے تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو۔ میرے بھی نکل آئیں گے۔''

''گپ خوب اڑاتے ہو! بڑے لوگوں کے دانت ٹوٹتے ہیں تو پھر نہیں نکلتے۔ لیکن میں اوپروالے دانتوں سے خوب کاٹ سکتا ہوں!''

''نہیں شرط بدتا ہوں۔ نہیں کاٹ سکتے!''

''انگلی لاؤ۔ اگر یقین نہیں آتا تو لاؤ انگلی۔''

داویدوف نے مسکراتے ہوئے اپنی انگلی بڑھا دی اور اف کرتے ہوئے فوراً کھینچ لی۔ اوپر کے جوڑ پر دو دانتوں کے نیلے نشان صاف دکھائی دے رہے تھے۔

''تو پھر آؤ فیدوت۔ اب تم دو اپنی انگلی۔ اب میں کاٹوں گا،'' اس نے کہا لیکن فیدوت جھجھکا۔ پھر یکایک ٹڈے کی طرح گاڑی سے اچھلا اور یہ جا وہ جا اور ایک پیر پر پھدکتے ہوئے چلایا:

''کاٹنا چاہتے تھے نا؟ لیکن اب نہیں کاٹ سکتے!''

ھے!، اور میں اس گرم پانی میں ڈال دیا گیا — پہلے سر پھر دھڑ۔ کھال ادھڑکے رہ گئی۔ جب میں گھر پہنچا گیا تو پورے جسم پر چھالے ھی چھالے تھے۔ اس طرح میری کھال پھٹ کر رہ گئی۔ میں اتنا رویا اتنا رویا کہ اندر ھر چیز جھنجھنا کر رہ گئی... اور اس کے بعد میں ھمیشہ بدنصیبی کا شکار رھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جیسے ھی میں اس دنیا میں آیا مجھے گاؤں کی زندگی کے کھونٹے سے باندھ دیا گیا۔ میں نو کا بھی نہیں تھا کہ کتوں نے مجھے کاٹا، ایک بطخ نے مجھے چونچ ماری اور ایک بچھیڑے نے تو ایسی دولتی جھاڑی مجھ پر کہ میں دوسری دنیا کو سدھارتے سدھارتے بچا۔ اس عمر کے بعد جو کچھ میرے ساتھ ھوا وہ ایک سے ایک بڑھ کر خطرناک تھا۔ اور جب میں ابھی دس سال کا تھا تو مجھے پکڑا گیا، صحیح معنوں میں کانٹے میں پھنسایا گیا، جیسے مچھلی پھنستی ھے۔"

"کیسا کانٹا؟"، داویدوف نے حیرت سے پوچھا، وہ بڈھے کی داستان خاصی توجہ سے سن رھا تھا۔

"بس معمولی کانٹا جس سے مچھلی پکڑی جاتی ھے۔ ان دنوں ایک بہرا بڈھا رھتا تھا گریمیاچی میں۔ اس کا نام تھا کوپیر۔ جاڑوں میں وہ جال بچھا کر اور لاسہ لگا کر تیتر پکڑا کرتا تھا اور گرمیوں میں دریا کے کنارے مچھلیاں پکڑنے والے لگے لے کر غائب ھو جاتا تھا۔ ان دنوں ھمارا دریا زیادہ گہرا ھوا کرتا تھا اور وھاں لاپشینوف کی مل تھی۔ اور بندھ کے نیچے کارپ اور پایک مچھلیاں انڈے دیتی تھیں۔ اس لئے بڈھا وھاں جھاڑی کے پاس مچھلیاں پکڑنے والی بنسیاں لے کر بیٹھ جاتا تھا۔ وہ سات سات کانٹے ایک ساتھ پھینکتا تھا۔ کسی میں کیچوا لگاتا، کسی میں آٹا، بعض میں چھوٹی چھوٹی مچھلی۔ وہ پایک کو اسی طرح پکڑنا چاھتا تھا۔ اور ھم لڑکوں نے اس کے کانٹوں کو کاٹ لینے کی ایک ترتیب نکالی تھی۔ بڈھا بہرا تو تھا ھی۔ اگر اس کے کانوں میں پانی بھی ڈالا جاتا تو اس کو کچھ پتہ نہ چلتا۔ تو ھم نیچے چشمے کی طرف جاتے، جھاڑیوں کے پیچھے جا کر اپنے کپڑے بدلتے اور ھم میں سے کوئی آھستہ آھستہ پانی میں اترتا، کچھ اس طرح کہ پانی میں ھلکی سی لہر بھی نہ اٹھتی۔ پھر وہ بڑے میاں کی بنسی

رھےگی۔ بس دس سال کسی طرح ٹکے رھو، بابا، اور پھر دیکھنا لگام کے بجائے تمہارے ھاتھ میں موٹر کا اسٹیرنگ ھوگا۔ پکی بات! تب تم گیس پر اڑوگے!،،

دادا شوکار نے ٹھنڈی سانس لی۔

''اب بہت دیر ھوچکی ھے! اگر وہ لوگ مجھے چالیس سال پہلے مزدور بنا دیتے تو میں آدمی ھی دوسرا ھوتا۔ کسان کی حیثیت سے قسمت نے کبھی میرا ساتھ نہیں دیا۔ بچپن سے میری زندگی چکر کھاتی رھی ھے اور اب بھی کھا رھی ھے۔ لگتا ھے میں ھوا کی موجوں پر اڑ رھا ھوں، کبھی مجھے اٹھایا کبھی ادھر پٹکا، کبھی ادھر، چند دن اور، پھر یوں پٹکےگی کہ بس...،،

''وہ کیسے؟،، داویدوف نے پوچھا۔

''اچھا میں تمہیں سارا قصہ سناتا ھوں۔ گھوڑوں کو دوڑنے دو۔ میں تمہیں اپنی بپتا سناتا ھوں۔ تم دیکھنے میں ذرا بجھے بجھے سے لگتے ھو لیکن تم باتوں کو سمجھوگے اور تمہارے دل میں ھمدردی کا چراغ روشن ھوگا۔ میرے اوپر بڑی بڑی مصیبتیں آئیں۔ جب میں پیدا ھوا، میری ماں کی دائی نے میری مرحوم ماں سے کہا: 'تمہارا بیٹا بڑا ھوتے ھی جنرل بنےگا۔ اس میں تمام باتیں جنرل والی ھیں۔ اس کی پیشانی تنگ ھے، اور اس کا سر دیکھو بالکل کدو ھے، اور اس کا پیٹ بالکل گھڑا ھے اور آواز کتنی گہری ھے۔ ماتریونا تمہاری قسمت کا ستارہ اوج پر ھے!'، اور دو ھفتے بعد ھر بات اس عورت کی پیش گوئی کے خلاف ھونے لگی۔ میں ایودوکیا کے دن پیدا ھوا تھا۔ لیکن بہار کا نام ونشان تک نہ تھا۔ میری بوڑھی ماں نے بتایا کہ برف پگھلی نہیں تھی کہ مرغیاں پانی پیئیں، سردی سے گوریاں تک ھوا میں جم کر رہ گئی تھیں۔ لوگ مجھے نام رکھنے کی رسم ادا کرنے کےلئے توبیانسکی لےگئے۔ اب تم خود ھی سوچو — کیا یہ بات مناسب تھی کہ بچے کو اس سردی میں بپتسمہ کے حوض میں ڈال دیا جائے؟ انھوں نے پانی گرم کرنے کی کوشش کی اور گرجا کے وارڈن اور پادری پلے کی طرح پی کر دھت تھے۔ ان میں سے ایک نے بپتسمہ کے حوض میں سخت گرم پانی ڈالا اور آزما کر نہیں دیکھا کہ پانی کتنا گرم ھے۔ پھر اس کے بعد کہا گیا: 'آقا یسوع مسیح، خدا کا ایک غلام بپتسمہ کےلئے حاضر

اگلی بہار میں مجھے چند چھوٹی چھوٹی بطخوں کو ہنکا کر پون چکی لے جانا پڑا۔ وہاں ان کی نگہبانی کرنی تھی۔ پون چکی کام کر رہی تھی۔ میرے بطخ کے بچے پاس ہی چونچ مارتے پھر رہے تھے۔ اور اوپر آسمان میں چیل سنڈلا رہی تھی۔ بطخ کے بچے بڑے پیارے پیارے سے تھے، پیلے پیلے اور ایسے کہ دیکھ کر منھہ سے رال ٹپک پڑے۔ چیل ان میں سے ایک کو اچک لینا چاہتی تھی۔ لیکن بھلا میں کب موقع دینے والا تھا! میں چیل کو اڑاتا اور ڈراتا رہا: 'شو! شو! شو!'، اس کے بعد میرے یار کہیں سے آن پہنچے۔ پھر کیا تھا ہم نے پون چکی کے پنکھوں پر چڑھی گانٹھنا شروع کی۔ باری باری ہم میں سے کوئی اچھل کر ایک پنکھے کو پکڑتا اور اس کو زمین سے کوئی دو گز اوپر اٹھا لیتا۔ پھر وہ پنکھے کو چھوڑ دیتا اور دھم سے نیچے آ جاتا اس طرح کہ دوسرا پنکھا بیچ میں نہ آنے پائے۔ مگر چھوکرے — غضب کے شیطان تھے! انھوں نے ایک اور کھیل کی ٹھانی: طے پایا کہ جو پنکھے کے ساتھ سب سے اوپر جائے گا وہ ''زار،، بنے گا اور اس کو حق ہوگا کہ باقیوں پر سواری کرکے کھلیان تک جائے۔ ظاہر ہے ہم میں ہر ایک ''زار،، بننا چاہتا تھا۔ میں نے سوچا: 'اب میں سب سے زیادہ اونچا جاؤں گا!'، اور میں بطخ کے بچوں کے بارے میں سب کچھ بھول گیا۔ پنکھا مجھے لے کر اوپر اٹھا۔ میں وہاں سے دیکھتا کیا ہوں کہ چیل بطخ کے ایک بچے پر جھپٹنے والی ہے۔ میرے تو چھکے چھوٹ گئے! میں جانتا تھا کہ میری چمڑی ادھیڑ لی جائے گی اسکے لئے۔ 'ارے یارو!'، میں چیخا۔ 'ذرا چیل کو دیکھنا۔ بھگا دو ذرا چیل کو!'، اور اس چیخ پکار میں بالکل بھول گیا کہ میں پنکھے پر ہوں۔ اور جب یاد آیا تو پنکھا نہ جانے مجھے زمین سے کتنا اوپر اٹھا چکا تھا! زمین پر کودنے کے خیال سے میں بہت ڈرا۔ مگر اس سے بھی زیادہ ڈر مجھے اس کا تھا کہ نہ جانے یہ پنکھا مجھے اٹھا کر کتنا اوپر لے جائے گا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کروں تو کیا کروں۔ اور ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ پنکھے سے کچھ عجیب طرح لٹک گیا — سر نیچے اور پاؤں اوپر۔ اور جب پنکھا نیچے کی طرف جانے لگا تو میں گر پڑا۔ مجھے معلوم نہیں زمین تک پہنچنے میں مجھے کتنے سکنڈ لگے ہوں گے۔ مگر

کے نیچے تیرتا چلا جاتا، سرے سے کانٹے کو دانت سے کاٹ لیتا اور پھر تیر کر جھاڑی میں پیچھے پہنچ جاتا۔ بوڑھا اپنی ڈور کھینچتا، اس کے ہاتھ کانپتے اور وہ چلاتا: 'ایسھ شیطان مچھلی، پھر کاٹ لیا؟ خدا کی مقدس ماں!، وہ سوچتا زوردار مچھلی ہوگی اور اسے غصہ آتا کہ لو ایک اور کانٹا گیا۔ وہ اپنے کانٹے دوکان سے خریدتا تھا۔ لیکن ہمارے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے کہ کانٹے خریدا کرتے۔ اس لئے ہم بڑے میاں کے کانٹے اڑا لیا کرتے تھے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں نے ایک کانٹا کاٹ لیا اور اب دوسرے کانٹے کو کاٹنے کی سوچ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بڑے میاں اپنے چارے میں محو تھے۔ اس لئے میں نے پانی کے اندر غوطہ مارا، جلدی سے ڈور پکڑی اور کانٹا منہہ میں رکھا ھی تھا کہ اس نے بڑے زور سے ڈور کو جھٹکا دیا۔ ڈور میرے ہاتھ سے پھسل گئی اور کانٹا اوپروالے لب میں پھنس گیا۔ میں نے چیخنے کی کوشش کی لیکن منہہ میں پانی بھر گیا۔ اور وہ تھا کہ اپنی ڈور کو جھٹکے دے رہا ھے۔ مجھے باھر نکال لینے پر تلا ہوا تھا۔ اور میں سارے درد کے ٹانگیں مار رہا تھا پانی میں۔ کانٹا مجھے ایک طرف کھینچ رہا تھا۔ مجھے لگا کہ بڈھا یہ سوچ کر کہ کانٹے میں بڑی مچھلی پھنسی ھے اسے نکالنے کے لئے جال پھیلاتا ھے۔ ھاں، میں آخر میں اوپر آ گیا اور میرے منہھ سے چیخ نکل گئی۔ بڈھا ھکا بکا رہ گیا۔ اس نے اپنے اوپر صلیب کا نشان بنانے کی کوشش کی اور اس سے وہ بھی نہ ھوسکا اور اس کا چہرہ مارے خوف کے سیاہ پڑ گیا۔ وہ ڈرتا نہ تو کیا کرتا؟ وہ مچھلی پکڑنا چاھتا تھا اور کانٹے میں پھنسا کیا — ایک لڑکا! وہ وھاں تھوڑی دیر تو رکا، پھر بےتحاشا بھاگا۔ اس کی جوتیاں پاؤں سے نکل گئیں۔ اور میں ھونٹ میں کانٹا پھنسائے گھر کی طرف بھاگا۔ میرے باپ نے کاٹ پیٹ کر اسی طرح کانٹا نکالا اور میری ایسی مرمت کی کہ میں بےھوش ھو گیا۔ لیکن اس سے فائدہ کیا ھوا! میرا ھونٹ پھر ٹھیک ٹھاک ھوگیا لیکن وہ دن اور آج کا دن لوگ مجھے شوکار* پکارتے ھیں۔ یہ نام مجھ سے گوند کی طرح چپک گیا ھے — کم بخت کیا نام دیا ھے...،،

---

*شوکا — پایک مچھلی کا روسی نام ھے۔

اس نے ایک گھوڑے کی ٹانگ هڈیوں تک کاٹ کر رکھ دی اور میری جو گت بنائی، وہ مت پوچھو - میرے بھائی نے کسی طرح گھوڑوں کو روکا، ان میں سے ایک کو کھولا، مجھے اس کی پیٹھ پر ڈالا اور گاؤں پہنچایا - میں بے ھوش تھا، تغدار کی بیٹ اور گرد سے ڈھکا ھوا - وہ بدمعاش پرندہ چلتا بنا - میں بہت دنوں تک بیمار رھا - اور چھ مہینے بعد جب میں ایک پڑوسی کے یہاں سے گھر آ رھا تھا تو گاؤں کے ایک سانڈ سے جاٹکرایا - میں نے سوچا اس سے کترا کر نکل جاؤں گا - لیکن اس نے بپھرے شیر کی طرح پھنکارنا شروع کیا اور سینگ سے نشانہ بنا کر پل ھی تو پڑا مجھ پر - کیا تم سمجھتے ھو میں اس کے سینگ میں گتھا ھوا اس دنیا سے کوچ کرجاتا؟ میں نے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا شروع کیا - لیکن سانڈ نے مجھے جا لیا اور میری نچلی پسلی میں سینگ ڈال کر مجھے احاطے کے گھیرے پر دے مارا - میری پسلی کے پرخچے اڑ گئے - اگر میں سو پسلیوں کا مالک ھوتا تو پروا نہ کرتا - لیکن اس طرح تو میں ایک پسلی بھی کھونے کو تیار نہیں تھا - بالکل بیکار - اسی وجہ سے میں فوجی خدمات کے لائق نہیں رھا - مجھے جانوروں کے ھاتھوں جتنی مصیبت برداشت کرنی پڑی ھے اس کا کوئی حساب نہیں ھے - سمجھو گے مجھ پر کسی بدروح کا سایہ تھا - جو بھی کتا زنجیر سے چھوٹتا وہ یا تو سیدھا مجھ پر ٹوٹتا یا میں کہیں نہ کہیں خود اس سے جا ٹکراتا - اب کتا ھے کہ میرے کپڑے پھاڑے ڈال رھا ھے، میری ٹانگیں نوچ رھا ھے - ظاھر ھے اس سے میرا کیا بھلا ھو سکتا تھا؟ جنگلی بلیاں پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑ جاتی تھیں — اوزاچینا کھائیوں سے سڑک تک دوڑاتیں - استیپ کے میدانوں میں جنگلی سوروں نے بھی مجھے کچھ کم تختۂ مشق نہیں بنایا - ایک بار ایک سانڈ کی کرامات سے خوب پٹا میں اور جوتوں سے بھی ھاتھ دھونے پڑے - رات کو میں گاؤں میں جا رھا تھا، دونیتسکوف کے گھر کے پاس - یکایک پھر ایک سانڈ سے مڈ بھیڑ ھو گئی - سانڈ ڈکارا اور دم ھلانے لگا - میں نے سوچا : 'ارے، تمھارے جیسوں کو میں بہت بھگت چکا ھوں - ' ، اس لئے میں گھر سے چپکا رھا - لیکن ظالم میرے پیچھے پڑ گیا - اب بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور سانڈ کی سانس میری پشت پر محسوس ھورھی تھی -

مجھے لگا کہ نیچے پہنچتے پہنچتے ایک زمانہ بیت گیا۔ جب میں زمین پر گرا تو مجھے لگا کہ میں آسمان سے سیدھا ٹپکا ہوں۔ میں اچھل کر جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میری کلائی کی ھڈیاں کھال سے باھر جھانک رہی ہیں۔ اور ایسی ٹیس، ایسی ٹیس — تم کیا جانو کیسی ٹیس تھی! میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ چیل بطخ کے بچے کو چنگل میں دبوچ لے گئی۔ لیکن اس کا بھی مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ایک ھڈی بٹھانےوالے نے میری ھڈیاں بٹھا دیں۔ لیکن بیکار۔ اگلے سال پھر میں نے ان ھڈیوں کا حلیہ بگاڑکے رکھ دیا۔ اور اوپر سے ایک فصل کاٹنے کے اوزار کے چکر میں بھی آگیا۔ سنٹ پیٹر کے دن کے بعد میں اپنے بڑے بھائی کے ساتھ فصل کاٹنے گیا۔ میں گھوڑوں کی لگام پکڑکے آگے بڑھا رہا ہوں اور بھائی کٹی فصل کی بالیاں اٹھا کر رکھ رہا ھے۔ خیر، میں گھوڑوں کو آگے بڑھا رہا ہوں۔ چم‌چچڑ، ظالم مکھیاں، اوپر بھنبھنا رہی ہیں۔ سورج آسمان میں دھک دھک کر سفید ہوا جا رہا ھے۔ اتنی گرمی اور گھٹن تھی کہ میں اونگھنے لگا۔ اور میں اپنی جگہ سے لڑھکتے لڑھکتے بچا۔ اب جو آنکھ کھلتی ھے تو دیکھتا کیا ہوں کہ — ایک دڑھیل تغدار کیاری میں چابک کی طرح لہرا رہا ھے۔ میں گھوڑوں کو روک لیتا ہوں اور میرا بھائی کہتا ھے: 'میں اس کو گپتی سے دبا دوں گا!'، میں کہتا ہوں: 'نہیں ابھی اس پر جھپٹتا ہوں اور زندہ پکڑتا ہوں۔ تم رہنے دو۔'، 'تو پھر جاؤ!'، میرے بھائی نے کہا۔ اس لئے میں کود پڑا۔ میں نے تغدار کو کمر سے تھام لیا اور وہ بےتحاشا بھاگا۔ پھر اس نے پر پھیلا دئے اور میری پیشانی پر کاٹ لیا اور مجھے گھسیٹنا شروع کر دیا۔ وہ اتنا دڑ گیا تھا کہ اس نے مجھے بیٹ کرکے بالکل گندہ کر دیا۔ اور مجھے اپنے پیچھے اس طرح کھینچ رہا تھا جیسے گھوڑے کے پیچھے ھینگا چلتا ھے۔ پھر یکایک اس کے جی میں جو آئی تو پلٹ پڑا۔ گھوڑوں کی ٹانگوں سے ٹکرایا۔ بےچارے سہمے ہوئے گھوڑوں نے میرے اوپر سے چھلانگ لگا دی، نتھنے پھڑپھڑائے اور آگے بڑھ گئے۔ میں آ گیا فصل کاٹنے والے اوزار کی دھار کے نیچے۔ میرے بھائی نے جلدی سے دستہ کھینچا۔ میں پھنس گیا کھانچے میں اور دھار یہاں سے وھاں تک جھولنے لگی۔

ریوالور ہوتا تو پھر کتا ہوتا؟ قتل عام! ایک بار میں بپھر جاؤں تو، تم جانو، میں قہر ہوں قہر - اس وقت میں کتے کا خون کر دیتا، پھر تیتوک کی بیوی کو مار ڈالتا اور باقی گولیاں تیتوک کی کھوپڑی میں ٹھنڈی کر دیتا! اور وہ قتل ہوتا اور اس جرم کی سزا میں شوکار آج جیل کی ہوا کھا رہا ہوتا - اور مجھے جیل کی ضرورت نہیں - زندگی میں مجھے اور بھی بہت کچھ کرنا ہے - ہوں - تو، جناب، اس قسم کا جنرل ہوں میں - اگر آج وہ دائی زندہ ہوتی تو میں اس کو کچا چبا جاتا - کچا! کہتا، عورت، تو اب زیادہ زبان نہ چلا! کبھی کسی بچے کو یوں نہ ستانا! لو ہم تو کیمپ پہنچ گئے!،،

بتیسواں باب

رازمیوتنوف گلیارے میں کھڑا جوتوں سے کیچڑ چھڑا رہا تھا، یکایک اسکی نظر ناگولنوف کے کمرے کے دروازے کی درار سے چھنتی ہوئی روشنی کی ایک کرن پر پڑی - ''ماکار سویا نہیں ابتک - سمجھ میں نہیں آتا کیوں؟،، اس نے سوچا اور دروازہ کھولا -

ایک لیمپ جس پر اخباری کاغذ کا جلا ہوا شیڈ لگا تھا، میز پر مدھم روشنی بکھیر رہا تھا - یہ روشنی ایک کھلی کتاب پر بھی پڑرھی تھی - ماکار کا سخت بالوں‌والا سر کتاب پر جھکا ہوا تھا - اس نے دائیں ہاتھ سے رخسار کو سہارا دے رکھا تھا - بائیں ہاتھ کی انگلیاں اس کی پیشانی کی لٹوں میں کھوئی ہوئی تھیں -

''ہلو - ماکار! نیند کیوں اڑگئی تمہاری؟،،

ناگولنوف نے سر اٹھایا اور کسی حد تک ناخوشگواری سے اندرئی پر نظر ڈالی -

''یہاں کیوں آئے تم؟،،

''بس یونہی گپ ہانکنے کو آگیا - میں خلل انداز تو نہیں ہوا؟،،

''خلل‌انداز ہو یا نہ ہو — مگر بیٹھ جاؤ - اب تمہیں نکالنے سے تو رہا میں - ،،

''کیا پڑھ رہے ہو؟،،

گھر کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ اس لئے میں چمگادڑ کی طرح سیدھے اندر۔ میں نے چاروں طرف دیکھا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ میں نے سوچا کوئی میری وجہ سے جاگے گا نہیں اور میں کھڑکی سے باھر نکل جاؤں گا۔ سانڈ کے ٹلنے کی دیر تھی۔ سانڈ نے ایک دوبار پھنکارا، دیوار پر سینگ مارے، پھر چلا گیا۔ اور اب میں کھڑکی سے باھر نکلنے ھی والا تھا کہ یکایک کسی نے میرا بازو پکڑ لیا اور کوئی سخت چیز میری گردن پر گری۔ یہ مالک مکان تھا — بوڑھا دونیتسکوف۔ اس نے شور سنا اور مجھے پکڑ لیا۔ 'تو یہاں کیا کر رھا ھے چھوکرے؟'، وہ بولا۔ 'ایک سانڈ سے جان بچاکر بھاگا ھوں'، میں نے کہا۔ 'نہیں۔ نہیں!'، وہ بولا۔ 'میں خوب جانتا ھوں تمہارے سانڈوں کو! تو یہاں میری بہو الونکا کو تاکنے آیا تھا۔ ھے نا؟'، اور بڈھا لگا مجھے ٹھونکنے۔ پہلے تو میں اسے مذاق سمجھا لیکن پٹائی زیادہ کراری ھوتی گئی۔ بڈھے میں بڑی جان تھی۔ وہ کم‌بخت خود اپنی بہو پر ریجھا ھوا تھا اور اس نے مارے جلن کے میرا پچھلا دانت جھاڑکے رکھ دیا۔ پھر بولا: 'اب پھر آئےگا الونکا کے پاس؟'، میں نے کہا: 'نہیں! نہیں آؤں گا۔ لعنت ھو تم پر! تم خود ھی لٹکا لو اپنی الونکا کو صلیب کی جگہ!'، اس نے کہا: ''جوتے اتار! ورنہ دونگا دو ھاتھ اور کہ بتیسی جھڑ جائےگی!'' اس لئے میں نے جوتے اتارے اور اس کے حوالے کر دئے۔ واہ۔ اپنے اکلوتے جوتوں سے یوں بیٹھے بٹھائے ھاتھ دھونا پڑا! تھی ناعمدہ بات! اس کے بعد پورے پانچ سال الونکا میرے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی رھی۔ لیکن بھلا اس سے فائدہ؟ اسی طرح زندگی چلتی رھی۔ اب ذرا وھی وقت یاد کرو جب تم اور میں تیتوک کو بےدخل کر رھے تھے۔ آخر اس کا کتا یکایک مجھ پر ٹوٹ پڑا اور اس نے میرے کوٹ کی دھجیاں کیوں اڑا دیں؟ وہ ماکار پر یا لیوبیشکین پر بھی دانت تیز کر سکتا تھا۔ لیکن پورے صحن کا طواف کرنے کے بعد اسے مجھ پر ھی ٹوٹنا تھا۔ وہ تو خیریت گزری کہ اس کے پنجے میری گردن تک نہیں پہنچے۔ ورنہ یوں گلا دباتا کہ میں اس دنیا سے کوچ کر جاتا اور تم لوگ شوکار کا جنازہ اٹھاتے — نہیں، میں جانتا ھوں یہ سب کیوں ھوتا ھے۔ یہ سب محض اس وجہ سے ھوا کہ میرے پاس ریوالور نہیں تھا۔ لیکن اگر میرے پاس خدا نخواستہ

اڑانے لگتے ہو - یہ سب تمہارے اندر ابلتا رہتا ہے - اور تمہیں نیند نہیں آتی - تمہاری رات بری کٹتی ہے اور جب صبح کو آنکھ کھلتی ہے تو سر میں درد ہوتا ہے - پھر تم جاتے ہو اور سیاسی غلطی کرتے ہو - میں جو کچھ کہہ رہا ہوں صحیح کہہ رہا ہوں! اور جس کے بچے بھی ہیں وہ تو سمجھو پارٹی کے لئے مر چکا ہے - جب دیکھو اپنے ننھے بیٹے سے کھیل رہا ہے، وہ تو بچے کے منھہ سے آتی ہوئی دودھ کی مہک کا عادی ہوجاتا ہے - بس سمجھو اسکا قصہ پاک ہوگیا! وہ اچھی طرح لڑ نہیں سکتا - پارٹی کارکن کی حیثیت سے تو اسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے - زارشاھی کے زمانے میں جب میں جوان کزاکوں کو پڑھاتا تھا، یہ تماشے خوب دیکھ چکا ہوں - ایک لڑکا تھا بڑا تیزطرار اور زندہ دل - لیکن جب وہ رجمنٹ میں اپنی جوان بیوی سے جدا ہوکر آتا تھا تو بس گیا وہ کام سے - رات دن اپنی بیوی کے لئے ٹھنڈی سانسیں بھرتا رہتا تھا - دیکھتے دیکھتے درخت لکڑی کا کندا ہوجاتا - اس سے سوائے بدحواسی کی حرکتوں اور حماقتوں کے اور کسی چیز کی امید ہی بیکار تھی - تم اسکو فوجی قاعدہ قانون سمجھارہے ہو اور اس کی آنکھیں بٹن بنی ہوئی ہیں - لگتا ہے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے - لیکن اصل میں اس کی آنکھیں اپنے دل میں جھانک رہی ہیں - اور دل میں جوان بیوی کے چہرے کے سوا اور کچھ نہیں ہے - اور اسکا فائدہ؟ نہیں، میرے عزیز ساتھی، پہلے تم جیسے چاہتے تھے رہ لیتے تھے، لیکن اب پارٹی میں ہو - تمہیں اب ان حماقتوں سے ہاتھ اٹھالینا چاہئے - ہاں، عالمی انقلاب کے بعد — میری بلا سے جس عورت کے ساتھ جی چاہے جھک مارلینا! میں پھر پروا نہیں کرونگا - نہیں اس وقت تمہیں ساری توجہ اسی انقلاب پر دینی ہے - ،، ماکار اٹھا - ذرا ہاتھ پاؤں اور چوڑے شانے سیدھے کئے اور ہڈیاں چٹخائیں - اس نے رازمیوتنوف کے کندھے پر ہاتھ مارا اور مسکرایا، بہت ہلکے سے - ''میرا خیال ہے تم میرے پاس اس لئے آئے تھے کہ میں تمہاری آہوزاری میں شریک ہونگا، تمہارے دکھ میں حصہ بٹاؤںگا - ہاں تم میرے منھہ سے سننا چاہتے تھے: 'اندرئی، واقعی تم بڑی مصیبت میں گرفتار ہو، یار - عورت کے بغیر تمہاری زندگی مصیبت کا پہاڑ بن جائےگی - اس پر قابو پانا کتنا مشکل ہوگا - اماںیار یہی

''بس کوئی شغل چاهئے۔ ،، ماکار نے کتاب کو هاتھ سے چھپاتے هوئے رازسیوتنوف کو کریدتی هوئی نظر سے دیکھا۔

''میں نے مارینا کو چھوڑدیا۔ همیشه کےلئے...،، اندرئی نے ٹھنڈی سانس لی اور بےدلی سے اسٹول پر بیٹھ گیا۔

''یه کام تو تمهیں بهت پهلے کرلینا چاهئے تھا۔ ،،

''کیوں؟،،

''وه تمهاری راه کا روڑا تھی۔ اب زندگی جس ڈھب کی هے اس میں اپنے راستے سے تمام غیرضروری رکاوٹوں کو هٹادینا چاهئے۔ هم کمیونسٹوں کے لئے یه وقت غیرضروری معاملات میں پھنسنے کا نهیں هے۔ ،،

''اس کو غیرضروری معامله کهتے هو؟ بھائی همارا رشته محبت کا رشته تھا۔ ،،

''واه کیا خوب محبت تھی! یه محبت نهیں تھی، تمهاری گردن میں پڑی هوئی چٹان تھی۔ تم ایک میٹنگ چلارهے هو اور وه وهاں تمهیں دیکھ رهی هے اور رقابت کی آگ میں جل رهی هے۔ یه محبت نهیں پیارے، یه سزا هے۔ ،،

''تو اسکا مطلب یه هوا که تمهارے خیال میں کمیونسٹوں کو عورتوں سے کوئی سروکار نهیں هونا چاهئے؟،،

''ظاهر هے قطعی نهیں هونا چاهئے! تمهارا کیا خیال تھا! ارے بھئی جو پهلے هی شادی رچاچکے تھے ان کو تو خیر اب بھگتنا هی هے۔ مگر میں تو ایک فرمان جاری کرنا چاهتا هوں که نوجوانوں کے لئے شادی کرنا ممنوع هے۔ جو عورت کی اسکرٹ سے نتھی رهینگے وه کس قسم کے انقلابی بنیںگے؟ همارے لئے تو عورت ویسی هی هے جیسے لالچی مکھی کے لئے شهد۔ شهد میں پھنسے اور زندگی سے گئے۔ میں نے خود اسکا تجربه کیا هے۔ میں سب کچھ اچھی طرح جانتا هوں۔ شام هوئی اور آدمی کچھ پڑھنے بیٹھا۔ آخر اسے اپنے دماغ کی دهار تیز کرنی هے که نهیں۔ ادهر بیوی جاکر بستر پر دراز هوجاتی هے۔ تھوڑی دیر تو آدمی پڑھتا هے۔ پھر خود بھی بستر پر دراز هوجاتا هے۔ وه جھٹ دوسری طرف کروٹ بدل لیتی هے۔ ظاهر هے اس پر تمهارا خون جوش مارتا هے۔ یا تو تم اس سے جھگڑا شروع کردیتے هو یا پڑے پڑے سگریٹ کے کش

''کیا — کیا تم ان لوگوں کی طرح پڑھنے اور باتیں بھی کرنے لگے؟''

اور ناگولنوف نے دل ھی دل میں فخر محسوس کرتے ھوئے جواب دیا :

''نہیں ابھی بات تو نہیں کرسکتا ۔ یہ کام فوراً نہیں ھوجاتا ۔ لیکن جہانتک باقی باتوں کا تعلق ھے — مختصر یہ ھے کہ چھپی ھوئی باتیں میری سمجھ میں آنے لگی ھیں ۔ چوتھا مہینہ ھے مجھے اس کو پڑھتے ھوئے ۔''

''مشکل کام ھے؟'' رازمیوتنوف نے پوچھا، وہ کبھی ماکار کو گھورتا اور کبھی بیساختہ احترام کے ساتھ کتاب پر نظر ڈالتا ۔

ماکار نے جو دیکھا رازمیوتنوف اس کے مطالعے میں ایسی گرمجوشی سے دلچسپی لےرھا ھے تو احتیاط اور ضبط کو بالائے طاق رکھ کر اس کو بڑے شوق سے بتانے لگا :

''مشکل؟ ناممکن معلوم ھوتا ھے! ان تین مہینوں میں کل آٹھ لفظ زبانی یاد ھوئے ھیں ۔ لیکن یہ زبان کچھ ھماری زبان سے ملتی‌جلتی ھے ۔ انھوں نے بہت سے لفظ ھماری زبان سے لئے ھیں ۔ البتہ ھر لفظ کا آخری ٹکڑا اپنا لگالیا ھے ۔ مثال کے طور پر، ھم ''پرولتاریہ'' کہتے ھیں اور وہ بھی یہی کہتے ھیں ۔ بس فرق آخر کے ٹکڑے میں ھے ۔ ان کے یہاں ''انقلاب'' کے لئے بھی وھی لفظ ھے ۔ اور ''کمیونزم'' کے لئے بھی ۔ وہ ھر لفظ کے آخر میں ایک پھنکارسی شامل کردیتے ھیں، جیسے انہیں الفاظ پر غصہ آرھا ھو ۔ لیکن ان الفاظ کے بغیر کام نہیں چل سکتا ۔ یہ الفاظ ایسے ھیں جنھوں نے ساری دنیا میں جڑ پکڑلی ھے ۔ اور آپ چاھیں نہ چاھیں یہ الفاظ استعمال کئے بنا کام نہیں چل سکتا ۔''

''اچھا تو تم یہ پڑھ رھے ھو؟ ایں؟ لیکن ماکار تمھیں اس زبان کی ضرورت کیا آن پڑی؟'' رازمیوتنوف نے آخر پوچھ ھی لیا ۔

ماکار نے بڑی اونچائی سے مسکراتے ھوئے جواب دیا :

''اندرئی، تم بڑے عجیب سوال کرتے ھو! تم کتنے کندذھن ھو ۔ میں کمیونسٹ ھوں ۔ ھوں نا؟ انگلستان میں بھی سوویت اقتدار قائم ھوگا ۔ ھوگا یا نہیں؟ تم سر ھلارھے ھو جس کے معنی ھیں، ھوگا ۔ کیا ھمارے یہاں ایسے روسی کمیونسٹوں کی تعداد بہت زیادہ

سننا چاھتے تھے نا؟ نہیں اندرئی تم مجھ سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں سن سکتے۔ میں خوش ھوں کہ تم نے اس سارجنٹ کی بیوہ سے چھٹکارا حاصل کرلیا۔ مجھے ھی لے لو، میں نے لوشکا کو طلاق دیدی اور میں اس وقت ایسا محسوس کررھا ھوں جیسے زمانہ میری ٹھوکر میں ھے۔ کوئی مجھے پریشان نہیں کرتا، میں تو اسوقت ایک تیز سنگین کی طرح ھوں۔ میری سنگین کی نوک کولاکوں کے خلاف اور کمیونزم کے تمام دشمنوں کے خلاف اپنا کام کررھی ھے۔ مجھے اب پڑھنے پڑھانے کا وقت مل جاتا ھے، مجھے خود کو تعلیم دینے کی فرصت مل جاتی ھے۔"

"اوہ! کون سے شاندار علم پر عبور حاصل کررھے ھو ان دنوں؟" رازمیوتنوف نے تیکھے طنز کے ساتھ پوچھا۔

ماکار کی باتوں سے اسے سخت صدمہ پہنچا تھا۔ ماکار نے اس کے دکھ میں ھمدردی دکھانے کے بجائے جس طرح کھلم کھلا اس خبر پر خوشی کا اظہار کیا تھا اور شادی کے بارے میں جس قسم کی گہرافشانی کی تھی وہ سب اندرئی کو بڑی احمقانہ معلوم ھوئی تھی۔ ماکار یہ باتیں جس یقین کے ساتھ کہہ رھا تھا، اسے سن کر اندرئی یہ سوچنے پر مجبور ھوگیا تھا کہ کتنی اچھی بات ھے کہ خدا گنجے کو ناخن نہیں دیتا۔ اگر ماکار کے ھاتھ میں اقتدار ھوتا تو نہ جانے وہ کیا گل کھلاتا۔ وہ زندگی کو سر کے بل کھڑا کردیتا۔ کون جانے یہ فیصلہ سنادیتا کہ تمام مردوں کو آختہ کردیا جائے تاکہ وہ سوشلزم کی راہ سے بھٹک نہ سکیں۔

"میں کیا پڑھ رھا ھوں؟" ماکار نے دھرایا اور کتاب بند کردی۔ "انگریزی زبان۔"

"کیا؟"

"انگریزی زبان۔ اس کتاب سے آدمی خود زبان سیکھ سکتا ھے۔"

ناگولنوف نے اندرئی کو تیکھی نظر سے دیکھا۔ اس کو ڈر تھا کہ اسے اندرئی کے چہرے پر تمسخر کی جھلک دکھائی دےگی۔ لیکن اندرئی یہ غیرمتوقع بات سن کر کچھ ایسا حیران ھوگیا تھا کہ اس کی برھم نگاھوں میں ناگولنوف کو حیرت کے سوا اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔

گیا۔ اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلتے رہے، اسے پسینہ آرہا تھا، اس کی گھنی بھویں چڑھی ہوئی تھیں۔ وہ ڈھائی بجے تک یونہی بیٹھا رہا۔

اگلے دن وہ صبح سویرے جاگا، دو گلاس دودھ پیا اور اس کے بعد پنچائتی‌فارم کے اصطبلوں کی راہ لی۔

''میرے لئے ذرا ایک جاندار گھوڑا لاؤ،، اس نے ڈیوٹی‌والے آدمی سے کہا۔

وہ شخص چمپئی رنگ کا ایک گھوڑا نکال کر لایا۔ یہ گھوڑا اپنی مستعدی اور تیزرفتاری کے لئے مشہور تھا۔ اس شخص نے پوچھا:

''کیا دور جانا ہے؟،،

''ضلع تک، داویدوف سے کہنا میں آج رات کو آجاؤں‌گا۔،،

''گھوڑے پر یا گاڑی پر؟،،

''گھوڑے پر، زین نکالو۔،،

ساکار نے گھوڑے پر زین کسی، اس کے منہہ میں شاندار لگام لگائی جو کبھی تیتوک کی ملکیت تھی۔ اس نے اپنے منجھے ہوئے پیر کھردری رکابوں میں ڈالے۔ گھوڑا کچھ ناچنے کے انداز میں دوڑنے لگا۔ لیکن پھاٹک سے باھر نکل کر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ اس کے گھٹنے مڑے اور وہ گرتے گرتے بچا، پھر سنبھلتے ہوئے بڑی تیزی سے تڑپا اور تن کر سیدھا ہوگیا۔

''کاسریڈ ناگولنوف واپس آجاؤ۔ شگون اچھا نہیں ہے!،، دادا شوکار جو پھاٹک میں داخل ہورہا تھا وھیں سے چلایا اور اچھل کر گھوڑے کے راستے سے ھٹ گیا۔

لیکن ساکار نے جواب نہیں دیا، گھوڑے کو دوڑایا اور گاؤں سے نکل کر بڑی سڑک پر آگیا۔ گاؤں سوویت کے پاس کوئی پندرہ بیس عورتیں بڑے جوش وخروش کے ساتھ کسی چیز کے بارے بات چیت کررھی تھیں۔

''اے چہکتی بلبلو، راستے سے ھٹو۔ ورنہ میں گھوڑا تم پر چڑھا دوں‌گا!،،

عورتیں خاموشی سے سڑک سے ھٹ گئیں۔ لیکن جب وہ گھوڑا دوڑاتا دور نکل گیا تو اس کے کان میں کدورت بھری، پھنسی پھنسی

ہے جو انگریزی بول سکتے ہیں؟ میرے خیال میں تو ایسا نہیں ہے۔ انگریز بورژوا طبقے نے ہندوستان پر قبضہ جما رکھا ہے، کوئی آدھی دنیا ان کے چنگل میں ہے۔ وہ مختلف کالے لوگوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ یہ کس قسم کا گورکھدھندا ہے؟ ایک دن وہاں بھی سوویت اقتدار ہوگا۔ لیکن بہت سے انگریز کمیونسٹ ہوں گے جن کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ طبقاتی دشمن اپنی ننگی شکل میں کیسا ہوتا ہے۔ وہ اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس دشمن کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ تب میں کہونگا کہ مجھے وہاں بھیجا جائے۔ میں انکو سب کچھ سکھاؤں گا۔ اور چونکہ مجھے انکی زبان معلوم ہوگی اس لئے جاتے ہی میں ان کو پڑھانے کا کام شروع کردوں گا: 'تمہارے یہاں انقلاب ہوگیا ہے؟ تم کمیونزم کےلئے لڑ رہے ہو؟ جوانوں، جٹ جاؤ اس کام میں۔ ان سرمایہ داروں اور جنرلوں کو کچل دو! ۱۹۱۷ء میں، ہم اتنے ناتجربہ کار تھے کہ ہم نے روس میں ان کو آزاد چھوڑدیا۔ اور بعد میں انہوں نے ہماری بیخ کنی شروع کردی۔ ان کو کچل دو تاکہ بعد میں تم کو پچتانا نہ پڑے۔ تاکہ آخر میں سب ٹھیک ٹھاک ہوجائے!،، ماکار نے نتھنے پھلائے اور رازمیوتنوف کو آنکھ ماری۔ ''اسی لئے مجھے ان کی زبان کی ضرورت ہے سمجھے؟ میں رات رات بھر کتاب پر جھکا رہوں گا، میں اپنی صحت کا ناس کرلوں گا۔ لیکن...،، اس نے اپنے چھوٹے اور گھنے دانتوں کو بھینچتے ہوئے کہا: ''میں یہ زبان سیکھ کر دم لوں گا! میں عالمی انقلاب دشمن قوتوں سے دوٹوک بات کروں گا! وہ کانپیں گے۔ وہ ابھی سے کانپ رہے ہیں۔ چوھے! ماکار ناگولنوف کے ہاتھوں انہیں... ہوں۔ وہ اوروں کی طرح نہیں ہوگا۔ وہ ان پر ترس نہیں کھائے گا۔ 'تم نے برطانوی محنت کش طبقے کا خون چوسا ہے، ہندستانیوں کا خون، اور دوسری مظلوم قوموں کا خون؟ تم نے دوسروں کی محنت لوٹی ہے؟ اٹھو — اور اس دیوار کے سامنے کھڑے ہوجاؤ!، اور پھر وہی ہوگا جو ہونا ہے! میں سب سے پہلے وہی الفاظ یاد کروں گا تاکہ وقت آنے پر بےدھڑک کہہ سکوں۔،،

وہ آدھے گھنٹے تک مختلف چیزوں کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد آندرئی رخصت ہوا اور ناگولنوف کتاب پر جھک

میں جانے کو تیار نہیں ھیں۔ اور اگر چلے بھی گئے تو کام جی لگاکر نہیں کرتے۔ ،،

ضلع کمیٹی کے سکریٹری نے پنسل سے پانی کی بوتل کو کھٹکھٹایا :

''وقت ختم!،،

''ساتھیو، میں بس ختم ھی کررھا ھوں۔ تجزیہ کرچکا۔ اب نتائج پر غور کرنا ھے۔ جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ھوں زمین کے شعبے کے اعدادوشمار کے مطابق، بوائی کے پہلے پانچ دنوں کے دوران ضلع میں صرف ۹۰۸ ایکڑ زمین پر بوائی ھوئی ھے۔ میں یہ ضروری سمجھتا ھوں کہ ضلع کے تمام سرگرم سیاسی کارکنوں کو حرکت میں لایا جائے اور پنچائتیفارموں میں کام کرنے کے لئے روانہ کیا جائے۔ میری رائے میں، ھمیں چاھئے کہ ممبروں کو پنچائتیفارم چھوڑنے سے باز رکھنے کے لئے سارے جتن کریں اور انتظامی بورڈ اور پارٹی گروپ کو ھدایت دیں کہ پنچائتی کسانوں کو سمجھانے بجھانے کا کام جاری رکھیں اور اس بات پر زور دیں کہ پنچائتی کسانوں کو وسیع معلومات بہم پہنچائی جائیں... انہیں ذرا وسیع تصویر دکھانی چاھئے۔ مطلب یہ کہ انہیں معلوم تو ھو کہ ریاست پنچائتیفارموں کو کیا فائدے پہنچاتی ھے۔ کیوں کہ بہت سی جگہوں میں انہیں یہ باتیں بالکل بتائی ھی نہیں گئی ھیں۔ بہت سے پنچائتی کسان ھیں جن کو یہی نہیں معلوم کہ پنچائتی فارموں کو کتنے قسم کے قرضے دئے جاتے ھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ میں مندرجہ ذیل تجویز پیش کرتا ھوں: ھمیں ایسے واقعات کی فوراً چھان‌بین کرنی چاھئے جن میں لوگوں نے انتہا پسندی کا جرم کیا ھے اور جن کی بدولت ھمارے لئے آج یہ ناممکن ھوگیا ھے کہ ھم بوائی کا کام ٹھیک طرح پورا کرسکیں۔ یہ وہ لوگ ھیں جن کو مرکزی کمیٹی کی ۱۰ مارچ کے فیصلے کے مطابق اپنے عہدوں سے برطرف کردینا چاھئے۔ میں یہ تجویز رکھتا ھوں کہ ایسے لوگوں کے بارے میں فوراً تفتیش کی جائے اور انکو پارٹی کے سامنے سختی سے جواب دہ قرار دیا جائے۔ مجھے بس اتنا ھی کہنا ھے۔ ،،

''بیگ‌لیخ کی رپورٹ پر کسی کو کچھ کہنا ھے؟،، سکریٹری نے حاضرین پر نظر ڈالتے ھوئے پوچھا مگر دانستہ ناگولنوف سے نظر چرا گیا۔

سی آواز پڑی : ''دیکھو تو حرامزادے کو کہیں خود ھی گھوڑوں کی ٹاپوں سے نہ کچلا جائے! ارے کہیں ایسا نہ ھو کہ تمھارا گھوڑا خود تمھیں لے کر افق کے اس پار چلا جائے! یہی ھوگا ایک دن!،،

* * *

ضلع پارٹی کمیٹی کے بیورو کی میٹنگ گیارہ بجے شروع ھوئی۔ ایجنڈے پر خاص چیز ضلع زمین کے شعبے کے چیف بیگ‌لیخ کی رپورٹ تھی جو بوائی کے پہلے پانچ دن کے کام پر تیار ھوئی تھی۔ بیورو کے ممبروں کے علاوہ میٹنگ میں ضلع کنٹرول کمیشن کے صدر ساموخین اور ضلع کے سرکاری وکیل بھی شریک ھوئے۔

''تمھارا معاملہ متفرق باتوں میں رکھا جائیگا۔ جانا مت،، تنظیمی شعبے کے مینجر خوموتوف نے ناگولنوف کو آگاہ کیا۔

بیگ‌لیخ کی رپورٹ آدھے گھنٹے جاری رھی اور ماحول پر تناؤ اور خاموشی طاری تھی۔ ضلع کے بعض علاقوں میں ابھی بوائی شروع بھی نہیں ھوئی تھی حالاں‌کہ زمین کی حالت بہت اچھی تھی۔ بعض گاؤں سوویتوں نے بیج کا غلہ جمع کرنیکا کام تک پورا نہیں کیا تھا۔ وائسکووائی میں پنچائتی فارم کے سابق ممبروں نے بیج کا قریب قریب سارا اناج لے لیا تھا۔ اولخواتسکی میں پنچائتی فارم کے انتظامی بورڈ نے خود ھی سابق ممبروں کو بیج کا غلہ دیا تھا۔ مقرر نے بڑی تفصیل سے بوائی کے کام میں سستی اور کوتاھی کے اسباب پر روشنی ڈالی اور آخر میں کہا :

''ساتھیو، اس بات میں شبہہ نہیں ھوسکتا کہ بوائی میں ھمارے یوں پچھڑ جانے کی، بلکہ کہنا چاھئے صفر کے نشان پر یوں اٹک کر رہ جانے کی وجہ یہ حقیقت ھے کہ بہت سی گاؤں سوویتوں میں پنچائتی‌فارم مقامی عہدیداروں کے دباؤ سے قائم ھوئے ھیں۔ یہ وہ کارکن ھیں جو پنچائتی‌فارم قائم کرنے کے ھمارے فیصلے کو بڑھ چڑھ کر پورا کرنے کے جوش میں تھے۔ جیسا کہ آپ جانتے ھیں بعض جگہ تو بعض لوگوں کو پستول سے ڈرا دھمکا کر پنچائتی‌فارم کا ممبر بنانے کی کوشش کی گئی ھے۔ اب یہ ڈگمگاتے ھوئے پنچائتی‌فارم ریت کی دیوار کی طرح ڈھیر ھوتے جارھے ھیں۔ ایسے ھی پنچائتی‌فارموں میں ھمیں اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑرھا ھے کہ ممبر کھیتوں

''فیصلہ بیورو کریگا،، سکریٹری نے رکھائی سے جواب دیا۔ باقی سبھوں نے ساکار کی سوالیہ نظروں سے کتراتے ہوئے دوسری طرف منہہ پھیرلیا۔ جہاں تک ان کا تعلق تھا اس کے معاملے کا فیصلہ پہلے سے ہی ہوچکا تھا۔ صرف ملیشیا کے چیف بالابین نے مسکرا کر دیکھا اور گرمجوشی کے ساتھ اس سے ھاتھ ملایا۔

''گھبراؤ مت، ناگولنوف! تم نے بھاری غلطی کی، کافی گڑبڑ مچائی اور ہر چیز کو گڈمڈ کرکے رکھدیا۔ لیکن هم میں سے کوئی بھی سیاست میں ابھی بہت منجھا ھوا نہیں ھے۔ تم سے بھی زیادہ سمجھدار لوگوں نے غلطیاں کی ھیں!،، اس نے اپنا سمندری پتھر کی طرح چکنا اور سخت گول سر گھمایا، سرخ رنگ کی کوتاہ گردن سے پسینہ پونچھا اور تاسف کے انداز میں ھونٹ بھینچ لئے۔ اس سے ساکار کی کچھ ھمت بندھی اور بالابین کی طرف دیکھ کر وہ تشکر کے ساتھ مسکرایا، اسے محسوس ھوا کہ اس شخص کی نظر اس کے دل میں اتر گئی ھے، وہ اسے خوب سمجھتا ھے اور اس سے ھمدردی رکھتا ھے۔

''شاید یہ لوگ مجھے بڑی سختی سے سرزنش کریں گے اور مجھ سے سکریٹری کا عہدہ چھین لیں گے،، اس نے سوچا اور بےچینی کے ساتھ ساموخین کی طرف دیکھا۔ یہ ٹھنگنا سا آدمی، جو طلاق برداشت ھی نہیں کرسکتا تھا، اسے سب سے زیادہ پریشان کررھا تھا۔ اور جب ساموخین نے اپنے تھیلے سے ایک موٹا سا فولڈر نکالا تو اس کے دل میں تشویش کی ایک دردانگیز لہر دوڑ گئی۔ اس کا دل زور سے دھڑکا۔ سر میں خون سرسرانے لگا۔ کنپٹیاں جلنے لگیں اور اس کے گلے میں دبی دبی سی مدھوشی اور اضمحلال کی کیفیت پیدا ھوئی۔ اس پر جب کبھی دورہ سا پڑنے والا ھوتا تو یہی کیفیت ھوجاتی تھی۔ ''نہیں یہ دورہ اس وقت نہیں پڑنا چاھئے!،، اس نے ساموخین کی مدھم مگر پرعزم آواز سنتے ھوئے سوچا۔

''میں نے ضلع کمیٹی اور ضلع کنٹرول کمیشن کی ھدایات پر اس معاملے کی چھان‌بین کی۔ میں نے مذکورہ ناگولنوف سے پوچھ گچھ کی۔ ان پنچائتی کسانوں اور نجی کاشتکاروں سے بھی بات‌چیت کی جو اس کی بےراہ‌روی کا شکار ھوئے تھے۔ اس بات چیت کی بنیاد پر، اور گواھوں کی شہادتوں کی بنیاد پر، میں نے مندرجہ‌ذیل نتائج اخذ

''اس پر اور کچھ نہیں کہنا ہے۔ تصویر کافی صاف ہے'' بیورو کے ایک ممبر نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔ وہ ضلع سلیشیا کا چیف تھا۔ خوب ہٹا کٹا، دیکھنے میں فوجی آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اس کو مستقل پسینہ آرہا تھا۔ اور اس کے گھٹے ہوئے سر پر زخم کے انگنت نشان چمک رہے تھے۔

''کیا ہم بیگ‌لیغ کے اخذ کئے ہوئے نتائج کو اپنے فیصلے کی بنیاد بنائیں؟'' سکریٹری نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔''

''اب ناگولنوف کے بارے میں۔'' میٹنگ کے دوران میں پہلی بار سکریٹری نے ماکار پر نظر ڈالی اور بھٹکتی ہوئی سی کبیدہ نگاہوں سے اسکا جائزہ لیا۔ ''آپ لوگ جانتے ہی ہیں کہ گریمیاچی پارٹی گروپ کے سکریٹری کی حیثیت سے ناگولنوف پارٹی کے خلاف بہت سے سخت جرائم کا مرتکب ہوا ہے۔ پنچائتی‌فارم قائم کرنیکی مہم اور بیج کا غلہ جمع کرنیکی مہم کے دوران اس نے ضلع کمیٹی کی ہدایت کے خلاف بائیں بازو کی انتہا پسندی کی راہ اختیار کی۔ ایک درمیانے نجی کسان کو ریوالور سے مارا اور پنچائتی‌کسانوں کو ایک ٹھنڈے کمرے میں نظربند کرکے رکھا۔ کامریڈ ساموخین خود گریمیاچی گئے اور ان کو پتہ چلا کہ ناگولنوف نے نہایت بے دردی سے انقلابی قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور پارٹی لائن کو نہایت مذموم طریقے سے مسخ کیا ہے۔اب ہمیں معلوم کرنا ہے کہ اس سلسلے میں ساموخین کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کامریڈ ساموخین، بیورو کو بتائیے کہ ناگولنوف کی مجرمانہ سرگرمی کے بارے میں آپ نے کیا معلومات حاصل کی ہیں۔'' سکریٹری نے اپنے پھولے پھولے پپوٹے جھکائے اور کہنیاں میز پر ٹکادیں۔

ضلع کمیٹی میں قدم رکھتے ہی ناگولنوف کو اندازہ ہوگیا تھا کہ اسکے معاملات خاصے بگڑے ہوئے ہیں اور نرمی یا مروت کی توقع فضول ہے۔ سکریٹری نے اسکا خیرمقدم غیرمعمولی سردمہری سے کیا تھا اور فوراً ضلع انتظامی کمیٹی کے صدر سے مخاطب ہوگیا تاکہ اس سے مزید گفتگو نہ کرنی پڑے۔

''میرا معاملہ کس رنگ میں ہے کورچ‌ژنسکی؟'' ماکار نے کسی قدر جھجھکتے ہوئے اس سے پوچھا۔

ملکیت کی حالت کی روشنی میں اس کا شمار کولاکوں میں نہیں هوسکتا تھا۔ بہرحال اسکے خلاف یه قدم ناگولنوف کے اثر سے اٹھایا گیا، اس بنا پر که گائیف نے ۱۹۲۸ء میں ایک کھیت مزدور اپنے یہاں رکھ لیا تھا۔ لیکن یه مزدور کون تھا؟ ساتھیو یه ''مزدور،، ایک لڑکی تھی، وهیں کی، گریمیاچی لوگ کی۔ اسے فصل کی کٹائی کے موسم میں کام پر لگا لیا گیا تھا۔ گائیف نے اس کو کام پر اسلئے لگایا تھا کیونکه گائیف کا بیٹا ۱۹۲۷ء کی خزاں میں فوجی خدمات انجام دینے کےلئے سرخ فوج میں بلالیا گیا تھا۔ اور گائیف، جس کے بہت سے بچے تھے، اکیلا سارا کام نہیں سنبھال سکتا تھا۔ سوویت قانون کے تحت اس قسم کی محنت و مزدوری کے خلاف کوئی دفعه نہیں هے۔ گائیف نے اس مزدور لڑکی کو ٹھیکے کی بنیاد پر کام پر لگایا اور اسکی پوری اجرت ادا کی۔ ساتھیو، میں نے اس حقیقت کی چھان‌بین اور تصدیق خود کی هے۔ اس کے علاوہ ناگولنوف اپنی جنسی زندگی میں بڑی بے راہ روی سے کام لیتا هے۔ یه ایک اور پہلو هے جس سے اسکے کردار کے بارے میں رائے قایم کرنے میں مدد مل سکتی هے۔ ناگولنوف نے اپنے بیوی کو طلاق دےدی هے، یا شاید طلاق بھی نہیں دی یونہی بیوی کو گھر سے نکال دیا هے، کتے کی طرح گھر سے نکال باهر کیا هے۔ اور اسکو نکالنے کی واحد وجه یه معلوم هوتی هے که شاید گریمیاچی گاؤں کا کوئی نوجوان اس پر ریجھا هوا تھا۔ مختصر یه که ناگولنوف نے گاؤں کی افواهوں کا فائدہ اٹھاکر اس کو گھر سے نکال دیا تاکه اس کے هاتھ بندھے نه رهیں۔ اب وہ کس قسم کی جنسی زندگی گذار رهاهے یه تو مجھے معلوم نہیں لیکن تمام حالات اور واقعات یه ثابت کرتے هیں که وہ اسوقت غیرعورتوں کے ساتھ حرام کاری کرکے اپنی زندگی بسر کررها هے۔ ورنه اپنی بیوی کو گھر سے نکالنے کی کیا وجه هوسکتی هے؟ ناگولنوف کی مکان مالکن نے مجھے بتایا هے که وہ روزانه رات کو دیر سے گھر لوٹتا هے۔ وہ کہاں جاتا هے مالکن کو معلوم نہیں۔ لیکن ساتھیو، هم جانتے هیں اور سمجھتے هیں وہ کہاں جاتا هوگا! هم بچے نہیں هیں اور هم جانتے هیں که ایسا شخص، جس نے بیوی کو نکال دیا هو کہاں جاتا هے اور جاسکتا هے۔ وہ طرح طرح کی عورتوں کے ساتھ گلچھرے اڑاکر اپنا دل بہلارها هے... هم جانتے

کئے : اس میں کوئی شک نہیں کہ ناگولنوف اس اعتماد کی لاج نہیں رکھ سکا جو پارٹی نے اس پر کیا تھا۔ اس نے اپنے عمل سے پارٹی کو زبردست صدمہ پہنچایا ہے۔ مثلاً پنچائتی فارم میں کسانوں کو شامل کرنے کی مہم کے دوران، فروری میں، وہ گاؤں کے گھروں میں گیا اور وہاں کے باسیوں کو ریوالور سے ڈرا دھمکا کر پنچائتی فارم میں شامل ہونے پر مجبور کیا۔ اس طرح اس نے سات درمیانے کسانوں کو پنچائتی فارم میں ''بھرتی کیا،،۔ یہ وہ الزام ہے جس سے ناگولنوف نے بھی انکار نہیں کیا۔،،

''وہ سب ہمارے دشمن تھے، پکے سفید لوگ!،، ناگولنوف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا۔

''میں نے تم کو بولنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ خاموش!،، سکریٹری نے سختی سے اس کی بات کاٹ دی۔

''...دوسرے، بیج کا جمع کرنے کی مہم کے دوران اس نے ایک درمیانے نجی کسان کو ریوالور سے ایسی چوٹ پہنچائی کہ وہ بیہوش ہوگیا اور یہ حرکت پنچائتی کسانوں اور گاؤں سوویت کے ممبروں کے سامنے کی جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ اس درمیانے کسان کو اس لئے پیٹا گیا تھا کہ اس نے بیج کے ذخیرے کے لئے فوراً غلہ دینے سے انکار کیا تھا۔،،

''شرم کی بات ہے!،، سرکاری وکیل نے بلند آواز میں کہا۔

ناگولنوف نے گلے کو ہاتھ سے رگڑا اور زرد پڑگیا لیکن منہہ سے بولا کچھ نہیں۔

''ساتھ ہی پرانے زمانے کے مقامی پولیس چیف کی طرح اسی رات اس نے تینوں کسانوں کو ایک ٹھنڈے کمرے میں بند کردیا اور انکو رات بھر وہیں بند رکھا اور ساتھ ہی انکو ریوالور سے دھمکی دی کیونکہ انہوں نے فوراً بیج کا غلہ دینے سے انکار کردیا تھا...،،

''نہیں میں نے انہیں دھمکی نہیں دی تھی...،،

''کامریڈ ناگولنوف، میں محض اس بات کی رپورٹ دے رہا ہوں جو انہوں نے مجھ سے کہی اور میں تم سے کہتا ہوں بیچ میں میری بات مت کاٹو۔ ناگولنوف کے اصرار پر، درمیانہ کسان گائیف، ملکیت سے بےدخل اور جلاوطن کیا گیا۔ حالانکہ وہ اپنی ملکیت سے بےدخل کئے جانے کا مستحق نہیں تھا، کیونکہ اس کی

کو دیکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ بوائی کا یہ کام پورا نہیں کیا جاسکے گا۔ ضلع کنٹرول کمیشن کا فرض ہے کہ پارٹی کو مذموم و پست عناصر سے اور ہر قسم کے موقع پرستوں سے پاک کرے جو ہماری عظیم تعمیرات میں رخنہ ڈالتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ کمیشن ناگولنوف کے معاملے سے ضروری نتائج اخذ کریگا۔،،

''بس؟،، سکریٹری نے پوچھا۔

''ہاں۔،،

''اب ہمیں ناگولنوف کی بات سننا ہے۔ بولو، ناگولنوف۔،،

ساموخین کی تقریر کے آخری جملے سن کر ماکار کے دل میں غصے کا جو بگولا سا امڈا تھا، یکایک غائب ہوگیا۔ اب اسکے چہرے پر اس غصے کا کوئی نشان تک نہ تھا بلکہ اسکی جگہ بےیقینی اور خوف کی کیفیت تھی۔ ''یہ لوگ میرے ساتھ کیا سلوک کررہے ہیں؟ ایسا سلوک کیسے کرسکتے ہیں یہ لوگ؟ اف یہ مجھے ختم کردینا چاہتے ہیں،، اس نے چکراتے ہوئے سوچا اور میز کی طرف بڑھا۔ ساموخین کی تقریر کے دوران اسکے ذہن نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی جو تیاریاں کی تھیں ختم ہوگئیں۔ دماغ میں عجیب خلا سا پیدا ہوگیا تھا۔ اور ایک بھی مناسب لفظ نہیں مل رہا تھا جس سے اپنی بات شروع کرسکتا۔ نہ جانے اسکو کیا ہورہا تھا۔

''ساتھیو، میں پارٹی میں انقلاب کے شروع سے ہوں۔ میں نے سرخ فوج میں خدمات انجام دی ہیں...،،

''ہمیں وہ سب معلوم ہے۔ اصل موضوع پر بات کرو!،، سکریٹری نے نہایت بےصبری سے مداخلت کی۔

''میں تمام محاذوں پر سفید دستوں کے خلاف لڑا۔ اور پہلی گھوڑسوار فوج میں... مجھے.... تمغہ ملا تھا...،،

''اصلی نکتے پر بات کرو!،،

''کیا یہ نکتہ نہیں ہے؟،،

''ناگولنوف، کترانے کی کوشش مت کرو! پچھلی خدمات کی دھائی دینے کی ضرورت نہیں ہے!،، ضلع انتظامی کمیٹی کے صدر نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''کامریڈ کو بولنے کا موقع تو دو! اس طرح اسکا منھہ بند

ہیں! ساتھیو، یہ ہیں ایک سورما کے وہ شاندار کارنامے (ساموخین اپنی الزام‌تراشی کے اس نکتے پر پہنچ کر نہایت کٹیلے طنز کے ساتھ مسکرایا) جو حددرجہ ناکام گروپ سکریٹری ناگولنوف نے مختصر سی مدت میں انجام دئے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوا؟ اور اس چال‌چلن کی جڑیں کہاں ہیں؟ بات صاف ہے ناگولنوف کی یہ حرکتیں کامیابی کے نشے میں چور ہونا نہیں ہے، جس کا ذکر ہمارے لیڈر کامریڈ استالن نے بڑی دانائی سے کیا ہے، بلکہ ہم یہاں جس چیز سے دوچار ہیں وہ ہے محض بائیں‌بازو کی شدت پسندی اور جنون، پارٹی کی عام لائن پر حملہ۔ مثال کے طور پر، ناگولنوف نے نہ صرف درمیانے کسانوں کو اپنی ملکیت سے بےدخل کرنے کا بہانہ ڈھونڈا اور ریوالور دکھاکر انھیں پنچائتی‌فارم میں شامل ہونے پر مجبور کیا، بلکہ اس نے یہ فیصلہ بھی کرالیا کہ گھریلو مرغیوں اور دودھ دینےوالے اور چھوٹے چھوٹے مویشیوں کو بھی پنچائتی‌فارم میں شامل کرلیا جائے۔بعض پنچائتی کسانوں کے بیان کے مطابق اس نے پنچائتی فارم میں انتہائی ظالمانہ نظم و ضبط قائم کرنے کی کوشش کی۔،،

''مرغیوں اور چھوٹے مویشیوں کے بارے میں ضلع کمیٹی کی طرف سے کسی قسم کی ہدایات جاری نہیں کی گئی تھیں،، ناگولنوف نے آہستہ سے کہا۔

وہ سیدھا کھڑا تھا اور اسکا کانپتا ہوا ہاتھ سینے پر رکھا تھا۔

''اوہ، نہیں، معاف کرنا!،، سکریٹری بپھر گیا۔ ''ضلع کمیٹی نے ہدایات جاری کی تھیں۔ لیکن خراب دماغ سے بھلا کوئی صحیح بات نکل سکتی ہے۔ پنچائتی‌فارم کا آئین موجود ہے اور تم کوئی دودھ پیتے بچے نہیں ہو کہ اسکو سمجھ نہ سکو۔،،

''گریمیاچی پنچائتی‌فارم میں خودتنقیدی کو دبانے کا طریقہ عام ہے،، ساموخین نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''ناگولنوف نے دہشت پسندی کا دور چلارکھا ہے۔ وہ کسی کو ایک لفظ کہنے نہیں دیتا۔ لوگوں کو سمجھانے بجھانے کے بجائے وہ کسانوں پر چیختاچلاتا ہے، پیر پٹکتا ہے، لوگوں کو ہتھیاروں سے ڈراتا دھمکاتا ہے۔ گریمیاچی لوگ میں تمام تر خرابیوں اور افراتفری کی جڑ یہی ہے۔ اب اس وقت فارم کو مصیبت کا سامنا ہے، کسان اس سے نکل رہے ہیں، اب جاکر وہاں بوائی کا کام شروع ہوا ہے اور حالات

بہتان‌تراشی سے کام لے رہا ہے۔ سب من گھڑت! میں عورتوں سے بہت دور ہوں۔ میرے پاس عورتوں کے لئے کوئی وقت نہیں ہے!،،

”کیا اسی وجہ سے تم نے اپنی بیوی کو گھر سے نکالا ہے؟،، خوسوتوف نے طنزاً پوچھا۔

”ہاں اسی وجہ سے،، ماکار نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔

”لیکن میں نے یہ سب اس لئے کیا ہے... میں یہ سب انقلاب کے فائدے کے لئے کررہا تھا۔ پتہ نہیں۔ تم لوگ سجھ سے زیادہ عالم‌فاضل ہو۔ تم لوگوں نے تعلیم حاصل کی ہے۔ تم کو معلوم ہوگا۔ میں بہانے نہیں تراش رہا ہوں۔ مجھے جو چاہو سزا دو — میں تم سے کہتا ہوں صرف ایک بات سمجھنے کی کوشش کرو...،، اسکی سانس پھر اکھڑ سی گئی۔ اور اسکی بات ادھوری رہ گئی۔ ایک منٹ کو وہ خاموش رہا۔ ”بھائیو میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں نے یہ سب پارٹی کے خلاف کسی بری نیت سے نہیں کیا۔ اور میں نے بانیک کو اس لئے پیٹا تھا کہ اس نے پارٹی کا مذاق اڑانے کی کوشش کی تھی اور وہ بیج کا غلہ سوروں کو کھلانا چاہتا تھا...،،

”اوہ، ہمارے آگے یہ سب نہ ہانکو!،، ساموخین نے بیزاری سے کہا۔

”میں تم کو بتارہا ہوں جو کچھ ہوا۔ آج تک مجھے اس بات کا رنج ہے کہ میں نے اس بانیک کو قتل نہیں کیا۔ اور مجھے کچھ کہنا نہیں۔،،

کورچ‌ژنسکی سیدھا ہوا اور اسکی کرسی چرچرائی۔ وہ اس ناخوشگوار سرحلے کو جلدازجلد طے کرلینا چاہتا تھا۔ اس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا:

”ہاں، ساتھیو، سب کچھ صاف ہے۔ ناگولنوف خود ہی سب کچھ قبول کرتا ہے۔ بعض تفصیلات کے بارے میں وہ کترانے کی کوشش ضرور کررہا ہے لیکن اسکی عذر معذرت بے معنی اور ناقابل قبول ہیں۔ جب آدمی پکڑا جاتا ہے تو اپنے گناہوں کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا دوسروں پر الزام عاید کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ناگولنوف کو پنچائتی‌فارم کی تحریک میں پارٹی لائن کی دانستہ خلاف‌ورزی کرنے کےلئے اور ایک کمیونسٹ کی حیثیت سے پست زندگی گزارنے کی بنا پر، پارٹی کی صف سے نکال دینا چاہئے!

کرنے کی کوشش کیوں کی جارہی ہے؟،، بالابین غصے میں چلایا اور اسکا چمکتا ہوا گنجا سر یکایک سرخ ہوا اور پھر نیلا پڑ گیا۔

''اسکو ٹھوس بات کرنی چاہئیے!،،

ناگولنوف کا بایاں ہاتھ اب بھی اسکے سینے پر تھا۔ دایاں ہاتھ آهسته آهسته گلے کی طرف بڑھ رہا تھا جس میں کانٹے چبھ رہے تھے۔ اسکا رنگ زرد پڑ گیا اور بڑی مشکل سے اس کے منہہ سے الفاظ ادا ہوسکے۔

''مجھے بولنے دو۔ میں کوئی دشمن نہیں ہوں۔ تم لوگ میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے ہو؟ میں فوج میں بری طرح زخمی ہوا تھا۔ کاستورنایا میں مجھے ایک بم کے دھماکے سے صدمہ پہنچا تھا... ایک بڑا سا بم جو بکتر بند پلیٹ‌فارم پر گرا...،، اسکی بات ادھوری رہ گئی۔ اس کے سیاہ پڑتے ہوئے ہونٹ زور زور سے ہوا کا لقمہ بنا رہے تھے۔

بالابین نے گلاس میں پانی انڈیلا اور ناگولنوف کی طرف دیکھے بنا اسکی طرف بڑھایا۔

کورچ‌ژنسکی نے ناگولنوف کی طرف دیکھا اور تیزی سے آنکھیں پھیرلیں۔ ناگولنوف کے ہاتھ میں ڈونگا لرزرہا تھا۔

سناٹے میں ماکار کے دانت ڈونگے کے کنارے پر زور سے بج رہے تھے۔

''اساں‌یار، بولو، پریشان نہ ہو!،، بالابین نے بےصبری سے کہا۔

کورچ‌ژنسکی کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ اس کے دل میں ترس کا نمایاں جذبہ جاگا لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اسکو پکا یقین تھا کہ ناگولنوف نے پارٹی کو بڑا نقصان پہنچایا تھا۔ اسکا خیال تھا کہ اسے نہ صرف یہ کہ اپنے عہدے سے ہٹادیا جائے بلکہ پارٹی سے بھی نکال دیا جائے۔ سوا بالابین کے سب اس کے ہم‌خیال تھے۔

ماکار نے پانی پیا۔ اسکی سانس قابو میں آئی۔ اور اس نے بولنا شروع کیا:

''ساموخین نے جو کچھ کہا ہے وہ سب میں مانتا ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ میں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ لیکن اس لئے نہیں کہ میں پارٹی کے خلاف جانا چاہتا تھا۔ اسکے بارے میں ساموخین جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ میری حرام کاری کے بارے میں پلے کی طرح

اسکی گردن پھول کر اتنی تن گئی کہ لگتا تھا اگر کسی نے اس پر انگلی رکھدی تو سرسرا کر خون نکل پڑےگا۔

''بہتر ہے کہ تم مارپیٹ کے بارے میں زیادہ زور نہ دکھاؤ،، تنظیمی شعبے کے مینجر خوسوتوف نے تیکھے پن سے کہا۔ ''ہم تمھیں بھی نظم‌وضبط پر مجبور کرسکتے ہیں۔ تم اس وقت اپنے ملیشیا کے دفتر میں نہیں ہو۔ پارٹی کی ضلع کمیٹی کے دفتر میں ہو۔،،

''جانتا ہوں۔ تمھیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تم بولنے کیوں نہیں دیتے؟،،

''کیونکہ میں یہ بالکل غیرضروری سمجھتا ہوں،، کورچ‌ژنسکی بالابین کی طرح سرخ پڑتے ہوئے اور کرسی کے ہتھے کو پکڑتے ہوئے گرجا۔ ''میں ضلع سکریٹری ہوں۔ میں تمھیں بولنے سے منع کرتا ہوں۔ لیکن اگر اس کے بعد بھی تمھیں بولنے پر اصرار ہے تو یہاں سے باہر جاؤ اور بولو،،

''بالابین آپے سے باہر نہ ہو! یہ سب ہنگامہ کیوں ہے؟ شوق سے علاقائی کمیٹی کو اپنی رائے لکھو۔ جب جھگڑا ختم ہوچکا ہے تو اس طرح گھونسہ دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے،، ضلع انتظامی کمیٹی کے صدر نے ملیشیا کے چیف کو منطق پڑھانے کی کوشش کی۔

اس نے بالابین کی آستین پکڑ کر ایک طرف کونے میں گھسیٹا اور زیرلب باتیں کرتا رہا۔

اس اثنا میں کورچ‌ژنسکی نے، جو بالابین سے کشمکش کی وجہ سے بپھرا ہوا تھا، سوجے ہوئے پپوٹوں سے ماکار کو گھورکر دیکھا اور نہایت معاندانہ لہجے میں، جسے اب وہ چھپانے کی کوشش نہیں کررہا تھا، کہا:

''ناگولنوف، قصہ ختم ہوچکا ہے! بیورو کے فیصلے کے مطابق تم ہماری صفوں سے برطرف کئے جارہے ہو۔ پارٹی کو تمہارے جیسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنا پارٹی کارڈ مجھے دیدو!،، اس نے اپنا سرخ بالوں‌والا ہاتھ میز پر مارا۔

ناگولنوف کا رنگ زرد پڑگیا۔ اس کے جسم میں جھرجھری سی دوڑگئی اور جب وہ بولا تو اسکی آواز بہت ہی نحیف اور مدھم تھی۔

هم ناگولنوف کی ماضی کی خدمات کو پیش‌نظر نہیں رکھیں گے۔ وہ دور گذر چکا۔ اسکو سزا ملنی چاہئیے تاکہ دوسروں کے لئے مثال بن سکے۔ ہر وہ شخص جو پارٹی کو بدنام کرتا ہے یا اسکو دائیں یا بائیں طرف دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے، نہایت بےدردی سے کچلا جائیگا۔ ناگولنوف اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کے سلسلے میں آدھے ادھورے قسم کے اقدامات نہیں کئے جاسکتے۔ ہم نے ان کو بہت عرصے تک پالا ہے۔ پچھلے سال بھی، جب زمین مل‌جل کر کاشت کرنے کی انجمنیں قائم کی جارہی تھیں وہ بائیں بازو کی طرف جھک رہا تھا۔ ہم نے اسکو تنبیہہ کی۔ لیکن اس نے ہماری بات کو نظرانداز کردیا اس لئے اگر وہ کسی پر الزام دھرنا چاہتا ہے تو شوق سے اپنے آپ پر دھرے! آؤ، ہم ووٹ لے لیں۔ ناگولنوف کو پارٹی سے نکالنے کے حق میں کون لوگ ہیں؟ ظاہر ہے، صرف بیورو کے ممبر ووٹ دے سکتے ہیں۔ چار، ہے نا؟ کامریڈ بالابین تم اس فیصلے کے خلاف ہو؟،،

بالابین نے میز پر ہاتھ مارا۔ اس کی کنپٹیوں پر پھولی ہوئی رگوں کا جال سا ابھر آیا۔

’’میں صرف خلاف ہی نہیں، میں اس فیصلے کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔ یہ بالکل غلط فیصلہ ہے۔ ،،

’’تم اپنی رائے کے مالک ہو،، کورچ‌ژنسکی نے سردمہری سے کہا۔

’’نہیں میں بولنا چاہتا ہوں۔ ،،

’’بالابین تم نے بہت دیر کردی۔ اب کیسے بول سکتے ہو؟ ناگولنوف کو پارٹی سے نکالنے کا فیصلہ کثرت رائے سے طے ہوچکا ہے۔ ،،

’’لیکن یہ تو دفترشاہی رویہ ہے! اوہ، نہیں! نہیں میں اسکو اس طرح خاموشی سے نہیں چھوڑوں گا! میں علاقائی کمیٹی کو لکھوں گا۔ پارٹی کے ایک پرانے ممبر کو یوں نکالنا، ایک ایسے ممبر کو جسے سرخ پرچم کا تمغہ مل چکا ہے! ساتھیو، کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ کیا یہی ایک سزا رہ گئی ہے!،،

’’ہمیں اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ووٹ لیا جاچکا ہے!،،

’’ایسی ووٹنگ کو لات مارنا چاہئیے،، بالابین کی آواز اپنے نقطۂ‌عروج پر پہنچ کر ایک تان میں بدل گئی۔ چیخ کے ساتھ

الجھی ہوئی داڑھی میں پھنس رہے تھے اور اس کی قمیص پر ٹپک ٹپک کر دھبے سے ڈال رہے تھے۔

''بس بس: کامریڈ اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا!،، سکریٹری کی تیوریاں کرختگی سے چڑھ گئیں۔

''تم میرے کامریڈ نہیں ہو!،، ناگولنوف پھٹ پڑا۔ ''تم بھوکے بھیڑئے ہو! تم سب زھریلے سانپ ہو! تمھارے ھاتھ میں چابک ھے! اونچی اونچی باتیں کرنا آگیا ھے۔ تم کیوں دانت نکال رہے ہو خوسوتوف! میرے آنسوؤں پر ھنسی آرھی ھے؟ تم ۱۹۲۱ء میں، جب ضلع میں فوسین اور اس کی ٹولی کا دور دورہ تھا، علاقائی کمیٹی کے پاس آئے تھے، کیوں یاد ھے؟ بتاؤ یاد ھے تمھیں یہ بات کتنے کی دم؟ تم آئے اور تم نے اپنا پارٹی کارڈ دیدیا اور کہا کہ اب تم زراعت کا کام کرنا چاھتے ھو... تم فوسین سے خوف‌زدہ تھے۔ اسی لئے تم نے اپنا پارٹی کارڈ تج دیا... اور پھر بعد میں دوبارہ رینگ کر پارٹی کے اندر گھس آئے۔ جوں کی طرح۔ اور اب تم میرے خلاف ووٹ دے رہے ہو؟ اور میری مصیبت اور رنج پر دانت نکال رہے ہو؟،،

''بس بہت ہوچکا، ناگولنوف۔ چیخناچلانا بندکرو۔ ھمیں اور بھی بہت سے مسائل پر بات چیت کرنی ھے،، سانولے، سجیلے خوسوتوف نے کہا تھا۔ اس کا لہجہ مدھم اور تسلی دینےوالا تھا۔ اس میں ذرا بھی جھنجھلاھٹ نہیں تھی۔ سیاہ مونچھوں میں چھپے ہوئے ہونٹوں پر خاموش مسکراھٹ جھلملارھی تھی۔

''تمھاری نظر میں ضرور بہت ھوچکا! لیکن میرے ساتھ انصاف کیا جائےگا! میں مرکزی کمیٹی کے پاس جاؤں‌گا!،،

''بالکل ٹھیک ھے! ضرور جاؤ ان کے پاس! وہ فوراً سب کچھ چھان‌بین کریں‌گے! تمھاری راہ ھی دیکھ رہے ھیں وہ تو...،، خوسوتوف مسکرایا۔

ماکار آھستہ آھستہ دروازے کی طرف بڑھا، اسکی کنپٹی چوکھٹ سے ٹکرائی اور اس کے منہہ سے کراہ نکل گئی۔ غصے کے ابال نے اسے نڈھال کردیا تھا۔ وہ ھر احساس، ھر خیال سے عاری تھا۔ اسی عالم میں وہ پھاٹک کی طرف بڑھتا رھا۔ اس نے گھوڑے کو احاطے کے گھیرے سے کھولا اور نہ جانے کیوں اسکی لگام پکڑکر

''پارٹی کارڈ تو میں تم کو نہیں دوں گا۔،،

''ہم تمہیں مجبور کرینگے۔،،

''ناگولنوف تم علاقائی کمیٹی کے پاس جاؤ!،، بالابین نے ضلع انتظامی کمیٹی کے صدر سے بات‌چیت کا سلسلہ توڑتے ہوئے کونے سے چلا کر کہا۔ اور اس کے بعد پیر پٹکتا ہوا کمرے سے باھر نکل گیا۔ جاتے جاتے اس نے دروازہ اتنے زور سے بند کیا کہ کانوں کے پردے پھٹ گئے۔

''میں تم کو پارٹی کارڈ نہیں دونگا!،، ماکار نے دھرایا۔ اب اس نے اپنی آواز پر دوبارہ قابو پالیا تھا۔ اسکی پیشانی اور هڈیالے رخساروں سے نیلاهٹ‌سائل زردی مٹنے لگی۔ ''پارٹی کو اب بھی میری ضرورت پڑیگی۔ میں پارٹی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا! میں تمہارے سامنے هتھیار نہیں ڈالوں‌گا! یہ رہا میرا پارٹی کارڈ... یہ میرے سینے کی جیب میں ھے۔ ذرا اسے لینے کی کوشش تو کرو! میں تمہاری گردن مروڑ دوں‌گا!،،

''اب المیہ ڈرامہ شروع هوتا ھے!،، سرکاری وکیل نے کندھے جھٹکے۔ ''تم بلا هنگامے کے...،،

اس کے الفاظ نظر انداز کرتے هوئے ماکار نے کورچ‌ژنسکی پر نظر ڈالی اور آھستہ آھستہ اس طرح بولنے لگا جیسے وہ سوچ رہا هو:

''میں پارٹی کے بنا کہاں جاؤں؟ اور کس لئے؟ نہیں، میں اپنا پارٹی کارڈ نہیں دونگا! میں نے اپنی ساری زندگی لگا دی ھے... ساری زندگی...،، اور اس نے انتہائی قابل رحم عالم میں بالکل کسی بدحواس بوڑھے آدمی کی طرح الجھے هوئے انداز میں بڑبڑانا شروع کردیا۔ ''اس سے بہتر تو یہ ھے کہ تم مجھے پکڑکر ان نوجوانوں کے حوالے کردو اور کہو کہ وہ میرا کام تمام کریں! اب کچھ باقی نہیں رہا... مجھے زندگی نہیں چاهئے مجھے زندگی سے بھی محروم کردو! جب تک کتا بھونکتا تھا اسکی ضرورت تھی۔ اب وہ بوڑھا هوچکا ھے اس لئے سوچا اسکو لات مارکر باھر نکال دو!..،،

ماکار کا چہرہ سخت هورها تھا، جیسے اس پر پلاسٹر کی نقاب چڑھی هو۔ اس کے هونٹ تھرتھرانے لگے۔ لیکن جب اس نے آخری الفاظ ادا کئے تو بالغ هونے کے بعد آج پہلی بار اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ یہ آنسو اس کے رخساروں کو بھگوتے هوئے

''یارسکوئیے سے!،،

''مگر تمہارے گھوڑوں کی دمیں کیوں نہیں ہیں؟ آخر تم ان کو اس طرح بگاڑنے پر کیوں اتارو ہو؟،،

''اوہ بڑی جاندار گھوڑی ہے! یاروں نے اس کی دم کاٹ دی ہے اور یہ ہے کہ اب بھی بڑے جوش میں ہے۔ کراری ۔ پوچھتے ہو ان کی دموں کو کیا ہوا؟ سرکار کی خاطر ان کی قربانی دے دی گئی۔ شہر کی عورتیں ان کٹی دموں کا پنکھا بنا کر اس سے مکھیاں اڑائیں گی۔ بھئی تمہارے پاس کچھ کش اڑانے کو ہے؟ تمباکو ہو تو ہمیں دو ایک چٹکی بھر — ذرا دم لگائیں!،،

پچھلی گاڑیاں بھی برابر آگئیں۔ بانیک اب پچھتا رہا تھا کہ بات کیوں چھیڑی۔ اس نے جھجھکتے ہوئے تمباکو کی تھیلی نکالی۔ دیکھتا ہے کہ اور پانچ چھ گاڑی بان اسی طرف آرہے ہیں۔ سب اخبار کے کاغذ پھاڑ پھاڑ کر سگریٹ بنانے کی تیاریاں کررہے تھے۔

''تم تو میرے سارے تمباکو کا صفایا کردوگے،، بانیک اپنی گھٹیا طبیعت سے مجبور ہوکر غرایا۔

''جانتے ہو اب ہمارے پاس پنچائتی فارم ہیں۔ اب سب کچھ پنچائت کا ہے۔ سب کا ہے،، داڑھی والے کراک نے سختی سے کہا اور تھیلی پر ہاتھ مارکر ڈھیر سا تمباکو نکال لیا، جیسے یہ تھیلی اس کی اپنی ہو۔

انھوں نے سگریٹ جلائی۔ بانیک نے جلدی سے تھیلی جیب میں چھپالی۔ وہ کمال عنایت سے مسکرایا اور رحم بھری نظروں سے گھوڑوں کی دموں کو دیکھنے لگا، جن کو قریب قریب جڑ سے کاٹ دیا گیا تھا۔ موسم بہار کی خون کی پیاسی مکھیاں گھوڑوں پر ٹوٹ رہی تھیں۔ اور بڑے مزے میں ان کے پہلو، گردن، پشت اور دموں پر سستا رہی تھیں۔ گھوڑوں نے اپنی عادت کے مطابق دموں کو گھمانے کی کوشش کی لیکن کٹی دموں کی جڑیں اپنا کام کرنے میں ناکام رهیں۔

''یہ دم سے کس طرف اشارہ کررہی ہے؟،، بانیک نے طنزاً پوچھا۔

''ان کا اشارہ ہمیشہ ایک ہی طرف ہوتا ہے — پنچائتی فارم کی طرف۔ کہیں یاروں نے تمہاری دم بھی تو نہیں کاٹ دی؟،،

''ہاں کاٹی تو ہے مگر صرف چار انچ۔،،

آگے بڑھا۔ چوکی سے باھر نکل کر اس نے گھوڑے پر سوار ھونے کی کوشش کی مگر بےکار۔ چار بار اس نے رکاب میں پیر جمانا چاھا اور ھربار ناکام رھا۔ نشے کی سی حالت میں جھوم رھا تھا۔ اس کے ھاتھ سے کاٹھی کا سرا بھی چھوٹ گیا۔

ایک سن رسیدہ مگر زندہ دل آدمی سڑک کے آخری گھر کے پشتے پر بیٹھا تھا۔ اس کی نگاھیں کزاک ٹوپی کے چھجے کے نیچے سے یہ تماشہ دیکھ رھی تھیں۔ وہ ھمت بڑھانے کے انداز میں مسکرادیا:

''خوب آدمی ھے! ابھی سورج چمک رھا ھے اور یہ پی پلا کر ایسا ٹر ھوگیا ھے کہ اس سے پیر اٹھائے نہیں اٹھتے۔ یہ دن دھاڑے کس چیز کا نشہ چڑھا ھے اس پر؟ آج کوئی تہوار تو نہیں؟''

''تہوار تو ھے دادا فیدوت'' اس کے پڑوسی نے احاطے کے اس پار سے کہا۔ ''یہ سیمون کا دن ھے۔ گھومنے گھامنے اور پینے پلانے کا دن آج سرائے کے گرد زیارت کو جا رھے ھیں لوگ!''

''میں بھی یہی سوچ رھا تھا!'' بوڑھا مسکرایا۔ ''شراب سے بڑھ کر بھلا تیس سارخان اور کون پیدا ھوا ھوگا۔ ایں؟ ذرا دیکھو تو یہ شراب اسے زین سے کس طرح چکرا کر گرارھی ھے۔ کزاک اور اس پر نشے میں یوں دھت!''

ساکار نے دانت بھینچ لئے اور رکاب میں پیر پھنساتے ھوئے چڑیا کی طرح اڑا اور زین پر جم گیا۔

تینتیسواں باب

اسی صبح کو، پنچائتی فارم کی تیئس گاڑیاں یارسکوئے گاؤں سے گریمیاچی لوگ پہنچیں۔ پون چکی کے پاس بانیک سے مڈبھیڑ ھوگئی۔ اس کے کندھے پر لگام پڑی ھوئی تھی۔ اور وہ گھوڑی کی تلاش میں استیپ کی طرف جارھا تھا۔ پہلی گاڑی اس کے برابر پہنچی۔

''سلام لوگو!''

''خوش رھو!'' کالی داڑھی والے کزاک نے کہا، جو کوتاہ دم گھوڑوں کی جوڑی کو ھانک رھا تھا۔

''گاڑیاں کہاں سے آرھی ھیں؟''

رنگ کی تھی۔ سڑکوں پر ھجوم بڑھتا چلا گیا۔ آخر میں لوگوں کا یہ سیلاب کھلیانوں کی طرف چل پڑا۔

اس بیچ میں داویدوف نے وہ مراسلہ پڑھا جو ضلع زرعی یونین کے صدر نے یارسکوئے کے لوگوں کے ھاتھ بھیجا تھا۔

''کامریڈ داویدوف،، لوپیتوف نے لکھا تھا۔ ''تمہاری کوٹھیوں میں اس وقت وہ ۳۷ سنٹنر گیہوں جمع ھے جو ریاست کے خزانے میں نہیں پہنچایا گیا تھا۔ میری تجویز ھے کہ تم وہ سارا گیہوں (پورے ۳۷ سنٹنر) یارسکوئے کے پنچائتی فارم کو دیدو۔ میں نے غلے کی بہم رسانی کے دفتر سے سارا معاملہ طے کرلیا ھے۔،،

داویدوف نے مراسلہ پڑھا اور حکم دیا کہ غلہ دیدیا جائے۔ یارسکوئے کے لوگ گاڑیاں لے کر دفتر کے احاطے سے نکلے اور باڑوں کی طرف چلے۔ لیکن دیکھتے کیا ھیں کہ انسانوں کے ھجوم نے راستہ روک رکھا ھے۔ کوئی دوسو کزاک مردوں اور عورتوں نے گاڑیوں کو گھیر لیا تھا۔

''تم کہاں جارھے ھو؟،،

''غلہ لینے کے لئے؟ کون شیطان تمہیں یہاں لایا ھے؟،،

''واپس جاؤ!،،

''ھم تمہیں غلہ نہیں دینگے!،،

دیومکا اوشاکوف داویدوف کے پاس دوڑ گیا۔ وہ بھاگا بھاگا باڑے آیا۔

''لوگو قصہ کیا ھے؟ یہ میٹنگ کیوں ھورھی ھے؟،،

''تم ھمارا غلہ یارسکوئے والوں کو کیوں دے رھے ھو؟ کیا ھم نے ان ھی کے لئے غلہ جمع کیا تھا؟،،

''داویدوف، تمہیں یہ حق کس نے دیا ھے؟،،

''ھم خود بوائی کس چیز سے کریں گے؟،،

داویدوف قریب ترین باڑے کے زینے پر چڑھا اور نہایت دھیرج سے سمجھانے لگا کہ ضلع زرعی یونین کی ھدایات پر وہ بیج کا غلہ نہیں، بلکہ وہ غلہ جو ریاست کو ادا کرنا تھا، دے رھا ھے۔

''بھائیو، پریشان نہ ھو۔ ھمارا غلہ ٹھیک ٹھاک ھے۔ یہاں یوں بھٹکنے کے بجائے تم لوگوں کو کھیتوں میں کام کرنے کے لئے جانا چاھئے۔ یاد رکھو، جتھے دار ان تمام لوگوں کا حساب رکھتے

''یہ تو ہماری سوویت کے صدر کا کمال ہے۔ اسکو انعام ملا ہے اسکے لئے۔ لیکن اگر گھوڑوں کے کلنیاں لگ گئیں تو پھر بچارے سارے گئے۔ تمباکو کا شکریہ۔ سگریٹ پی کر دل ہلکا ہوگیا۔ سارے راستے سگریٹ کےلئے بےچین رہا۔ ،،

''کہاں جارہے ہو؟،،

''گریمیاچی۔ ،،

''لیکن وہ تو ہمارا گاؤں ہے۔ کس لئے جارہے ہو؟،،

''بیج کی خاطر۔ ،،

''بیج کی خاطر؟ مطلب؟،،

''ضلع سے حکم آیا ہے۔ ہمیں تمہارے یہاں سے چار سو تیس پوڈ لیجانا ہے۔ چلو!،،

''میں جانتا تھا!،، بانیک چلایا اور لگام ہلاتا ہوا گاؤں کی طرف لوٹ گیا۔

اس سے پہلے کہ یارسکوئے کی گاڑیاں انتظامی بورڈ پہنچیں آدھے گاؤں کو اس کا پتہ چل چکا تھا کہ یارسکوئے کے لوگ بیج کا غلہ جمع کرنے آئے ہیں۔ بانیک، نے اپنی تھکی ہوئی ٹانگوں پر رحم کھائے بنا گھرگھر جا کر یہ ماجرا سنادیا تھا۔

دیکھتے دیکھتے گلی کوچوں کے نکڑوں پر عورتیں جمع ہوگئیں۔ وہ ایک دوسرے کو پکار رہی تھیں، خوف زدہ تیتر کی طرح زور زور سے چیخ چیخ کررہی تھیں۔

''ارے کم‌بخت ہماری روٹی چھیننے لئے جا رہے ہیں!،،

''اب ہمارے پاس بونے کو کیا بچےگا؟،،

''ہم پر تو مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا!،،

''بالکل صحیح کہا تھا کسی نے پنچائتی کھلیان میں بیج کا غلہ نہ جمع کرو!،،

''اے کاش ہمارے مرد ہماری بات پر کان دھرتے!،،

''چلو چلیں، مردوں سے کہیں بیج کسی قیمت پر نہ دیں۔ ،،

''ہم عورتیں خود یہ کام کرسکتی ہیں! بہنو چلو، ہم خود سیدھے اناج کے باڑے چلیں! ڈنڈے سنبھال کر دروازوں پر پہرہ دیں گے!،،

اس کے بعد مرد جمع ہونے لگے۔ ان کی گفتگو بھی کچھ اسی

''تمھیں اس سے مطلب؟ تمھاری داڑھی میں کیوں کھجلی ھورھی ھے آخر؟ کہو تو ذرا تمھاری داڑھی میں کنگھا کردیں! اس نیک کام میں ھمیں ایک منٹ بھی نہیں لگےگا!،، چھوٹے اکیم بسھلیبنوف نے چنگھاڑ کر جواب دیا اور آستین چڑھاتے ھوئے بڑھا۔

یارسکوئیے کا داڑھی‌والا کزاک کود کر نیچے آگیا۔ اس نے اپنی رنگ اڑی باداسی قمیص کی آستینیں نہیں چڑھائیں۔ لیکن اس نے چھوٹے اکیم کے جبڑے پر ایسا گھونسہ جڑا کہ وہ چکراتا ھوا ھجوم کے درمیان پانچ گز کے فاصلے پر گرا۔ اس کے ھاتھ بےبسی میں پون‌چکی کی طرح ھوا میں تیررھے تھے۔

اور پھر تو وہ ماراماری شروع ھوئی کہ گریمیاچی لوگ نے ایسا نظارہ عرصے سے نہیں دیکھا تھا۔ یارسکوئیے کے لوگوں کو اتنی مار پڑی کہ ان کا کچومر نکل گیا۔ اور سب کے سب لہولہان ھوگئے۔ انھوں نے غلے کے بورے جہاں تہاں پھینکے، اپنی گاڑیوں میں بیٹھے اور گھوڑوں کو چابک مارتے ھوئے چیختی چلاتی عورتوں کے ھجوم کو چیرتے ھوئے بھاگ نکلے۔

اس کے بعد گریمیاچی لوگ میں گڑبڑ شروع ھوئی۔ نعرہ لگایا گیا کہ دیومکا اوشاکوف سے غلے کی کوٹھیوں کی کنجیاں چھین لی جائیں۔ لیکن دیومکا بڑا کائیاں تھا۔ وہ جھگڑے کے وقت ھی وھاں سے چپ چاپ کھسک کر دفتر پہنچ گیا تھا۔

''کامریڈ داویدوف، میں ان کنجیوں کا کیا کروں؟ ھمارے کسان یارسکوئیے والوں کو پیٹ رھے ھیں۔ منٹوں میں وہ ھم پر ٹوٹ پڑیں گے!،،

''کنجیاں مجھے دو،، داویدوف نے اطمینان سے کہا۔

اس نے کنجیاں جیب میں ڈالیں اور باڑے کی طرف چل پڑا۔ اس بیچ میں عورتوں نے اندرئی رازمیوتنوف کو گاؤں سوویت سے گھسیٹ کر باھر نکالا اور چلانا شروع کیا:

''میٹنگ بلاؤ!،،

رازمیوتنوف نے انکو سمجھانے کی کوشش کی۔ ''لڑکیو! بہنو! دوستو! ھم اس وقت میٹنگ نہیں کرسکتے۔ اس وقت ھمیں بوائی کرنی ھے۔ ھمارے پاس میٹنگ کے لئے وقت نہیں ھے۔ یوں بھی ھمیں میٹنگ کی کیا ضرورت ھے؟ یہ سپاھیوں کا نعرہ ھے۔ میٹنگ

ھیں، جو کام پر نہیں جاتے - جو کام نہیں کریں گے ان پر جرمانہ کیا جائیگا - ''

بعض کزاک سڑک سے ھٹ گئے - ان میں سے بہت سوں کو داویدوف کی یقین دھانی سے اطمینان ھوگیا - اور وہ کھیت کی طرف چل دئے - گودام کے نگراں غلہ یارسکوئے کے لوگوں کے حوالے کرنے لگے - داویدوف دفتر واپس چلا گیا - لیکن آدھے گھنٹے کے بعد، ان عورتوں کے تیور بدل گئے جو ابتک باڑے کے دروازے پر پہرہ دے رھی تھیں - بھس میں چنگاری یاکوف لوکیچ نے لگائی تھی - اس نے کئی کزاکوں کے کان میں پھونک دیا :

''داویدوف جھوٹ بول رھا ھے - یہ لوگ بیج کا غلہ لےجا رھے ھیں - پنچائتی فارم تو اپنی بوائی کرلیگا - لیکن نجی کاشتکاروں کے بیج کا غلہ یارسکوئے پہنچ جائے گا - ''

عورتوں میں ایک ھلچل سی مچ گئی - بانیک، چپشاہ دیمید، دادا دونیتسکوف اور تیس اور کزاکوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اور ترازوؤں کے پاس پہنچ گئے -

''ھم غلہ نہیں دیں گے!'' دونیتسکوف نے ان سب کی طرف سے اعلان کیا -

''تم سے کون اجازت مانگ رھا ھے'' دیومکا اوشاکوف نے تڑ سے جواب دیا -

وہ ایک دوسرے کو صلواتیں سنانے لگے - یارسکوئے کے لوگ دیومکا کی طرفداری کررھے تھے - کالی داڑھی والا لمبا تڑنگا کزاک، جس کی خاطرتواضع بانیک نے تمباکو سے کی تھی، اچھلا اور تن کر کھڑا ھوگیا - پانچ منٹ تک تو اس نے صلواتیں سنائیں - پھر چلایا :

''تم قانون توڑ رھے ھو - آخر تم ھمارے منہہ پر تھوک کیوں رھے ھو؟ ھم اتنی دور سے کوئی چالیس ورست سے گاڑیاں دوڑاتے یہاں آئے ھیں - وہ بھی بوائی کے اس موسم میں - اور تم ھو کہ ریاست کا غلہ دبا کر اپنے پاس رکھنے پر اتارو ھو؟ چلو! تمہیں تو جیل میں بند کرنا شمال بھیج دینا چاھئے، ھاں! کتوں کی طرح — جو گھاس پر پڑے رھتے ھیں، نہ خود اسے کھاتے ھیں اور نہ کسی کو دیتے ھیں - آخر تم کھیتوں میں جا کر کام کیوں نہیں کرتے؟ کوئی تہوار منا رھے ھو کیا؟''

اندرئی کی چال ناکام ثابت ہوئی ۔
''گھوسوں کی ایسی کی تیسی!''
''ہمیں غلہ دو!''
''خدا کرے ساھی کے کانٹے چبھیں تیرے بدن میں! گھوسوں کے بہانے نکلنا چاھتا ھے! غلے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟''
''اس کے بارے میں اور کچھ کہنے کو رکھا کیا ھے!''
''کچھ نہیں؟ تم ھمیں ھمارا غلہ واپس دیدو!''
عورتیں ایکاتیرینا کی سرکردگی میں پلیٹ‌فارم کی طرف بڑھیں ۔ 'اندرئی ٹن کے پراسپٹر والے باکس کے قریب کھڑا تھا ۔ وہ عورتوں کے سامنے ھنس ھنس کر بات کرنا چاہ‌رھا تھا لیکن دل میں گھبرا رھا تھا ۔ اس ھجوم کے پیچھے، عورتوں کے سروں پر چمکتے ہوئے روسال کے پیچھے، کزاکوں کے چہرے اتنے کرخت تھے کہ ان کو دیکھکر دل کو اطمینان دلانا اتنا آسان نہ تھا ۔
''کیا جاڑا کیا گرمی، کتنے مزے میں بوٹ پہن کر دندناتا پھرتا ھے اور ھم سلیپر بھی خرید نہیں سکتے ۔''
''بالکل کمیسار!''
''ابھی کل کی بات ھے کہ سارینا کے شوھر کے پاجاموں میں بھٹکتا پھرتا تھا، ھے نا؟''
''کھا کھا کر موٹا کتنا ھوگیا ھے؟''
''بہنو! اسکے جوتے اتار لو!''
چیخیں بندوقوں کی گرج کی طرح گونج رھی تھیں ۔ دسیوں عورتیں پلیٹ‌فارم کے چاروں طرف گھیرا ڈال رھی تھیں ۔ اندرئی نے ان کو خاموش کرنے کی ناکام کوشش کی ۔ لیکن اس کی آواز چیخوں میں ڈوب کر رہ گئی ۔
''اس کے جوتے اتارو! لڑکیو آؤ اس کی خبر لیں!''
یکایک ھاتھوں کا ایک پورا جنگل پلیٹ‌فارم کی طرف بڑھا ۔ اندرئی کی بائیں ٹانگ عورتوں کے ھاتھ آگئی ۔ وہ پراسپٹر کے باکس سے چپکا رھا ۔ غصے سے زرد ۔ لیکن اس کا ایک جوتا پیر سے نوچا جاچکا تھا ۔ بہت سے ھاتھوں نے جوتے کو لپک لیا ۔ اور جوتا دیکھتے دیکھتے کہاں سے کہاں پہنچ گیا ۔ ایک کدورت بھرا قہقہہ بلند ھوا ۔ پیچھے سے مردوں کی تحسین بھری آوازیں سنائی دیں ۔

کا نعرہ لگانے سے پہلے تمہیں خندقوں میں تین سال بیٹھنا پڑیگا۔ تمھیں لڑائی پر جانا پڑیگا، اپنا خون پسوؤں کو پلانا پڑیگا، تب کہیں تم میٹنگ کا لفظ زبان پر لاسکوگی!،،

لیکن کسی نے اس کی بات نہیں سنی۔ انہوں نے اس کی پتلون کے پائنچے پکڑے، اس کی آستینیں پکڑیں، قمیص کا دامن تھاما اور، اندرئی کی چڑھی تیوریوں سے بےپروا، اسے گھسیٹتی ہوئی اسکول کی طرف لے گئیں۔

''ہم خندقوں میں بیٹھنے والیاں نہیں ہیں!،،

''ہم لڑائی پر نہیں جانا چاہتے!،،

''تم میٹنگ بلاؤ ورنہ ہم خود میٹنگ بلالیں گے!،،

اندرئی نے عورتوں کو ایک طرف دھکیلا، انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں، اور تیز آواز میں چیخا:

''خاموش رہو! کتیو! پیچھے ہٹو! آخر کس چیز کے بارے میں میٹنگ کرنا چاہتی ہو تم یہ تو بتاؤ؟،،

...آخر میں رازمیوتنوف کو مجبور ہوکر میٹنگ کے شروع ہونیکا اعلان کرنا پڑا۔

''مجھے بولنے دو!،، بیوہ ایکاتیرینا نے اعلان کیا۔

''بولو اور جہنم میں جاؤ!،،

''صدر مجھے گالیاں مت دو۔ ورنہ ایسا سبق پڑھاؤں گی کہ تم سچ مچ گالیاں بکنے لگوگے۔ تم کو کس نے حکم دیا کہ ہمارا غلہ گاڑیوں میں بھرکر گاؤں سے باہر بھیج دو؟ کس نے کہا کہ یارسکوئے کے لوگ یہ غلہ لےجا سکتے ہیں اور کس بات کے صلے میں؟،،

ایکاتیرینا کمر پر ہاتھ رکھکر آگے کو جھکی اور جواب کا انتظار کرنے لگی۔

اندرئی نے اس کو پریشان مکھی کی طرح اڑانے کی کوشش کی۔

'' کامریڈ داویدوف تم کو سرکاری طور پر بتاچکے ہیں۔ میں نے یہ میٹنگ اس بکواس کے لئے نہیں شروع کی ہے۔ میں نے یہ میٹنگ شروع کی ہے اس لئے کہ....،، اندرئی نے گہری سانس لی۔ ''اس لئے کہ بھائیو، ہمیں اپنی تمام قوتوں کو گھوسوں کے خلاف روانہ کرنا ہے۔،،

ہونے کے بعد لڑکیوں کے سلسلے میں اتنا نیک نام ہوگیا تھا کہ گریمیاچی لوگ کی کوئی ماں، جس کی بیٹی سیانی ہو، اس کے چھوٹے مگر مضبوط اور شاہیں‌نما ہیولے کو بھٹکتا دیکھ‌کر زمین پر تھوکے بنا نہ رہتی تھی۔ یہ مائیں پھنکارتیں :

''وہ رہا بےشرم شیطان! دیکھو کیسا گاؤں میں آوارہ پھررہا ھے، گندہ پلا۔ '' پھر وہ اپنی بیٹیوں سے کہتیں : ''تو کیوں گھور رہی ھے سونڈی کاٹی! کھڑکی کے آس پاس کیوں منڈلا رہی ھے؟ خبردار جو اس کا دیا ہوا کوئی تحفہ لےکر آئیں گھر کے اندر — میں گردن مروڑکے رکھ دوں‌گی! جا کچھ گوبر لا چولھے کے لئے، کتیا کی بچی، جا باھر گائے کو ھنکاکے لا!''

لیکن دیموک، جنگلی چوپائے کی طرح پھٹے ہوئے سلیپروں کو گھسیٹتا، اور دانت پیس‌کر سیٹیاں بجاتا، احاطے کے پاس سے گزرتا، پھاٹکوں پر اپنا سایہ ڈالتا ، لمبی لمبی روشن گھنگھریالی پلکوں سے گھور گھور کر کھڑکیوں اور احاطے کی طرف دیکھتا۔ لیکن جیسے ھی لڑکی کا رومال کہیں دکھائی دیتا، دیموک کی ظاھری سستی ھوا ھوجاتی۔ اس کا سر مڑتا اور شاھین کی طرح تن‌کر کھڑا ھوجاتا۔ اس کی آنکھوں میں کسی قسم کی درندگی نہیں ھوتی تھی بلکہ ایک عجیب سی مٹھاس اور گھلاوٹ پیدا ھوجاتی۔ ایسے لمحوں میں دیموک کی آنکھوں کا رنگ بدلنے لگتا۔ اس کی آنکھیں گرمیوں کے آسمان کی طرح نیلی دکھائی دیتیں۔ ''فیکتیوشکا! میری نیلی کلی! اندھیرا ھونے کے بعد میں صحن کے پیچھے انتظار کروں‌گا! آج تم کہاں سوؤگی؟'' ''اوہ، طوفان نہ اٹھاؤ!'' لڑکی سختی سے کہتی اور بالوں کو جھٹکے دیتے ہوئے پاس سے گذر جاتی۔

دیموک اسکو بڑی نیک‌دلی سے مسکراتے ہوئے دیکھتا اور آگے چل دیتا۔ شام کو، جب سورج ڈوبتا، وہ پنچائتی‌فارم کے باڑے کے پاس بیٹھتا اور اکارڈین بجاتا جو پہلے اس کے دوست جلاوطن، پھٹا تیموفئی کی ملکیت تھا۔ لیکن جیسے ھی باغوں اور سفیدے کے جھنڈوں پر نیلے سائے پھیلتے، انسانی آوازیں اور مویشیوں کی ڈکاریں بند ھوتیں وہ فیکتیوشکا کے صحن کے پاس سڑک پر بڑے اطمینان سے چلتا۔ سرگوشیاں کرتے ہوئے سفیدے کے درختوں اور خاموش

''اتارو!''

''پتلون اتار لو! اس کو ذرا ننگی ننگی ٹانگوں کا نظارہ کرانے دو!''

''آؤ اب دوسرا اتاریں!''

''عورتو کھیل جاری رہے! اس بن‌سور کو نیچے لاؤ کھینچ کر!''

اندرئی کا دوسرا جوتا بھی ھاتھ آگیا۔ اس نے پاؤں کی پٹیوں کو جھٹکے دئے اور چیخا:

''کیا تم یہ بھی لینا چاھتی ھو۔ لے لو۔ یہ تمہاری تھوتھنیاں پونچھنے کے کام آئیں گی!''

کچھ نوجوان تیزی سے پلیٹ‌فارم پر چڑھ گئے۔ ان میں سے ایک تھا نجی کاشتکار یفیم تروباچوف — موٹے موٹے ھونٹوں والے اس دیو کا باپ اتامان رجمنٹ میں تھا اور وہ خود اتنا لمبا تھا کہ مکان کی چھت کو چھوتا — وہ عورتوں کے ھجوم کو چیرتا پلیٹ فارم کی طرف بڑھا۔

''ھمیں تمہارے پاؤں کی پٹیوں کی ضرورت نہیں ھے۔'' اس نے دانت نکالے اور زور زور سے سانس لیتے ھوئے کہا: ''لیکن، صدر، ھم تمہاری پتلون اتاریں گے...''

''ھمیں پتلون کی سخت ضرورت ھے۔ یہاں بعض غریبوں کے پاس پہننے کو پتلونیں نہیں ھیں اور اب کولاکوں سے چھینی ھوئی چیزیں کافی نہیں ھیں'' ایک اور نوجوان نے نہایت بےپروائی سے اپنی نیت پر روشنی ڈالی۔ وہ اتنا لمبا تڑنگا تو نہیں تھا، لیکن دیکھنے میں بڑا شیطان معلوم ھوتا تھا۔

اس لڑکے کو دیموک (دھواں) کہتے تھے۔ اس کے بال غضب کے گھنگھریالے تھے۔ دھوئیں کے رنگ کے الجھے ھوئے بال برچھیوں کی طرح اس کی پرانی کزاک ٹوپی سے جھانک رہے تھے۔ معلوم ھوتا تھا کہ ان بالوں کو کبھی کنگھا نہیں نصیب ھوا تھا۔ دیموک کا باپ جرمنوں کے خلاف جنگ میں مارا گیا تھا۔ اس کی ماں میعادی بخار کی نذر ھوگئی تھی۔ اور ننھا اپنی خالہ کی نگرانی میں پلا بڑھا تھا۔ بچپن میں وہ کھیت سے کھیرے اور مولیاں، باغوں سے چیری اور سیب اور کھیتوں سے تربوز چرایا کرتا تھا۔ اور جوان

''چلو اپنا پتلون اتارو،، دیموک نے زور سے سانس لیتے ہوئے کہا - ''لاؤ دو ہمیں پتلون!،،

بہت سی عورتیں بھی پلیٹ‌فارم پر پل پڑیں - ان گنت ہاتھوں نے اندرئی کو پھر گھیرلیا - ان کی گرم سانس اس کے منہہ پر ابل رہی تھی - منہہ پر، گردن پر اور اس کے گرد ایک اٹوٹ گھیرا ڈال رہی تھی -

''میں یہاں کا صدر ہوں!،، رازمیوتنوف چلایا - ''مجھ پر چھینٹے اڑانا سوویت اقتدار پر چھینٹے اچھالنا ہے! پیچھے ہٹو! میں تمہیں اناج نہیں لےجانے دونگا! میٹنگ برخاست!،،

''ہم خود لے لیں گے!،،

''ہو ہو! اس نے میٹنگ برخاست کردی ہے بھائیو!،،

''ہم پھر سے چلائیں گے میٹنگ!،،

''ہم جاکر داویدوف کو بھی مزا چکھائیں گے!،،

''چلو دفتر چلیں!،،

''مگر رازمیوتنوف یہاں سے جانے نہ پائے!،،

''لڑکو لگاؤ اس کے!،،

''تم یوں ٹکرٹکر کیا تک رہے ہو؟،،

''یہ استالن کے خلاف ہے!،،

''اسکو بند کردو!،،

ایک عورت نے پلیٹ‌فارم کی میز سے ساٹن کا سرخ کپڑا کھینچا اور پیچھے سے رازمیوتنوف کے سر پر منڈھ دیا - اندرئی نے گردآلود اور روشنائی کی بو میں بسے ہوئے کپڑے کو سر سے نوچنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت دیموک نے اس کے سینے پر ایک گھونسہ جڑدیا -

اندرئی نے سر سے کپڑا ہٹایا اور جنونی حد تک غصے اور رنج میں اپنا ریوالور نکال لیا - عورتیں چیخ کر پیچھے ہٹیں - لیکن دیموک، تروباچوف اور دو اور کزاکوں نے جو پلیٹ‌فارم پر چڑھ آئے تھے، اس کے بازو پکڑلئے اور ریوالور چھین‌لیا -

''کسانوں پر گولیاں چلاؤگے! کتیا کے پلے!،، تروباچوف چہکا اور ریوالور کو سر کے اوپر اٹھا کر نچانے لگا جس میں ایک کارتوس بھی نہیں تھا...

گاؤں کے اوپر چاند ابھرتا اور اس کا چہرہ خود دیموک کے چہرے کی طرح گول اور تنہا نظر آنے لگتا۔

صرف لڑکیاں ھی دیموک کی دلچسپی کا سامان نہیں تھیں وہ وادکا پر بھی جان دیتا تھا۔ اور اس سے بھی زیادہ اسے لڑنے میں مزہ آتا تھا۔ کہیں بھی جھگڑا ھو اس میں دیموک کا ھونا ضروری تھا۔ پہلے تو وہ کمر کے پیچھے ھاتھ باندھ کر تماشا دیکھتا رھتا۔ اس کا سر جھکا رھتا۔ پھر اس کے گھٹنے زیادہ سے زیادہ کانپنے لگتے اور اس کےلئے برداشت کرنا ناممکن ھوجاتا۔ پھر وہ ضرور لڑائی میں گھس جاتا۔ بیس سال کی عمر کو پہنچتے پہنچتے اس کو کوئی آدھے درجن دانتوں سے ھاتھ دھونا پڑا تھا۔ کئی بار تو اس کی ایسی پٹائی ھوئی تھی کہ خون تھوکنے لگا۔ اور یہ سب کچھ ایسی لڑکیوں کے لئے ھوتا جن سے وہ کھیل چکا ھوتا تھا۔ یا پھر دوسروں کے جھگڑوں میں بے وجہ دخل دینے کیوجہ سے پٹتا تھا۔ لیکن دیموک دیموک تھا۔ وہ خون تھوکتا، ایک آدھ مہینے اپنی روتی منہہ بسورتی خالہ کے گھر چولھے کے اوپر بتاتا اور اس کے بعد پھر شام ھوتے ھی گاؤں کے ھرے بھرے تختوں پر نکل آتا۔ اس کی نیلگوں آنکھیں اور زیادہ چمکنے لگتیں اور انگلیاں اور زیادہ مہارت کے ساتھ اکارڈین پر دوڑنے لگتیں۔ وھاں البتہ اس کی آواز پہلے سے زیادہ بھاری ھوجاتی اور پرانے اکارڈین کی ٹھنڈی سانس کی طرح سنائی دیتی۔

دیموک وہ چراغ تھا جو پھونکوں سے بجھائے نہ بجھتا تھا۔ وہ بلی کی طرح سخت جان تھا۔ اس کو نوجوان کمیونسٹ لیگ سے نکال دیا گیا تھا اور غنڈہ گردی اور آتش زنی کے الزام میں اس پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اندرئی رازمیوتنوف نے نہ جانے کتنی بار اس کو امن و امان میں خلل پیدا کرنے کے جرم میں گرفتار کروایا تھا اور رات رات بھر گاؤں سوویت کے شیڈ میں بند رکھا تھا۔ ایک زمانے سے دیموک کے دل میں اندرئی کے خلاف کینہ پل رھا تھا۔ اور اب جو اس نے دیکھا کہ انتقام کا بہت اچھا موقع ھاتھ آگیا تھا، تو پلیٹ‌فارم پر چڑھ گیا اور پرانا قرض چکانے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ بڑھتے بڑھتے اندرئی کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے گھٹنے اتنے زور سے لرز رھے تھے کہ لگتا تھا ناچ رھا ھے۔

''اچھا تو فوراً ان میں سے ایک گھوڑے پر بیٹھو اور ھوا ھوجاؤ !،،

''میں پلک جھپکتے وھاں پہنچتا ھوں!،، مائدانیکوف نے کنجیاں جیب میں ڈالیں اور گلی میں بھاگا۔

داویدوف اطمینان سے باڑوں کی طرف چلتا رھا ۔ ھجوم اس کے انتظار میں کچھ خاموش ھوگیا ۔ ''وہ آرھا ھے، بدمعاش!،، ایک عورت نے جنون میں اس کی طرف انگلی اٹھاکر کہا ۔ لیکن اس نے قدم تیز نہیں کئے ۔ اس نے سب کے سامنے ایک سگریٹ نکالی اور ھوا کی طرف سے منہہ پھیرتے ھوئے تیلی جلائی ۔

''ادھر آؤ ! سگریٹ بعد میں پی لینا!،،

''دوسری دنیا میں تمہیں سگریٹ پینے کا خوب وقت ملےگا!،،

''تمھارے پاس کنجیاں ھیں یا نہیں؟،،

''کنجیاں اسی کے پاس ھیں! اسے خوب معلوم ھے ھم اس کے انتظار میں کیوں ھیں ۔ ،،

وہ جیب میں ھاتھ ڈالے، سگریٹ کے کش اڑاتا ھوا مزے میں ھجوم کی اگلی صفوں تک پہنچا ۔ اس کے سکون اور خوداعتمادی کا اثر وھاں کے مجمعے پر دو قسم کا پڑا ۔ بعضوں کو اس طاقت اور برتری کا احساس ھوا جو داویدوف کی طرف تھی ۔ بعضوں کو اس کے سکون اور اطمینان پر بہت غصہ آیا ۔ چیخیں یوں ابھریں جیسے لوھے کی چھت پر اولے برس رھے ھوں :

''ھمیں کنجیاں دو !،،

''پنچائتیفارم کو ختم کردو !،،

''یہاں سے نکلو، تم سے آنیکو کس نے کہا تھا؟،،

''ھمیں وہ سارا بیج کا غلہ دو !،،

''کیوں نہیں بوائی کرنے دیتے ھمیں!،،

ھوا کے ھلکے ھلکے جھونکے باڑے کے چھپر میں سرسرا رھے تھے اور عورتوں کے سر پر بندھے ھوئے رومالوں کو ھلارھے تھے ۔ ھوا کے جھونکوں کے ساتھ خشک زمین کی پھیلی بو بھی آرھی تھی ۔ تازہ و شاداب گھاس کی مہک کچی شراب کی بو کی طرح فضا میں رچ رھی تھی ۔ سفیدے کے درختوں پر چٹکتی ھوئی کلیوں کی شہد

داویدوف کے قدم خودبخود سست پڑگئے کیونکہ اسے باڑے کی طرف سے دھشت انگیز شور سنائی دیا۔ ''اے اے اے،، مردوں کی گہری اور بھاری آوازوں کو چیرتی ہوئی عورتوں کی تیز چیخ ابھرنے لگی۔ جیسے بھونکتے ہوئے کتوں کے غول میں کسی ایسی شکاری کتیا کی بپھرتی اور سسکتی چیخ جس نے کسی زبردست شکار کی بو سونگھ لی ہو، سب سے تیز گونجتی چلی جائے۔

''بہتر یہ ہے کہ دوسرے جتھے کو بلا لیا جائے ورنہ کمبخت سارا غلہ اٹھالے جائیں گے،، داویدوف نے سوچا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ دفتر واپس جائے اور بیج کے باڑوں کی کنجیاں کہیں چھپادے۔ دیومکا اوشاکوف گھبرایا ہوا پھاٹک پر کھڑا تھا۔

''کامریڈ داویدوف! لگتا ہے مجھے رفوچکر ہونا پڑےگا۔ ورنہ ھجوم کنجیوں کے چکر میں مجھے دبوچ لےگا۔،،

''یہ تمہارا کام ہے۔ نائدیونوف یہاں نہیں ہے؟،،

''وہ دوسرے جتھے میں ہے۔،،

''یہاں دوسرے جتھے کا کوئی آدمی نہیں ہے؟،،

''کوندرات مائدانیکوف۔،،

''کہاں ہے؟ وہ یہاں کیا کررہا ہے؟،،

''بیج لینے آیا تھا۔ وہ رہا۔ وہاں!،،

مائدانیکوف تیز تیز قدموں سے ان ہی کی طرف چلتا ہوا آرہا تھا۔ ابھی کچھ دور ہیٔ تھا کہ چلاکر بولا:

''اندرئی رازمیوتنوف کو ھجوم نے گرفتار کرکے تہہخانے میں بند کردیا ہے۔ اور اب وہ باڑے کی طرف جا رہے ہیں۔ کامریڈ داویدوف چھپ جاؤ ورنہ وہ تمہاری بھی درگت بنادیں گے۔ ان لوگوں کے دماغ میں خناس ہے۔ اور اس وقت ان کی لگام شیطان کے ہاتھ میں ہے۔،،

''نہیں میں نہیں چھپوں گا! پاگل ہوگئے ہو کیا؟ یہ رہیں کنجیاں۔ جتھے میں واپس جاؤ اور لیوبیشکین سے کہو کہ کوئی پندرہ آدمیوں کو گھوڑوں پر لےکر سیدھے یہاں آجائے۔ لگتا ہے ہنگامہ ہوگا۔ میں ضلع کو پریشان کرنا نہیں چاھتا۔ ہم خود ہی سب کچھ سنبھال لیں گے۔ تم یہاں کیسے آئے؟،،

''گاڑی میں!،،

فکر ہے جو پنچائتی‌فارم چھوڑ کر نکل گئے ہیں - لیکن ان کو اپنا غله نہیں مل رہا ہے - نه ان کو ان کی ملکیت واپس مل رہی ہے! اور تم نے مجھے زمین کس قسم کی دی ہے؟ یه زمین اتنی دور کیوں ہے؟،،

''نکل جاؤ یہاں سے!،، داویدوف کے صبر کا پیمانه چھلک پڑا - ''ہم تم سے بعد میں بات کریں گے - پکی بات! تم پنچائتی‌فارم کے معاملات میں دخل مت دو - ورنه جلدی تمہاری ناک غائب ہوجائے گی! تم لوگوں کو بھڑکانے کی کوشش کررہے ہو! میں کہتا ہوں تم نکل جاؤ، یہاں سے!،،

بانیک دھمکیاں دیتا ہوا پیچھے ہٹ گیا - اور اسکی جگہه عورتوں نے لےلی جو مل کر آگے بڑھ رہی تھیں - وہ سب ایک ساتھ چیخ رہی تھیں اور داویدوف کو بولنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھیں - وہ کسی طرح وقت ٹالنے کی کوشش کررہا تھا تاکه اتنے میں لیوبیشکین اور اس کے آدمی گاؤں پہنچ جائیں - لیکن عورتوں نے اس کو گھیرلیا اور وہ اپنے پیچھے کھڑے مردوں کی خاموش شہه پاکر اس طرح گرج رہی تھیں که کان پڑی آواز سنائی نه دیتی تھی -

داویدوف نے اپنے گرد نظر دوڑائی تو اسے مارینا پویارکوا دکھائی دی - وہ ہجوم سے ذرا دور کھڑی تھی، اس کے مضبوط بازو کہنیوں تک ننگے تھے اور سینے پر بندھے ہوئے تھے - وہ کچھ عورتوں سے زوروشور سے گفتگو کررہی تھی - اس کی کالی بھویں ناک کے اوپر جڑ سی گئی تھیں - داویدوف کو اس عورت کی نظر میں بغض و عناد کی جھلک دکھائی دی - اسی آن اس کے پاس یاکوف لوکیچ نظر آیا - وہ مسکرارہا تھا، وہ بڑے ہیجان میں تھا، جیسے وہ جانتا تھا که کچھ ہونیوالا ہے - وہ چپ شاہ دیمید کے کان میں کچھ کہه رہا تھا -

''ہمیں کنجیاں دو! ابھی وقت ہے چپ چاپ کنجیاں دے دو! سنا تم نے؟،،

ایک عورت نے داویدوف کا شانه تھام لیا اور ہاتھ اس کی پتلون کی جیب میں ڈال دیا -

داویدوف نے قدرے زور سے اسکو دھکیل دیا - عورت لڑکھڑائی اور چت جا گری اور یوں بن گئی جیسے اسے بہت چوٹ آئی ہو:

جیسی خوشبو اتنی ھوش‌ربا اور میٹھی تھی کہ جب داویدوف نے بولنے کے لئے منہہ کھولا تو اسے محسوس ھوا کہ شہد کی مٹھاس زبان پر ٹپک رھی ھے۔

''بھائیو، یہ سب کیا ھے؟ تم لوگ سوویت حکام کی ھدایات پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ تم لوگوں نے یارسکوئے کے لوگوں کو غلہ کیوں نہیں لےجانے دیا؟ تمھیں اس کا خیال نہیں آیا کہ عدالت میں تمھیں اس بات کے لئے جواب دینا پڑےگا کہ تم نے موسم‌بہار کی بوائی میں اڑنگا ڈالنے کی کوشش کی؟ تمھیں اس بات کا جواب دینا پڑیگا۔ پکی بات! سوویت اقتدار تمھیں اس بات کے لئے معاف نہیں کرےگا!،،

''تمھارا سوویت‌اقتدار ھماری قید میں ھے! وہ تہہ خانے میں بھیڑ کی طرح چپ‌چاپ بیٹھا ھے،، ٹھنگنے سے قد کے ایک نجی کاشتکار میرون دوبرودیئف نے جواب دیا۔

بعض لوگوں نے قہقہہ لگایا لیکن بانیک آگے آیا اور غصے میں چلایا:

''سوویت اقتدار اس قسم کی من مانی نہیں کرتا جس طرح کہ تم یہاں کررھے ھو! ھم اس سوویت اقتدار کا حکم نہیں مانیں‌گے جو تم نے اور ماکارناگولنوف نے ایجاد کیا ھے۔ یہ نیا کھیل کیا ھے کہ کاشتکاروں کو بوائی سے روکا جارھا ھے؟ ایں؟ یہ پارٹی کی ھدایات کو مسخ کرنا ھے۔ یہ پارٹی لائن کی خلاف ورزی ھے! ھاں!،،

''کس کو بوائی سے روکا ھے ھم نے؟ تمھیں؟،،

''کیا تم بونے دیتے ھو؟،،

''کیا تم اپنا بیج کا غلہ باڑے میں لائے تھے؟،،

''ھاں۔،،

''تم کو یہ غلہ واپس ملگیا؟،،

''ھاں۔ ملگیا۔ اس سے کیا؟،،

''تو پھر بتاؤ تم کو بوائی کرنے سے کون روک رھا ھے! تم باڑے کے اردگرد کیوں منڈلا رھے ھو؟،،

بات‌چیت نے یہ رخ اختیار کیا تو بانیک کچھ چکراسا گیا لیکن اس نے کترانے کی کوشش کی۔

''میں اپنے لئے پریشان نہیں ھوں۔ مجھے تو ان لوگوں کی

کہتا ہوں کنجیاں میرے کمرے میں ہیں - پھر میں جاؤں گا کنجیاں تلاش کروں گا اور پھر کہوں گا میں نے کنجیاں کھودیں - اس اثنا میں لیوبیشکین آجائے گا - شاید یہ مجھے قتل نہ کریں - خدا سمجھے ان سے!،، وہ کندھے سے رخسار کا خون پونچھنے کے لئے رکا - پھر بولا: ''کنجیاں میرے گھر پر رکھی ہیں - لیکن میں تمہیں کنجیاں دوں گا نہیں - اور اگر تم نے تالے توڑے تو تمھیں اس سنگین جرم کے لئے جواب دہ ہونا پڑے گا - میں کہتا ہوں یہ پکی بات ہے!،،

''چلو تو ہم خود وہاں چلتے ہیں - ہم خود تمہاری کنجیاں تلاش کریں گے!،، اگناتیونک کی ماں نے ہٹ دھرمی سے کہا -

اس کے موٹے رخسار اور ناک پر بڑا سا مسہ جوش میں تھرتھرا رہا تھا - اور جھریوں بھرے چہرے سے پسینہ رس رہا تھا - اس نے سب سے پہلے داویدوف کو دھکا دیا اور وہ شوق سے مگر آہستہ آہستہ گھر کی طرف چلنے لگا -

''یقین سے کہہ سکتے ہو کنجیاں وہیں ہیں؟ کہیں بھول تو نہیں رہے ہو؟،، بانیک کی بیوی اودوتیا نے اس سے جرح کی -

''وہیں ہیں،، داویدوف نے اس کو یقین دلایا اور اپنی مسکراہٹ کو چھپانے کے لئے سر جھکالیا -

چار عورتوں نے اس کے بازو پکڑلئے - پانچویں پیچھے پیچھے چل رہی تھی جس کے ہاتھوں میں بہت بڑا کھونٹا تھا - اس کے بائیں بازو پر اگناتیونک کی ماں مردانہ قدموں سے چل رہی تھی - اس کا پورا جسم لرزش میں تھا - باقی عورتیں، ٹولیوں میں بٹ گئی تھیں اور اس کے بائیں بازو پر چل رہی تھیں - مرد وہیں باڑے کے پاس رک گئے تھے - اور کنجیوں کا انتظار کررہے تھے -

''ماں، میرا بازو چھوڑدو میں بھاگوں گا نہیں،، داویدوف نے کہا -

''نہیں میں نہیں چھوڑوں گی - ،،

''نہیں نہیں ہمارے ساتھ ساتھ چلو - پھر ہمیں پریشانی نہ ہوگی - ،،

وہ گھر پہنچے - انہوں نے بید کا پھاٹک توڑا احاطے کے گھیرے کو نوچا اور صحن میں داخل ہوگئیں -

''جاؤ اور جاکر کنجیاں لاؤ - اگر تم کنجیاں نہیں لاؤ گے تو ہم کزاکوں کو لائیں گے اور وہ تمہاری گردن مروڑ کر رکھدیں گے -،،

''اوہ ۔ مار ڈالا کمبخت نے! لوگو، مجھے بچاؤ، سہارا دو!''

''یہ کیا؟'' ہجوم کے پیچھے سے ایک تھرتھراتی ہوئی تیز آواز ابھری۔ ''جھگڑا کرنا چاہتے ہو؟ اچھا تو پھر مزہ چکھاؤ اس کو۔ ایسا لگاؤ کہ نکسیر پھوٹ جائے اس کی!''

داویدوف گری ہوئی عورت کو اٹھانے کےلئے بڑھنے ہی والا تھا کہ اس کی ٹوپی دور جاپڑی اور اس کے چہرے اور گردن پر کئی گھونسے برسے اور اس کے بازو جکڑ لئے گئے۔ اس نے کندھے جھٹک کر ان عورتوں کو الگ کیا جو اس سے چپک گئی تھیں لیکن وہ دوبارہ چیختی چلاتی اس پر ٹوٹ پڑیں۔ اس کی قمیص کا کالر نوچ پھینکا اور آن کی آن میں اس کی جیبیں باہر لٹکنے لگیں۔

''اس کے پاس کنجیاں نہیں ہیں!''

''کنجیاں کہاں ہیں؟''

''کنجیاں لاؤ! ہم تالے توڑ دیں گے!''

ایک لحیم شحیم عورت — میشکا اگناتیونک کی ماں — خرخراتی ہوئی داویدوف کی طرف بڑھی، اس نے گندی گندی گالیوں کی بوچھار کرتے ہوئے اس کے منھہ پر تھوک دیا۔

''تم اسی قابل ہو، شیطان، بے دین!''

داویدوف زرد پڑگیا۔ اس نے اپنی ساری طاقت یکجا کرکے ان کے چنگل سے نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ناکام رہا۔ آخر کچھ کزاک عورتوں کا ہاتھ بٹانے کو آگے بڑھ آئے۔ مضبوط کھردرے ہاتھوں نے اس کی کہنیوں کو جکڑلیا تھا۔ اور ان کو پیچھے مروڑ رہے تھے۔ شکنجے میں جکڑ رہے تھے۔ داویدوف نے جدوجہد چھوڑدی۔ اسے اندازہ ہوگیا کہ معاملہ بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ اور ہجوم میں کسی سے حمایت کی امید بیکار ہے۔ اس نے اب ایک دوسرا رویہ اپنانے کا فیصلہ کیا۔

''لوگو، باڑے کی کنجیاں میرے پاس نہیں ہیں۔ وہ رکھی ہوئی ہیں۔ وہاں...'' داویدوف جھجکا۔ جو بات اس کی زبان پر آکر رک گئی وہ یہ تھی کہ کنجیاں اس کی تحویل میں نہیں رہتیں۔ لیکن اس کو یکایک خیال آیا کہ اگر اس نے یہ کہا تو یہ سب دیوسکا اوشاکوف کی تلاش شروع کردیں گے۔ شاید وہ انہیں مل جائے۔ پھر دیوسکا کی خیر نہیں۔ یہ لوگ اس کو مار ڈالیں گے۔ ''میں ان سے

''بےحس کٹ‌پتلے! پتھر کی سل!،، کمسن ناستینکا دونیتسکووا آنکھوں میں آنسو بھرے زور سے چلائی اور اپنی سخت اور چھوٹی چھوٹی مٹھیوں سے اس کی پیٹھ پر گھونسے رسید کرتی رہی۔ ''میری مٹھیاں چھل کے رہ گئیں مگر اس پر اتنا سا اثر نہیں ہوا!،،

''ڈنڈا مت مارو!،، صرف ایک بار دانت بھینچ کر داویدوف نے سختی سے کہا اور خشک بید کا ڈنڈا ایک عورت کے هاتھ سے چھین کر اپنے گھٹنے پر جمایا اور ایک ھی جھٹکے سے توڑدیا۔

اس کے کان سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے هونٹ اور ناک کٹ گئے تھے۔ لیکن وہ اب بھی اپنے سوجے ہوئے هونٹوں سے مسکرارها تھا اور سامنے کے دانت کی جگہ کھلا دروازہ نظر آرها تھا۔ وہ آهستہ آهستہ چل کررها تھا اور حملوں سے بچنے کی کوشش کررها تھا۔ لیکن عورتیں پوری شدت سے حملہ کررهی تھیں۔ اگناتیونک کی بوڑھی عورت، جس کی ناک پر مسہ زور سے لرزرها تھا، اس کو بہت ستا رهی تھی۔ اس کے گھونسے بہت سخت تھے۔ اور وہ اس کی کنپٹیوں یا پیشانی کو اپنا خاص نشانہ بنارهی تھی۔ وہ اوروں کی طرح نہیں ماررهی تھی۔ وہ اپنی الٹی مٹھی کی مڑی ہوئی انگلیوں کی نکیلی هڈیوں سے مار رهی تھی۔ وہ غراتی ہوئی دوسری عورتوں کے پرے کو چیر کر آگے بڑھتی اور ٹھیک اس کے سامنے آجاتی اور زور زور سے پھنکارتے ہوئے کہتی:

''اس کی تھوتھنی! ذرا مجھے اسکی تھوتھنی پر ایک لگانے دو!،،

''بوڑھی مینڈک! ذرا رک جاؤ پھر دیکھنا!،، داویدوف نے انتہائی غصے میں سوچا اور اس کے وار سے بچنے کی کوشش کی۔ ''بس رک جا۔ لیوبیشکین کو آنے دے۔ میں ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ لٹو کی طرح ناچنے لگے گی!،،

لیکن لیوبیشکین اور اس کے آدمیوں کا ابتک کہیں پتہ نہ تھا۔ هجوم اسکو لےکر ناگولنوف کے گھر پہنچ گیا۔ اس بار عورتیں داویدوف کے ساتھ ھی کمرے میں گئیں۔ انہوں نے سب کچھ الٹ پلٹ کر رکھدیا۔ کتابیں پھینک دیں، کاغذات، کپڑے سب کمرے میں بکھیر دئے۔ گھر کی مالکن کا کمرہ تک کنجیوں کے لئے چھان مارا۔ ظاهر ہے، جب ان کو کچھ هاتھ نہ آیا تو وہ داویدوف کو دھکیل کر زینے پر لے آئیں۔

''عورتو تم نے اتنی جلدی سوویت اقتدار کو بھلادیا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سب کرنے کے بعد تم بچ کر نہیں نکل سکوگی۔ ''

''چاہے آج مرو چاہے کل۔ بات ایک ہی ہے۔ یوں بھی اگر آج اپنے کئے کی سزا کے نام پر ہمیں مارا نہ گیا تو بھی خزاں میں ہم خود ہی بھوکوں مرجائیں گے ـــ ایک ہی بات ہے! چلو!''

داویدوف اپنے کمرے میں گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس پر کڑی نظر ہے۔ اس لئے اس نے کافی تفصیل سے کنجیوں کی تلاش شروع کردی۔ اس نے اپنے تھیلے میں سے ایک ایک چیز نکال کر دیکھی، اپنے کاغذ بکھیردئے، پلنگ کے نیچے رینگ رینگ کر دیکھا۔ اور کمان جیسے پاؤں والی میز کے نیچے بھی جھانک کر دیکھا۔

''یہاں تو کنجیاں نہیں ہیں'' اس نے زینے پر نکلتے ہوئے اعلان کیا۔

''تو پھر کہاں ہیں کنجیاں؟''

''ناگولنوف کے گھر پر ہوں گی!''

''لیکن وہ تو چلا گیا ہے!''

''اس سے کیا! ممکن ہے کنجیاں چھوڑ گیا ہو۔ یہی کیا ہوگا اس نے۔ ہمیں آج دوسرے جتھے کو بیج کا غلہ دینا تھا۔ ''

وہ اس کو ناگولنوف کے گھر لے گئیں۔ راستے میں انہوں نے داویدوف کو پیٹنا شروع کردیا۔ شروع میں تو انہوں نے تھپڑ مارے اور صلواتیں سنائیں لیکن بعد میں، جب انہوں نے دیکھا کہ وہ ہنس رہا ہے اور مستقل مذاق کررہا ہے تو اس کی باقاعدہ مرمت شروع کردی۔

''عورتو! میری پیاری پنچھیو! مجھے ڈنڈے سے نہ مارو!'' اس نے التجا کی اور اپنے پاس والی عورت کے چٹکی بھرلی اور سر جھکا کر زبردستی ہنسنے کی کوشش کرتا رہا۔

انہوں نے نہایت بیدردی سے اس کی چوڑی چکلی پشت کی دھلائی شروع کردی۔ لیکن اس کے منہہ سے ایک آدھ اف کے سوا اور کچھ نہ نکلتا۔ وہ کندھے جھٹکتا اور درد کے باوجود اب بھی مذاق کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

''اے نانی اماں تمہیں تو اب تک اس جہان سے کوچ کرجانا چاہئے تھا۔ تم مرتی کیوں نہیں؟ تم تو مزے میں اب بھی لڑرہی ہو۔ آؤ میں ایک دھپ رسید کروں۔ ایک بس ایک۔ ''

''بس! تم مجھے مار ڈالوگی۔ سر پر نہیں۔ میرے پاس کنجیاں نہیں ہیں... میں رات تک تمہیں اسی طرح دوڑاؤں گا لیکن کنجیاں نہیں ملیں گی۔ کیونکہ کنجیاں میرے پاس ہیں ہی نہیں۔ میں کنجیاں نہیں دوں گا!''

''اھا! رات تک؟'' بپھری ہوئی عورتیں چلائیں اور پھر داویدوف کے تھکے ہوئے جسم سے جونکوں کی طرح لپٹ گئیں — کبھی نوچتیں کبھی گھونسے مارتیں اور کبھی اس کے جسم میں دانت گاڑدیتیں۔

انتظامی دفتر کے پاس پہنچتے پہنچتے داویدوف سڑک پر بیٹھ گیا۔ اس کی کینوس کی قمیض خون سے لت پت تھی۔ اس کی شہری پتلون، جس کے پائیچوں کے کنارے نچے ہوئے تھے، گھٹنوں پر پھٹ گئی تھی۔ اس کے چاک گریبان سے اس کا سانولا سینہ جھانک رہا تھا جس پر کوئی تصویر گدی ہوئی تھی۔ وہ ھانپ رہا تھا، اس کے گلے میں سانس پھنس رہی تھی۔ اور اس کی صورت قابل رحم ہوگئی تھی۔

''چل۔ کتیا کے پلے!'' اگناتیونک کی بوڑھی عورت نے پیر پٹکتے ہوئے چلا کر کہا۔

''لیکن لعنت ہو تم پر! یہ تمہارے لئے ہے. . .'' داویدوف نے یکایک بڑی ہموار آواز میں کہا اور اس کی آنکھوں میں ایک نئی روشنی جگمگائی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ ''یہ سب ہم تمہارے لئے کررہے ہیں اور تم مجھے قتل کررہی ہو! لعنت ہو! میں تمہیں کنجیاں نہیں دوں گا۔ سمجھیں؟ پکی بات، میں نہیں دوں گا! ایں؟''

''چھوڑ دو اس کو!'' ایک عورت دوڑتی ہوئی آئی اور چلا کر بولی: ''کزاکوں نے تالے توڑدئے ہیں اور اب غلہ بانٹ رہے ہیں آپس میں!''

عورتوں نے داویدوف کو دفتر کے پھاٹک پر چھوڑدیا اور باڑے کی طرف بھاگیں۔

وہ بڑی مشکل سے اٹھا، صحن میں داخل ہوا، گنگنے پانی کی بالٹی نکال کر زینے پر لایا اور جی بھر کر پانی پیا۔ اس کے بعد اپنے سر پر پانی ڈالنے لگا۔ اس نے چہرے اور گردن سے خون دھویا، گھوڑے کی جھول سے اپنا بدن پونچھا جو برساتی میں لٹک رہی تھی اور چوکھٹ پر بیٹھ گیا۔ صحن میں ایک شخص کا پتہ نہیں تھا۔ کہیں کوئی مرغی بےچینی سے کڑکڑا رہی تھی۔ کالے پروالا ایک چکاوک ڈربے

''کنجیاں کہاں ہیں؟ ہم تمھیں مار ڈالیں گے!،،

''استروونوف کے پاس ہیں کنجیاں،، داویدوف کو باڑے کے پاس هجوم میں نائب کی چٹخارےدار مسکراهٹ یاد آئی اور اس نے اسی کا نام لیا۔

''یہ جھوٹ ہے! ہم اس سے پوچھ سکتے ہیں! اس نے کہا کنجیاں تمھارے پاس ہیں!،،

''عورتو! پیاری عورتو!،، داویدوف نے اپنی انتہائی سوجی ہوئی ناک کو چھوا اور خاموشی سے مسکرادیا۔ ''تمھیں اس بری طرح مجھے نہیں مارنا چاهئے تھا۔ کنجیاں میرے دفتر میں رکھی ہوئی ہیں میز میں۔ پکی بات! اب مجھے اچھی طرح یاد آگیا ہے۔،،

''یہ همارا مذاق اڑانے کی کوشش کررها ہے،، ایکاتیرینا چلائی جو بھاگی ہوئی باڑے سے آئی تھی۔

''دیکھو مجھے وهاں لے چلو میں تمہارا مذاق کیوں اڑاؤں گا بھلا! لیکن بھئی، مہربانی سے مار پیٹ بند کرو!،،

داویدوف زینے سے اترا۔ پیاس سے اس کا گلا سوکھ رها تھا۔ اور اب بےبسی اور غصے کی لہر اس کے هوش‌وحواس پر چھائی جارهی تھی۔ اس کی پٹائی پہلے بھی هوچکی تھی۔ لیکن عورتوں کے هاتھوں پٹنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ اور یہ ایک عجیب احساس تھا۔ ''مجھے گرنا نہیں چاهئے۔ ورنہ یہ پاگل هوجائیں گی اور میرا کام تمام کردیں گی۔ اور یہ بڑی احمقانہ موت هوگی! پکی بات!،، اس نے ٹیلے کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے هوئے سوچا۔ لیکن وهاں گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑنےوالی گرد کا هلکا سا دھبہ تک نظر نہ آیا۔ گھوڑسواروں کا قافلہ نگاهوں سے اب بھی اوجھل تھا۔ سنسان ٹیلہ افق پر دوردراز پہاڑی تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ گاؤں کا ایک ایک شخص باڑے کے گرد جمع تھا۔ اور وهاں سے بپھری هوئی آوازوں کی گنگناهٹ صاف سنائی دے رهی تھی۔

دفتر تک پہنچنے سے پہلے هی داویدوف کی اتنی کٹائی پٹائی هوچکی تھی کہ اس کے لئے پیروں پر کھڑا هونا بھی مشکل تھا۔ اب وہ مذاق بھی نہیں کررها تھا۔ اس کے قدم بار بار لڑکھڑا رہے تھے۔ وہ بار بار سر کو تھام رها تھا۔ بار بار اس کا رنگ زرد پڑ رها تھا۔ اس نے التجا کی:

''کامریڈ داویدوف،، اس نے بلی کی طرح پنجوں کے بل چلتے ہوئے اس کے پاس آکر سرگوشی میں کہا۔ ''خدا کے لئے کہیں چھپ جاؤ! اب انہوں نے ہمیں مارنا پیٹنا شروع کردیا ہے۔ قتل ہونےوالا ہے! یا خدا انہوں نے تمھاری کیا درگت بنائی ہے۔ میں تو تمہیں پہچان ہی نہیں سکتا تھا! میں تو چارے میں چھپا ہوا تھا۔ اف کتنی گھٹن تھی وہاں — سانس لینا دوبھر تھا۔ سر سے پاؤں تک پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیکن وہاں پھر بھی زیادہ سکون تھا۔ یقین مانو۔ آؤ ہم ایک ساتھ چھپ جائیں — جب تک یہ طوفان نہ گذر جائے! ایں؟ اکیلے میں تو قیامت گذر جاتی ہے۔ آخر ہم کس چیز کے لئے اپنے آپ کو موت کے حوالے کریں؟ ذرا دیکھو تو یہ کم‌بخت عورتیں کس طرح بھنبھنا رہی ہیں — بھڑوں کا چھتہ! کمبختیں گھٹ کے رہ جائیں! لگتا ہے انہوں نے ناگولنوف کو پکڑلیا ہے۔ یہ اسی کا گھوڑا ہے جو ابھی دوڑتا ہوا آیا ہے۔ آج صبح وہ اسی گھوڑے پر سرکز گیا تھا۔ جب وہ باہر جارہا تھا تو گھوڑا ٹھوکر کھا گیا۔ تب ہی میں نے کہا تھا: 'ماکار واپس آجاؤ۔ یہ برا شگون ہے!'، لیکن بھلا وہ کب کسی دانا کی سنتا ہے؟ کبھی نہیں، تمہاری جان کی قسم! ہمیشہ اپنی سی کریگا! اور دیکھو اب اسکو قتل کیا جارہا ہے۔ اگر وہ اس وقت میری سن لیتا اور لوٹ جاتا تو اس وقت ان کی نظر سے چھپ کر اپنی جان بچالیتا۔،،

''لیکن ممکن ہے وہ اس وقت گھر پر ہو؟،، داویدوف نے ذرا بےیقینی سے کہا۔

''گھر پر! تو پھر اس کا گھوڑا اس کے بغیر یہاں کیوں آیا؟ اور وہ بھی اس طرح نتھنے پھلاتا ہوا، جیسے اس نے مردے کی بو سونگھ لی ہو؟ میں ان نشانیوں کو خوب جانتا ہوں، خوب پہچانتا ہوں! یہ دن کی طرح روشن ہے! وہ ضلع سے واپس آیا ہوگا۔ اور اس نے لوگوں کو غلہ اٹھاتے دیکھا ہوگا۔ اس کے دل کی آگ دھک اٹھی ہوگی اور اس نے برا بھلا کہا ہوگا۔ اس لئے انہوں نے اس کو قتل کردیا ہوگا۔،،

داویدوف خاموش تھا۔ باڑوں سے اب بھی چیخ پکار سنائی دےرہی تھی۔ آواز بیل‌گاڑیوں کی چرخ‌چوں اور چھکڑوں کی چرچراہٹ میں گھل رہی تھی۔

''یہ لوگ غلہ لےجا رہے ہیں،، اس نے سوچا۔ ''لیکن ماکار کو

کی چھت کے اوپر بیٹھا، سر کو پیچھے جھٹک کر چہک رہا تھا۔ گھاس کے میدانوں سے گھوسوں کے سیٹیاں بجانے کی آواز آرہی تھی۔ سفید بادلوں کی ردا سورج کو ڈھک رہی تھی۔ لیکن پھر بھی ھوا بہت بھاری تھی اور اتنی اسسی ھوئی کہ صحن کے بیچوں‌بیچ راکھ کے ایک ڈھیر پر نہاتی ھوئی گوریاں بھی خاموش ھوگئی تھیں۔ ان کے سر ایک طرف کو جھکے ھوئے تھے۔ اور کبھی کبھار ھی ان کے جھکے ھوئے پر چھوٹے چھوٹے پنکھوں کی طرح ھلتے تھے۔

گھوڑوں کی ٹاپوں کی ھلکی ھلکی آواز کان میں پڑگئی تو داویدوف نے سر اٹھایا۔ ایک گندمی رنگ کا گھوڑا جس کی پشت سڈول تھی زین سمیت دوڑتا ھوا پھاٹک کے اندر داخل ھوا۔ وہ تیزی سے مڑا، زمین پر ٹاپ مارتے ھوئے اس نے صحن کا چکر لگایا۔ وہ نتھنے پھلاپھلا کر سانس لےرھا تھا، زین کی پیٹی سے جھاگ جیسے سفید ذرات گرم زمین پر گررھے تھے۔ گھوڑا اصطبل کے دروازے پر رکا اور زینے کو سونگھنے لگا۔

اس کی سجل لگام، جس پر چاندی سے نقاشی کی گئی تھی، ٹوٹی ھوئی تھی۔ لگام کے سرے نیچے لٹک رھے تھے۔ زین گردن تک کھسک آئی تھی۔ اس کے سینہ بند کے کالر زمین تک لٹک رھے تھے اور اس کے کھروں کو چھو رھے تھے۔ وہ زور زور سے سانس لے رھا تھا اور سرخی مائل نتھنوں کو پھڑکا رھا تھا۔ بھورے اور سرجھائے ھوئے گھاس کے ٹکڑے لس کے سر کے سنہرے بالوں اور ایال میں الجھ کر رہ گئے تھے۔

داویدوف نے حیرت سے گھوڑے کو دیکھا۔ ٹھیک اسی وقت چارہ‌خانے کا دروازہ آھستہ سے چرچرایا اور دادا شوکار کا سر دکھائی دیا۔ وہ نکل کر باھر آیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے دروازہ کھولا اور سہمی ھوئی نظر سے چاروں طرف دیکھا۔

شوکار کی پسینے میں شرابور قمیض میں چارے کے بیج چپک گئے تھے۔ اس کی گردآلود داڑھی میں کوئچ کے بیج جتنے بھاری پھول پھنسے ھوئے تھے، گھاس اور پتیاں بھی جن میں کہیں کہیں جھاڑیوں کے پیلے زیرے کی ھوائیاں بھی نظر آرھی تھیں۔ اس کا چہرہ چیری کی طرح سرخ ھورھا تھا۔ اور اس کے چہرے پر ھوائیاں اڑرھی تھیں۔ اس کی کنپٹیوں سے پسینہ بہہ بہہ کر داڑھی اور رخساروں کو بھگورھا تھا۔

تھا، کمبخت چڑھتا چلا آیا۔ آخر میں میرے پیٹ پر سوار۔ میں بےحس‌وحرکت پڑا رہا۔ حالانکہ میرا دل اچھل‌کر بار بار گلے میں آرہا تھا۔ ڈر سے برا حال تھا۔ لیکن میں خاموش پڑا رہا۔ آخر کرتا تو کیا کرتا؟ میرے لئے راہ فرار بھی کہاں تھی! اس کے بعد وہ سیدھا میرے چہرے پر! میں نے ہاتھ بڑھایا اور پکڑ ھی تو لیا۔ اور لو دیکھو — ہاتھ میں کھر ھے! کھر اور روئیں! میرے تو رونگٹے کھڑے ھوگئے۔ اور مجھے لگا کہ میری کھال اتر رھی ھے۔ سارے خوف کے سانس لینا بھی دوبھر! جانتے ھو جب وہ روئیں‌دار کھر میرے ہاتھ میں آیا تو میں نے کیا سوچا؟ میں نے کہا: 'شیطان ھے یہ!' چارہ گھر میں اس غضب کا اندھیرا تھا اور تم جانو بدروحیں اندھیرے پر جان دیتی ھیں۔ 'اب وہ مجھے پکڑےگی اور گدگدا گدگدا کر مجھے موت کے گھاٹ اتار دےگی، اس سے بہتر تو یہ کہ عورتوں کے ہاتھوں اس دنیا سے کوچ کرجاؤں۔' اف کیسی دھشت نے گھیرا مجھے۔ کچھ نہ پوچھو۔ اگر کوئی اور ھوتا میری جگہہ، میرا مطلب ھے کوئی بزدل تو وھیں کے وھیں اس کا دل پھٹ سے دھڑکنا بند کردیتا۔ اور قصہ ختم۔ جب انسان فوراً خوف کھاجائے تو یہی ھوتا ھے۔ لیکن میں ذرا سا سرد پڑگیا اور وھیں خاموش پڑا رہا۔ اور یکایک مجھے بکری کی سی بو محسوس ھوئی۔ میں بالکل بھول گیا تھا کہ تیتوک کی بکری وھیں چارہ‌گھر میں رہتی ھے۔ بالکل ھی بھول گیا تھا۔ وہ قسمت کی ماری بکری! میں نے ذرا نظر اٹھاکر دیکھا۔ لو وھاں تو تیتوک کی بکری کھڑی ھے۔ تیتوک کی بکری چارے پر رینگ رھی ھے۔ ھر چیز پر منہہ مار رھی ھے۔ اور ادھر ادھر دیکھ رھی ھے۔ اس کے بعد ظاھر ھے میں اٹھا اور اس کے پاس ھی پڑگیا۔ میں نے اب اس کو پکڑا اور اچھی طرح گھسیٹا۔ میں نے اس کی داڑھی پکڑی یا جو چیز بھی ہاتھ آگئی پکڑلی۔ 'کم‌بخت دڑھیل شیطان، یوں چارے پر اچھل‌کود نہ لگا۔ جانتی بھی ھے گاؤں پر مصیبت کا کیسا پہاڑ ٹوٹ پڑا ھے۔ یوں کودتی مت پھر۔ ذلیل، گندی، موذی!' مجھے اتنا غصہ آیا کہ میرا جی چاھا وھیں اس کا کام تمام کردوں۔ میں نے کہا: 'ٹھیک ھے تم محض جانور ھو، لیکن یہ تو معلوم ھونا ھی چاھئے کہ کیا چیز کیا ھے۔ یہ تو سمجھو کہ کب یوں کودکر چارہ گھر میں

کیا ہوا؟ کہیں اسے قتل تو نہیں کردیا انہوں نے! مجھے چلنا چاہئے!،،
وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ دادا شوکار نے سوچا کہ داویدوف نے اس کے چارہ گھر میں چھپنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ وہ اس خیال سے بہت خوش ہوا اور الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا!

''ہاں آؤ۔ ہمیں اس مصیبت سے بچنا چاہئے۔ ورنہ اگر کوئی ادھر آنکلا اور مجھے اور تمھیں ساتھ دیکھ لیا تو پھر ہمارا کام تمام سمجھو۔ ایک منٹ بھی نہیں لگائیں گے کمبخت! اور ویسے بھی چارہ گھر بڑا اچھا ہے! چارے کی بو سونگھتے ہی دل میں مسرت کا چشمہ ابلنے لگتا ہے، ایک عجیب احساس جاگتا ہے، اگر وہاں کچھ کھانے پینے کو ہو تو میں ایک مہینہ یوں ہی بند کا بند گذار دوں۔ البتہ وہ کمبخت بکری بڑی مصیبت ہے۔ میں اس چڑیل کو مارمارکر بھرتا بنادیتا۔ سچ کہتا ہوں۔ میں نے اتنے میں عورتوں کی چیخ پکار سنی اور مجھے اندازہ ہوا کہ وہ پنچائتی‌فارم کو تہس‌نہس کررہی ہیں۔ اور غلے کی خاطر تمہارا کچومر بنارہی ہیں۔ اب میں نے اپنے آپ سے کہا: 'شوکار، لگتا ہے، تمہارا آخری وقت آگیا۔ اور وہ بھی چوہے کی موت مرنا ہے!'، کامریڈ داویدوف یہ عورتیں جانتی ہیں کہ میں اور تم دو ہی ہیں جو اصل میں انقلاب کے دن سے اس پلیٹ‌فارم پر چھائے ہوئے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ ہم دونوں نے ہی گریمیاچی لوگ میں پنچائتی‌فارم قائم کیا ہے اور تیتوک کو بحیثیت کولاک بے‌دخل کیا ہے۔ آج تو وہ شروع ہی سے کسی نہ کسی کو قتل کرنے پر تلے ہوئے ہیں! مجھے اور تمہیں — اس کے بارے میں کسی شبہے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے سوچا کہ ہمارا ستارہ گردش میں ہے اور کہیں نہ کہیں میں چھپ رہوں ورنہ داویدوف کو قتل کردیں گے اور اس کے بعد میری باری آئے گی۔ پھر میں نے سوچا کون ہوگا جو انسپکٹر کے سامنے کامریڈ داویدوف کی موت کی شہادت دے گا؟ اسی وجہ سے میں سیدھا گیا اور غڑاپ سے چارہ گھر میں۔ اس طرح چپ سادھے پڑا رہا کہ سانس لینے کا شبہہ نہ ہو۔ پھر یکایک سنتا کیا ہوں! کوئی آرہا ہے، رینگ رہا ہے، چارے پر، سیدھا میرے اوپر، چڑھ رہا ہے اور چھینک رہا ہے۔ ظاہر ہے جہاں اتنی گرد اڑے گی چھینک تو آئے گی ہی۔ 'اوہ ماں! یہ کیا ہے؟'، میں سوچتا ہوں۔ 'کمبخت میری تلاش میں ہیں۔ کمبخت میرے خون کے پیاسے ہیں!'، جو کوئی بھی

سے انتہاہ گگن کی نیلاہٹ کو گھورتا ہے۔ سخت پتھر کی طرح بے حس و حرکت، بھورا اور سنہرا گدھ، شام کے شکار سے پہلے آرام کررہا ہے۔ پھر وہ زمین سے اٹھتا ہے۔ اور پرواز کرجاتا ہے۔ شام سے پہلے نہ جانے کتنی بار اس کے شاندار پروں کے سائے استیپ کی وسعتوں میں تیریں گے۔

وہ خزاں کی تلخ ہواؤں میں اڑ کر کہاں جائے گا؟ قفقاز کی نیلی پہاڑی کی ترائی میں؟ سوگانسک استیپ میں؟ فارس؟ افغانستان؟ کہاں؟

اور جاڑوں میں، جب قبرستان کا ٹیلہ برف کی کافوری ردا اوڑھ لیتا ہے، تو روزانہ بھورے سینے والی لومڑی اس کی چوٹی پر نمودار ہوتی ہے۔ وہ دیر تک وہاں کھڑی رہتی ہے! ساکت۔ جیسے اسے کرارا کے شعلہ نما پیلے سرمر سے تراشا گیا ہو۔ اس کی ہلکی پھلکی پھولی ہوئی دم دودھ جیسے سفید برف پر پھیل جاتی ہے۔ اور اسکی نکیلی دھوئیں جیسی کالی تھوتھنی ہوا میں اٹھی رہتی ہے۔ اس موقعے پر صرف اس کے نم نتھنے تڑپتے ہیں اور زندگی کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہ نتھنے ایک دوسرے میں گھلتی ہوئی خوشبوؤں کی دنیا میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ ساری خوشبوئیں اس کے نتھنوں میں جذب ہوتی ہیں۔ اور اس کے احساس کا حصہ بن جاتی ہیں۔ ہر چیز پر چھائی ہوئی برف کی خوشبو، افسنتین کی تیز تلخی، قریب کی سڑک سے آتی ہوئی گھوڑے کے لید کی بو، اور دور جھاڑیوں سے بھرے ہوئے کنارے پر تیتر کے بچوں کی ہلکی ہلکی مہک جو لومڑی کے خون کو گرماتی ہے اور جس سے اس کے منہہ میں پانی بھر آتا ہے۔

تیتر کی اس خوشبو میں نہ جانے کتنی قسم کی مہک بسی ہوئی ہے۔ یہ مہک لومڑی کو اکساتی ہے اور وہ اپنے نتھنوں کی تسکین کے لئے ٹیلے سے اترتی ہے، برف کے موتیوں کی جھلملاہٹ کو اپنے جسم پر اوڑھے، دبے پاؤں چمکتی ہوئی برف اور جھاڑ جھنکار پر کوئی سو گز چلتی ہے۔ کچھ اس طرح جیسے وہ کوئی بےوزن سایہ ہو۔ تب ایک تیز اور آگ لگانے والی بو کا ریلا سا آتا ہے اور اس کے وجود پر چھا جاتا ہے۔ اب اس خوشبو میں پرندے کی تازہ بیٹ کی بو اور پروں کی مہک بھی شامل ہے۔ اوپر، جہاں برف سے بھیگے ہوئے پر گھاس کو چھو رہے ہیں، اس سے افسنتین کی بو آرہی ہے۔ اور استیپ کی کالی گھاس کی مہک پھیل رہی ہے۔ اور نیچے جہاں پروں کی نیلی جڑیں

آنا چاھئے۔ اور کب نہیں۔ اور کب تمھیں کہیں چھپ کر خاموش پڑجانا چاھئے۔، ارے، کامریڈ داویدوف، کہاں چل دئے؟،،

داویدوف بغیر جواب دئے چارہ گھر کے پاس سے گذرتا ھوا پھاٹک کی طرف بڑھا۔

''کہاں چل دئے؟،، دادا شوکار سارے دھشت کے سرگوشی میں بولا۔ اس نے ادھ کھلی ٹٹی کے پیچھے سے جھانک کر دیکھا کہ داویدوف لڑکھڑاتا ھوا آگے بڑھ رھا ھے جیسے ھوا کے تیز جھونکے اس کو آگے ڈھکیل رھے ھیں۔ اس کے لمحہ بہ لمحہ تیز ھوتے ھوئے قدم پنچائتی باڑوں کی طرف اٹھ رھے تھے۔

چونتیسواں باب

سڑک سے تھوڑی ھی دور پر قبرستان کا ٹیلہ ھے۔ اس کی طوفانی ھواؤں سے بھری چوٹی پر سوکھی جنگلی گھاس غمگین آواز میں سرسرا رھی ھے اور کانٹےدار جھاڑیوں کے جھنڈولے سر بڑی افسردگی سے زمین پر سجدہ کر رھے ھیں۔ ٹیلے کی پوری ڈھلان، اوپر سے نیچے تک استیپ کی مخصوص پرنما گھاس سے ڈھکی ھوئی ھے۔ دھوپ اور موسم کی ماری ھوئی بجھی بجھی سی بےکشش گھاس کی ریشہ‌دار پتیاں قدیم مٹی پر پھیل رھی ھیں۔ اور بہار کے موسم میں بھی پھولتی ھوئی جنگلی گھاس کے درمیان، بوڑھی، غمزدہ اور زندگی سے محروم لگ رھی ھیں۔ البتہ جب خزاں کا موسم قریب آتا ھے تو ان میں چمک سی پیدا ھوتی ھے۔ اور ایک پروقار ٹھنڈی سفیدی جھلملاتی ھے۔ تب ایسا معلوم ھوتا ھے کہ یہ ٹیلہ بڑی شان سے استیپ میں ایک پاسبان کی طرح کھڑا ھے، سر سے پاؤں تک نقرئی زرہ بکتر پہنے ھوئے۔

گرمیوں کے دوران، ڈھلتے سورج کی کرنوں میں استیپ کا سنہرہ گدھ بادلوں کی سطح سے نیچے آتا ھے اور ٹیلے کی چوٹی پر اترتا ھے۔ تیز تیز پر مارتا ھوا اور ڈگمگاتا ھوا وہ زمین پر ایک دو قدم چلتا ھے۔ اور اپنے پھیلے ھوئے بھورے پروں اور زنگ کے رنگ کی دم کو جھکی ھوئی چونچ سے صاف کرنے لگتا ھے۔ پھر اس پر ایک غنودگی سی طاری ھوجاتی ھے۔ اور وہ سر کو پیچھے جھٹک کر کالے کنارےوالی آنکھوں

ابھی بہار کی آمد آمد تھی۔ اس موسم میں اتنی گرمی کم ہی پڑتی تھی۔ دھوپ زمین کو یوں دھکا رہی تھی جیسے مئی کا مہینہ ہو۔ اٹڈتے ہوئے افق پر دھویں جیسی دھند تھرتھرا رہی تھی۔ کہیں دور کے تالاب سے بطخوں کی قائیں قائیں سنائی دے رہی تھی، مینائیں چہچہا رہی تھیں۔

ساکار نے گھوڑے کی لگام نکال لی۔ اس کی اگلی ٹانگوں میں روک باندھا اور زین کی پٹیاں ڈھیلی کردیں۔ گھوڑا بڑے چاؤ سے تازہ تازہ اگی ہوئی گھاس پر جھکا۔ پچھلے سال کی دوب کے سرجھائے ہوئے سرے ٹوٹنے لگے۔

ٹیلے کے اوپر بطخوں کا ایک جھنڈ قائیں قائیں کرتا، ھوا میں تیرتا تالاب میں اتر گیا۔ ساکار بےخیالی میں ان کو پرواز کرتے دیکھتا رہا۔ اسے لگا کہ یہ بطخیں پتھروں کی طرح تالاب میں گر رھی ھیں۔ اس نے دیکھا کہ سرکنڈوں سے بھرے چھوٹے سے جزیرے کے پاس تالاب کا پانی ان کے پروں کی چوٹ سے اڑا۔ بطخوں کا خوف‌زدہ جھنڈ فوراً بندھ سے اڑ گیا۔

استیپ کی وادیاں موت کی وادیوں کی طرح خالی اور سنسان تھیں۔ ساکار دیر تک ٹیلے کے دامن میں خاموش پڑا رہا۔ شروع میں تو اس کو اپنے گھوڑے کی ٹاپیں سنائی دیں۔ پھر اس کا گھوڑا اتار میں چلا گیا جہاں گھاس کی فراوانی تھی۔ ھر طرف ایسا سناٹا چھایا ھوا تھا جو صرف خزاں میں چھاتا ھے جب کھیتوں میں کام ختم ھوجاتا ھے اور انسان میدانوں سے نکل جاتا ھے۔

''میں گھر جاؤں‌گا اندرئی اور داویدوف کو خدا حافظ کہوں‌گا، وہ بڑا اوورکوٹ پہنوں‌گا جو میں پولش محاذ پر پہنتا تھا اور اپنے آپ کو گولی مار لوں‌گا۔ اب میری زندگی میں کیا رکھا ھے۔ اور میرے نہ رھنے سے انقلاب کا کوئی نقصان نہیں ھوگا۔ انقلاب کے طرفدار بہت ھیں۔ ایک آدمی زیادہ یا کم...،، ساکار نہایت بے نیازی سے سوچ رھا تھا۔ جیسے وہ اپنے بارے میں نہیں کسی اور کے بارے میں سوچ رھا ھو۔ وہ منہہ کے بل پڑا گھاس کے الجھے دھاگوں کو گھور رھا تھا۔ ''مجھے معلوم ھے داویدوف میری قبر پر آکر کہےگا: 'ناگولنوف کو پارٹی سے نکالا گیا لیکن وہ ایک اچھا کمیونسٹ تھا۔ ھم اس کی خودکشی کو پسند نہیں کرتے۔ پکی بات۔ لیکن عالمی

گوشت میں نیم‌پیوست ھیں، گرم اور نمکین خون کی بو سے لہریں اٹھ رھی ھیں۔

تیر جیسی تیز اور سرد ھوا ٹیلے کی جمی ھوئی مٹی پر دوڑتی ھے۔ دوپہر کا سورج اسے پکاتا ھے، بارش کا پانی اسے دھوتا ھے شدید پالا اسے چیرتا پھاڑتا ھے، لیکن ٹیلہ ھے کہ اب بھی اسی طرح استیپ پر شان سے کھڑا ھے جیسے ایک ہزار سال پہلے کھڑا تھا، جب شہید شہزادے پولووتسیان کی قبر کے اوپر یہ ٹیلہ بنایا گیا تھا۔ اس شہزادے کو اس کی بیویوں نے اپنے سیاہ کنگنوں بھرے بازوؤں سے، شمشیرزنوں، رشتہ‌داروں اور غلاموں نے اپنے ھاتھوں سے عزت‌واحترام کے ساتھ سپرد خاک کیا تھا...

ٹیلہ گھاٹی میں، گریمیاچی سے کوئی آٹھ ورسٹ کے فاصلے پر ھے۔ کزاک پرانے زمانے سے اس کو ''موت کا ٹیلہ،، کہتے آئے ھیں۔ قصے کہانیوں میں کہا جاتا ھے کہ زمانہ قدیم میں ایک زخمی کزاک یہاں موت کی نیند سو گیا تھا۔ شاید یہی کزاک تھا جس کا ذکر اس قدیم گیت میں ھے:

''اسکی شمشیر آتش‌فشاں
جھاڑیوں میں آگ لگا گئی
اس کی لپک سے بہار کی
سانس گرم ھوئی
پانی نے اس کے حیات سوز
زخموں کو دھویا
'میرے زخم میرے زخم کتنا
خون ان کے دھن سے بہہ
چکا ھے
میرے دل کا لہو تک اس
موج‌رواں میں کھو چکا ھے۔،،

...ناگولنوف کوئی بیس ورست تک اپنے گھوڑے کو بگٹٹ بھگاتا رھا اور اس نے موت کے ٹیلے تک اپنے بھورے گھوڑے کی لگام نہیں کھینچی۔ وہ گھوڑے سے اترا۔ اس نے گھوڑے کی گردن کا جھاگ اپنی ھتھیلی کے کنارے سے پونچھا۔

''اوہ۔ واسیک! ھوھو! ٹھہر!،، ساکار نے آہستہ سے چمکارا۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے گھوڑے کی طرف پیچھے سے بڑھ رہا تھا تاکہ بےچین جانور کی لگام یا رکاب چپکے سے ھاتھ میں لےلے۔

گھوڑے نے سر ھلایا۔ اور قدم تیز کر دے اور اپنے سوار کو ترچھی نظر سے دیکھتا رہا۔ ساکار تیز تیز دوڑنے لگا۔ لیکن گھوڑے نے اس کو قریب نہ پھٹکنے دیا۔ وہ زور زور سے دولتی جھاڑتا ھوا گاؤں کی طرف بگٹٹ بھاگنے لگا۔

ساکار نے لعنت بھیجی اور اس کے پیچھے چل پڑا۔ کوئی تین ورسٹ تک تو وہ کھلی زمین پر، کھلے میدانوں میں چلتا رہا۔ جہاں سے گاؤں کے کنارے کھیت پھیلے نظر آرہے تھے استیپ کے تغدار اور جوڑا کھانے والے تیتر جنگلی گھاس کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ دور گھاٹی کی ڈھلان پر ایک تغدار اس طرح ادھر ادھر پھر رہا تھا جیسے اپنی مادہ کی حفاظت کر رہا ھو۔ اس سے وصل کے ناقابل برداشت جذبے سے بےچین ھوکر تغدار نے اپنی چھوٹی سرخ دم پنکھے کی طرح پھیلا لی تھی جسکے نیچے والے سفیدی مائل زنگاری پر جھلکنے لگے۔ وہ اپنے جھکے ھوئے پروں سے سخت زمین کو کھرچ رہا تھا۔ کچھ پر زمین پر بکھرے ھوئے تھے جن کی جڑوں کے گرد گلابی رنگ کے روئیں نظر آرہے تھے۔

استیپ میں زندگی کو نیا جنم دینے کی بہر اٹھ رھی تھی۔ زندگی کا جوش فضا کو گرما رہا تھا۔ نوع نوع کی گھاس زمین کا سینہ چیر کر باھر آرھی تھی۔ یہ پرندوں اور درندوں کے جوڑا کھانے کا موسم تھا۔ البتہ وہ زمین جسے انسان نے بےآسرا چھوڑدیا تھا، خاموشی سے، بھاپ اگلتی ھوئی بے فصل کھیتوں کو اپنے دامن میں لئے دور تک پھیلتی چلی گئی تھی ...

ساکار غصے اور جلن سے ابلتا اوبڑ کھابڑ زمین پر چلا جا رہا تھا۔ وہ تیزی سے جھکا مٹھیوں میں مٹی سمیٹی اور ھتھیلوں میں لےکر رگڑنے لگا۔ مرجھائی ھوئی گھاس کے سوکھے ریشوں میں ملی کالی مٹی خشک اور گرم تھی۔ اس زمین پر عرصہ‌دراز سے ھل نہیں چلا تھا۔ گھاس سے بھری اس سخت زمین پر بھاری دانتوں والے ھل چلانے میں ذرا بھی دیر نہیں کرنی تھی۔ اس ویران زمین کو، جو سخت ھو گئی تھی توڑنا تھا۔ تب جاکر کہیں کونڑوں میں بیج بونےوالی مشین دوڑائی

انقلاب دشمنی کے خلاف جس طرح وہ لڑرہا تھا ہم بھی آخر تک اسی طرح لڑتے رہیں گے۔ ،، پھر اس نے انتہائی صاف صاف بانیک کو دیکھا جو بے پروائی سے مسکرارہا تھا۔ وہ ہجوم میں جھومتا پھررہا تھا۔ اور اپنی بے رنگ مونچھوں پر تاؤ دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''خدا کا شکر ھے ان میں سے ایک تو قبر میں سویا۔ کتے کی موت مرا کمبخت! ،،

''نہیں، زہریلے سانپ! میں خودکشی نہیں کروں گا! میں تم کو ختم کردوں گا۔ تم کو اور تمہارے جیسوں کو! ،، ماکار نے دانت بھینچ کر باواز بلند کہا اور اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ جیسے کسی چیز نے اس کو ڈس لیا ہو۔ بانیک کے خیال نے اس کے فیصلے کی دھارا موڑ دی اور جب وہ اپنے گھوڑے کے لئے مڑا تو وہ سوچ رہا تھا: ''نہیں، سارو گولی! پہلے تم لوگوں سے حساب چکاؤں گا۔ پھر اپنا کام تمام کروں گا! میں تم لوگوں کو اپنی موت پر جشن منانے کا موقع نہیں دوں گا! اور کورچ ژنسکی، اس کی باتیں کوئی آخری فیصلہ تو نہیں ھیں۔ کیوں؟ ہم بوائی کریں گے۔ پھر میں علاقائی کمیٹی میں جاؤں گا۔ وہ مجھے واپس لے لیں گے! میں پھر منطقائی کمیٹی جاؤں گا، ماسکو جاؤں گا۔ اور اگر انہوں نے واپس نہیں لیا تو میں بے پارٹی ہوکر ھی پارٹی کے دشمنوں کے خلاف لڑونگا۔ ،،

اس کی آنکھوں میں نئی چمک پیدا ہوئی اور اس نے اپنے گردوپیش کی دنیا کو دیکھا۔ اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کی صورت‌حال اتنی خراب نہ تھی۔ کشتی ابھی ڈوبی نہ تھی۔ اور اسے دھندلا سا ساحل نظر آنے لگا تھا۔

وہ گھاس سے بھری ہوئی گھاٹی کی طرف بھاگا جہاں اس کا گھوڑا بھٹک کر گھاس چررہا تھا۔ ایک مادہ بھیڑیا، جس نے ابھی ابھی بچے جنے تھے، جھاڑ جھنکاڑ سے بھری ہوئی ڈھلان سے اچھلی۔ ایک لمحے کو اس نے اپنی بھاری پیشانی کے نیچے چمکتی ہوئی آنکھوں سے حیرت کے ساتھ اجنبی کو دیکھا، پھر کانوں کو پیچھے سمیٹا، دم دبائی اور کھائی میں غائب ہوگئی۔ اس کے سیاہ تھن اس کے سکڑے ہوئے پیٹ سے لٹک رہے تھے۔

جیسے ھی ماکار اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا اس نے زور سے اس کی طرف سر موڑا اور اس کی ٹانگوں میں بندھا ہوا پھندا ٹوٹ گیا۔

سابق پنچائتی کسان باتالشچیکوف غله تول تول کر سب کو دے رھا تھا - اس کا ھاتھ بٹانے کا کام ٹھگنے قدوالا اپولون پسکوواتسکوف کررھا تھا - داویدوف کا کہیں پته نہیں تھا - نه وھاں رازمیوتنوف تھا، نه کوئی ٹیم لیڈر - یاکوف لوکیچ کی شکل ایک آن کو ھجوم میں دکھائی دی مگر فوراً ٹھسی ھوئی بیل گاڑیوں کے پیچھے کہیں چھپ گئی -

''غله لینے کی اجازت کس نے دی تم کو ؟،، ساکار دھاڑا اور باتالشچیکوف کو ایک طرف دھکیل کر خود ترازو پر چڑھ گیا -

ھجوم خاموش تھا -

''کس نے تمھیں اختیار دیا ھے که غله تولو اور لوگوں میں بانٹ دو ؟،، اپنی آواز کا زور کم کئے بغیر ساکار نے باتالشچیکوف سے پوچھا -

''لوگوں نے...،،

''داویدوف کہاں ھے؟،،

''میں اس کا پاسبان نہیں ھوں! ،،

''انتظامیه کے لوگ کہاں ھیں؟ کیا انتظامیه کے لوگوں نے اس کی اجازت دی ھے؟،،

چپشاہ دیمید نے جو ترازو کے پاس کھڑا تھا، دانت نکال دئے اور اپنی آستین سے پسینه پونچھا - اس کی گھنگھناتی ھوئی بھاری آواز بڑی معصوم یقین دھانی کے ساتھ ابھری :

''ھم نے خود اس کی اجازت دی ھے- انتظامیه کے بغیر - ھم خود لے رھے ھیں یه غله!،،

''خود؟ تو یه بات ھے!،، دو جست میں ناگولنوف باڑے کے زینے پر پہنچ گیا - ایک گھونسے میں اس نے ایک نوجوان کو جو دھلیز پر کھڑا تھا ٹھکانے لگادیا - دروازہ بند کیا اور اس پر ڈٹ گیا - ''بھاگ جاؤ - میں تمھیں نہیں دیتا غله! اور اگر کسی نے کھلیان کے پاس آنے کی کوشش کی تو میں اسکو سوویت اقتدار کا دشمن قرار دوں گا!،،

''اوھو!،، دیموک مذاق اڑانے کے انداز میں چلایا - وہ اپنے ایک پڑوسی کا غله گاڑی پر رکھنے میں ھاتھ بٹارھا تھا -

زیادہ‌تر لوگوں کےلئے ناگولنوف کا یوں آن ٹپکنا غیر متوقع تھا - اس کے جانے سے پہلے پورے گریمیاچی لوگ میں افواہ گرم تھی که بانیک

جا سکتی تھی، گیہوں کے سنہرے دانے زمین کی گہرائیوں میں پیوست کئے جا سکتے تھے۔

''ہم نے دیر کر دی۔ ہم زمین کا ستیاناس کر دینگے!،، ساکار نے سوچا اور بڑے درد کے ساتھ اس کالی بے جتی اور ننگی زمین کا جائزہ لیا جسے ہل کا انتظار تھا۔ ''ایک دو دن اگر اور بیت گئے تو یہ زمین تباہ ہو جائے گی۔ یہ زمین پاک ہے، صاف ستھری۔ صرف ہم یعنی لوگ، پاک اور صاف ستھرے نہیں۔ تمام جانوروں کو، پیڑپودوں کو، زمین کو، سب کو اپنا اپنا موسم معلوم ہے۔ وہ جانتے ہیں کب بیج بونا ہے، لیکن انسان — ہم بدترین جانوروں سے بھی گئے گذرے ہیں! وہ بونے کے لئے نہیں آئیں گے کیونکہ ذاتی ملکیت کا بھوت ان کی گردن پر سوار ہے، کیوں کہ ان کی جان اپنی نجی ملکیت کے لئے نکلی جا رہی ہے۔ حرامزادے! میں جا کر ان سب کو کھیتوں میں دوڑاؤں گا۔ جاؤ جتائی کرو! ایک ایک شخص جائیگا اور جتائی کرے گا، ہاں!،،

اس کے قدم تیز ہوتے جا رہے تھے اور کبھی کبھی تو اس کی چال دوڑ میں بدل جاتی تھی۔ اس کی ٹوپی کے نیچے سے پسینہ بہہ رہا تھا، پشت پر اس کی قمیض کا رنگ بھیگ کر اور گہرا ہو گیا تھا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے اور ان پر پپڑیاں جم گئی تھیں۔ اس کے رخساروں پر غیر صحت مندانہ سرخ دھبے اور بھی زیادہ نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔

پینتیسواں باب

جب وہ گاؤں میں داخل ہوا تو بیج کے اناج کی تقسیم بڑے زور شور سے جاری تھی۔ لیوبیشکین اور اس کی ٹیم اب تک کھیتوں میں تھی۔ کھلیانوں کے گرد لوگوں کا ہجوم ٹوٹا پڑ رہا تھا۔ غلے کے بورے جلدی جلدی ترازو میں ڈالے جا رہے تھے۔ بیل گاڑیاں برابر آ جا رہی تھیں۔ مرد اور عورتیں بوروں اور تھیلوں میں بھر بھر کر غلہ لیجا رہے تھے۔ کچھ لوگ تو غلہ اپنے دامنوں میں ہی لیجا رہے تھے۔ غلے کی موٹی موٹی تہیں کھلیان کی زمین اور زینے پر بکھری ہوئی تھیں...

ناگولنوف پر ایک ہی آن میں روشن ہو گیا کہ ماجرا کیا ہے۔ گاؤں والوں کے ہجوم کو دھکیلتے ہوئے وہ ترازو کے پاس پہنچ گیا۔

لگتا تھا کوئی مرنے کو تیار نہ تھا۔ ایک دو منٹ کچھ افراتفری سی مچی رہی۔ دیموک کسی سوچ میں تھا اور کھلیان کی طرف بڑھنے کی اسے ہمت نہ ہوئی۔ ریوالور کی نال نیچے جھکاتے ہوئے ناگولنوف چلایا:

''بھاگ جاؤ! فوراً منتشر ہوجاؤ! ورنہ میں گولی چلانا شروع کردوں گا!،،

ابھی اس نے جملہ پورا بھی نہیں کیا تھا کہ لوھے کی ایک سلاخ بڑے زور سے اس کے پیچھے دروازے سے ٹکرائی۔ دیموک کے دوست یفیم تروباچوف نے ساکار کے سر کو نشانہ بنانا چاھا تھا لیکن وہ چوک گیا۔ وہ فوراً ایک گاڑی کے پیچھے چھپ گیا۔ ناگولنوف نے فوراً فیصلہ کیا جیسے وہ جنگ کے میدان میں ھو۔ ھجوم میں سے کسی نے پتھر پھینکا۔ اس نے جھکائی دی۔ ھوائی گولی داغی اور چبوترے کے زینے سے کود پڑا۔ ھجوم اسکا سامنا نہ کر سکا۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے اگلی صف کے لوگ بھاگ کھڑے ھوئے۔ کہیں سے کسی چیز کے چٹخنے کی، کہیں سے کسی چیز کے گرنے کی آواز ابھری۔ ایک عورت کزاکوں کی دھکم پیل میں گرپڑی اور اس نے بدحواسی میں رونا پیٹنا شروع کردیا۔

''بھاگو مت! اب اس کے پاس صرف چھ گولیاں رہ گئی ھیں!،، بانیک نے کہیں سے سر اٹھایا۔ وہ بھاگتے ھوئے کزاکوں کو ھمت بندھاکر روکنے کی کوشش کررھا تھا۔

ساکار باڑے کو واپس آیا لیکن زینے پر نہیں چڑھا۔ وہ دیوار کے پاس ایک ایسی جگہہ قدم جماکر کھڑا ھوگیا جہاں سے تمام باڑوں اور کوٹھیوں کو اپنی نظر میں رکھ سکتا تھا۔

''جہاں ھو وھیں کھڑے رھو!،، وہ دیموک، تروباچوف اور دوسروں پر چلایا جو پھر ترازوؤں کی طرف بڑھ رھے تھے۔ ''قریب مت آؤ، لڑکو! رک جاؤ! میں تم لوگوں کو ڈھیر کردوں گا!،،

ایوان باتالشچیکوف، اتمان‌چوکوف اور تین اور سابق سمبر ھجوم سے نکل کر سامنے آئے جو اب باڑوں سے کوئی سو قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ انھوں نے چالاکی سے کام نکالنے کی ٹھانی۔ وہ کوئی تیس قدم کے فاصلے پر پہنچ گئے اور باتالشچیکوف نے خبردار کرنے کے انداز میں ھاتھ اٹھایا:

پر حملہ کرنے کے جرم میں اس پر مقدمہ چلنے والا تھا اور یہ کہ وہ اپنے عہدے سے ہٹادیا جائیگا۔ اور شاید اسے جیل میں ڈال دیا جائے گا۔ اس صبح کو جب اس کی روانگی کی اطلاع ملی تو بانیک نے اعلان کیا تھا :

''اب ناگولنوف یہاں اپنا رعب جماتا نظر نہیں آئے گا۔ خود سرکاری وکیل نے مجھ سے کہا ہے کہ اس کی خبر لی جائے گی۔ ماکار کی طبیعت صاف ہوجائے گی! وہ پارٹی سے نکالا جائے گا۔ تب وہ گاؤں کے لوگوں کو پیٹنا بھول جائے گا۔ اب وہ پرانے دن لد گئے !''

یہی وجہ تھی کہ جب ماکار وہاں پہنچا تو سارے حیرت اور گھبراہٹ کے لوگ خاموش ہوگئے۔ لیکن جب تک وہ ترازو سے چھلانگ لگا کر باڑے کی دھلیز پر پہنچا لوگوں کا موڈ بدل چکا تھا، ان کے فیصلے نے ایک خاص رخ اختیار کرلیا تھا۔ دیموک کی چیخ کے بعد عام آوازیں ابھرنے لگیں۔

''ہمارے یہاں اب اپنا راج ہے۔''

''جنتا کا!''

''بھائیو، ذرا اسے سارا معاملہ سمجھادو۔''

''وہیں جاؤ جہاں سے آئے ہو!''

''سمجھتا ہے اسی کا دور دورہ ہے!''

دیموک سب سے پہلے باڑے کی طرف بڑھا۔ وہ بھاری بھرکم انداز میں اپنے کندھوں کو جھٹک رہا تھا۔ اور کندھے کے اوپر سے ھجوم کی طرف دیکھ کر دانت نکال رہا تھا۔ چند کزاک جھجھکتے ہوئے اس کے پیچھے ہولئے۔ ان میں سے ایک نے رک کر ایک پتھر اٹھایا...

ناگولنوف نے آھستہ آھستہ پتلون کی جیب سے ریوالور نکالا اور اس کا گھوڑا چڑھایا۔ دیموک کے قدم رک گئے۔ باقی لوگ بھی وھیں رک گئے۔ جس شخص نے پتھر اٹھایا تھا، تھوڑی دیر اس سے کھیلتا رہا اور پھر ایک طرف پھینک دیا۔ سبکو معلوم تھا کہ ایک دفعہ ناگولنوف نے ریوالور کا گھوڑا چڑھالیا تو پھر لبلبی دبانے میں اسے کوئی ھچکچاھٹ نہ ہوگی۔ اور ماکار نے جلدھی ان لوگوں کو اس کا یقین بھی دلادیا :

''میں سات چوھوں کو مارلوں گا تب کہیں تم باڑے میں قدم رکھ سکوگے۔ اچھا۔ کون پہلے مرنا چاھتا ہے؟ بڑھو، قدم بڑھاؤ!''

احاطے کے گھیرے کا ڈنڈا توڑ لیا۔ باقی اپنی جگہ پر کھڑے کچھ بڑبڑاتے رہے۔

''میں تمھیں سوویت اقتدار کو روندنے نہیں دوں گا!،، ساکار دانت پیس کر چلایا اور سیدھا ھجوم کی طرف لپکا۔

''مارو اس کو!،،

''کاش کسی کے پاس بندوق ہوتی!،، یاکوف لوکیچ پیچھے کراھتے ہوئے بڑبڑایا اور اس نے پولوفتسیف کو کوسا کہ اتنے غلط موقع پر وہ غائب ھو گیا۔

''کزاکو! اس کو پکڑو، بڑا آیا کہیں کا سورما!،، مارینا پویارکووا کی آواز غصے میں گونج گئی۔ اس نے کزاکوں کو دھکیلا کہ بڑھو اور ساکار کا مقابلہ کرو اور اس نے چپشاہ دیمید کا بازو پکڑتے ہوئے انتہائی نفرت سے کہا: ''تم اپنے آپ کو کزاک کہتے ہو؟ تم ڈرتے ہو؟،،

اور یکایک ھجوم دو حصوں میں بٹ گیا جس کا جدھر منہہ اٹھا، لوگ بھاگنے لگے۔ کچھ تو خود ساکار کی طرف دوڑنے لگے۔

''ملیشیا!،، اچانک ناستینکا دونیتسکووا مارے دھشت کے چلائی۔

کوئی تیس گھوڑ سوار ڈھلان پر بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے ہوئے سیلاب کی طرح امڈے چلے آ رہے تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے موسم بہار کی گرد کے ھلکے بگولے اٹھ رہے تھے۔

پانچ منٹ کے اندر اندر کھلیان کے سامنے چوک میں صرف داویدوف اور ساکار رہ گئے۔ ٹاپوں کی گونج قریب آتی گئی۔ گھوڑ سوار سامنے نظر آئے۔ پاولو لیوبیشکین، لاپشینوف کے گھوڑے پر اڑا چلا آرھا تھا۔ اس کے دائیں طرف، اگافون دوبتسوف ڈنڈے سے مسلح گھوڑے پر سوار تھا۔ اس کے چیچک زدہ چہرے سے غضب کا عزم ٹپک رہا تھا۔ ان کے پیچھے رنگ برنگے گھوڑ سواروں کی ریل پیل تھی۔ یہ سب دوسرے اور تیسرے جتھے کے پنچائتی کسان تھے۔

شام تک داویدوف کے پیغام پر ملیشیا کا ایک آدمی ضلع سے آ گیا۔ سابق پنچائتی کسانوں میں سے ایوان باتالشچیکوف، اپولون پسکوواتسکوف، یفیم تروباچوف اور چند اور لوگ جنھوں نے سرغنہ کے فرائض انجام دئیے تھے، کھیتوں میں گرفتار کر لئے گئے۔ اگناتیونک کی بوڑھی عورت

''کامریڈ ناگولنوف ایک منٹ رکو، ریوالور نہ اٹھاؤ۔ ''
''چاہتے کیا ہو تم؟ پہلے اس ہجوم کو ہٹاؤ — تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا؟''
''ٹھیک ہے ٹھیک ہے، ہم خود ہی چلے جائیں گے۔ مگر تم بپھر کیوں رہے ہو؟ یہ بھی کوئی آگ بگولا ہونے کی بات ہے۔ غلے کی اجازت ہے ہمیں!''
''کس کی اجازت؟''
''کوئی آیا تھا علاقے سے۔ شاید انتظامیہ کمیٹی سے آیا تھا۔ اسی نے ہمیں اجازت دی ہے۔ ''
''اب کہاں ہے وہ؟'' داویدوف کہاں ہے؟ رازمیوتنوف؟''
''دفتر میں ایک میٹنگ کررہے ہیں یہ لوگ۔ ''
''چوہے تو جھوٹ بول رہا ہے! ترازوؤں سے دور ہٹ، میں کہتا ہوں ہٹ!'' ناگولنوف نے ریوالور کی نال، جس کا رنگ زمانے نے سفید کردیا تھا اپنے ہاتھ پر ٹکائی۔
باتالشچیکوف بے خطر آگے بڑھا۔
''اگر تم ہم پر یقین نہیں کرتے ہو تو خود جاؤ اور جاکر دیکھ لو۔ اور اگر تم نہیں جاتے ہو تو ہم خود انکو یہاں لے آئیں گے۔ تم ریوالور سے ہمیں یوں دھمکانا بند کرو۔ ورنہ کامریڈ ناگولنوف، بہت ہنگامہ ہوگا۔ تم کن لوگوں کے خلاف جارہے ہو؟ عوام کے؟ پورے گاؤں کے!''
''دور رہو! جہاں ہو وہیں رک جاؤ! تم میرے کامریڈ نہیں ہو! تم انقلاب کے دشمن ہو، تم ریاست کا غلہ چرا رہے ہو! میں تمہیں سوویت اقتدار کو روندنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ ''
باتالشچیکوف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسی آن کھلیان کے کونے پر داویدوف آتا دکھائی دیا۔ وہ لہولہان تھا، زخموں اور خراشوں سے لتھڑا ہوا، زخموں سے بہتا ہوا خون خشک ہو گیا تھا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ناگولنوف نے اس کو دیکھا اور پھنسی ہوئی آواز سے چیختا ہوا باتالشچیکوف کی طرف لپکا۔ ''اوہ! سور! تو یہ ایک چال تھی؟ تم ہمیں مارو گے، ایں؟''
باتالشچیکوف اور اتامان چوکوف بھاگے۔ ناگولنوف نے ان کے پیچھے دوبار گولی چلائی لیکن نشانہ خالی گیا۔ دور، ایک طرف، دیموک نے

زیادہ بٹور لے گئے تھے۔ غلے کی بٹائی زبانی پوچھ گچھ سے ھوئی تھی۔ ''تم نے کتنا غلہ دیا تھا؟'' باتالشچیکوف بے صبری سے پوچھتا۔ ''بیس ایکڑ، تین پوڈ فی ایکڑ کے حساب سے۔'' ''چلو اپنے بورے ترازو پر رکھو۔''

لیکن اس شخص نے غلہ جمع کرنے کے وقت سات یا چودہ پوڈ کم دیا تھا۔ اس کے علاوہ عورتیں اپنے دامن اور تھیلوں میں کوئی سو پوڈ غلہ بنا تولے اٹھا لے گئی تھیں۔

شام تک لگ بھگ اکٹھا کیا ھوا سارا غلہ واپس آگیا تھا۔ ھاں چند پوڈ کی بات اور تھی۔ البتہ بیس پوڈ جو اور مکئی کے چند بوروں کی کمی رہ گئی تھی۔ اسی شام نجی کسانوں کو ان کا سارا غلہ واپس کر دیا گیا۔

جب گاؤں کے لوگ میٹنگ میں جمع ھوئے تو اندھیرا پھیل چکا تھا۔ اسکول میں لوگوں کے اس بڑے مجمع سے داویدوف نے کہا:

''شہریو، کل پنچائتی فارم کے سابق ممبروں اور بعض نجی کسانوں نے مل کر جو کچھ کیا، اس کے کیا معنی ھیں؟ اس کے معنی یہ ھیں کہ وہ کولاکوں کی طرف جھک گئے۔ ھاں یہ پکی بات ھے کہ وہ ھمارے دشمنوں کے دکھائے ھوئے راستے پر چل پڑے۔ شہریو، یہ بات تم لوگوں کےلئے شرمناک ھے— ان لوگوں کے لئے جنھوں نے کل غلے کےلئے باڑوں پر ھلہ بول دیا، جنھوں نے قیمتی غلہ پاؤں تلے روندا اور اسکو اپنے دامنوں میں چرا کر لے گئے۔ شہریو تم لوگوں میں سے بعضوں میں سیاسی سوجھ بوجھ کی اتنی کمی تھی کہ تم نے عورتوں سے کہا کہ وہ جی بھرکر میری پٹائی کریں اور انھوں نے مجھے پیٹا۔ اور ایک عورت تو اس بات پر رو پڑی کہ میں نے اس کی پٹائی پر کسی قسم کی کمزوری دکھانے سے انکار کر دیا۔ ھاں، خاتون، میں تمھارا ذکر کررھا ھوں!'' اور داویدوف نے ناستینکا دونیتسکووا کی طرف اشارہ کیا جو دیوار کے پاس کھڑی تھی اور جس نے اس کی تقریر شروع ھوتے ھی رومال سے منھہ چھپا لیا تھا۔ ''تم نے ھی دونوں مٹھیوں سے میری پیٹھ پر مکے برسائے تھے۔ غصے میں چیخی تھیں اور کہا تھا: 'میں ھوں کہ مارے جا رھی ھوں مگر یہ تو پتھر کا بنا معلوم ھوتا ھے، یہ پتلہ!'''

رومال کے اندر چھپا ھوا ناستینکا کا چہرہ جل رھا تھا۔ پوری میٹنگ نے آنکھیں پھاڑکر اس کو دیکھنا شروع کیا۔ مارے گھبراھٹ اور

اپنی کٹیا میں ملی ۔ یہ سب گواھوں کی نگرانی میں ضلع مرکز روانہ کر دئیے گئے دیموک خود گاؤں سوویت میں حاضر ھو گیا ۔

''اوہ میری فاختہ — تم خود ھی آگئیے اڑکر گھونسلے میں؟'' رازمیوتنوف نے فاتحانہ انداز سے اس کا خیرمقدم کیا ۔

دیموک نے اپنی آنکھوں میں تمسخر بھری روشنی جگاکر اس کا جائزہ لیا اور بولا :

''میں حاضر ھوں ۔ آنکھ مچولی کھیلنے سے کیا فائدہ جب بازی ھار چکی ھو ۔''

''کیسی بازی؟'' رازمیوتنوف نے تیوری چڑھا کر پوچھا ۔

''جب تاش کی بازی چل رھی ھو اور کوئی تڑپ ھاتھ میں نہ رھے تو اس کے معنی یہی ھوئے کہ بازی ھار گئی ۔ اچھا بتاؤ ، اب مجھے کہاں جانا ھے؟''

''تم ضلع جا رھے ھو ۔ ''

''اور ملیشیا کا آدمی کہاں ھے؟''

''آیا چاھتا ھے۔ گھبراؤ نہیں! عوامی عدالت تمہیں پنچائتی فارم کے صدر کی پٹائی کا مزا چکھائےگی! وھاں تمہیں بڑھیا بازی ملےگی...''

''ظاھر ھے، ملےگی!'' دیموک نے فوراً اتفاق کیا اور جماھی لیتے ھوئے کہا : ''رازمیوتنوف مجھے نیند آرھی ھے۔ مجھے باڑے لے چلو اور کوٹھے میں بند کردو ۔ جب تک ملیشیا والا آئے میں ذرا ایک جھپکی لے لوں ۔ مہربانی سے مجھے بند کردو ورنہ سوتے سوتے میں کہیں ھوا نہ ھوجاؤں!''

اگلے دن چرایا ھوا غلہ پھر سے جمع کرنے کا کام شروع ھوا ۔ ماکار ناگولنوف گھر گھر گیا اور گھر کے مالکوں سے غلہ واپس مانگا ۔ نہ سلام کلام نہ اور کچھ ۔ بس آنکھ ملائے بنا سیدھے سیدھے وہ کہتا :

''کیا تم نے کچھ غلہ لیا ھے؟''

''لیا ھے۔ ''

''غلہ واپس پہنچاؤ ۔ تو ٹھیک ھے پہنچا دوگے نا؟''

''ھاں پہنچانا ھی پڑےگا...''

''لے آؤ تو اچھا ھے۔ '' اور وہ ایک لفظ اور کہے بنا گھر سے چل دیتا ۔

بہت سے سابق ممبروں نے جتنا بیج کا غلہ دیا تھا اس سے کہیں

میں صلیب باندھنے کی کوشش کی تھی لیکن ہمارے کامریڈ رازمیوتنوف نے جو ایک اچھا کمیونسٹ ہے، ان کو اس طرح اپنا مذاق اڑانے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس نے عورتوں سے اور ڈھڈو بوڑھیوں سے، جن کی کھوپڑیوں میں مذہبی کوڑا بھرا ہوا ہے، صاف صاف کہا : 'اے عورتو، میں عیسائی نہیں ہوں۔ میں کمیونسٹ ہوں! اپنی صلیب ہٹاؤ!'، لیکن وہ اس کے سر ہو گئیں۔ آخر تنگ آ کر اس نے دانت سے ڈوری کو کاٹ دیا اور ان کو پیروں اور سر سے مارنا شروع کر دیا۔ لوگو! اب اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ یہ کھلی ہوئی انقلاب دشمنی ہے! اور عوام کی عدالت اس قسم کے مذاق اڑانےوالوں کو سخت سے سخت سزا دےگی — اگناتیونک کی ماں کا شمار اسی قسم کے مجرموں میں ہے!،،

''میں اپنی ماں کے کرتوتوں کےلئے جواب‌دہ نہیں ہوں! وہ خود ایک شہری کے حقوق کی مالک ہے۔ وہی اپنے کئے کی سزا بھگتے!،، اگناتیونک نے اگلی صف سے چلا کر اعلان کیا۔

''ہاں، میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں کہہ‌رہا ہوں۔ میں ان لوگوں کے بارے میں بات کررہا ہوں جنہوں نے گرجا گھروں کے بند کئے جانے پر بہت شور مچایا تھا۔ گرجا گھروں کا بند ہونا ان کو پسند نہیں تھا لیکن جب انہوں نے ایک کمیونسٹ کے گلے میں صلیب ڈالنے کی کوشش کی — تو کیا یہ بات ٹھیک تھی؟ اب ان لوگوں نے اپنی ریاکاری کا پردہ خود فاش کردیا ہے۔ جن لوگوں نے یہ بدامنی پھیلائی، اور جنھوں نے اس میں سرگرم حصہ لیا، ان کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ لیکن باقی لوگ جنھوں نے بےسوچے سمجھے کولاکوں کا پھینکا ہوا کانٹا منہہ میں لے لیا تھا، ان کو اب ہوش میں آجانا چاہئے اور یہ محسوس کر لینا چاہئے کہ وہ غلط راستے پر چل پڑے تھے۔ یہ پکی بات ہے! ایک شخص نے، جس نے اپنا نام نہیں لکھا ہے، یہاں ایک پرچہ بھیجا ہے۔ اس نے پوچھا ہے : 'کیا یہ سچ ہے کہ ہر شخص کو، جس نے غلہ لیا تھا، گرفتار اور بےدخل کیا جائےگا اور جلاوطن کر دیا جائےگا؟' نہیں، بھائی، یہ سچ نہیں ہے! بالشویک انتقام نہیں لیتے۔ وہ صرف دشمنوں کو بےرحمی سے سزا دیتے ہیں۔ اگرچہ تم نے کولاکوں کے بہکاوے میں آ کر پنچائتی فارم کو چھوڑ دیا ہے، غلہ چرایا ہے اور ہمیں مارا پیٹا ہے لیکن ہم تم کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے۔ تم درمیانے طبقے کے کسان ہو جو ڈگمگاتے رہتے ہیں اور جو وقتی طور

بوکھلاھٹ کے اس کا سر جھکنے لگا۔ اس کے کندھے ھل رہے تھے۔ اس کی پشت کی رگڑ سے دیوار کا رنگ چھوٹ رھا تھا۔

''گپتی میں گتھے ھوئے سانپ کی طرح تڑپ رھی ھے!،، دیومکا اوشاکوف پھٹ پڑا۔

''دیوار کی ساری سفیدی جھاڑدی اس عورت نے!'' چیچک‌رو اگافون دوبتسوف نے کہا۔

''ارے پھٹی آنکھوں‌والی منہ نہ چھپا! آدمی کو مار تو سکتی ھے لیکن اب میٹنگ‌والوں سے آنکھیں بھی چار کر!،، لیوبیشکین گرجا۔

داویدوف نے اسی لہجے میں اپنی بات جاری رکھی۔ لیکن اب اس کے پھٹے ھوئے ھونٹوں پر مسکراھٹ ابھرنے لگی تھی۔ اس نے کہا:

''وہ چاھتی تھی کہ میں گھٹنے ٹیک دوں۔ اس سے رحم کی بھیک مانگوں اور اسے باڑوں کی کنجیاں تھما دوں! لیکن شہریو، ھم بالشویک، موم کی ناک نہیں ھیں کہ جیسے چاھو موڑ توڑ دو۔ خانہ‌جنگی میں شاھی افسروں نے میری خوب مرمت کی۔ لیکن وہ بھی من مانی کرکے مجھے نہ توڑ سکے۔ بالشویکوں نے کبھی کسی کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے ھیں اور نہ ٹیکیں‌گے۔ پکی بات!،،

''بالکل ٹھیک!،، ماکار ناگولنوف نے جوش سے تھرتھراتی ھوئی آواز میں، بڑے جذبات کے ساتھ کہا۔

''... لوگو، ھم پرولتاریہ کے دشمنوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے عادی ھو چکے ھیں اور ھم یہی کرتے رھیں‌گے۔،،

''پوری دنیا میں!،، ناگولنوف نے پھر بیچ میں کہا۔

''...اور ھم پوری دنیا میں یہی کریں‌گے۔ لیکن تم لوگ دشمنوں کی گود میں چلے گئے اور ان کے ھاتھ مضبوط کئے۔ لوگو، تم اس رویے کو کیا کہوگے -- جب باڑوں کے تالے توڑ دیے جائیں اور مجھے مارا جائے، رازمیوتنوف کو باندھ کر تہہ‌خانے میں ڈال دیا جائے، پھر اس کو گھسیٹ کر گاؤں سوویت میں پہنچایا جائے اور راستے میں کچھ لوگ اس کے گلے میں صلیب باندھنے کی کوشش کریں؟ یہ انقلاب دشمنی کا قدم ھے، صاف اور سیدھی بات! پنچائتی کسان میخائل اگناتیونک کی ماں کو اب گرفتار کیا جا چکا ھے۔ جب رازمیوتنوف کو سڑکوں پر ڈھکیلا اور گھسیٹا جا رھا تھا تو اس نے چلا کر کہا تھا کہ 'وہ یسوع مسیح کا دشمن ھے، شیطان کو زمین کی منہہ سے نکال کر لئے جا رھے ھیں۔' اور اس نے دوسری عورتوں کی مدد سے اس کے گلے

میں کسی کے خلاف میل نہیں ... کینہ نہیں ... یہاں سب کے دل پگھل رہے ہیں ۔ ہمیں معلوم نہیں ہم کہاں منہہ چھپائیں ۔ ہم کتنے شرمندہ ہیں! عورتیں، ساری عورتیں، خود بےچین ہیں! لیکن ہمیں ایک ساتھ مل کر رهنا ہے۔ آؤ ہم سب کچھ بھول جائیں، داویدوف! جو ہوا سو ہوا ۔ سب بھول جائیں! ایں؟،،

* * *

اگلی صبح، پچاس سابق ممبروں نے اپنی درخواستیں پیش کیں کہ انہیں فارم میں واپس لے لیا جائے ۔ نجی‌کاشتکار اور گریمیاچی پنچائتی فارم کی تین ٹیمیں صبح تڑکے استیپ میں نکل کھڑی ہوئیں ۔

لیوبیشکین نے صلاح دی کہ کھلیانوں اور کوٹھیوں کی نگہبانی کےلئے آدمیوں کو چھوڑ دیا جائے ۔ داویدوف نے ہنس‌کر کہا :

''نہیں، اب ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہوگی...،،

چار دن میں پنچائتی فارم نے اس زمین کے آدھے حصے پر بوائی ختم کر دی جس پر خزاں میں جتائی ہوئی تھی ۔ ۲ اپریل کو تیسری ٹیم نے موسم بہار کی جتائی شروع کردی ۔ اس پورے زمانے میں داویدوف صرف ایک بار دفتر گیا ۔ اس نے ہر صحت‌مند آدمی کو کھیت پر کام کرنے کے لئے روانہ کر دیا ۔ اس نے دادا شوکار تک کو اصطبل کے کام سے چھٹی دے دی اور اس کو دوسری ٹیم میں شامل کر دیا ۔ وہ ہر صبح سویرے سویرے گاڑی میں ٹیموں کے پاس جاتا اور رات گئے جب صحنوں میں مرغوں کے بانگیں ابھرنے لگتی تھیں گاؤں واپس آتا ۔

چھتیسواں باب

پنچائتی‌فارم کے گھاس سے بھرے ہوئے صحن میں اتنی ہی خاموشی تھی جتنی گاؤں کے باهر میدانوں میں ۔ دو پہر کی دھوپ میں باڑوں کی کھپریل دھندلی سی چمک رہی تھی اور اس کی گرمی چاروں طرف پھیل رہی تھی ۔ لیکن گھروں کے سائے میں الجھی اور کچلی ہوئی گھاس اب بھی شبنم کے موتیوں کے بوجھ سے جھکی تھی ۔

پر غلط راستے پر پڑ گئے ھیں - اور ھم تمھارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے - لیکن ھم تمھاری آنکھوں پر بندھی اس پٹی کو نوچ پھینکیں گے اور تمہیں حقیقت کا چہرہ دکھائیں گے!،،

آوازوں کی دبی دبی سی گھنگھناھٹ اسکول میں پھیل گئی - داویدوف نے اپنی بات جاری رکھی :

''اور تم، خاتون، تمھیں بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں - تم اپنا چہرہ نہ چھپاؤ - کوئی بھی تمھارا بال بیکا نہیں کرے گا - حالانکہ یہ صحیح ھے کہ کل تم نے بری طرح میری پٹائی کی تھی - لیکن اگر کل جب ھم بوائی کے لئے کھیتوں میں جائیں گے، تم نے بری طرح کام کیا تو میں تمھاری خوب خبر لوں گا - اچھی طرح یاد رکھو! میرے ھاتھ پشت پر نہیں پڑیں گے - یہ ھاتھ ذرا نیچے پڑیں گے، تاکہ تم نہ بیٹھ سکو، نہ لیٹ سکو - بس تڑپتی رھو!،،

ایک جھجھکتا ھوا قہقہہ پھٹ پڑا - قہقہے کی جو لہر اگلی صف سے اٹھی تھی پچھلی صفوں تک پہنچتے پہنچتے دھماکا بن گئی - یہ دل کا غبار دھلنے کی نشانی تھی -

''شہریو، تم نے کافی الٹی سیدھی حرکتیں کرلیں - بس یہ قصہ ختم ھونا چاھئے! زمین نہ جانے کب سے تمھارے انتظار میں ھے، وقت نکلا چلا جا رھا ھے - ھمیں کام کرنا ھے - ھمیں ادھر ادھر بھٹک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاھئے! پکی بات! ھم بوائی کریں گے - پھر جتنا چاھو ھنگامہ کرو، کشتیاں لڑو! اب میں مسئلے کو صاف صاف تمھارے سامنے رکھ رھا ھوں - جو لوگ سوویت اقتدار کے حق میں ھیں کل صبح کھیتوں میں کام کرنے پہنچ جائیں - جو سوویت اقتدار کے خلاف ھیں، وہ شوق سے گھر پڑے رھیں اور سورج مکھی کے بیج چھیل چھیل کر نگلتے رھیں - لیکن جو کوئی بھی کل بوائی کرنے نہیں جائے گا، اس کی زمین چھن جائے گی اور پنچائتی فارم میں چلی جائے گی اور ھم خود اس کی بوائی کریں گے - ،،

داویدوف پلیٹ‌فارم سے ھٹ کر میز کے پاس بیٹھ گیا - اور جب اس نے پانی کی بوتل کے لئے ھاتھ بڑھایا تو نیم اندھیرے میں چھپی ھوئی پچھلی صفوں سے، جہاں لیمپ کی نارنجی روشنی جھلملا رھی تھی، ایک چہکتی ھوئی بھاری آواز پورے جذبات کے ساتھ گونجی :

''داویدوف، مرغی کی کلیجی! پیارے، اچھے داویدوف! تمھارے دل

''جاؤ جاؤ ! زبان کی قینچی نہ چلاؤ ! کہو تو تمہاری قینچی ٹھیک کر دوں!،،

لیوبیشکین کا چابک چمکا اور دیوسکا کی آنکھیں سچ گئیں اور وہ خاموش ہو گیا ۔ لیوبیشکین پیر پٹکتا ہوا گھر کے اندر داخل ہوگیا ۔ داویدوف اور رازمیوتنوف نے عورتوں کی میٹنگ کے نمائندوں کے ساتھ باتچیت ابھی ابھی ختم کی تھی ۔ گفتگو کا موضوع تھا بالک گھر کی تعمیر ۔ لیوبیشکین نے عورتوں کے باھر نکلنے کا انتظار کیا ۔ اس کے بعد میز کے قریب گیا ۔ اس کی سوتی قمیص پر پیٹی نہیں تھی اور اس کے شانے میلے ہو رہے تھے ۔ اس سے پسینے، دھوپ اور گرد کی بو آرھی تھی ۔

''میں ٹیم سے آرھا ھوں ۔ ،،

''کس لئے ؟،، داویدوف کی تیوریاں چڑھ گئیں ۔

''میں کوئی کام نہیں کرا سکتا ! میرے پاس صرف اٹھائیس آدمی رہ گئے ھیں جو کام کرنے کے قابل ھیں ۔ وہ کام کرنا نہیں چاھتے ۔ وہ محض سٹرگشت میں وقت صرف کرتے ھیں ۔ ان کو قابو میں کرنا مشکل ھے۔ میرے پاس کام کے صرف بارہ ھل ھیں ۔ لیکن ان کے لئے بھی ھلواھے نہیں مل سکے ۔ اکیلا کوندرات مائدانیکوف ھے جو بیل کی طرح خون پسینہ ایک کر رہا ھے۔ اور رھے اکیم بسھلیبنوف، سیمیون کوژنکوف یا وہ ٹراتا ھوا سینڈک اتمانچوکوف وغیرہ تو بس جان کا روگ ھیں، ھلواھے نہیں ۔ ایسا لگتا ھے جیسے اس سے پہلے انھوں نے کبھی ھل کو ھاتھ ھی نہیں لگایا تھا ۔ تماشہ بنا رکھا ھے سب نے ۔ ایک چکر ختم کرتے ھیں اور بیٹھ جاتے ھیں تمباکو کے کش لگانے ۔ بیٹھ گئے تو پھر اٹھنے کے نہیں ھیں ۔ ،،

''ایک دن میں کتنی جتائی ھو جاتی ھے؟،،

''مائدانیکوف اور میں، دونوں فی کس دو ایکڑ کر لیتے ھیں، لیکن وہ سب — کیا مجال جو ایک ایکڑ سے زیادہ کر لیں ۔ اگر ھم اسی طرح جتائی کرتے رھے تو قیامت تک مکئی بوتے رھیں گے۔ ،،

داویدوف نے جواب دئے بغیر پنسل کے کنارے سے میز کھٹ کھٹائی اور معنیخیز انداز میں پوچھا : ''اچھا تو پھر تم یہاں کس لئے آئے ھو ؟ چاھتے ھو ھم تمہارے آنسو پونچھیں؟،، اور ایک غصےبھری چنگاری اس کی آنکھوں میں چمک اٹھی ۔

ایک بےحد دبلی اور مریل سی بھیڑ صحن کے بیچوں بیچ کھڑی تھی۔ اور بھیڑ کا بچہ، جس کی کھال اپنی ماں کی طرح سفید تھی، گھٹنے موڑے اس کے پاس بیٹھا، ماں کے تھنوں پر منھہ مار رہا تھا۔

لیوبیشکین ایک چھوٹی سی گھوڑی پر سوار صحن کے اندر پہنچا۔ گودام کے پاس سے گذرتے ہوئے اس نے کافی بگڑکر ایک بکری کو چابک رسید کیا جو چھت کے اوپر ڈٹی ہوئی، اپنی ھری ھری شریر آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔ وہ غصے سے چلایا: ''چھت پر کود کڑے لگانا بھول جا۔ بہت ھو چکا۔ چڑیل! شو!،،

لیوبیشکین کافی بھنایا ھوا تھا۔ وہ استیپ سے سیدھا دفتر آرھا تھا۔ اس نے گھر کا رخ بھی نہیں کیا تھا۔ ایک چھوٹاسا پتلی پتلی ٹانگوں‌والا بچھیڑا، جس کے ٹخنے کی ھڈیاں موٹی تھیں، چھوٹی سی گھریلو گھوڑی کے پیچھے آ رھا تھا۔ بچھیڑے کی گردن میں گھنٹیاں بج رھی تھیں اور اس کی جھبری دم اٹھی ھوئی تھی۔ لیوبیشکین جیسے لمبے تڑنگے انسان کےلئے یہ گھوڑی اتنی چھوٹی تھی کہ اس کی رکابیں گھوڑی کے گھٹنوں کے نیچے لٹک رھی تھیں۔ گھوڑی کی پشت پر جھکا ھوا سوار کہانی قصوں کے دیو کی طرح نظر آرھا تھا جس کی زبردست رانوں میں گھوڑا پسا جا رھا ھو۔

دیومکا اوشاکوف، جو برساتی میں کھڑا لیوبیشکین کو دیکھ رھا تھا، یکایک چمک اٹھا۔

''تم تو یسوع مسیح نظر آتے ھو جو گدھے پر سوار یروشلم میں داخل ھو رھے ھیں۔ بالکل ایک سے!،،

''تم خود گدھے ھو!،، لیوبیشکین نے برساتی تک پہنچتے پہنچتے جواب دیا۔

''پیر اوپر اٹھاؤ، صحن میں ھل چلانے کی ضرورت نہیں!،،

لیوبیشکین دیومکا کی بات کا جواب دئے بغیر گھوڑے سے اتر گیا، لگام اینٹھ‌کر برساتی کے روک میں اٹکایا اور سنجیدگی سے بولا:

''داویدوف اندر ھے؟،،

''ھاں ھے۔ بیٹھا بیٹھا تم سے ملنے کو تڑپ رھا ھے۔ دو دن سے نہ کھا رھا ھے نہ پی رھا ھے۔ مستقل کہے جارھا ھے: 'میرا ناقابل فراموش پاول لیوبیشکین کہاں ھے؟ اگر میں نے اس کو نہیں دیکھا تو میں سرجاؤں‌گا۔ لیوبیشکین کے بغیر زندگی بیکار ھے!،،

الابلا ڈال کر پکایا ۔ اب بتاؤ اس کا میں کیا کروں؟،، لیوبیشکین کی کالی مونچھوں کے سائے میں اس کے هونٹ زور سے لرزے ۔ اس نے چابک اٹھایا ۔ اس کی بغل میں اس کی میلی کچیلی قمیص کا پرانا، مٹیالا اور پسینے سے گلا هوا حصه نظر آیا ۔ اور اس نے بڑی بے بسی سے کہا :
''مجھے ٹیم لیڈر کے اس کام سے چھٹی دو ۔ میں اس قسم کے لوگوں کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتا ۔ مجھ میں اتنا صبر نہیں ھے۔ وہ مجھے بھی پریشان کر رھے ھیں ۔ نه خود کام کرتے ھیں، نه مجھے کرنے دیتے ھیں !،،

''منہه بسورتے هوئے میرے پاس نه آؤ ۔ پکی بات! جب هم تمہارا کام نہیں چاهیں گے لے لیں گے ۔ اور اب دفان هو جاؤ یہاں سے ۔ جاؤ کھیتوں کی راه لو اور آج شام تک تیس ایکڑ زمین کی جتائی هو جانی چاهئے ۔ اور اگر یه کام نه هو سکا تو سوچ لو اس کا انجام کیا هوگا ۔ میں دو گھنٹے میں وهاں پہنچ جاؤں گا ۔ دیکھوں گا کیا هورها ھے ۔ چلو ، چل دو !،،

لیوبیشکین نے زور سے دروازہ بند کیا اور زینے پر بھاگتا چلا گیا ۔ برساتی میں بندھی هوئی گھوڑی لرز گئی ۔ اس کو اپنے آپ پر ترس آرها تھا ۔ اس کی ارغوانی آنکھوں میں دھوپ کے بلبلے چمک رهے تھے ۔ لیوبیشکین نے زین کے اگلے حصے پر ، جسے دھوپ نے گرم کر دیا تھا بورے کو سیدھا کیا اور آهسته سے گھوڑی پر سوار هوا ۔ آنکھیں میچتے هوئے اوشاکوف نے طنزیه لہجے میں پوچھا :

''آپ کی ٹیم نے ، کامریڈ لیوبیشکین، بہت کافی جتائی کرلی ھے؟،،

''تم سے مطلب؟،،

''کیوں، مطلب کیوں نہیں! اگر تمہیں گھسیٹ کر آگے بڑھانے کا فرض مجھے انجام دینا پڑے تو ظاهر ھے مجھے اس سے مطلب ھے ۔ ھے یا نہیں؟،،

زین پر بیٹھ کر لیوبیشکین مڑا اور اس نے اتنے زور سے مٹھی کسی که اس کی تمام انگلیوں کا خون کھنچ کر ره گیا ۔

''اگر تم سامنے آئے،، اس نے دھمکی دی ''تو میں ایک هی گھونسے میں تمہاری بتیسی جھاڑ دوں گا، آنکھیں نوچ لوں گا، شیطان، بھتنے! سر مروڑ کر رکھ دوں گا ۔ پھر چلو گے تو آگے آگے تمہارے چوتڑ هوں گے اور پیچھے پیچھے تم!،،

لیوبیشکین بپھر گیا۔

''میں یہاں آنسو بہانے نہیں آیا ہوں! مجھے لوگ دو اور زیادہ ہل دو۔ اور اپنا مذاق اپنی جیب میں رکھو۔ میں تمہاری مدد کے بغیر جتنا چاہوں مذاق کر سکتا ہوں!''

''میں خوب جانتا ہوں تم مذاق کر سکتے ہو۔ پکی بات۔ لیکن جب کام کرانے کا وقت آتا ہے تو تم چوکڑیاں بھرنا بھول جاتے ہو! واہ کیا عمدہ ٹیم لیڈر ہو تم بھی! آوارہ لوگوں کو کس طرح قابو میں کیا جائے! ظاہر ہے تم ان کو قابو میں نہیں کر سکتے۔ جب ڈسپلن کی ڈور ڈھیلی پڑے گی تو یہی ہوگا، جب رواداری کا کھیل حد سے زیادہ کھیلا جائے گا تو یہی ہوگا۔''

''ڈسپلن! دیکھ لو ڈسپلن کا تماشا!'' لیوبیشکین کی آواز تیز ہوگئی۔ مارے جوش کے اسے پسینہ آرہا تھا۔ ''اتمان‌چوکوف ان سب کا سرغنہ ہے۔ وہ لوگوں کو ابھارتا رہتا ہے۔ ان سب کو پنچائتی‌فارم چھوڑنے کےلئے اکساتا رہتا ہے۔ لیکن اس کو نکال دو تو پھر وہ چوہا دوسرے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لے جائے گا۔ سیمیون داویدوف، کیا تم میرا مذاق اڑا رہے ہو؟ اپاہجوں اور نکھٹوؤں کو میرے سپرد کر دیا اور اب کہتے ہو کام کرو! میں اس دادا شوکار کا کیا کروں، اچار ڈالوں اس کا؟ یہ احمق خربوزے کے کھیت میں ہوا بنا کر گاڑ دینے کے قابل ہے—کم از کم چڑیاں تو ڈریں گی اس سے۔ اور ایسے ہوے کو تم نے ہماری ٹیم میں ڈال دیا ہے۔ وہ کس کام کا ہے؟ جتائی نہیں کر سکتا۔ اچھا ہلواہا نہیں ہے۔ اس کی آواز ہے یا گوریا کی چوں چوں۔ اس سے بیل تک نہیں ڈرتے کیوں‌کہ وہ اس کو انسان ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ وہ جوئے میں لٹکا رہتا ہے۔ کبھی ادھر چپکتا ہے، کبھی ادھر لڑھکتا ہے۔ ایک چکر پورا کرنے سے پہلے دس بار تو نیچے گرتا ہے۔ کبھی جوتے کے فیتے کس رہا ہے، کبھی زمین پر لیٹا ٹانگیں اٹھا کر چڑھے ہوئے پٹھوں کو رگڑ رہا ہے۔ عورتیں اپنے بیلوں کو چھوڑ کر بھاگتی ہیں کہ دیکھیں شوکار پر کیا بیت رہی ہے۔ یہ سب تماشا ہے! کل ہم نے اس کو کھانا پکانے کے کام پر لگا دیا لیکن وہاں بھی اس کی وجہ سے ہماری شامت آگئی۔ ہم نے اسے کچھ چربی دی کہ دلیہ میں ڈالی جائے لیکن وہ خود ہی سب ہڑپ کر گیا۔ یہی نہیں دلیہ میں منوں نمک ڈال دیا اور جانے اس میں کیا

''کہیں کوئی چول تو نہیں کھسک گئی تمہاری۔ سچ بتاؤ کھسکی تو نہیں؟ جتائی ختم ہونے تک وہاں کیا کروگے ؟''

''هل چلاؤں گا۔ ''

''انتظامی کام چھوڑ کر جاؤگے اور هل چلاؤگے؟ بہت عمدہ خیال ہے!''

داویدوف کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ ''آؤ، اب آگے بڑھو!''

''اتنی جلدی بھی کیا ہے؟'' رازمیوتنوف کا پارہ کچھ چڑھ رہا تھا۔ ''ٹھیک سے سب صاف صاف بتاؤ۔ کیا وہ لوگ وہاں تمہارے بغیر کام نہیں کرسکتے؟ کیا بات ہے؟ تمہارا فرض یہ ہے کہ ہماری رہنمائی کرو۔ تمہارا کام هل چلانا نہیں ہے۔ تم فارم کے صدر ہو۔''

داویدوف کی آنکھیں جھلاهٹ سے چمک اٹھیں۔ ''تم مجھے سبق پڑھاؤگے! میں پہلے کمیونسٹ ہوں پھر... پھر پنچائتی‌فارم کا صدر۔ پکی بات! ہماری زیر کاشت زمین وہاں تباہ ہوتی رہے اور تم مجھ سے امید کرتے ہو کہ میں دفتر میں جھک مارتا رہوں‌گا؟ چلو، چلو، میں جو کہہ رہا ہوں کرو!''

''خیر۔ اس سے مجھے کوئی مطلب نہیں! ارے تو سو گیا شیطان!'' رازمیوتنوف نے یہ کہتے ہوئے گھوڑے کی پشت پر چابک سڑکا دیا۔

یکایک جھٹکے سے داویدوف پیچھے کھسکا اور اس کی کہنی میں چھکڑے سے ٹکرا کر چوٹ آئی۔ پہیے چرچرائے اور استیپ میں گرمیوں کے موسم میں بنی ہوئی لیک پر آهستگی سے دوڑنے لگے۔

گاؤں کے دامن میں پہنچ کر رازمیوتنوف نے گھوڑے کی لگام کھینچی اور گھوڑا بہت آهستہ آهستہ چلنے لگا۔ اس نے پیشانی کو آستین سے پونچھا جس پر زخم کا نشان تھا۔

''داویدوف، تم حماقت کررہے ہو! تم ان کے کام کو چالو کرکے واپس آجاؤ۔ هل تو کوئی بھی چلا سکتا ہے۔ اچھا کمانڈر اپنے سپاهیوں کے ساتھ نہیں جاتا بلکہ وہ صحیح احکام جاری کرتا ہے — میں تم سے کہہ رہا ہوں، سمجھے!''

''بس بس تم کافی مثالیں دے چکے! شکریہ! میں انہیں سکھانا چاہتا ہوں کہ کام کس طرح کیا جاتا ہے۔ اور میں ان کو سکھا کر

دیومکا نے نہایت حقارت سے تھوک دیا۔

''ھو، ھو! ڈاکٹر! کہیں اچھا ھوگا کہ تم اپنے ھلواھوں کا علاج کرو تاکہ وہ ذرا جلدی جلدی ھل چلائیں!،،

لیوبیشکین پھاٹک سے طوفان کی طرح نکلا، جیسے میدان جنگ میں حملہ کرنے کے لئے بڑھ رھا ھو اور گھوڑا دوڑاتا ھوا استیپ میں نکل گیا۔ ابھی بچھیڑے کی گردن میں لٹکی ھوئی گھنٹی کی مدھم گونج مٹی بھی نہ تھی کہ داویدوف برساتی میں نکل کر آیا اور جلدی جلدی دیومکا سے بولا:

''میں چند دن کے لئے دوسری ٹیم کے پاس جا رھا ھوں۔ تم یہاں میری جگہ ھوگے۔ بالک گھر قائم کرنے کے سلسلے میں ذرا چوکس رھنا اور ان کی مدد بھی کرنا اور تیسری ٹیم کو جئی بالکل مت دینا۔ سن رھے ھو؟ اگر کوئی گھپلہ ھو تو میرے پاس آجانا۔ سمجھے؟ ایک گھوڑا تیار کرو اور رازمیوتنوف سے کہو کہ میرے پاس آجائے۔ میں اپنے کمرے میں ھوں گا۔،،

''یا آپ کہیں تو میں اجوت زمین کی طرف جا کر لیوبیشکین کا ھاتھ بٹاؤں؟،، دیومکا نے کہا لیکن داویدوف بھنا گیا اور چیخا:

''بکواس! انہیں خود اپنا کام چلانا ھوگا۔ میں خود جاؤں گا اور ان کی تھوڑی سی چربی پگھلاؤں گا۔ تب وہ ٹھیک سے جتائی کریں گے! چلو گھوڑا تیار کرو!،،

رازمیوتنوف، چھکڑے میں داویدوف کے گھر گیا۔ چھکڑے میں انتظامیہ کا ایک گھوڑا جتا ھوا تھا۔ داویدوف پھاٹک پر انتظار کر رھا تھا۔ اس کی بغل میں ایک پوٹلی دبی ھوئی تھی۔

''اچھل کر اندر آجاؤ۔ یہ کیا ھے — کھانے کے لئے لے جا رھے ھو کچھ؟،، رازمیوتنوف نے دانت نکال کر پوچھا۔

''بنیان۔،،

''بنیان؟ کس لئے؟،،

''اندر کے کپڑے اور بس۔،،

''اس کی کیا ضرورت ھے؟،،

''چلو۔ یہ سب سوالات کس لئے؟ میں جا رھا ھوں ٹیم کے پاس اور میں نے طے کیا ھے کہ جب تک وہ جتائی ختم نہ کریں میں وھیں رھوں۔،،

رهی تھی۔ سرجھائی ہوئی کھونٹیاں جاگ اٹھیں۔ استیپ پر سوکھی جھاڑیوں اور گھاس کی خشک سرسراھٹ چھا گئی۔ بادل کے پھیلے ہوئے دامن کے نیچے، ایک کوا اپنے پروں کو ہوا کی لہروں میں مارتا ہوا مشرق کی طرف پرواز کررھا تھا۔ بجلی کی سفید لہر بل کھاکے رہ گئی۔ کوا زور سے چیختا ہوا، یکایک نیچے غوطہ لگا گیا۔ ایک لمحے کو، وہ دھوپ میں شعلے کی طرح لپکا۔ ایسا محسوس ہوا کہ ہوا اس کے پروں کو چیرتی چلی گئی۔ ہوا سیٹی بجاتی ہوئی طوفان کی طرح گرجی۔ لیکن ابھی کوا زمین سے چند سو فٹ دور ھی تھا کہ اپنے غوطے سے پلٹا اور ٹھیک اسی وقت بجلی کی خشک کڑک سنائی دی۔

ڈھلان کے سرے پر دوسری ٹیم کا کیمپ نظر آیا۔ اس وقت رازمیوتنوف کو ایک شخص دکھائی دیا جو ڈھلان سے ان کی طرف آرھا تھا۔ وہ کھلی ہوئی زمین پر گڈھوں کو پھلانگتا چل رھا تھا۔ کبھی کبھی تو اس کی چال کسی بڈھے کی لڑکھڑاھٹ اور ڈگمگاھٹ میں بدل جاتی تھی۔ رازمیوتنوف نے گھوڑے کا رخ اس کی طرف موڑ دیا اور دور سے ھی اس نے دادا شوکار کو پہچان لیا۔ ظاھر تھا کہ بڈھے کے ساتھ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہوئی تھی۔ وہ گاڑی تک ھانپتا ہوا پہنچا۔ بارش سے اس کے سر کے بال بھیگ کر چپک گئے تھے۔ اس کی بھیگی ہوئی داڑھی اور بھوؤں پر ابلے ہوئے باجرے کی لیپ تھی۔ اور چہرے پر نیلگوں زردی چھائی تھی۔ وہ خوف‌زدہ نظر آرھا تھا۔ داویدوف کے ذھن میں ایک بھیانک خیال سر اٹھا رھا تھا: ’’ٹیم میں کوئی گڑبڑ ہوئی! کوئی جھگڑا!،،

’’کیا ہوا؟،، اس نے پوچھا۔

’’کسی طرح جان بچاکر آیا ہوں!،، شوکار نے سانس روک کر کہا۔ ’’وہ تو مجھے مار ڈالتے۔،،

’’کون؟،،

’’لیوبیشکین اور دوسرے لوگ۔،،

’’لیکن کیوں؟،،

’’کیونکہ یہ لوگ بڑے بدمزاج ھیں... یہ سب دلیے کی وجہ سے ہوا... کوئی میرا منہہ کھلوائے تو میں پھر رک نہیں سکتا، میرے دل میں جو ہوتا ھے وھی منہہ پر آتا ھے۔ اور لیوبیشکین چاقو نکال

رھوں گا۔ پکی بات! رھنمائی کے معنی یہی ھوتے ھیں۔ پہلی اور تیسری ٹیم نے اناج کی بوائی ختم کر لی ھے لیکن دوسری ٹیم کا معاملہ ٹھپ ھو گیا ھے۔ لیوبیشکین کے قابو میں معاملہ نہیں آرھا ھے۔ رنگ بےڈھب نظر آتا ھے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ تم اپنا لکچر جھاڑ رھے ھو — 'اچھا کمانڈر، وغیرہ وغیرہ۔ مجھے اس مکر میں مت ڈالو! تم سمجھتے ھو میں نے اپنے زمانے میں اچھے کمانڈر نہیں دیکھے ھیں؟ جب کوئی مشکل آن پڑے تو اچھے کمانڈر اپنے سپاھیوں کےلئے مثال بنتے ھیں اور مجھے یہی کرنا ھے۔ ،،

''بہتر تو یہ ھوگا کہ پہلی ٹیم سے دو ھل ان کے پاس بھیج دو۔ ،،

''اور لوگوں کے بارے میں کیا ھوگا؟ لوگ کہاں سے لاؤں؟ چلو، مہربانی کرو!،،

وہ خاموشی سے ڈھلان کے اوپر پہنچے۔ گہرے ارغوانی رنگ کی گھٹا، ھوا کے دوش پر سوار، ٹھیک ان کے سر پر امنڈ رھی تھی۔ سورج اودے بادلوں میں چھپ گیا تھا۔ اس کے سفید کنارے جھاگ کی طرح لہرا رھے تھے اور برف کی طرح چمک رھے تھے۔ لیکن اس کے کالے پرت کا سکوت حد درجہ شدید تھا۔ بادل کے کنارے دھوپ میں نارنجی شعلے کی طرح دھک رھے تھے اور اس کی ایک دراڑ سے ترچھی کرنیں بڑے پنکھے کی طرح چھن رھی تھیں۔ یہ کرنیں جو وسیع آسمان میں ایک نازک اور نوکیلے برچھے کی طرح تھیں زمین پر آتے آتے دھاروں میں تقسیم ھو گئیں اور حدنگاہ تک مٹیالے استیپ میں پھیل کر اسکو حسین بنانے لگیں، اسمیں وحشیانہ اور پرمسرت جوانی پیدا کرنے لگیں۔

استیپ بادلوں کے دھوئیں جیسے سائے میں، خاموشی سے، کچھ سپردگی کی کیفیت کے ساتھ، بارش کا انتظار کر رھا تھا۔ ھوا نے، جس میں نمی کی خوشبو بس چکی تھی، سڑک پر نیلگوں بھوری گرد کا ستون سا کھڑا کر دیا۔ اگلے لمحے بارش آگئی۔ بکھری بکھری بوندا باندی ھونے لگی۔ بڑی بڑی ٹھنڈی بوندیں سڑک پر گرد میں ڈوب گئیں۔ یہ بوندیں کیچڑ کی ننھی ننھی گولیوں میں بدل گئیں۔ میدانی چوھے ھوا میں بےچینی سے سیٹی بجا رھے تھے، بٹیروں کی چہکار زیادہ تیز ھوتی جا رھی تھی، استیپ کے تغداروں کی تڑپتی ھوئی پکار ھلکی پڑ گئی۔ زمین پر بہتی ھوئی ھوا باجرے کی کٹی ھوئی فصل کی کھونٹیوں کو چھیڑ

شکو ہے،، افاناسی نے جواب دیا ۔ ''میں پوچھتا ہوں تمہیں مرغیاں بہت اچھی لگتی ہیں نا؟،، ''ہاں، ہاں ۔ بالکل ٹھیک! میں اس طرف سے گزر رہا تھا اور مجھے تمہاری مرغی نظر آئی ۔ اس کے پروں کا رنگ ایسا جان‌لیوا تھا کہ میں برداشت نہ کرسکا ۔ میں نے سوچا میں اس کو ذرا پکڑکر دیکھوں تو سہی! میں نے سوچا کہ میں ذرا قریب سے اس کے رنگوں کا لطف اٹھاؤں ۔ کتنا شاندار پرندہ ہے! میں نے اتنا شاندار پرندہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا!،،

لیکن شوکار کی چرب زبانی بیکار تھی ۔ پانی سر سے اونچا ہو چکا تھا اور کراسنوکوتوف نے اس کی چاپلوسی کی نقاب چاک کر دی : ''جھوٹ مت بول بڈھے آختہ گھوڑے! لوگ مرغیوں کو بورے میں ڈال کر نہیں دیکھتے! اب صاف صاف بتاؤ، تم اس کو کیوں چرانا چاہتے تھے؟،، شوکار نے اپنا گناہ قبول کر لیا اور کراسنوکوتوف سے کہا کہ وہ اپنی ٹیم کے ہلواہوں کےلئے دلیہ تیار کرنا چاہتا تھا اور اس میں مرغی ڈالنا چاہتا تھا ۔ اسے اس بات پر بڑی حیرت ہوئی کہ کراسنوکوتوف نے اس کی بات پر کسی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ مشورہ دیا : ''اگر یہ ہلواہوں کے لئے ہے تو پھر کوئی بری بات نہیں ۔ ابھی تم نے جو پکڑی ہے اس کو اپنے بورے میں ڈالو ۔ ایک اور پکڑ لو ۔ لیکن وہ نہیں بلکہ دوسری والی جو انڈے نہیں دیتی ۔ لیکن ہاں وہ جس کے پر الجھے ہوئے ہیں ۔ پوری ٹیم کے لئے بھلا ایک مرغی کیا ہوگی ۔ ایک مرغی اور پکڑو اور دفان ہوجاؤ یہاں سے ۔ خدا نخواستہ اگر میری بڑھیا نے دیکھ لیا تو غضب ہو جائےگا ۔ تمہاری بھی شامت آئےگی اور میری بھی!،،

شوکار نے اس بات سے بےحد خوش ہوکر دوسری مرغی پکڑی اور چپکے سے احاطے کے گھیرے سے باہر نکلا اور دو گھنٹے میں کیمپ پہنچ گیا ۔ شام تک جب لیوبیشکین گاؤں سے واپس آیا تو چولھے پر ایک پورا پتیلا کھول رہا تھا ۔ بڑھیا پکا ہوا باجرہ اس سے جھانک رہا تھا اور مرغی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے چربی سے بھرے نظر آرہے تھے ۔ دلیہ لاجواب تیار ہوا تھا ۔ بس شوکار کو ایک دھڑکا لگا تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی کی بساند دلیے میں بس جائے ۔ یہ پانی وہ پاس کے تالاب سے لایا تھا جہاں نہ جانے کب سے یہ پانی بھرا تھا یہاں تک کہ اس پر کائی کی ہلکی‌سی تہہ جم گئی تھی ۔ لیکن اس کا

کر مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ اگر میرے پاؤں میرا ساتھ نہ دیتے تو اس وقت میں اس کے چاقو کی نوک پر ٹھنڈا ہوچکا ہوتا۔ میں مرچکا ہوتا۔ اس دنیا سے کوچ کر چکا ہوتا!،،

''گاؤں واپس جاؤ۔ ہم بعد میں دیکھیں گے!،، داویدوف نے اطمینان کی سانس لے کر کہا۔

...یہ واقعہ کیمپ میں آدھے گھنٹے پہلے پیش آیا تھا۔ دادا شوکار جس نے ایک دن پہلے دلیے میں ضرورت سے زیادہ نمک ڈال دیا تھا، ٹیم کا دل جیت لینے کا فیصلہ کیا۔ اس شام وہ گاؤں گیا۔ رات وہاں گزاری۔صبح کو گھر سے ایک بورا اٹھایا اور کندھے پر لاد کر کیمپ کی طرف چل پڑا۔ راستے میں وہ افاناسی کراسنوکوتوف کے باڑے کی طرف مڑا جس کا گھر گاؤں کے کنارے تھا۔ یہاں اس نے احاطے کو پار کیا اور بھوسی کے نرم ڈھیر کے پیچھے چھپ گیا۔ دادا شوکار کا منصوبہ لاجواب تھا۔ کوئی مرغی آئےگی تو وہ اس کو دبوچ لےگا، چپکے سے اسکی گردن مروڑ دےگا۔ پھر وہ مرغی کے ساتھ دلیہ تیار کرےگا۔ اس طرح اس کی ٹیم کی نظر میں اس کا بھرم بڑھ جائےگا۔ وہ آدھے گھنٹے تک سانس روکے پڑا رہا لیکن بدقسمتی سے چوزے اور مرغیاں احاطے کے گھیرے کے پاس ٹہل رہی تھیں۔ لگتا تھا کہ بھوسی کے ڈھیر کی طرف آنے کا ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ تب دادا شوکار نے آہستہ آہستہ ان کو چمکارنا اور پکارنا شروع کر دیا: ''چوچوچو! چو چو چو! چو چو چو چو! ،، اس نے بےچینی سے سانس لی اور درندے کی طرح بھوسی کے ڈھیر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ بوڑھا کراسنوکوتوف کہیں باڑے کے قریب تھا۔ اس نے مرغیوں کو پکارنے کی یہ بےچین آواز سنی۔ اور احاطے کے پیچھے جھک کر دیکھنے لگا۔ مرغیاں بڑے اطمینان سے بھوسی کے ڈھیر کی طرف چل پڑیں۔ اسی آن کراسنوکوتوف نے دیکھا کہ ایک ہاتھ بڑھا جس نے ایک مرغی کی ٹانگ دبوچ لی۔ شوکار نے بڑی چستی اور مہارت سے اس کی گردن مروڑ دی۔ جیسے وہ کوئی گھاگ بلی ہو۔ وہ اسے اپنے بورے میں ٹھونسنے ہی والا تھا کہ اس نے ایک آواز سنی جو اس سے کہہ رہی تھی: ''مرغیاں چرا رہے ہو؟،، اس نے اب کراسنوکوتوف کو احاطے کے پیچھے سے اٹھتے دیکھا۔ دادا شوکار کے ہاتھ سے بورا گر گیا۔ اس نے ٹوپی اتاری اور بےساختہ بولا: ''مزاج تو اچھے ہیں افاناسی پتروو‌چ!،، ''خدا کا

لوگ عبادت کےلئے نہ جا سکوگی!،، کوژنکوف نے بناوٹی پریشانی سے کہا لیکن اکیم بسھلیبنوف، ہنسنےوالوں پر چراغ پا ہوکر زور سے چلایا: ’’یہ ہنسنے کا موقع نہیں ہے! اس شوکار کی خبر لینی چاہئے!،،

’’لیکن مینڈک پتیلی میں گیا کیسے؟،، لیوبیشکین نے پوچھا۔

’’یہ تالاب سے پانی لایا تھا، اس نے پانی کو دیکھنے کی بھی کوشش نہیں کی۔ ،،

’’کتے کے پلے! بڈھے شیطان! تو نے ہمیں کیا کھلا دیا؟،، دونیتسکوف کی بہو انیسکا چلائی اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگی: ’’اور میں اس حالت میں ہوں۔ میری گودھری ہونےوالی ہے۔ اور جو کم‌بخت تیری وجہ سے وقت سے پہلے بچہ گر گیا تو؟ قاتل!،،

یہ کہہ کر اس نے اپنے پیالے کا دلیہ دادا شوکار پر پھینک مارا۔

بہت زور کا شور مچا۔ عورتیں اس کی داڑھی پر ٹوٹ پڑیں اگرچہ شوکار خوف سے لرزتے ہوئے بہت رویا چلایا:

’’ذرا دھیرج سے کام لو۔ ذرا صبر کرو! یہ مینڈک نہیں ہے۔ یسوع مسیح کی قسم یہ مینڈک نہیں ہے۔ ،،

’’تو پھر کیا ہے؟،، انیسکا دونیتسکووا انتہائی غصے میں چیخی۔

شوکار نے چکمہ دینے کی کوشش کی۔ ’’ارے یہ تو تمہارا وہم ہے کہ تمہیں ایسا دکھائی دیتا ہے!،،

لیکن لیوبیشکین نے ’’وہم،، کی جو ہڈی اس کے سامنے پھینکی اس کو شوکار نے چوسنے سے قطعی انکار کر دیا۔ شائد معاملہ اتنے پر رفع دفع ہوجاتا اگر شوکار کے صبر کا پیمانہ نہ چھلکتا اور وہ چلا نہ پڑتا:

’’کھسیائی بلیو! لہنگے میں چھپی ہوئی چڑیلو! میری داڑھی پر ہاتھ ماروگی، تمہاری یہ ہمت! تمہیں معلوم بھی ہے، یہ کوئی معمولی مینڈک نہیں بلکہ کستورا تھا؟،،

’’کیا کہا؟،، عورتیں دم بخود رہ گئیں۔

’’کستورا! میں بتاتا ہوں فرق سیدھی سادی زبان میں! مینڈک گھٹیا چیز ہے اور کستورے میں اصلی خون ہوتا ہے! میرا ایک عزیز تھا۔ پرانے زمانے کی بات ہے۔ وہ جنرل فیلیمونوف کا ہرکارہ تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جنرل کس طرح خالی پیٹ سینکڑوں کی تعداد میں کستورے نگل جایا کرتا تھا۔ وہ ابھی کم‌عمر ہوتے۔ سیپ سے نکلنے

خوف بےبنیاد تھا۔ ہر شخص نے شوق سے کھایا اور دلیے کی خوب تعریف کی۔ خود ٹیم لیڈر لیوبیشکین نے کہا: ''زندگی میں کبھی اتنا مزیدار دلیہ نہیں چکھا تھا! دادا، پوری ٹیم تمہاری شکرگذار ہے!''

پتیلی جلد ہی خالی ہو گئی اور کھانے کے شوقین انگلیاں ڈال ڈال کر گوشت کے ٹکڑے تلاش کرنے لگے۔ مگر اس کے بعد جو واقعہ ہوا اس نے باورچی کی حیثیت سے شوکار کی شہرت پر ہمیشہ کےلئے پانی پھیردیا۔ لیوبیشکین نے گوشت کا ٹکڑا نکالا اور وہ اس کو منہہ میں رکھنے ہی والا تھا کہ یکایک اس کا سر پیچھے مڑا اور اس کا رنگ زرد پڑگیا۔

''یہ کیا ہے؟'' اس نے نہایت بھیانک آواز میں شوکار سے پوچھا۔ اس کی انگلیوں میں بہت ہی اچھے گلے ہوئے گوشت کا ٹکڑا جھول رہا تھا۔

''بازو معلوم ہوتا ہے۔'' دادا شوکار نے اطمینان سے جواب دیا۔

لیوبیشکین کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔

''بازو؟ ایک بار پھر دیکھو، بڑے باورچی بنتے ہو!'' وہ گرجا۔

''اوہ خدا کی پناہ!'' ایک عورت کی سانس رکی کی رکی رہ گئی۔ ''اس کے تو پنجے دکھائی دے رہے ہیں۔''

''ارے سڑی چڑیل!'' دادا شوکار اس پر جھپٹا۔ ''بازو میں بھلا پنجے کہاں سے آئے؟ پنجے دیکھنا ہے تو اپنے اسکرٹ میں ڈھونڈ!''

اس نے چمچہ کپڑے پر پھینک دیا اور گھورنے لگا۔ لیوبیشکین کے لرزتے ہوئے ہاتھ سے ایک نازک ہڈی اڑی اور کپڑے کے کنارے پر جھلیدار پنجے نظر آنے لگے۔

''بھائیو، مدد! مدد!'' اکیم بسھلیبنوف حیرت سے چلایا۔ ''ہم نے مینڈک کھایا ہے!''

پھر تو وہ ہنگامہ مچا ہے کہ توبہ ہی بھلی ایک عورت ہتھیلی سے منہہ کو دبائے ابکائی روکتی ہوئی بھاگ کر جھونپڑے کے پیچھے چلی گئی۔ کوندرات سائدانیکوف نے دادا شوکار کی طرف دیکھا، جسکی آنکھیں حیرت سے پیشانی کے باھر نکلی پڑ رہی تھیں۔ وہ زمین پر گرکر لوٹنے اور زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔ اس کے لئے سانس لینا مشکل ہوگیا۔ ''عورتو ہوشیار! تمہارا برت ٹوٹ گیا!'' وہ مرد بھی جو زیادہ نازک مزاج نہ تھے اس کی حمائت کرنے لگے۔ ''اب تم

اچھا تو یہ ہے کہ تم جاکر ذرا ان دو لڑاکو مرغوں کو الگ کرو۔ کوندرات سائدانیکوف صبح سے اتمان‌چوکوف کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ وہاں اس قطعہ پر دونوں گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔ کوندرات کہتا ہے بیلوں کو جوئے سے کھول کر الگ کر دینا چاہئے اور اتمان‌چوکوف کسی طرح ماننے کا نہیں۔ وہ کہتا ہے: 'میرے بیلوں سے نہ الجھو۔ ورنہ میں تمہارا سر توڑ دوں گا!'، وہ رہے دونوں — لگتا ہے دونوں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں گے!،،

داویدوف نے ٹیلے کے آگے زمین کے دوسرے تختے پر نظر دوڑائی۔ واقعی وہاں تو دنگا فساد ہورہا تھا۔ سائدانیکوف کے ہاتھ میں چھڑ جیسی کوئی چیز نظر آرہی تھی۔ وہ اسے تلوار کی طرح نچا رہا تھا۔ لمبا تڑنگا اتمان‌چوکوف ایک ہاتھ سے اسے پیچھے دھکیل رہا تھا۔ اس کا دوسرا ہاتھ کمر کے پیچھے تھا۔ ان کی آوازیں تو نہیں سنائی دے رہی تھیں۔ ان کی طرف بھاگتے ہوئے داویدوف دور ہی سے چلایا:

''کیا ہو رہا ہے یہ سب؟،،

''ذرا دیکھو تو اے داویدوف! اس بارش پانی میں یہ جتائی کرنے پر تلا ہوا ہے۔ بیل کی گردن رہ جائے گی! 'جوا ہٹاؤ!'، میں کہتا ہوں 'پانی رکنے دو، پھر ہل چلانا'۔ مگر یہ کمبخت سرکھنے بیل کی طرح الٹا مجھ پر لپکتا ہے۔ کہتا ہے: 'تمہیں اس سے مطلب؟'، ابے پلے اگر مجھے مطلب نہیں تو کسے مطلب ہے؟ مینڈک کی طرح ٹرا رہا ہے۔ ابے بتا مجھے نہیں تو کسے مطلب ہے؟،، سائدانیکوف چیخا اور اتمان چوکوف کی طرف مڑا اور اس کو لوہے کی سلاخ سے دھمکانے لگا۔

حالات صاف بتا رہے تھے کہ ہاتھاپائی پہلے بھی ہو چکی ہے۔ سائدانیکوف کی ایک آنکھ کے نیچے گہری خراش نظر آرہی تھی اور اتمان‌چوکوف کا گریبان چاک تھا اور اس کے اچھی طرح شیو کئے ہوئے چہرے پر ہونٹ کے پاس خون کی بوند نظر آرہی تھی۔

''تم پنچائتی‌فارم کو نقصان پہنچا رہے ہو میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔،، داویدوف کی موجودگی سے سائدانیکوف اور بھی جوش میں آگیا تھا۔ ''بیل پنچائتی‌فارم کے ہیں میرے نہیں، یہ آدمی کہتا ہے۔ یہ سوچتا ہے اگر بیل پنچائتی فارم کے ہیں تو ان کی کھال بھی اتاری جا سکتی ہے! ابے او چوہے، دور ہٹ ان بیلوں سے، ہٹ!،،

بھی نہ پاتے کہ وہ ان میں کانٹا چبھوتا ۔ ایک ہلکی سی چیخ نکلتی اور وہ کستورے کو جھٹ سے نگل جاتا ۔ تم اس کے بارے میں کیا جانو شاید یہ ہڈی کستورے کی ہے؟ جنرل ان کستوروں پر جان دیتا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں چند کستورے دلئے میں ڈال دوں ۔ میں تو اس کو اور زیادہ مزیدار بنانا چاہتا تھا اور بس!،،

لیوبیشکین سے اب زیادہ برداشت نہ ہوسکا ۔ تانبے کی ڈوئی اٹھا کر اپنی جگہ سے اچھلا اور پورے زور سے چیخا : ''جنرل؟ مزیدار بنانے کے لئے؟ میں سرخ چھاپہ‌مار ہوں اور تم سجھے سینڈک کھلانا چاہتے ہو۔ جیسے میں کوئی احمق جنرل ہوں؟،،

شوکار کو لگا کہ لیوبیشکین کے ہاتھ میں چاقو ہے اور پلٹ کر دیکھے بنا سر پر پیر رکھ کر بھاگا ...

داویدوف نے پوری کہانی اس وقت سنی جب وہ کیمپ پہنچا ۔ دادا شوکار کو گھر روانہ کرنے کے بعد، اس نے رازمیوتنوف سے کہا کہ جلدی سے دوسری ٹیم کے کیمپ کی طرف چلے ۔ استیپ میں اب بھی بوندا باندی ہو رہی تھی ۔ آدھے آسمان پر دھنک کی کمان تنی دکھائی دے رہی تھی — گریمیاچی لوگ سے دور کے تالاب تک ۔ کیمپ میں کسی کا پتہ نہ تھا ۔ داویدوف نے رازمیوتنوف کو خدا حافظ کہا اور جوتائی کے قریب ترین قطعہ کی طرف چل دیا ۔ پاس ہی جوئے سے آزاد بیل چر رہے تھے اور ہلواہا، اکیم بسھلیبنوف جو کاہلی کی وجہ سے کیمپ تک بھی نہیں گیا تھا اور وہیں کھیت میں لیٹا تھا۔ اس کا کوٹ اس کی پیشانی تک کھینچا ہوا تھا اور مزے میں بوندوں کی لوری سن کر اونگھ رہا تھا ۔

داویدوف نے اس کو جگایا ۔

''ہل کیوں نہیں چلا رہے ہو تم؟،،

اکیم بڑی مشکل سے اٹھا اور جماھی لیتے ہوئے مسکرایا ۔

''کامریڈ داویدوف، بارش میں تو ہل نہیں چلایا جا سکتا نا؟ یہ تو تم کو معلوم ہوگا؟ بیل ٹریکٹر تو نہیں ہیں؟ اگر بیل کی گردن کے بال بھیگ گئے اور جوئے سے اس کی گردن پر زخم آگیا تو پھر سمجھ لو اس کے بعد اس کی گردن پر جوا نہیں رکھا جاسکتا ۔ تم جانو معاملہ نازک ہے؟،، اس نے داویدوف کی آنکھوں میں بےاعتمادی کی جھلک دیکھ کر آخر میں کہا اور صلاح دی : ''ارے بھائی اس سے

''یہی ہوتی ہے جتائی؟ جتائی نہ ہوئی زمین کھرچنا ہوگیا۔ یہ جتائی نہیں ہے! میں تو صبح ہی اس کی خبر لینا چاہتا تھا۔ یہ بھی کوئی کام ہے! اس نے سارے کھیت پر اسی ڈھب کا کام کیا ہے — اس سے زیادہ اس کا ہل چلتا ہی نہیں۔ ''

''ذرا یہاں آؤ! میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ پکی بات!'' داویدوف اتمانچوکوف پر چیخا جو آہستہ آہستہ بیلوں کو کھول رہا تھا۔

اتمانچوکوف نہائت کاہلی کے ساتھ اس کی طرف آیا۔

''یہی ہے ہل چلانے کا طریقہ؟'' داویدوف نے اس اپنے ٹوٹے دانتوں‌والا منہہ پھیلا کر آہستہ سے پوچھا۔

''تم کیا چاہتے ہو؟ چودہ انچ گہری جتائی کروں؟'' اتمانچوکوف نے نہائت درشتی سے آنکھیں میچ لیں اور گھٹے ہوئے سر سے ٹوپی اتارتے ہوئے جھکا۔ ''بس بہت ہو چکا! ذرا خود ہی اس سے زیادہ گہرا ہل چلا کر دیکھو۔ باتیں کرنے میں کیا جاتا ہے لیکن جب کام کا وقت آتا ہے تو بعض لوگ غائب ہو جاتے ہیں!''

''میں بتاتا ہوں ہم کیا چاہتے ہیں۔ ہم تم کو پنچائتی فارم سے نکال دینا چاہتے ہیں، بدمعاش!'' داویدوف سرخ پڑتے ہوئے چلایا۔ ''اور نکال ہی دیں گے!''

''ارے مجھ پر بڑا احسان ہوگا تمہارا! میں خود نکل جاؤں گا! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو یہاں زندگی بھر غلامی کرتے رہیں گے۔ اپنا خون پسینہ ایک کررہا ہوں، نہ جانے کس چیز کےلئے!'' اور وہ سیٹی بجاتا ہوا کیمپ کی طرف چل دیا۔

شام کو جب کیمپ میں ٹیم کے لوگ اکٹھا ہوئے تو داویدوف نے کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ ٹیم اس اہم مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرے۔ ایک ایسے غلط قسم کے ممبر کے ساتھ ہمیں کیا سلوک کرنا چاہئے جو پنچائتی فارم اور سوویت اقتدار کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ اور چھ انچ گہری جتائی کرنے کے بجائے صرف زمین کو خراب کرتا ہے، صرف تین انچ گہری جتائی کرتا ہے؟ ایسے شخص کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے جو جان‌بوجھ کر بارش میں بیلوں سے کام لے کر ان کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور جب موسم اچھا ہوتا ہے تو اپنے حصے کا صرف آدھا کام کرتا ہے؟''

''تم مجھ پر حکم نہیں چلا سکتے - مجھے مارنے کا حق کیا ہے تمہیں؟ اگر مجھے ھاتھ لگایا تو میں اپنے بیلچے سے تمہارا سر پھاڑ کے رکھ دوں گا - چہرہ پہچاننا مشکل ہو جائے گا - ابے مجھے اپنے کھیت پر ھل چلانا ہے اور تم مجھے اس سے روکوگے!،، زرد رو اتمانچوکوف نے پھنسی پھنسی آواز میں چیخ کر کہا - وہ بائیں ھاتھ سے اپنے گریبان کے چاک کو چھپانے اور بٹن لگانے کی کوشش کررھا تھا -

''بارش میں ھل چلا سکتے ہو؟،، داویدوف نے اس سے پوچھا - جب کوندرات پاس آیا تو اس نے اس کے ھاتھ سے سلاخ لے لی اور زمین پر پھینک دی -

اتمانچوکوف کی آنکھوں میں ایک بپھری ہوئی چمک پیدا ہوئی - وہ پتلی گردن کو موڑتے ہوئے پھنکارا :

''نجی فارم پر نہیں - لیکن پنچائتی فارم پر تو یہ سب کرنا ھی ہوگا - ،،

''کرنا ھی ہوگا، کیا مطلب؟،،

''پلان جو پورا کرنا ہے! پانی برسے چاھے سوکھا پڑے — ھل تو چلانا ھی ہے، اور نہیں چلایا تو لیوبیشکین تمہاری جان کو آ جائے گا - جس طرح لوھے کو زنگ لگ جاتا ہے - ،،

''بند کرو یہ بکواس اور کل کیا کیا؟ کل تو دن بہت اچھا تھا، کل اپنا کام پورا کیا تھا؟،،

''جتنا کر سکتا تھا کیا - ،،

سائدانیکوف نے پھنکارتے ہوئے کہا :

''نصف ایکڑ پر جتائی کی! ذرا دیکھو کیسے بیل ھیں اس کے پاس — تم سے بھی زیادہ اونچے ھیں - اور کتنا کام کیا اس نے؟ آؤ، داویدوف، ذرا ایک نظر دیکھو - ،، اس نے داویدوف کے کوٹ کی آستین پکڑی اور ایک تختے کی طرف لے گیا - جوش میں ھانپتے ہوئے وہ بڑبڑایا : ''ھم نے فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم چھھ انچ گہرا ھل چلنا چاھئے اور یہ کیا ہے؟ خود ناپ کر دیکھ لو!،،

داویدوف جھکا اور اس نے نرم اور گلگلی مٹی میں انگلی ڈال کر دیکھا - نیچے سے اوپر تک جہاں گھاس دکھائی دے رھی تھی، گہرائی تین چار انچ سے زیادہ نہیں تھی -

''ہرگز نہیں - زندگی بھر نہیں!،،

''تو پھر ہم بیل بدل لیں گے - تم اتمانچوکوف کے بیل لے لو اور میں تمہارے بیل لئے لیتا ہوں! ٹھیک؟،،

کوژنکوف نے ایک لمحے کو سوچا - پھر نہائت سنجیدگی اور احتیاط سے کام لیتے ہوئے بولا :

''اچھا آزما کر دیکھیں گے !،،

... داویدوف نے بڑی بےچینی میں رات گزاری - وہ کھیت کے جھونپڑے میں سویا - بار بار اس کی آنکھ کھل کھل جاتی - کبھی ہوا کے جھونکوں سے ٹین کی چھت جھنجھنا اٹھتی - کبھی آدھی رات کی ٹھنڈک اس کے بھیگے اوورکوٹ میں گھس جاتی، کبھی پسوؤں کی وجہ سے جو بھیڑ کی کھال میں جس پر وہ سویا ہوا تھا، بسے ہوئے تھے...

کوندرات مائدانیکوف نے اس کو صبح تڑکے اٹھایا - کوندرات پوری ٹیم کو اٹھا چکا تھا - داویدوف تیزی سے جھونپڑے کے باہر لپکا - افق کے مغربی کنارے پر ستارے ہلکے ہلکے جھلملا رہے تھے - نیا چاند آسمان کے آہنی نیلے زرہ بکتر میں سونے کی طرح چمک رہا تھا - داویدوف نے جلدی جلدی تالاب کے پانی سے منہہ ہاتھ دھویا - کوندرات پاس کھڑا تھا - وہ جھنجھلاہٹ کے ساتھ اپنی پیلی پڑتی ہوئی مونچھوں کو چبا رہا تھا - وہ بولا :

''ایک دن میں ڈھائی ایکڑ — یہ بہت بڑا کام ہے- کامریڈ داویدوف کل تم حد سے آگے نکل گئے - ہمیں اپنا الو تو نہیں بنانا چاہئے - ،،

''یہ سب ہمارے اوپر منحصر ہے- سب ہمارے ہاتھ میں ہے! اماں اتنے ڈرے ہوئے کیوں ہو لکڑی کے کندے؟،، داویدوف نے اس کی ہمت بندھائی لیکن دل ہی دل میں سوچنے لگا : ''یا تو میں یہ معرکہ سر کرکے دکھاؤں گا یا یہیں کھیت پر ہی جان دے دوں گا! میں رات کو چراغ کی روشنی میں جتائی کروں گا - لیکن جو بھی ہو دن بھر میں تین ایکڑ سے زیادہ جوت کر رہوں گا - یہ تو کرنا ہے- ورنہ پورے مزدور طبقے کے لئے شرم کی بات ہوگی - ،،

داویدوف کینوس کی قمیض کے دامن سے منہہ پونچھ رہا تھا - اتنی دیر میں کوندرات نے اپنے اور داویدوف کے لئے گھوڑے کس دئے -

''آجاؤ !،، وہ چلایا -

''نکال باهر کرو اسے!،، لیوبیشکین نے کہا۔
عورتوں نے خاص طور پر اس کی پرجوش حمائت کی۔
''تمہاری ٹیم میں ایک شخص ایسا ہے جو گڑبڑ مچاتا ہے، اس کی وجه سے نقصان پہنچ رہا ہے! وہ شخص یہ رہا!،، داویدوف نے اتمانچوکوف کی طرف اشارہ کیا جو گاڑی کے بلے پر بیٹھا تھا۔ ''پوری ٹیم یہاں ہے۔ میں اس سوال پر ووٹ لیتا ہوں۔ اس موذی اور کاهل اتمانچوکوف کو پنچائتی‌فارم سے نکالنے کے حق میں کون کون ہے؟،،
ستائیس میں سے تیئیس نکالنے کے حق میں تھے۔ داویدوف نے هاتھ گنے اور خشک لہجے میں اتمانچوکوف سے کہا:
''نکل جاؤ! تم اب پنچائتی کسان نہیں ہو۔ پکی بات! ایک سال میں دیکھیں گے۔ اگر تم بہتر کام کروگے تو ہم تمہیں واپس لے لیں گے۔ اور ساتھیو، اب مجھے کچھ اهم باتیں کہنی ہیں۔ بات یہ ہے کہ قریب قریب تم سب لوگ کام بری طرح کررہے ہو۔ بہت بری طرح! سائدانیکوف کے سوا اور کوئی اپنا کام پورا نہیں کرتا۔ یہ بہت ہی بری بات ہے، دوسری ٹیم کے ساتھیو! اس سے ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ ہمارے منہہ پر کالک پت جائے گی۔ اس کی وجہ سے ہم سب کی شامت آئے گی اور ہماری رسوائی ہوگی! یہ قصہ فوراً ختم ہونا چاهئے!،،
''مقررہ کام کی مقدار بہت زیادہ ہے! بیل اتنا کام نہیں کر سکتے،، اکیم بسهلیبنوف نے کہا۔
''بہت زیادہ ہے؟ بیلوں کے لئے؟ بکواس! آخر یہ اتنا کام سائدانیکوف کے بیلوں کےلئے ضرورت سے زیادہ کیوں نہیں ہے؟ میں تمہاری ٹیم میں رک کر اتمانچوکوف کے بیلوں کی جوڑی پر کام کروں گا اور تمہیں کام کرکے دکھا دوں گا کہ ایک دن میں ڈھائی تین ایکڑ تک جتائی ممکن ہے۔،،
''ایہه، داویدوف تم بڑے چالاک ہو! اچھے مال پر خوب نظر رکھتے ہو!،، کوژنکوف هنسا اور اپنی کھچڑی داڑھی کے گچھے کو مروڑتے ہوئے بولا۔ ''اتمانچوکوف کے بیلوں سے تو تم شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ جاؤ۔ ان بیلوں سے تو میں خود ڈھائی ایکڑ روزانہ جتائی کر سکتا ہوں۔،،
''ان بیلوں سے ڈھائی ایکڑ جتائی نہیں کر سکتے جو تمہارے پاس ہیں؟،،

گھومنا پڑے گا، سپاہیوں کی صف کی طرح اور اس طرح کہ موڑ پر زمین کا کوئی حصہ جوتائی سے نہ رہ جائے۔ اسی لئے بیلوں سے جتائی کرتے وقت زمین کے بڑے تختوں پر ہل نہیں چلایا جا سکتا۔ ٹریکٹر سے تو جتنا لمبا چکر بنے گا اتنا ہی اچھا ہوگا۔ لیکن بیلوں کی بات ہی دوسری ہے۔ میں پہلے اپنے تختے کی لمبائی میں تین سو ستر گز پر ہل چلاتا ہوں۔ پھر ہل اٹھا کر تختے کی چوڑائی کو زمین چھوئے بغیر پار کرنا ہے — میں تمہیں زمین پر نشان کھینچ کر بتاتا ہوں۔ دیکھو!،،
کوندرات رکا اور اس نے ہل کے تیز اور نکیلے ڈنڈے سے زمین پر تختے کا نقشہ بنایا۔ ''مان لو یہ دس ایکڑ زمین ہے۔ تین سو ستر گز لمبی اور ایک سو چالیس گز چوڑی۔ اب دیکھو میں ہل سے پہلی لیک بناتا ہوں۔ دیکھتے ہو، یوں؟ اگر مجھے صرف ڈھائی ایکڑ جوتنا ہے تو پھر ہل لے کر پینتیس گز تک خالی جانا ہے۔ لیکن اگر میں دس ایکڑ پر جتائی کررہا ہوں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مجھے پورے ایک سو چالیس گز خالی جانا پڑیگا۔ غلط تو نہیں کہا؟ سمجھ گئے نا؟ اس سے وقت ضائع...،،

''سمجھ گیا۔ تم نے نقشہ بنا کر سب ثابت کردیا۔ سچ!،،

''پہلے کبھی جتائی کی ہے؟،،

''نہیں، بھائی، کبھی نہیں۔ میں تھوڑا بہت ہلوں کے بارے میں جانتا ضرور ہوں۔ مگر خود ہل چلانے کا موقع کبھی نہیں ملا۔ ذرا کرکے دکھاؤ۔ میں بہت جلدی سیکھ لیتا ہوں۔ ،،

''اچھا۔ میں تمہارے لئے ہل جما دیتا ہوں۔ پھر ہم ایک ساتھ دو لیکیں بنائیں گے۔ اس کے بعد تم خود سیکھ جاؤ گے۔

کوندرات نے داویدوف کے ہل کو ٹھیک ٹھاک کیا، اٹھانے والے ڈنڈے کے کانٹے صحیح جگہ پر لگائے، چھ انچ کی گہرائی پر روک لگایا اور بڑی بے تکلفی کے ساتھ وضاحت کا سلسلہ جاری رکھا:

''اور اب جتائی شروع کریں گے، اگر دیکھو کہ تمہارے بیلوں کو مشکل پڑ رہی ہے تو اس کل کو ذرا سخت کر دینا۔ 'نال، کہتے ہیں اسے۔ دیکھتے ہو، یہ ایک ایسی زنجیر پر ہے جس کو گھٹایا بڑھایا جا سکتا ہے۔ دوسری زنجیر کسی ہوئی ہے۔ 'نال، کو ذراسا پھیرو تو ہل کا پھل بھی ذرا پہلو میں مڑجائے گا۔ اس طرح پہلو میں جانے وہ آٹھ انچ چوڑا کونڑ کاٹنے کے بجائے صرف چھ انچ کی لیک

پھٹے چرخ چوں، چرخ چوں بول رہے تھے اور کوندرات، داویدوف کو سمجھا رہا تھا کہ بیلوں سے جتائی کرنے کے روائتی اصول کیا ہیں۔

''سب سے اچھا ہل، ہمارے خیال میں،' ساکوفسکی ہے۔ اب اکسائسکی کو لو۔ اچھا ہل ہے۔ لیکن یہ ہل ساکوفسکی سے اچھا نہیں ہے۔ اس کا سٹ ویسا نہیں ہے۔ ہم نے اسی طرح ہل چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم ہر شخص کو ایک تختہ دئے دیتے ہیں اور کہتے ہیں اس پر ہل چلاؤ۔ شروع میں بسھلیبنوف، اتمانچوکوف، کوژنکوف اور حتی کہ لیوبیشکین نے بھی اس کی حمائت کی کہ ہم سب آگے پیچھے ہل چلائیں۔ انہوں نے کہا: 'اب ہمارے پاس پنچائتی فارم ہے، اب ہمارے ہل ایک دوسرے کے پیچھے چلنے چاھئیں، اور انھوں نے یہی کیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اس طرح کام ٹھیک نہیں ہو رہا ہے۔ جب آگے کا ہل رکتا تو دوسرے ہل بھی رک جاتے۔ اگر سامنے کا آدمی ھلکا اور سست پڑتا تو جی چاھے یا نہ چاھے سب سست پڑ جاتے۔ اس لئے میں اس کے خلاف ہو گیا۔ میں نے کہا: 'یا تو مجھے سب سے آگے رکھو یا ہر شخص کو اس کا اپنا تختہ دےدو۔' تب لیوبیشکین کی سمجھ میں بھی آگیا کہ ہل چلانے کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ تب پتہ ھی نہیں چلتا تھا کہ کون کتنا کام کر رہا ہے۔ اس لئے زمین کو تختوں میں بانٹ دیا گیا۔ جلد ھی میں نے ان سب کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا۔ ہم سب کے پاس ڈھائی ڈھائی ایکڑ زمین ہے: تین سو ستر گز لمبی اور پنتیس گز چوڑی۔''

''آخر میں تم لوگ آرپار ہل کیوں نہیں چلاتے؟''، داویدوف نے تختے کے کنارے پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

''میں بتاتا ہوں، کیوں۔ ہم لمبائی میں پھارنی ڈالتے ہیں پھر سرے پر پہنچ کر گھومنا پڑتا ہے۔ ہے نا؟ اگر بہت تیزی سے مڑے تو بیلوں کی گردنیں بھنچ جائیں گی اور وہ ہل چلانے کے قابل نہیں رھیں گے۔ اس لئے لمبے لمبے جتائی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہل کا پھل اٹھایا جاتا ہے اور موڑ پر پنتیس گز تک بغیر جتائی کے بیل آگے چلتے رہتے ہیں۔ ٹریکٹر تو ظاھر ھے تیزی سے الٹی طرف مڑ سکتا ھے۔ اگلے حصے کے پہیے بالکل گھوم جاتے ھیں اور وہ الٹی طرف بھی کونڑ بناتا ہوا چلنے لگتا ہے۔ لیکن بیلوں کی تین چار جوڑیوں کو تو یوں نہیں گھمایا جا سکتا۔ تمھیں بتاؤ ان سب کو بائیں ٹانگ پر

اگر برا مانتی بھی ہے تو بس رات آنے تلک۔ جانتے ہی ہو، اپنوں کو رات کے وقت رام کرنے میں بھلا کتنی دیر لگتی ہے۔ ،،

کوندرات نے دانت نکالے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا تختے کی چوڑائی طے کرنے لگا۔

داویدوف نے ناشتے سے پہلے آدھا ایکڑ جوت لیا۔ اس نے جلدی جلدی دلیہ کھایا اور اس اثنا میں بیلوں کے چارہ کھانے کا انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے کوندرات کو آنکھ ماری اور بولا:

''تو پھر شروع کریں؟،،

''میں تیار ہوں۔ انونکا، بیلوں کو لاؤ!،،

اور پھر صدیوں سے دبی ہوئی مٹی ایک بار پھر کروٹ بدلنے لگی۔ ہل کے پھل کی کاٹ سے وہ ابھرتی اور لیک بناتی ہوئی چلی گئی۔ اس کے ساتھ جنگلی گھاس کی تڑپتی جڑیں ابھرتیں اور گویا آسمان کو چھونے کی کوشش کرنے لگتیں۔ پھر ان کے کھردرے سر ابھری ہوئی مٹی کی کالی ڈھلان میں چھپ جاتے۔ مٹی کی لہریں سی اٹھتیں اور ہل کے تختے کے کنارے سے تڑپ کو یوں لپکتیں جیسے تیر رہی ہوں۔ کالی مٹی کی بوجھل بو میں ایک طرح کی جان‌بخش مٹھاس تھی۔ اور اگرچہ دن ابھی چڑھ ہی رہا تھا لیکن دوسرے بیل کی کھردری پیٹھ کا رنگ پسینے سے گہرا ہوگیا تھا۔

شام تک جوتوں کی رگڑ سے داویدوف کے پیروں میں چھالے پڑ گئے اور اس کی کمر دکھنے لگی۔ اس نے لڑکھڑاتے ہوئے تختے کی پیمائش کی اور اس کے سوکھے ہوئے گردآلود ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایک دن میں اس نے ڈھائی ایکڑ زمین جوت کر رکھ دی تھی۔

جب داویدوف لڑکھڑاتا ہوا کیمپ لوٹا تو کوژنکوف نے مکاری سے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا: ''کہو، کتنی مٹی ہٹائی؟،،

''تمہارے خیال میں کتنی ہٹائی ہوگی؟،،

''ایک ایکڑ؟،،

''لعنت ہو تم پر! ڈھائی ایکڑ ہٹائی ہے، ڈھائی ایکڑ اور ایک لیک! ،،

ہل سے کوژنکوف کے پیر پر زخم آگیا تھا اور وہ پیر پر گلہری کی چربی مل رہا تھا یہ سن کر اس کا ہاتھ رک گیا۔ وہ غرایا اور داویدوف کے تختے کو ناپنے کے لئے چل پڑا۔ آدھے گھنٹے بعد جب وہ

بنائے اور بیلوں کو بھی هل چلانے میں ذرا سہولت هوگی۔ اچھا اب شروع کریں! چل بے گنج، چل! چل! داویدوف ڈرنے کی کوئی بات نہیں، هاں!،،

داویدوف کے نوجوان هل بان نے چابک پھٹکارا اور بیل آگے چل پڑے۔ داویدوف نے قدرے گھبراهٹ کے ساتھ هل کی موٹھ کو دبایا اور هل کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس نے دیکھا کہ هل کی کاٹ سے مٹی کا سیاہ اور چکنا پرت ایک لہر کی طرح، هل کے پھل کے نیچے سے ابھرتا اور اونگھتی هوئی مچھلی کی طرح ایک‌طرف بچھتا چلا گیا۔

تختے کے آخر میں، جہاں لیک ختم هوتی تھی، مائدانیکوف دوڑتا هوا داویدوف کے پاس پہنچا اور بولا:

''هل کو بائیں طرف اوپر اٹھا لو تاکہ وہ زمین کو نہ چھوئے — اور هل کی پھل سے مٹی جھاڑنے کے لئے یہ کرنا هے، دیکھو، یوں!،، اس نے هل کے دائیں دستے کو دبا کر اسے ''هلکا،، کر دیا، اس طرح پھل سے چپکے هوئے گیلی مٹی کے ٹکڑے صاف هو گئے۔ ''یوں کیا جاتا هے!،، کوندرات نے هل کو الٹ کر گرا دیا اور مسکرایا۔ ''اس میں بھی هنر کی ضرورت هوتی هے۔ سمجھے! اگر تم اپنے هل کو یوں ''هلکا،، نہ بناتے تو پھر هل کے تختے سے تمہیں خود گندگی صاف کرنی پڑتی جب بیل تختے پر چلتے رهتے۔ لیکن اب دیکھو تمہارا هل صاف ستھرا هے جیسے پانی سے دھو دیا هو۔ اور اب جب تک یہ چوڑائی کا فاصلہ طے کریں، تم اطمینان سے سگریٹ بنا سکتے هو اور کش اڑا سکتے هو۔ ایں!،،

اس نے داویدوف کی طرف تمباکو کی تھیلی بڑھائی۔ پھر اپنے لئے سگریٹ بنائی اور سر سے اپنے بیلوں کی طرف اشارہ کیا۔

''دیکھتے هو، میری عورت وهاں کس طرح کام کررهی هے! هل بالکل ٹھیک لگا دیا گیا هے۔ بار بار اپنی جگہ سے اچھلتا نہیں۔ اب وہ اکیلی هل چلا سکتی هے۔،،

''تمہارا مطلب هے کہ خود تمہاری بیوی تمہاری هل‌بان هے؟،، داویدوف نے پوچھا۔

''بالکل ٹھیک! اس کے ساتھ ملکر کام کرنے میں آسانی رهتی هے! میں اس کو وقتاً فوقتاً ڈانٹ بھی دوں تو وہ برا نہیں مانتی۔ اور

سنسناھٹ اور قائیں قائیں جنھوں نے ڈھلان کے اوپر بسیرا کر رکھا تھا۔ وہ بےسدھ پڑا سوتا رہا۔ اور جب اٹھا تو پو پھٹ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کوندرات جسم پر کوٹ لپیٹے جھونپڑے کی طرف آ رہا ھے۔

''کہاں تھے تم؟،، داویدوف نے نیند کی ماتی آنکھیں کھولتے اور اونگھتے سر کو اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''اپنے اور تمہارے بیلوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ ان کو بہت عمدہ چارہ مل گیا ھے — میں نے انہیں گھاٹی میں پہنچا دیا تھا۔ وھاں بہت عمدہ رسیلی گھاس ھے۔،،

کوندرات کی بھاری آواز کہیں دور کھو گئی۔ داویدوف اس کے جملے کا آخری حصہ سن نہ سکا۔ اس کا سر نیند سے بوجھل ھوکر پھر شبنم میں بھیگی ھوئی بھیڑ کی کھال پر گر پڑا۔ اور وہ خود فراموشی کی پہنائیوں میں کھو گیا۔

اس دن شام ھوتے ھوتے داویدوف نے پھر ڈھائی ایکڑ زمین پر جتائی پوری کر لی اور اس کے بعد دو لیکیں اور بنالیں۔ لیوبیشکین نے پورے ڈھائی ایکڑ پر جتائی کی۔ کوژنکوف نے ڈھائی سے کچھ ھی کم پر۔ اور ھر شخص یہ سن کر حیرت‌زدہ رہ گیا کہ آنتیپ کوا سب پر بازی لے گیا حالانکہ اس وقت تک یہ اس پسماندہ گروہ میں تھا جس کو داویدوف نے ''کمزور ٹیم،، کا نام دیا تھا۔ وہ اب تیتوک کے دبلے پتلے بیلوں سے جتائی کر رہا تھا۔ دو پہر کے وقفے میں اس نے کسی کو نہیں بتایا کہ اس نے کتنی جتائی کرلی تھی۔ کھانے کے بعد اس کی بیوی نے، جو بیلوں کو چلا رہی تھی، بیلوں کو اپنے دامن سے بہترین قسم کا چارہ کھلایا، کوئی چھہ پونڈ۔ اور آنتیپ نے کھانے کے بعد روٹی کے باقی ٹکڑے بھی لےکر اپنی بیوی کے دامن میں بیلوں کے لئے ڈال دئے۔ لیوبیشکین نے یہ دیکھا اور بولا:

''بہت زور لگا رہے ھو آنتیپ!،،

''ھاں لگا تو رھا ھوں! ھمارے جیسے لوگ برے کارکن نہیں ھیں!،، کوا آنتیپ نے للکار کر جواب دیا جو موسم بہار کی دھوپ میں پک کر اور بھی کالا ھو گیا تھا۔

اور اس نے واقعی کر دکھایا۔ شام تک تین ایکڑ زمین پر جتائی پوری کرلی۔ لیکن اندھیرا پھیلنے کے بعد کوندرات مائدانیکوف نے اس

لوٹا تو شام کا جھٹپٹا گہرا ہو چکا تھا۔ وہ آگ سے کچھ دور بیٹھا تھا۔

''اتنے چپ کیوں ہو کوژنکوف؟،، داویدوف نے پوچھا۔

''پاؤں میں تکلیف ہو رہی ہے۔ ... اور کہنے کو بھی کیا رکھا ہے، جوتائی کی اور بس...،، کوژنکوف نے نہائت کھرے انداز میں جواب دیا اور سر کے اوپر کوٹ کو کھینچتے ہوئے آگ کے پاس لیٹ گیا۔

''اچھا تو اس سے تمہارے منہہ کو گوند لگ گئی؟ ایں، خیر اب بکواس نہیں کروگے؟،، کوندرات نے چوٹ کی۔ لیکن کوژنکوف سنی ان سنی کرکے خاموش ھی رہا۔

داویدوف جھونپڑے کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ آگ سے لکڑی کی بو آرھی تھی۔ اس کے تلوے جل رہے تھے اور اس کی پنڈلیوں میں درد اور بھاری پن تھا۔ وہ ٹانگیں جیسے بھی رکھتا اسے آرام نہ ملتا اور بار بار کروٹ بدلنے کو جی چاھتا۔ وہ جیسے ھی لیٹا اس کی آنکھوں میں نہ جانے کتنی پھٹتی ابلتی ہوئی کالی مٹی کی لہریں سے اٹھنے لگیں۔ ھل کے پھل کی چمکتی ہوئی سفید دھار خاموشی سے تیر رھی تھی اور اس کے پہلو میں کالی مٹی کا چشمہ سا ابل رھا تھا۔

داویدوف نے آنکھ کھولی۔ وہ کچھ بیمار بیمار سا محسوس کررھا تھا۔ اس کا سر چکرا رھا تھا۔ اس نے کوندرات کو آواز دی۔

''نیند نہیں آرھی؟،،

''نہیں۔ میرا سر چکرا رہا ہے۔ مجھے مستقل ھل کے نیچے سے ابلتی ہوئی مٹی دکھائی دے رھی ہے۔،،

''ھا! ھمیشہ یہی ہوتا ہے۔،، کوندرات کی آواز میں ھمدردانہ مسکراھٹ چھپی ہوئی تھی۔ ''دن بھر آدمی پیروں پر نظر جمائے رھتا ہے۔ بس اسی سے سر چکرا جاتا ہے۔ اور زمین میں کچھ ایسی مہک ہوتی ہے جو دماغ پر چڑھ جاتی ہے۔ اتنی خالص کہ نشہ سا ہو جاتا ہے۔ داویدوف کل پیروں کو اتنا زیادہ نہ گھورنا۔ تھوڑی تھوڑی دیر پر ذرا اپنے اردگرد دیکھ لینا، سمجھے!،،

اس رات داویدوف کو بالکل پتہ نہ چلا کہ پسو کاٹ رہے ھیں۔ نہ اسے گھوڑوں کی ھنہناھٹ سنائی دی، نہ ان جنگلی بطخوں کے پروں کی

ہوتا ہے۔ پنچائتی فارم میں یہی ہوتا ہے ۔ اگوا کارکن وہ ہوتا ہے جو آگے بڑھ کر کام کرتا ہے۔ سمجھ میں آئی یہ ؟ جاؤ اب سوجاؤ ۔ پریشان مت کرو مجھے!،،

سینتیسواں باب

۱۰ مئی تک ضلع کا زیادہ‌تر اناج بویا جا چکا تھا ۔ اس وقت تک گریمیاچی لوگ میں پنچائتی فارم نے بوائی کا منصوبہ بالکل پورا کر لیا تھا ۔ دسویں تاریخ کی دو پہر تک تیسری ٹیم نے باقی بیس ایکڑ میں قطار در قطار بوائی کا کام پورا کردیا -- مکئی اور سورج‌مکھی بوئی گئی تھی ۔ داویدوف نے فوراً پارٹی ضلع کمیٹی کو رپورٹ بھیجی کہ بوائی کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

موسم بہار کا آغاز تھا ۔ گندم کی نئی نئی کونپلیں آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہی تھیں ۔ لیکن دوسری ٹیم کے حصے میں، دو سو پچاس ایکڑ پر کوبانکا گیہوں مئی کے شروع میں بویا گیا تھا ۔ داویدوف کو اندیشہ تھا کہ کوبانکا گیہوں کی فصل اچھی نہیں ہوگی ۔ اس کے شبہہ میں لیوبیشکین کی رائے کو بھی بڑا دخل تھا اور یاکوف لوکیچ نے بڑے یقین سے کہا تھا :

،،کونپلیں نہیں پھوٹ سکتیں! کوئی چیز ان کو پھوٹنے پر مجبور نہیں کر سکتی ! تم سمجھتے ہو کہ گرمی بھر بوائی کروگے اور پھر وقت پر فصل بھی کاٹ لوگے؟ کتابوں میں لکھا ہے مصر میں دو فصلیں بوئی جاتی ہیں اور دو بار کاٹی جاتی ہیں ۔ لیکن کامریڈ داویدوف گریمیاچی لوگ مصر نہیں ہے ۔ یہاں بوائی کے بہت ہی سخت پروگرام پر عمل کرنا ہوگا ۔ تب کہیں کام چلے گا ۔ ،،

،،تمہاری اس موقع پرستی کا تماشا خوب دیکھ چکا ہوں،، داویدوف نے بپھر کر کہا ۔ ،،فصل ہوگی اور ضرور ہوگی! ضرورت پڑی تو ہم سال میں دو فصلیں اگائیں گے ۔ یہ زمین ہماری ہے۔ ہماری ملکیت ہے۔ اس سے جو چاہیں گے نکالیں گے ۔ پکی بات!،،

،،بچوں کی سی بات کررہے ہو!،،

،،دیکھیں گے ۔ کامریڈ استروونوف تمہاری باتوں سے دائیں بازو کی

کے بیلوں کو کیمپ چلتا کر دیا۔ داویدوف کے سوال کے جواب میں ''کہو تمہارا کارنامہ کیا ہے؟،، اس نے کہا: ''بس ساڑھے تین سے ذراسا ہی کم! ذرا سا تمباکو دو ... دو پہر کے بعد دھواں اڑانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ ،، اور اس نے داویدوف کی طرف تھکی ہوئی مگر فاتحانہ نظروں سے دیکھا۔

کھانے کے بعد داویدوف نے کام کے نتائج کا جائزہ لیا۔

''دوسری ٹیم کے ساتھیو، ہمارا یہ سوشلسٹ مقابلہ بڑے زوروں پر چل پڑا ہے! ہماری رفتار بہتر سے بہتر ہوتی جارہی ہے۔ آپ لوگوں نے جیسی اچھی جتائی کی ہے، اس کےلئے انتظامیہ کی طرف سے شکریہ، سچا بالشویک شکریہ۔ ساتھیو، ہم بہت برے دور سے گزر رہے ہیں، پکی بات! اب ہمیں اپنی منزل تک پہنچنے سے کیا چیز روک سکتی ہے، ہم نے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ ہم اپنا مقررہ کام پورا کر سکتے ہیں؟ آؤ اب ہم پاٹا پھیرنے کے کام میں جٹ جائیں۔ ایک ساتھ تین تین قطاروں میں پاٹا چلائیں گے۔ ہم خاص طور پر مائدانیکوف کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے اگوا کارکن اودارنک کا فرض ادا کیا ہے!،،

عورتوں نے پلیٹیں اور برتن دھوئے۔ ہلواہے سونے کے لئے دراز ہوگئے۔ بیل چراگاہ بھیج دئے گئے۔ جب کوندرات کی بیوی اس کے کوٹ کے اندر گھسی تو وہ اونگھ رہا تھا۔ بیوی نے کوندرات کی پسلیوں میں ٹھوکے لگا کر کہا:

''کوندرات پیارے، داویدوف نے تمہارا مان لیا، وہ تمہاری تعریف کر رہا تھا نا؟ لیکن کیا ہوتا ہے— یہ اودارنک؟،،

کوندرات نے یہ لفظ سنا تو پہلے بھی کئی بار تھا لیکن یہ سمجھانا کہ اس کے معنی کیا ہیں، اس کے لئے بہت مشکل تھا۔ ''میں کامریڈ داویدوف سے معلوم کروں گا!،، اس نے کچھ جھنجھلا کر سوچا۔ لیکن وہ اپنی بیوی کے سوال کا جواب دینے سے باز نہ رہ سکا کیوں کہ وہ اس کی نظر میں گرنا نہ چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے بس بھر اس نکتے پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی:

''اودارنک؟ بڑی بھولی عورت ہو تم بھی! ارے اودارنک؟ ہوں!... اب میں کیسے بتاؤں کہ تمہاری سمجھ میں آجائے؟ مثال کے طور پر رائفل کے کارتوس کی ٹوپی میں ایک پن ہوتا ہے جو آگے بڑھ کر ٹوپی پر چوٹ مارتا ہے۔ اسی چوٹ سے رائفل دغتی ہے۔ یہی پن اگوا کارکن

طرف دیکھا کہ کہیں یسوع مسیح کی شبیہہ ہو تو اس کی تعظیم میں صلیب کا نشان بھی بنالے۔ لیکن اس کی کوشش رائگاں گئی۔

''کیسی درخواست؟ دادا، یہاں کوئی شبیہہ نہیں ہے۔ بیکار اس کی تلاش کر رہے ہو۔''

''نہیں ہے؟ نہیں ہے تو نہیں سہی، اس کے بنا ہی... کوئی بات نہیں۔ ہم بوڑھوں کی درخواست یہ ہے کہ ...''

''ہوں، کیا درخواست ہے؟''

''لگتا ہے دوسری ٹیم کی زمین پر فصل نہیں ہوگی؟''

''ابھی کچھ کہنا مشکل ہے، دادا۔''

''یقیناً تو کوئی نہیں کہہ سکتا، مگر لگتا یہی ہے کہ فصل نہیں آئے گی۔''

''پھر؟''

''بارش کی ضرورت ہے۔''

''ہاں ہمیں بارش کی ضرورت ہے۔''

''تو پھر ہمیں اجازت دو کہ پادری کو بلاکر دعا کرائیں؟''

''اس سے کیا حاصل ہوگا؟'' داویدوف کا رنگ سرخ پڑ گیا۔

''سب جانتے ہیں اس سے کیا ہوگا۔ خدا ہمیں پانی دے گا۔''

''دادا، سنو... تم لوگ یہاں سے جاؤ اور پھر کبھی اس قسم کی باتیں نہ کرنا۔''

''کس قسم کی باتیں؟ زمین ہماری ہے؟''

''پنچائتی فارم کی ہے۔''

''خیر، پھر ہم کیا ہیں؟ ہم پنچائتی کسان ہیں نا؟''

''اور میں پنچائتی فارم کا صدر ہوں۔''

''ہم جانتے ہیں، کامریڈ۔ تم خدا پر اعتقاد نہیں رکھتے اس لئے ہم تم سے علم اٹھاکر چلنے کو تو نہیں کہہ رہے ہیں۔ لیکن ہمیں اعتقاد ہے، اس لئے ہمیں اس کی اجازت دے دو۔''

''نہیں میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ پنچائتی فارم کی کسی میٹنگ نے تمہیں یہاں بھیجا ہے؟''

''نہیں۔ ہم بوڑھوں نے خود ہی فیصلہ کیا ہے۔''

''تو یہ بات ہے۔ دیکھ لو نا! تم گنتی کے چند آدمی ہو، عام میٹنگ ہرگز اس کی اجازت نہیں دے گی۔ دادا ہمیں سائنسی ڈھنگ سے کاشت کرنی ہے۔ پادریوں کی مدد سے نہیں۔''

طرف تمہارے جھکاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ اور پارٹی کے نقطہ نظر سے یہ برا جھکاؤ ہے، بہت ضرررساں! مت بھولو، اس کی طرف بار بار اشارہ کیا گیا ہے!''

''میں جھکاؤ کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں زمین کی بات کر رہا ہوں۔ تمہارے اس جھکاؤ وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا میں!''

داویدوف کو کوبانکا پر پورا یقین تھا۔ پھر بھی اس کے دل میں شبہہ سر اٹھا رہا تھا۔ ہر روز وہ انتظامیہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر دھوپ سے سوکھی ہوئی زمین کا معائنہ کرنے کےلئے نکل کھڑا ہوتا۔ دیکھنے میں جتائی اور بوائی بہت اچھی معلوم ہوتی تھی لیکن اس کی سیاہ اور بےجان سوئی سوئی سی کیفیت سے دل میں بڑا دھڑکا پیدا ہوتا تھا۔

زمین تیزی سے سوکھ گئی۔ بوئے ہوئے اناج کو غذا نہیں مل رہی تھی اور اسمیں اگنے کی قوت نہ تھی۔ زمین کے پرت کو چیر کر نکلنا کونپلوں کے لئے بہت مشکل تھا۔ پھوٹتی ہوئی پتیوں کی دھار بہت تیز تھی لیکن کونپلیں کمزور تھیں اور بہت نازک دھوپ میں سہکتی ہوئی، ٹوٹی پھوٹی گرم زمین کے نیچے وہ بےجان سی پڑی تھیں۔ کونپلیں روشنی کی طرف ہمک ہمک کر رہ جاتی تھیں۔ مٹی کی سخت اور خشک تہہ کو چیرنا ان کے بس میں نہ تھا۔ داویدوف بوئی ہوئی زمین پر پہنچ کر گھوڑے سے اترتا اور گھٹنوں کے بل جھک کر ہاتھ سے زمین کو کریدتا۔ جب وہ گیہوں کے دانوں کو اور ان دانوں سے پھوٹنےوالی کونپلوں کو دیکھتا تو اس کا دل زمین میں دفن کروڑوں دانوں کےلئے رحم کے جذبے سے بھر جاتا جو روشنی اور دھوپ کے پیاسے تھے لیکن ان کے سروں پر موت کا سایہ چھایا ہوا تھا۔ اپنی بےبسی کے احساس سے اس کے دماغ کے پرخچے اڑنے لگتے۔ ان کو بارش کی ضرورت تھی۔ ایک بار بارش ہوجائے تو کوبانکا کی ہریالی زمین کو قالین کی طرح ڈھک لےگی۔ لیکن بارش کا کہیں پتہ نہ تھا اور زمین پر مضبوط، سخت اور بےکارسی گھاس اور جھاڑیاں پھیلتی جا رہی تھیں۔

ایک دن بوڑھوں کا ایک وفد داویدوف کی قیام گاہ پر پہنچا۔

''ہم تمہارے پاس ایک بہت معمولی درخواست لےکر آئے ہیں۔'' مرغی بان دادا اکیم نے داویدوف کو سلام کرتے ہوئے کہا اور چاروں

''انھوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ کسی قسم کی دعا وغیرہ کا تماشا نہیں کریں گے۔''

''انھوں نے کیا کہا؟''، داویدوف نے اپنی مسکراہٹ کو چھپانے کے لئے منہہ پھیر لیا۔

''انھوں نے کہا کہ ان کو اس بات کا احساس ہوگیا ہے کہ مذہب افیون ہے۔ تم میرے پیچھے کیوں پڑ رہے ہو سیمیون! تم داؤ کی طرح ہو جس سے جان چھڑانا مشکل ہے! میں نے بات کی اور بس قصہ ختم! تم ہی ان کا حوصلہ بڑھاتے ہو — یہ ساری جمہوریت، منت سماجت، سمجھانا بجھانا، ہوں! ان بڈھوں سے بات کرنے کا طریقہ یہ نہیں ہے۔ ان کے دماغ میں خناس بھرا ہوا ہے۔ ہر قسم کا کوڑا اور بکواس۔ ان پر اپنا وقت برباد کرنا بیکار ہے — ان سے دوٹوک اور سیدھی بات ہونی چاہئے!''

داویدوف چھکا اور ھاتھ ھلا کر اپنی بےبسی کا اظہار کیا۔ جیسے کہہ رہا ہو ماکار لاعلاج ہے!

پارٹی سے نکلے ہوئے اس کو پندرہ دن ہوچکے تھے۔ اس بیچ میں ضلع کمیٹی کی لیڈرشپ بدل چکی تھی۔ کورچ‌ژنسکی اور خوسوتوف اپنے عہدوں سے ہٹا دئے گئے تھے۔

نئے سکریٹری کو علاقائی کنٹرول کمیشن سے ناگولنوف کی اپیل ملی تو اس نے پارٹی بیورو کے ایک ممبر کو دوبارہ تفتیش کے لئے گریمیاچی لوگ بھیجا۔ اس تفتیش کے بعد بیورو نے ناگولنوف کو پارٹی سے نکالنے کے فیصلے کو بدل دیا۔ فیصلہ اس بنیاد پر بدلا گیا کہ جرم کے مقابلے میں سزا بہت زیادہ سخت تھی۔ دوسری چھان‌بین میں ناگولنوف کے خلاف بہت سے جرائم (مثلاً ''اخلاقی پستی''، ''جنسی بےراہ‌روی''، وغیرہ) کو رد کر دیا گیا، ماکار کو سرزنش کی گئی۔ اور بس بات ختم ہو گئی۔

عارضی طور پر گروپ سکریٹری کے فرائض ادا کرنے کے بعد دوبارہ ماکار کو کام سونپتے ہوئے داویدوف نے اس سے پوچھا:

''کچھ سبق سیکھا؟ انتہاپسندی کا مزا چکھا؟''

''ھاں خوب سبق تھا، لیکن انتہاپسندی کی ذمےداری کس پر عائد ہوتی ہے، مجھ پر یا ضلع کمیٹی پر؟''

''دونوں ھی پر، تھوڑا تھوڑا قصور دونوں کا تھا۔''

داویدوف نے کافی تفصیل سے بات کی۔ اس نے کوشش کی کہ اس کی باتوں سے ان بڑے بوڑھوں کے دل کو کوئی دکھ نہ پہنچے۔ لیکن بوڑھے خاموش رہے۔ بات کے ختم ہونے تک ساکار ناگولنوف وهاں آگیا۔ اس نے سنا تھا کہ اعتقاد رکھنےوالے بوڑھوں کا ایک وفد داویدوف سے اس بات کی اجازت لینے گیا تھا کہ دعا مانگی جائے۔ وہ جلدی جلدی وهاں پہنچا۔ وہ ایسے میں موجود رهنا چاهتا تھا۔

''تو تم اس کی اجازت نہیں دوگے؟،، سرغی بان اکیم نے کہا اور ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''نہیں۔ اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ بارش اس کے بغیر ھی ھو جائےگی۔ ،،

بوڑھے باھر چلے گئے۔ ناگولنوف ان سے پیچھے پیچھے گلیارے میں گیا اور داویدوف کے کمرے کا دروازہ زور سے بند کرتے ہوئے باھر نکل گیا۔

''اے دقیانوسی بڈھو،، اس نے سرگوشی میں کہا۔ ''میں خوب سمجھتا ہوں۔ تم پٹے پٹائے راستے پر چلنا چاهتے ھو۔ بڑے ضدی شیطان ھو۔ تم تو چاهتے ھو کہ سارا وقت صوفیوں اور ولیوں کی نذر نیاز میں گزارتے رهو اور پورے استیپ میں یسوع مسیح کی شبیهہ لے کر جلوس نکالا کرو اور اناج کی فصل اپنے پیروں تلے روندا کرو۔ اگر اپنی مرضی سے اس پادری کو لے کر یہاں آئے اور اس کو استیپ میں لے گئے تو میں فائر برگیڈ کو لے کر تمہارا پیچھا کروں گا اور تم پر پانی کے فوارے چھوڑوں گا یہاں تک کہ تم خود پانی بن جاؤگے۔ سمجھے؟ اور دیکھنا، اس پادری سے کہہ دینا وہ اپنا تھوبڑا لے کر ادھر کا رخ نہ کرے ورنہ... میں اون کاٹنےوالی قینچی سے اس لمبے ایالوالے گھوڑے کے بال سنٹوں میں تراش کر رکھ دوں گا۔ وہ منہہ دکھانے کے قابل نہ رہےگا۔ سمجھے میں کیا کہہرھا ہوں؟،، پھر وہ گیا اور داویدوف کے پاس صندوق پر بیٹھ گیا، خفا خفاسا، بےچین سا۔

''تم باھر ان بوڑھوں سے کیا کاناپھوسی کر رہے تھے؟،، داویدوف نے کچھ شبہہ کے انداز میں پوچھا۔

''بس موسم کے بارے میں گپ کر رہے تھے،، ناگولنوف نے پلک جھپکائے بنا کہا۔

''پھر؟،،

بڑی دیر تک ان میں بحث ہوتی رہی اور اس کا خاتمہ جھگڑے پر ہوا اور داویدوف باہر چلا گیا۔

دو ہفتے میں گریمیاچی لوگ میں بہت سی تبدیلیاں ہوئیں۔ ان میں سے بعض بعض پر تو پورا گاؤں حیرت زدہ رہ گیا۔ مثلاً مارینا پویارکووا نے چپ شاہ دیمید سے شادی رچالی۔ وہ چپ چاپ مارینا کے گھر اٹھ آیا۔ راتوں رات گاڑی تیار کی اور اپنا سارا سامان لادکر چلا آیا اور اپنے گھر کے دروازے اور کھڑکیوں پر کیلیں ٹھونک دیں۔

''ارے ابکے تو مارینا نے سچ مچ کا جیون ساتھی ڈھونڈ لیا،، گریمیاچی لوگ کے لوگوں نے کہا۔ ''دونوں مل کر ٹریکٹر سے زیادہ کام کریں گے۔،،

اندرئی رازمیوتنوف شروع شروع میں اپنی سالہا سال کی معشوقہ کی شادی پر بہت جزبز ہوا۔ اس نے بظاہر بڑی بےنیازی اور حوصلے سے کام لیا لیکن آخر میں ضبط نہ کر سکا۔ اب وہ داویدوف سے کترانے لگا اور غم غلط کرنے کےلئے بوتل کا سہارا ڈھونڈا۔ داویدوف سارا معاملہ تاڑ گیا اور اس کو خبردار کیا:

''چھوڑو اس معاملے کو۔ اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔،،

''چھوڑ دوں گا۔ لیکن سیمیون یہ میری بڑی ہتک ہے۔ یہ بہت برا ہوا! میری جگہ کس کو اپنایا اس کتیا نے؟ کس کو اپنایا!،،

''یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔،،

''میں جانتا ہوں۔ لیکن تم کیوں نہیں سمجھتے کہ یہ میری توہین ہے؟،،

''توہین ہے تو بلا سے۔ لیکن پیومت۔ یہ وقت پینے پلانے کا نہیں ہے۔ زمین کو گھاس کوڑے اور جھاڑ جھنکاڑ سے صاف کرنے کا وقت آ گیا ہے۔،،

اکثر ایسا ہوتا کہ مارینا کی مڈبھیڑ آندرئی سے ہو جاتی اور وہ مطمئن اور خوش لگتی۔

چپ شاہ دیمید اس کی چھوٹی سی گھر گرہستی میں آکر تگڑے بیل کی طرح کام میں جٹ گیا۔ چند دن کے اندر اندر باہر کے کمروں کو ٹھیک ٹھاک کیا اور ایک دن کے اندر اندر دس فٹ گہرا تہہ‌خانہ کھودکے رکھ دیا۔ وہ پیٹھ پر عمارتی لکڑی کے کندے اور شہتیر

''لیکن میرے خیال میں علاقائی کمیٹی بھی انتہاپسندی سے کام لے رہی ہے۔ ''

''مثال کے طور پر ؟ ''

''یہی کہ — کمیٹی اس بات کا حکم کیوں نہیں دیتی کہ فارم سے نکل جانے والوں کو ان کے مویشی واپس دئے جائیں؟ یہ زبردستی نہیں ہے کیا؟ پنچائتی کاشت کو زبردستی عام کرنے کی کوشش کیوں؟ یہی بات ہوئی نا! جب کوئی شخص پنچائتی‌فارم چھوڑ کر چلا گیا تو اسے اس کے جانور اور آلات و اوزار کیوں نہیں لوٹاتے ۔ اس طرح وہ زندگی نہیں گزار سکتا ۔ آخر کہاں جائے گا؟ چاروناچار پنچائتی فارم میں واپس آنا پڑے گا، چیخے گا چلائے گا مگر واپس اسی میں آئے گا ۔ ''

''لیکن جانور اور اوزار وغیرہ پنچائتی‌فارم کے ایک ایسے فنڈ میں جاچکے ہیں جس کو نہ بدلا جا سکتا ہے نہ تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ''

''ایسے فنڈ کا کیا فائدہ ہے جو لوگوں کو پنچائتی‌فارم میں آنے پر مجبور کرتا ہے؟ میں تو کہتا ہوں ان کو سب کچھ دے دو ! میں تو کہتا : 'لو لےجاؤ ! لو۔ ٹھونس لو پیٹ میں یہ سب! کھاؤ اپنا سامان!'، مگر پھر ان کو پنچائتی‌فارم کے پاس بھی پھٹکنے نہ دیتا ۔ لیکن تم نے — کوئی ایک سو ایسے ڈھلمل کسانوں کو پھر لیا ہے پنچائتی‌فارم میں۔ اور تمہارا خیال ہے ، تم سمجھتے ہو ایسے لوگ پنچائتی کسان بن سکتے ہیں اور ان میں پنچائتی جذبہ پیدا ہوسکتا ہے؟ بیکار کی باتیں ہیں! یہ حرامزادے پنچائتی فارم میں رہیں گے لیکن مرتے دم تک اپنی الگ ذاتی زندگی کے خواب دیکھتے رہیں گے! میں کہتا ہوں انہیں مویشی اور زراعت کا سامان واپس نہ دینا بائیں‌بازو والا غلط جھکاؤ ہے ۔ اور ان کو پنچائتی فارم میں لینا دائیں‌بازووالا غلط جھکاؤ ہے۔ میں نے بھی، بھائی اس زمانے میں بہت کچھ سیاسی سوجھ بوجھ حاصل کی ہے۔ اب تم مجھے چرکا نہیں دے سکتے !''

''اپنے آپ کو سیاسی سوجھ بوجھ والا کہتے ہو مگر اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ کاشت کا سال ختم ہونے تک ہم اپنے سابق ممبروں کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ یا معاملہ نہیں کر سکتے ۔ ''

''نہیں۔ میں سمجھتا ہوں ۔ ''

''اوہ، ماکار، ماکار ! تم اپنے پاگل پن کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے ۔ ''

''یہ کیا مشکل بات ہے۔ نائب کے پاس جاؤ ۔ وہ گودام کے نگہبان سے کہہ کر کام چلانے کو تمہیں دس پوڈ آٹا دلوا دے گا ۔ ،،

''ھوں! تو پنچائتی فارم کے لئے سارا کوڑا کرکٹ جمع کیا جا رہا ہے۔ ،، جب ماکار کو معلوم ھوا کہ داویدوف گائف کو پنچائتی فارم میں لینا چاھتا تھا تو وہ غصے سے پھٹ پڑا ۔ ''داویدوف کو تو چاھئے کہ اخبار ''مولت،، میں اشتہار دے دے کہ ھر وہ شخص جو جلاوطنی سے لوٹے گا گریمیاچی پنچائتی فارم میں لے لیا جائے گا،، اس نے اندرئی رازمیوتنوف سے کہا ۔

بوائی کے بعد سے اب تک گریمیاچی پارٹی گروپ کی تعداد دگنی ھوگئی تھی ۔ پارٹی کی رکنیت کے امیدوار تھے: لیوبیشکین جس نے تیتوک کے مزدور کی حیثیت سے تین سال تک کام کیا تھا۔ نیستور لوشچیلین۔ تیسری ٹیم کے پنچائتی کسان اور دیومکا اوشاکوف ۔ گروپ میٹنگ کے دن، جب لیوبیشکین اور دوسرے امیدوار پارٹی میں شامل ھونےوالے تھے، ناگولنوف نے مائدانیکوف سے کہا :

''پارٹی میں شامل ھوجاؤ کوندرات ۔ میں تمہاری حمائت کروں گا ۔ تم نے میری کمان میں دستے میں خدمات انجام دی تھیں، تم بہت عمدہ گھوڑسوار سپاھی تھے اور اب تم بہترین پنچائتی کسانوں میں ھو ۔ تم پارٹی سے باھر کیوں رھو؟ آج حالات جو رخ اختیار کر رہے ھیں ان میں کسی دن بھی عالمی انقلاب ھوسکتا ہے۔ ممکن ہے ھم پھر کسی دستے میں فوجی خدمات انجام دیں، سوویت اقتدار کی حفاظت میں لڑیں ۔ ایسے وقت میں تم پارٹی سے الگ تھلگ رھوگے! یہ ٹھیک نہیں ہے! آؤ ھمارے ساتھ آجاؤ ! ،،

کوندرات نے گہری سانس لی اور ناگولنوف کو اپنا رازدار بنایا :

''نہیں۔ کامریڈ ناگولنوف، میرا ضمیر ابھی مجھے پارٹی میں شامل ھونے کی اجازت نہیں دیتا ۔ میں پھر جاؤں گا اور سوویت اقتدار کے لئے لڑوں گا ۔ میں پنچائتی فارم میں اچھی طرح کام کروں گا ۔ لیکن میں پارٹی میں شامل نہیں ھوسکتا ۔ ،،

''لیکن کیوں؟،، ماکار نے تیوریاں چڑھاتے ھوئے کہا ۔

''دیکھو بات یہ ہے کہ میں پنچائتی فارم میں ھوں لیکن اب بھی اپنی جائداد کی کسک اٹھتی ہے میرے دل میں ۔ ،، کوندرات کے ھونٹ تھرتھرائے اور وہ تیز سرگوشی میں بولنے لگا : ''اپنے بیلوں کے لئے میرا

اٹھا اٹھا کر لے گیا جن میں سے ایک ایک کا وزن دس دس پوڈ سے کم نہ تھا۔ مارینا نے اس کے کپڑوں وغیرہ کی دھلائی اور مرمت کی، اس کی چادریں رفو کیں۔ وہ رات دن اپنے پڑوسیوں سے دیمید کے کام کاج کے گن گان کیا کرتی۔

''یہ آدمی ہے کام کا۔ ریچھ جتنی تو اس کے ھاتھ پاؤں میں طاقت ہے۔ کام کو ھاتھ لگایا نہیں کہ کایاپلٹ ھوئی نہیں۔ اور یہاں تک اس کے چپ رہنے کی بات ہے سو میری بلا سے! چپ رہے گا تو جھگڑے کم ھوں گے!''

اور اندرئی جب افواھیں سنتا کہ مارینا اپنے نئے شوھر سے کتنی خوش ہے تو وہ نہایت افسوس کے ساتھ اپنے آپ سے کہتا: ''آہ، مارینا! کیا میں تمہارے باڑے کی مرمت نہیں کر سکتا تھا، کیا میں تمہارے لئے تہہ‌خانہ نہیں کھود سکتا تھا؟ تم نے میری جوان زندگی کو جلا کر خاک کر دیا!''

بےدخل گائف جلاوطنی کے دن کاٹ کر گریمیاچی لوگ واپس آگیا۔ علاقائی انتخابی کمیشن نے اس کو پھر سے شہری حقوق دے دئیے تھے۔ جیسے ھی گائف اپنے بڑے سے خاندان کے ساتھ گاؤں لوٹا داویدوف نے اس کو گاؤں کے انتظامی دفتر میں بلایا۔

''شہری گائف، اب تم زندگی کس طرح گزاروگے؟ الگ، اپنے آپ یا پنچائتی‌فارم میں شامل ھوکر؟''

''جس طرح گذر بسر کرنا پڑے،'' گائف نے جواب دیا۔ اس کے ساتھ جو سلوک ھوا تھا اس کا کانٹا اب بھی اس کے دل میں کھٹک رہا تھا۔

''کیا مطلب؟''

''لگتا تو یہی ہے کہ پنچائتی فارم میں کام کرنا پڑے گا۔''

''تو پھر درخواست بھیج دو۔''

''میری جائداد کے بارے میں کیا کہتے ھو؟''

''تمہارے مویشی پنچائتی فارم میں ھیں اور تمہارے اوزار وغیرہ بھی۔ لیکن ھم نے تمہاری دوسری چیزیں بانٹ دی ھیں۔ یہ ذرا مشکل ھوگا۔ اس میں سے کچھ چیزیں تو ھم تمہارے لئے واپس لے لیں گے۔ باقی کا تم نقد معاوضہ لے سکتے ھو۔''

''تم نے میرے سارے غلے کا صفایا کردیا۔''

اپنے لئے چرمی پورٹ فولیو خرید سکوگے ۔ پھر اسے بغل میں دبا کر نکلنا اور پورے گاؤں کے گشت لگانا ۔ ،،

بات مذاق کی تھی لیکن شوکار سوچ میں پڑگیا اور شام کو، جیسے ھی اندھیرا پھیلا، وہ ساکار سے ملنے گیا ۔

''اھا، ساکار، کہو یار !،،

''کہو ۔ کیسے آنا ھوا؟،،

''لوگ پارٹی میں شامل ھو رھے ھیں ۔ ،،

''پھر ؟،،

''ساکار، کنواں کیا ھے، زمین کا ایک سوراخ ۔ ،،

''کہنا کیا چاھتے ھو بھائی؟،،

''کہنا چاھتا ھوں کہ میں بھی کیوں نہ پارٹی میں شامل ھو جاؤں ۔ میں اس دنیا میں اس لئے نہیں آیا ھوں کہ زندگی بھر گھوڑوں کے ساتھ بتادوں ۔ ان سے میری شادی تو نہیں ھوئی ھے نا !،،

''اچھا، بتاؤ تم چاھتے کیا ھو ؟،،

''مجھے جو کہنا تھا سیدھی سادی زبان میں کہہ دیا ۔ میں پارٹی میں شامل ھونا چاھتا ھوں ۔ میں اسی لئے یہاں آیا ھوں ۔ میں جاننا چاھتا ھوں مجھے کیا عہدہ ملےگا، وغیرہ وغیرہ... مجھے صرف اتنا بتاؤ کیا لکھنا ھوگا اور کس طرح لکھنا ھوگا ۔ ،،

''کیا کہا تم نے؟ تم سمجھتے ھو لوگ پارٹی میں عہدے کے لئے شامل ھوتے ھیں ؟،،

''یہاں، گاؤں میں تو تمام پارٹی ممبر کوئی نہ کوئی عہدہ سنبھالے بیٹھے ھیں !،،

ساکار نے بمشکل غصے پر قابو پاکر موضوع بدل دیا :

''ایسٹر میں تمہارے یہاں پادری آیا تھا؟،،

''ظاھر ھے، آیا تھا ۔ ،،

''تم نے اس کو کچھ دیا؟،،

''ھاں ھاں، ظاھر ھے ! دو انڈے اور آدھا پاؤنڈ سور کا گوشت ۔،،

''تو تم اب تک خدا پر اعتقاد رکھتے ھو ؟،،

''اتنا زیادہ تو نہیں، جتنا تم سمجھتے ھو ۔ لیکن جب کبھی میں بیمار پڑتا ھوں، یا کوئی گڑبڑ ھوتی ھے، یا بجلی کڑکتی ھے، تو

دل خون ہورہا ہے اور مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے ان کا خیال کرکے ۔ ان کی دیکھ بھال اس طرح نہیں ہوتی جیسی ہونی چاہئے ۔ اکیم بسھلیبنوف نے گھوڑے کی گردن کو گاڑی میں جوت کر جوئے سے چھیل کر رکھ دیا ۔ میں نے خود نشان دیکھا ۔ اس کے بعد مجھ سے کھایا پیا نہ گیا... ذرا سوچو، چھوٹے سے گھوڑے پر اتنا بڑا جوا ڈال دیا! یہ کوئی بات ہوئی؟ یہی وجہ ہے کہ میں پارٹی میں شامل نہیں ہوسکتا ۔ اگر میں اب تک جائداد کی طرف سے منہہ نہیں پھیرسکا تو میرا ضمیر مجھے پارٹی کے اندر داخل نہ ہونے دے گا ۔ میں اس معاملے کو اسی طرح دیکھتا ہوں ۔ ''

ساکار تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر بولا :

''کوندرات تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ہاں شامل ہونے سے پہلے ابھی تھوڑا سا انتظار کرو ۔ ہم پنچائتی فارم میں تمام کوتاہیوں کے خلاف نہایت بےرحمی سے لڑیں گے ۔ سارے جوئے ایسے بنائے جائیں کہ گردن پر ٹھیک آئیں ۔ لیکن اگر تم خواب میں اب بھی ان بیلوں کو دیکھتے ہو جو کبھی تمہارے تھے تو پھر پارٹی میں ابھی تمہاری جگہ نہیں ہے۔ تمہیں پارٹی میں آنا ہے تو جائداد کی گھٹن کو ختم کرنا ہوگا ۔ پارٹی میں شامل ہونے سے پہلے من کو تمام مایا موہ سے پاک کرنا ہوگا ۔ تب دل میں بس ایک ہی خیال بسا ہوگا : عالمی انقلاب لانا ہے! میرے باپ کھاتے پیتے آدمی تھے ۔ انھوں نے بچپن سے ہی میری گھٹی میں جائداد کی چاہ ڈال دی تھی ۔ لیکن جائداد نے کبھی بھی میرے دل کو اپنی طرف نہیں کھینچا ۔ جائداد میری نظر میں بےمعنی سی چیز تھی ۔ میں نے بھری پری آرام کی زندگی تج کر، چار بیلوں کی جوڑی چھوڑکر غربت کی زندگی اپنالی... کھیت مزدور بن گیا ۔ نہیں، اس وقت تک پارٹی میں شامل نہ ہو جب تک یہ کھرنڈ اتر نہ جائے — جسے کہتے ہیں، ملکیت ۔ ''

یہ افواہ کہ لیوبیشکین، اوشاکوف اور لوش‌چیلین پارٹی میں شامل ہو رہے ہیں پورے گریمیاچی لوگ میں پھیل گئی ۔ ایک کزاک نے مذاق کے انداز میں دادا شوکار سے کہا :

''اور تم درخواست کیوں نہیں دیتے؟ تم تو سرگرم کارکن ہو۔ اپنی درخواست بھیجو۔ وہ لوگ تمہیں کوئی عہدہ دیں گے ۔ تب تم

فاصلہ رہ گیا تھا کہ ملیشیاوالا گھٹنے کے بل جھکا، رائفل چھتیائی اور تیسری گولی سے دیموک کو ٹھنڈا کر دیا۔

لیکن خانہ کو چھوڑ کر گاؤں میں اور کوئی نہیں تھا جو اس لاوارث لڑکے کی موت پر آنسو بہاتا۔ جہاں تک ان لڑکیوں کا تعلق ہے، جن کو دیموک نے محبت کے ابتدائی سبق پڑھائے تھے، وہ اگر غم کھا بھی رہی تھیں تو بہت جلد سب کچھ بھول جانے کے لئے۔

''محبت ایک کھلونا ہے اور جسم ایک موج آوارہ، ایک گریزاں حقیقت...،، اور لڑکیوں کی محبت طلوع آفتاب سے پہلے چمکتی ہوئی شبنم۔

اڑتیسواں باب

۱۹۳۰ء میں کھیتی باڑی کی دنیا میں پہلی بار ''مردہ موسم،، کا دور ختم ہوا۔ پچھلے زمانے میں، جب لوگ پرانے ڈھنگ سے رہتے تھے تو دو مہینے کو، یعنی شروع مئی سے آخر جون تک کے زمانے کو ''مردہ موسم،، کہنے کی بہت سی معقول وجہیں موجود تھیں۔ جب کاشتکار بوائی کرچکتے تو تھوڑا تھوڑا کرکے چارہ بنانے کی مہم میں لگتے اور گھوڑے چراگاہوں اور مرغزاروں میں پھرتے اور اپنی کھوئی ہوئی طاقت پھر سے جمع کرتے۔ کزاک کریدنی کے دستے ہموار کرتے، بیل گاڑیوں کی مرمت ہوتی، فصل کاٹنے والے آلے ٹھیک ٹھاک کئے جاتے۔ بہت کم لوگ تھے جو مئی میں ھل چلانے کے لئے جاتے۔ گاؤں، دیہات ایک قسم کے اذیت ناک سکوت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ دو پہر کے وقت بے جان سڑکوں پر کوئی آدمی آدم زاد دکھائی نہ دیتا۔ مرد یا تو باہر نکل جاتے یا اپنے اپنے گھر میں یا تہہ خانوں میں پڑے آرام کرتے رہتے۔ یا پھر کلہاڑی لے کر اطمینان سے، آہستہ آہستہ، کچھ کاٹتے پیٹتے تھے۔ نیند کی ماتی عورتیں بھی کوئی ٹھنڈی جگہ تلاش کرتیں اور ایک دوسرے کے بالوں سے جوئیں نکالتی رہتیں۔ دیہاتوں پر ایک قسم کا کھوکھلاپن اور خواب آلود سکوت چھایا رہتا۔

لیکن پنچائتی فارم کے پہلے سال ھی گریمیاچی لوگ میں زندگی نے ''مردہ موسم،، کو درھم برھم کرکے رکھ دیا۔ جیسے ھی کونپلیں پھوٹیں گھاس اور جھاڑ جھنکاڑ صاف کرنے کا کام شروع ھو گیا۔

ظاھر ھے اس وقت تھوڑی سی دعا مانگ لیتا ھوں۔ تب خدا کی یاد آجاتی ھے کیا کروں۔ ،،

ماکار نے طے کر لیا تھا کہ دادا شوکار کے ساتھ نرمی کا سلوک کرےگا۔ اس کا ارادہ تھا کہ دادا شوکار کو نرمی سے سمجھائےگا کہ اس کو کیوں پارٹی میں نہیں لیا جاسکتا لیکن جب اس نے شوکار کو سمجھانا شروع کیا تو اس کے صبر کا پیمانہ ناکافی ثابت ھوا۔ اس لئے وہ جلد ھی پھٹ پڑا:

''لعنت ھو تم پر! جہنم میں جاؤ، بوڑھے شاہ بلوط! پادریوں کو انڈے دئے جارھے ھیں! تم! تم پاک پانی کا ایک گھونٹ پینے کےلئے پانی کی چادر چیرکر دریا میں کود پڑوگے! اونچے عہدوں کے خواب دیکھ رھے ھو! اور جب ضرورت پڑتی ھے تو گھوڑوں کے لئے چارہ بھی نہیں تیار کرسکتے۔ ایسے کندے کو لےکر پارٹی کیا کرےگی؟ تم مسخراپن دکھا رھے ھو؟ تم سمجھتے ھو تمہارے جیسے بےکار انسان کے لئے پارٹی میں کوئی جگہ ھو سکتی ھے؟ زبان چلانے کے علاوہ آتا ھی کیا ھے تمہیں۔ جھوٹ کا طومار باندھتے رھتے ھو۔ چلو۔ مجھے پریشان مت کرو۔ تم جانتے ھو میرے اعصاب خراب ھیں۔ میری صحت اتنی خراب ھے کہ میں تمہارے جیسوں سے ٹھیک طرح بات نہیں کرسکتا۔ جاؤ، میں نے کہا۔ ،،

''غلط وقت پر چھیڑ دیا! کھانے کے بعد قسمت آزمائی کرنی چاھئے تھی!،، دادا شوکار نے پچھتاتے ھوئے سوچا اور آھستہ آھستہ دروازہ بند کرتے ھوئے باھر نکل گیا۔

تازہترین خبر جس نے گریمیاچی لوگ میں خاص طور پر لڑکیوں میں سنسنی پیدا کردی وہ تھی دیموک کی موت کی خبر۔

یفیم تروباچوف اور باتالشچیکوف نے، جن کو عوامی عدالت نے سزا دی تھی، لکھا تھا کہ اسٹیشن کی طرف جاتے ھوئے دیموک کے دل میں آزادی کی ایسی تڑپ پیدا ھوئی اور گریمیاچی لوگ کی یاد نے اسے اس طرح ستایا کہ اس نے بچ نکلنے کی کوشش کی۔

جو ملیشیاوالا قیدیوں کے گروہ کو اپنی نگرانی میں لئے جا رھا تھا، تین بار چلایا: ''رک جاؤ!،، لیکن دیموک نیچے جھک کر جنگل کی طرف بھاگا۔ جھاڑیوں تک پہنچنے میں مشکل سے تیس گز کا

کو دیکھا تھا تو اس بڈھے کے چہرے پر صرف الجھن کی کیفیت نہ تھی بلکہ اس کے ہونٹوں پر کینہ پرور مسکراہٹ بھی کھیل رہی تھی جیسے وہ کسی چیز کی آس لگائے ہوئے ہو - کم از کم داویدوف کو ایسا ہی لگا تھا -

اگلے دن داویدوف نے استروونوف کو اپنے کمرے میں بلایا اور باقی ہر شخص کو باہر بھیج دیا - انھوں نے دھیمی آواز میں بات چیت کی -

''کل تم باڑے کے آس پاس کیا کر رہے تھے؟،،

''میں لوگوں کو سمجھا بجھا رہا تھا کہ عقل سے کام لیں، کاسریڈ داویدوف - میں کہہ رہا تھا، میں دشمن سے کہہ رہا تھا کہ ہوش کی دوا کرو اور پنچائتی فارم سے غلہ اجازت کے بغیر اٹھا کر نہ لے جاؤ،، یاکوف لوکیچ نے بےدھڑک کہا -

''اور عورتوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تم نے عورتوں سے یہ کیوں کہا کہ باڑے کی کنجیاں میرے پاس ہیں؟ ،،

''میں نے کہا؟ خدا کی رحمت ہو تم پر! میں نے نہیں کہا! میں نے کس سے کہا یہ؟ میں نے اس قسم کی کوئی بات کسی سے نہیں کہی -،،

''عورتیں جب مجھے جگہ جگہ گھسیٹتی پھر رہی تھیں تو انھوں نے خود ہی مجھ سے کہا -،،

''یہ جھوٹ ہے! میں قسم کھاتا ہوں یہ جھوٹ ہے! وہ مجھ سے اپنا بدلہ چکانے کو یہ کہہ رہی ہیں -،،

اور داویدوف کا سارا عزم ختم ہوگیا - اور بہت جلد یاکوف لوکیچ نے جھاڑ جھنکاڑ نکالنے کی تیاری میں اتنی سرگرمی دکھائی اور انتظامی دیکھ بھال میں اتنی چستی کا مظاہرہ کیا اور انتظامیہ میں نت نئے کارآمد منصوبوں کی ایسی بھر مار کر دی کہ داویدوف پگھل کے رہ گیا -

یاکوف لوکیچ نے مشورہ دیا کہ مختلف ٹیموں کےلئے کھیتوں میں نئے تالاب بنائے جائیں - اس نے نقشہ میں وہ جگہیں بھی دکھائیں جہاں گھاٹیوں میں سیلاب کا پانی روک کر جمع کیا جا سکتا ہے - اس کا خیال تھا کہ تالاب یوں بنائے جائیں کہ کسی ٹیم کے مویشیوں کو پانی پینے کےلئے آدھے کلومیٹر سے زیادہ نہ جانا پڑے - داویدوف اور انتظامیہ بورڈ کے تمام ممبروں کو استروونوف کی اسکیم کی افادیت کا

''ہم تین بار گھاس اور جھاڑ جھنکاڑ نکالیں گے تاکہ پنچائتی کھیتوں میں گھاس اور جھاڑ جھنکاڑ کی ایک پتی بھی باقی نہ رہے۔'' داویدوف نے ایک میٹنگ میں اعلان کیا۔

یاکوف لوکیچ استروونوف خوشی سے پھولا نہ سما رہا تھا۔ وہ سیمابی اور پرجوش مزاج کا آدمی تھا۔ اور اس قسم کا انتظام اس کی طبیعت کو بہت راس آتا تھا۔ وہ محسوس کرنا چاہتا تھا کہ پورا گاؤں حرکت میں ہے، اس پر بےچینی اور سرگرمی اور ہماھمی کی فضا طاری ہے۔ ''سوویت طاقت بہت اونچی اڑ رہی ہے۔ نہ جانے زمین پر کیسے اتریگی! اناج کی فصل سے جھاڑ جھنکاڑ صاف کرو، پڑتی زمین پر ہل چلاؤ، سویشیوں کو کھلاؤ پلاؤ، اوزار اور آلات وغیرہ کی مرمت کرو۔ لیکن لوگ کام کریں گے؟ عورتیں گھاس پھوس نکالنے کےلئے کھیتوں میں جائیں گی؟ ایسا تو کبھی نہیں سنا تھا۔ دون کے صوبے میں تو پہلے کبھی کسی نے جھاڑ جھنکاڑ نکالنے کا کام کیا نہیں۔ لیکن یہ ان کی غلطی تھی۔ اگر ایسا کرتے تو فصل زیادہ اچھی ہوتی۔ مجھے بھی یہی کرنا چاہئے تھا۔ میں بھی کتنا بڑا احمق ہوں زمانے بھر کا۔ عورتوں کےلئے بہرحال پوری گرمیوں میں کچھ کرنے کو ہوتا نہ تھا'' وہ سوچتا۔ اس پر اسے بڑی کوفت ہوتی کہ پرانے زمانے میں جب وہ کاشت کا خود مالک تھا، اس نے کھیتوں سے جھاڑ جھنکاڑ صاف کرنے کی بات نہ سوچی۔

داویدوف سے باتیں کرتے ہوئے وہ کہتا:

''کامریڈ داویدوف، ابکے فصل لہلہا کے آئےگی۔ پرانے زمانے میں بات دوسری تھی۔ لوگ بس یونہی بیج بکھیرکے بیٹھ جاتے تھے اور انتظار کرتے تھے کہ کچھ نہ کچھ تو اگ آئےگا۔ فصل تو ہوتی تھی لیکن اس کے ساتھ دنیا بھر کی جنگلی گھاس، جھاڑ جھنکاڑ اور بھانت بھانت کے جنگلی پودے اگ آتے تھے۔ لعنت ہو۔ پھر گندم ماںڈا جاتا اور لگتا کہ سب ٹھیک ٹھاک ہے لیکن جب تولنے کی باری آتی تو معلوم ہوتا فی‌ایکڑ پندرہ پوڈ گندم آیا ہے۔''

جس دن گریمیاچی کے لوگوں نے بیج کے نحلے کےلئے باڑے پر حملہ کیا تھا اس دن داویدوف نے سوچا تھا کہ وہ استروونوف کو نائب کے عہدے سے ہٹا دےگا۔ داویدوف کے دماغ میں شبہے کے کالے سائے نے سر اٹھایا تھا۔ اسے یاد آیا تھا کہ جب اس نے ہجوم میں استروونوف

''وہ دل سے ہمارے لئے غیر ہو لیکن ہے بڑا تیز منتظم،، اس نے پارٹی گروپ کی ایک میٹنگ میں کہا۔ ''جب تک کہ ہمارے پاس اس پائے کا کوئی اپنا آدمی تیار نہ ہوجائے ہم اسے نائب کی حیثیت سے برقرار رکھیں گے۔ ہماری پارٹی کا ذہن بہت بڑا ہے۔ اس کے اندر کروڑوں دماغ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پارٹی کا ذہن اتنا تیز اور نکتہ رس ہے۔ بعض مرتبہ ہمیں ایسا انجنیر ملتا ہے جو اندر سے ہم سے نفرت کرتا ہے۔ اس کے دل میں جو جذبہ ہے اس کی سزا تو یہی تھی کہ بہت پہلے دیوار سے لگا کر گولی ماردی جاتی لیکن پارٹی ایسا نہیں کرتی۔ پارٹی اس کو کام دیتی ہے اور کہتی ہے: 'تم پڑھے لکھے آدمی ہو! یہ رہا پیسہ، ٹھونس لو جتنا ٹھونس سکتے ہو۔ اپنی بیوی کے لئے جتنے موزے چاہو خریدو، لیکن اپنے دماغ کے پہئے کو چالو رکھو۔ اپنی انجنیرنگ کو چالو رکھو اور عالمی انقلاب کے لئے نیک خدمت انجام دو!، اور پھر یہ انجنیر کام کرتا ہے۔ اگرچہ کبھی کبھار مڑمڑ کر وہ اپنی پرانی زندگی کو دیکھتا ہے اور دل ہی دل میں پکارتا ہے۔ اسے گولی مار دوگے تو بھلا کیا ملے گا؟ ایک پتلون اور شاید ایک گھڑی جس پر مہر جڑی ہوگی، اور بس۔ لیکن اگر اسے گولی نہ مارو تو وہ اچھا کام کرے گا اور اس کی قدرو قیمت ہزاوں کے برابر ہوگی۔ یہی ہمارے استروونوف کا حال ہے۔ اچھا ہے نالے اور گھاٹیاں بھرتا رہے۔ نئے تالاب کھودتا رہے۔ ان سب چیزوں سے سوویت اقتدار کا بھلا ہوگا اور اس سے عالمی انقلاب کا راستہ ہموار ہوگا!،،

یاکوف لوکیچ کی زندگی میں پھر کچھ توازن اور ٹھہراؤ پیدا ہو گیا تھا۔ اس کو احساس تھا کہ وہ قوتیں جو پولوفتسف کی پشت پناہی کررہی تھیں، جو بغاوت کی تیاریوں کی رہنمائی کررہی تھیں اس بار ناکام ہوگئی ہیں۔ اس کو پکا یقین تھا کہ اب بغاوت نہیں ہوگی کیوں کہ وہ اہم لمحہ گزر گیا تھا اور ان کزاکوں کے موڈ میں بھی فرق پڑگیا تھا جو سوویت اقتدار کی طرف دشمنی کا رویہ رکھتے تھے۔ ''لگتا ہے پولوفتسیف اور لاتیفسکی سرحد پار کرکے نکل گئے،، یاکوف لوکیچ سوچتا اور جہاں اس کے دل میں اس بات کا رنج چٹکیاں لیتا کہ سوویت اقتدار کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجائی جاسکی وہاں اس کے دل میں مسرت اور اطمینان کے سوتے بھی پھوٹتے۔ جو ہوا ٹھیک ہوا۔ اب یاکوف لوکیچ کی خوش‌حالی اور فلاح کی راہ میں کوئی چیز حائل

اقرار کرنا پڑا کیونکہ پرانے تالاب پنچائتی کھیتی‌باڑی کی ضرورتوں کے پیش نظر نہیں بنائے گئے تھے۔ یہ تالاب یہاں وہاں استیپ میں بکھرے ہوئے تھے۔ اور مویشیوں کو پانی پلانے کےلئے ڈھائی تین کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ بےچارے مویشیوں کو کیمپ سے تالاب تک جانے اور کیمپ واپس آنے میں دو گھنٹے لگ جاتے تھے۔ اتنے وقت میں تو نہ جانے کتنی جتائی ہو سکتی تھی۔ انتظامیہ نے نئے تالابوں کی تعمیر کی اجازت دے دی۔ اور یاکوف لوکیچ نے کھیت کے کام میں اس وقتی وقفے کا فائدہ اٹھاکر داویدوف کی اجازت سے بندھوں کی تعمیر کےلئے درخت کاٹ کاٹ کر گرانا شروع کردئے۔

یہی نہیں، یاکوف لوکیچ نے یہ تجویز بھی رکھی کہ اینٹوں کی ایک چھوٹی سی بھٹی بنوائی جائے۔ مولیاتولیا ارکاشکا نے شبہے کا بھی اظہار کیا کہ اس سے کفائت ہوگی یا نہیں۔ لیکن یاکوف لوکیچ کو اسے رام کرنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ اس کا کہنا تھا کہ پنچائتی فارم کے پاس اپنی بھٹی ہونی چاھئے تاکہ اپنی اینٹوں سے اصطبل اور مویشیوں کے باڑے تیار کرائے جا سکیں۔ ظاھر ھے اس طرح اٹھائیس کلومیٹر دور شہر سے اینٹیں ڈھونے کے مقابلے میں زیادہ کفائت ہوگی اور فائدہ رھےگا کیوں‌کہ شہر سے اینٹیں لانے میں سو اینٹوں پر ساڑھے چار روبل کا صرفہ ھوتا تھا۔ یہ وھی یاکوف لوکیچ تھا جس نے تیسری ٹیم کے پنچائتی کسانوں کو گاؤں کے پاس دورنوئی نالے کو بھرنے پر تیار کر لیا تھا۔ وہ ھر سال گاؤں کے قریب زرخیز مٹی کی تہہ بہا لے جاتا تھا جس پر باجرے کی اچھی فصل اگتی تھی اور بڑے بڑے رسیلے اور میٹھے تربوز ھوتے تھے۔ اس کی رھنمائی میں نالے کے آرپار چوکیاں لگادی گئیں اور ان کے درمیان اکڑی، جھاڑیاں، گوبر اور پتھر ڈال کر تھپائی کر دی گئی۔ ڈھلانوں پر سفیدے کے نئے درخت اور بید مجنوں کے پیڑ لگا دئے گئے تاکہ ان کی جڑیں مٹی کو کس کر باندھے رکھیں۔ اس طرح مٹی کا ایک بڑا حصہ کٹنے پٹنے اور ضایع ھونے سے بچ گیا۔

ان اقدامات اور تدابیر کا مجموعی اثر یہ ھوا کہ پنچائتی فارم میں یاکوف لوکیچ کا مٹتا ھوا وقار پھر سے قائم ھوگیا۔ داویدوف نے طے کر لیا کہ وہ نائب کو برطرف نہیں کرےگا۔ اور اس کی بےپناہ پیش‌قدمیوں کی ھر طرح حمائت کرےگا۔ یاکوف لوکیچ کےلئے ناگولنوف تک کا دل کچھ پسیج سا گیا۔

عورتوں کو اور بھی سختی سے حکم دیتا :

''بڑھیا پر نظر رکھو! وہ مجھ پر عذاب نازل کرائےگی۔ کوئی غیر شخص دھلیز پر قدم بھی رکھے تو اس کو کمرے میں بند کر دینا۔،،

اور وہ لوگ بڑھیا کو دن رات کمرے میں مقفل رکھنے لگے۔ لیکن اتوار کو وہ اسے جہاں بھی چاھتی جانے دیتے اور وہ دوسری بوڑھیوں کے پاس جاتی، روتی بلکتی اور ان سے شکایت کرتی :

''اوہ، میری پیاریو! میری عزیزو! میرا یاکوف اور اس کی بیوی، مجھے تالے کنجی میں بند کرکے رکھتے ھیں۔ وہ مجھے کھانے کو نہیں دیتے۔ روزےوالی روٹیوں کے بچے کھچے ٹکڑوں کے سوا۔ اور ان کے ساتھ پینے کو میرے پاس آنسوؤں کے سوا اور کچھ نہیں۔ پہلے جب روزہ آتا، جب افسر ھمارے ساتھ رھتے تھے — یاکوف کا کمانڈر اور اس کے دوست — تو مجھے مزیدار سوپ ملتا تھا اور پھلوں کا رس۔ لیکن اب وہ مجھ پر بڑا ظلم توڑ رھے ھیں۔ میرا بیٹا اور میری بہو، دونوں مجھ پر کتنا ظلم ڈھا رھے ھیں۔ اووہ! ھائے یہ انجام! میری پیاریو! خود اپنا بیٹا مجھ پر اتنا ظلم کر رھا ھے! اور کس لئے۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ آتا تھا اور اس بےدین حکومت کو تباہ کرنے کےلئے میرے ساتھ دعائیں مانگتا تھا۔ لیکن اب میں اس کے خلاف کیا مجال جو ایک لفظ منہہ سے نکال دوں۔ وہ فوراً مجھے صلواتیں سنانے لگتا ھے!،،

جلد ھی، یاکوف لوکیچ کی خاموش زندگی، جس پر صرف اس کی ماں کی گفتگو کے بادل چھائے رھتے تھے، اچانک ختم ھوگئی۔

انتالیسواں باب

لوشکا ناگولنووا طلاق پا چکی تھی — وہ زندہ دل اور من‌موجی عورت تھی، جب بوائی کا کام ھو رھا تھا تو اس نے کھیتوں میں کام کرنا شروع کر دیا۔ اس کو تیسری ٹیم میں شامل کیاگیا اور اس نے خوشی خوشی ٹیم کے جھونپڑے میں اڈہ جمالیا۔ دن کے وقت وہ افاناسی کراسنوکوتوف کے بیلوں کو ھانکتی اور رات کے وقت، اس لال جھونپڑے کے گرد جہاں وہ رھتی تھی، بالالائکا کی دھنیں ابھرتیں، اکارڈین سانس

نہیں تھی ۔ اب وہ کبھی کسی ملیشیا کے آدمی کو گریمیاچی لوگ آتے دیکھتا تو دل میں دھشت اور خوف کی پریشان کن سنسنی پیدا نہ ہوتی ۔ پہلے تو جہاں کسی ملیشیا کے آدمی کا کالا کوٹ نظر آیا اور جھرجھری دوڑگئی اس کے پورے بدن میں ۔

''اوں، اس کافر سرکار کا خاتمہ جلد ھی ھوگا؟ کیا ھماری سرکار کے دن جلد ھی آئیں گے؟،، وہ تنہا ھوتے تو استرووونوف کی بوڑھی ماں اس سے پوچھتی ۔

اور یاکوف لوکیچ اس بےوقت کی راگنی سے گھبرا کر ، تلخ اور بےبسی کے لہجے میں کہتا :

''ماں، تمہارے لئے کیا فرق پڑتا ھے؟،،

''ھاں ظاھر ھے بھلا کیا فرق پڑتا ھے! گرجا گھر جو بند کر دئے ھیں انہوں نے...،،

''تم بوڑھی ھو رھی ھو ۔ تمہیں خدا کو یاد کرنا چاھئے ۔ تمہیں ان دنیاوی معاملات میں بیکار دخل نہیں دینا چاھئے۔ ماں تم بہت ضدی طبیعت کی ھو ۔،،

''وہ سب کم‌بخت افسر لوگ کہاں گئے؟ اور وہ نکھٹو، ایک آنکھوالا، کانا، جو رات دن دھوئیں کے بادل چھوڑتا رھتا تھا ۔ دونوں کہاں اڑنچھو ھوگئے؟ اور تم بھی! ایک بار تم نے دعائیں مانگی تھیں اور اب پھر تم اسی سرکار کی خدمت میں لگ گئے!،، بڑھیا اپنی بات پر اڑی رھتی ۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا کہ اس کا بیٹا یاشکا ''سرکار بدلنے،، کی بات مانتا کیوں نہیں ۔

''ماں! تمہاری باتوں سے تو میرا خون جمنے لگتا ھے ۔ تم اپنی یہ بیوقوفی کی باتیں بند کرو! اس کا ذکر باربار کیوں کرتی ھو؟ کسی دن لوگوں کے سامنے اگل دوگی! ماں تم مجھے تباہ کرکے دم لوگی۔ تم خود ھی کہتی ھو خدا جو بھی کرتا ھے بھلے کو کرتا ھے،۔ زندگی جیسی بھی ھے اسی رنگ میں اس کو اپناؤ۔ خدا نے ایک اور دو نتھنے دئے ھیں ۔ ان کو سانس لینے کےلئے استعمال کرو اور خاموش رھو ۔ کوئی تمہاری روٹی تو نہیں چھین رھا ھے ۔ خدا کے لئے بتاؤ تمہیں اور کیا چاھئے؟،، اس قسم کی گفتگو کے بعد یاکوف لوکیچ بیٹھک سے یوں نکلتا جیسے کسی نے اس پر کھولتا ھوا پانی ڈال دیا ھو ۔ اس کے بعد دیر تک اسے سکون حاصل نہ ھوتا اور وہ سیمیون اور

پیر پٹکتے ہیں، کودتے ہیں! کمبختوں نے کود کود کر جھونپڑے کے گرد زمین کو بالکل برابر کر دیا ہے جیسے غلہ گاھنے کی چوکی ہو۔ ستارے بجھ جاتے ہیں مگر کیمپ میں میلے کی فضا اسی طرح قائم رہتی ہے۔ رات بھر تو وہ دیوانے رہتے ہیں پھر دن کے وقت کام بھلا خاک کریں گے؟ چلتے ہیں اور سوتے ہیں، سوتے سوتے چلتے ہیں۔ کامریڈ داویدوف، یا تو لوشکا کو ہماری ٹیم سے نکال لو یا اس سے کہو کہ شادی‌شدہ عورتوں کے لچھن اپنائے۔،،

’’کیا سمجھتے ہو مجھے؟،، داویدوف غصے میں پھٹ پڑا۔ ’’کون ہوں میں؟ استاد ہوں اس کا؟ اتالیق ہوں؟ جاؤ جہنم میں بھاگو یہاں سے! میں ہی رہ گیا ہوں ہر قسم کی بکواس سننے کو۔ منہہ اٹھایا اور سیدھے آن مرے۔ سگھڑ اور نیک چلن بی‌بی بننے کا سبق پڑھاؤں، اسے؟ اگر کام اچھی طرح نہیں کرتی تو نکال باہر کرو ٹیم سے۔ پکی بات! یہ کیا طریقہ ہے، کیسی عادت ہے تم لوگوں کی ذراسی کوئی گڑبڑ ہوئی اور سیدھے دفتر میں آن دھمکے! ’کامریڈ داویدوف، ہل ٹوٹ گیا!، ’کامریڈ داویدوف، گھوڑی کو زکام ہوگیا!، اور اب یہ تماشا — کوئی عورت ذرا مٹک مٹک کر چلے تو تمہارے خیال میں میرا فرض ہوگیا کہ میں جاکر اس سے کہوں بی‌بی مٹکو نہیں۔ اچھی بیبیاں ایسا نہیں کرتیں! ایں؟ جہنم میں جاؤ! ہل کی مرمت کرانی ہو تو لوہار کے پاس جاؤ! گھوڑا بیمار ہو تو جانوروں کے ڈاکٹر کے پاس جاؤ! اپنی مرضی سے، اپنی عقل سے کام کرنا کب آئے گا؟ کب‌تک رسہ باندھ کر میں تمہیں لئے لئے پھروں گا؟ بھاگ جاؤ!،،

اگافون چلا گیا مگر داویدوف سے سخت بیزار۔ اور اگافون کے جانے کے بعد داویدوف نے یکے بعد دیگرے دو سگریٹیں پھونک ڈالیں، دروازہ زور سے بند کیا اور کھٹکا چڑھا دیا۔

دوبتسوف کی کہانی نے داویدوف کو کچھ پریشان‌سا کردیا تھا۔ اصل وجہ اس کے بپھرنے اور چیخنے چلانے کی یہ نہیں تھی کہ ٹیم لیڈر اپنے فرائض سے نامانوس تھے اور آکر اسے ستاتے تھے اور چھوٹی چھوٹی انتظامی باتوں میں اس کی صلاح مانگتے تھے، بلکہ یہ تھی کہ لوشکا، بقول دوبتسوف ’’ہر شخص سے نظریں لڑاتی اور رجھاتی تھی۔،،

ایک دن ایسا بھی ہوا تھا کہ وہ داویدوف کو دفتر کے پاس اتفاقیہ مل گئی تھی اور نیم‌وا آنکھوں سے مسکرا کر اسکو دیکھتے ہوئے

لیتا اور دھیمے سروں میں سرگوشیاں کرتا، لڑکے لڑکیاں ناچتے گاتے صبح کر دیتے۔ اس سارے رنگ کی جان لوشکا ھی ھوتی۔

لوشکا کے لئے دنیا ھمیشه ایک روشن ستاره رھی تھی — روشن اور ساده۔ اس کے ساده چہرے پر پریشانی اور فکر کی ھلکی سی لکیر بھی نہیں تھی۔ زندگی جیسے بھی آئے، وه اسے اپنی بانھوں میں سمیٹ لیتی تھی۔ اسکی دلنواز بھویں ھمیشه چڑھی رھتی تھیں، جیسے اسے کسی بات کا انتظار ھو، جیسے اس بات کی امید که کسی آن بھی اس پر مسرت و نشاط کی بارش ھونےوالی ھے۔ ماکار سے طلاق ھوتے ھی وه اس کو بھول گئی۔ تیموفئی داساسکوف نهجانے کہاں بہت دور کھویا ھوا تھا۔ لیکن لوشکا ان میں نه تھی جو اپنے کھوئے ھوئے عاشق کی یاد میں سرد آھیں بھرتی رھتی ھیں۔

اگافون دوبتسوف نے ایک بار اس سے بات کرنے کی، اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس کو منھه کی کھانی پڑی۔

''میں جم کے اپنا کام کرتی ھوں۔ پھر ھے کوئی جو مجھے ناچنے سے، مزے کرنے سے روک سکے؟ چچا اگافون خفا نه ھو۔ کوٹ سے جسم ڈھک کر چپکے سے سوجاؤ۔ اور اگر دل میں رشک کا دھواں اٹھتا ھو، تمہارا بھی جی للچاتا ھو تو پھر آؤ — تم بھی آؤ! ھم تو چیچک‌رو لوگوں کو بھی محفل میں شامل کر لیتے ھیں۔ کہتے ھیں چیچک‌رو عشق کرنے میں بڑے گرم ھوتے ھیں!،، لوشکا نے ھنس کر اس کا مذاق اڑایا۔

گاؤں پہنچتے ھی اگافون نے داویدوف سے مدد کی اپیل کی:

''کامریڈ دایدوف، تمہارے بھی کام کے ڈھنگ نیارے ھیں!،، اس نے غصے میں کہا۔ ''دادا شوکار کو کامریڈ لیوبیشکین کی ٹیم میں ڈال دیا اور لوشکا ناگولنووا کو میری ٹیم میں۔ آخر ان لوگوں کو ھماری گردن پر کیوں سوار کررھے ھو تم؟ ذرا ایک رات کو ادھر آؤ اور دیکھو کیا گل کھل رھے ھیں وھاں کیمپ میں۔ لوشکا نے ھمارے تمام لڑکوں کا دماغ خراب کر دیا ھے۔ سب سے آنکھیں لڑاتی ھے، ھر ایک کو رجھاتی ھے۔ اور وه اسکے لئے مرغوں کی طرح آپسمیں لڑتے ھیں۔ اف رات رات بھر کس طرح ناچتے اور ادھم مچاتے ھیں یه سب۔ زمین کانپ جاتی ھے ان کے پیروں تلے۔ سوچ سوچ کر دل دکھتا ھے که ان پیروں پر کیا بیت رھی ھوگی—ارے، کس کس طرح

وہ کھانا کھانے کے بعد بستر پر لیٹا تھا اور ''پراودا،، پڑھ رہا تھا۔ کسی نے بڑی آہستگی سے چوہے کی طرح کھرچ کر دروازہ کھولا، پھر ایک عورت کی دھیمی آواز نے کہا:

''اندر آسکتی ہوں؟،، ''آؤ۔،، داویدوف اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس نے جلدی سے جیکٹ پہنی۔

لوشکا اندر داخل ہوئی اور اس نے اپنے پیچھے دھیرے سے دروازہ بند کیا۔ کالی شال نے اس کے ھوازدہ سانولے چہرے کو زیادہ معمر بنا دیا تھا۔ اس کے گالوں پر بکھری ہوئی چھوٹی چھوٹی جھائیاں دھوپ کیوجہ سے اور نمایاں ہو گئی تھیں۔ لیکن شال کے سیاہ چھجے تلے اس کی آنکھیں ھنس رہی تھیں اور ان کی چنگاریوں میں زیادہ چمک پیدا ہو گئی تھی۔

''ذرا دیکھنے آ گئی...،،

''آؤ بیٹھو۔،،

داویدوف حیران بھی تھا خوش بھی۔ اس نے مہمان کے لئے ایک اسٹول کھینچا۔ اپنی جیکٹ کے بٹن لگائے۔ اور بستر پر بیٹھ گیا۔

وہ کسی مبہم‌سی امید میں خاموش اور گھبرایا ہوا سا تھا۔ کچھ بے‌تکاسا محسوس کررھا تھا۔ بہرحال لوشکا ہوا کے جھونکے کی طرح میز تک گئی، اس نے اسکرٹ کو بڑی چستی اور مہارت سے موڑا (تاکہ بیٹھنے سے اس پر شکن نہ پڑے) اور بیٹھ گئی۔

''پنچائتی فارم کے صدر صاحب زندگی کیسی کٹ‌رھی ھے؟،،

''بس چل رھی ھے زندگی۔،،

''اکیلاپن محسوس نہیں ہوتا؟،،

''وقت ھی کہاں تنہائی محسوس کرنے کا۔ اور کس کے خیال میں تنہائی محسوس کروں۔،،

''میرے۔،،

داویدوف جو اتنا لئے دئے رہتا تھا یکایک سرخ ہوگیا اور اس کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ لوشکا نے مصنوعی حیا سے کام لیتے ہوئے پلکیں جھکادیں لیکن دبائے نہ دبنےوالی مسکراھٹ اس کے ھونٹوں کے کونوں پر لرزتی رھی۔

''کیسی کیسی باتیں سوجھتی ھیں تمہیں؟،،

''تو تمہیں میری یاد نہیں آئی؟،،

بولی تھی: ''میرے لئے کوئی ایسا ویسا شوہر ڈھونڈ دو۔،، اور پھر اس نے خود داویدوف سے کہا تھا کہ وہ اسے اپنی بیوی بنا لے۔ اس دن کے بعد سے داویدوف کا رویہ اس کی طرف سے غیر شعوری طور پر بدل گیا تھا۔ پچھلے دنوں اکثر اس نے اپنے کو اس خرافات اور بےہودہ خیال میں کھویا ھوا پایا تھا۔ پہلے وہ اس کے ساتھ حقارت، ترس اور بےنیازی سے پیش آتا تھا۔ لیکن اب اس کے احساسات نے کچھ اور رخ اختیار کر لیا تھا۔ اور دوبتسوف کے اس طرح آنے اور نہایت لغو قسم کی شکائت کرنے سے اسے محض یوں ھی اپنا بخار نکالنے کا موقع مل گیا تھا۔

وہ لوشکا کی طرف کھنچا لیکن ایسے وقت جب بوائی کا کام پورے زورشور کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس جذبے کے پیدا ھونے کی وجہ غالباً یہی تھی جسکے بارے میں رازمیوتنوف مذاق سے کہتا تھا کہ داویدوف نے جاڑے کا موسم ''رھبانیت کی حالت میں،، بسر کیا ھے۔ پھر بہار نے بھی اس پاکباز کی خوابیدہ جسمانی خواھشات کو جگایا تھا جو پنچائتی فارم کے صدر کی حیثیت سے اپنی معاشی اور سیاسی مہم‌میں بہت ھی مصروف تھا۔

اکثر رات کے وقت اس کی آنکھ بےوجہ کھل جاتی۔ وہ سگریٹ جلاتا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پڑجاتیں اور کانوں میں بلبل کا نغمہ گونجنے لگتا۔ وہ زور سے کھڑکی کے پٹ بند کرتا، سوتی کمبل میں سر چھپاتا اور صبح تک آنکھیں کھولے اور اپنے گودنوں سے بھرے سینے کو تکئے سے دبائے پڑا رہتا۔

۱۹۳۰ء کی لہلہلاتی ھوئی تیز رو بہار باغوں اور سفیدے کے جھنڈوں میں اپنے ساتھ انگنت بلبلیں لے آئی تھی۔ ان کی تیز چہچہاھٹ سے رات کا خاموش خلا بھر جاتا۔ رات تو رات دن کے وقت بھی ان کی چہکار گونجتی رھتی۔ بہار کی راتیں بلبلوں کے عشق و نغمے کےلئے کافی نہیں تھیں۔ ''کتنی خبیث ھیں۔ رات دن عشق کا چرخا چالو رکھتی ھیں!،، داویدوف صبح ھوتے ھوتے زیر لب کہتا۔

لوشکا ناگولنووا بوائی تک کے لئے ٹیم کے ساتھ چلی گئی تھی۔ لیکن جیسے ھی بوائی ختم ھوئی اور ٹیم کھیتوں سے روانہ ھوئی، وہ داویدوف کے پاس پہنچی۔

کرنی پڑےگی کیونکہ اس بوتل سے طرح طرح کے افسانے بنیں گے اور افواہیں پھیلائی جائیں گی...،،

داویدوف کے چھکے چھوٹ گئے — یہ خیال روح فرسا تھا کہ لوشکا کے اس طرح آنے سے کیا کچھ ہوسکتا ہے، یکایک اسے احساس ہوا کہ لوشکا سے اس خطرناک باتچیت کا انجام کیا ہوسکتا ہے۔ بدنامی کا امکان اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا تھا۔ لیکن لوشکا وہاں بیٹھی رہی، اس حقیقت سے بےنیاز کہ داویدوف کس جہنم سے گزر رہا ہے۔ جذبات نے اس کی آواز کو بھاری بنا دیا۔ اس نے سختی سے دھرایا:

''تم کیا چاھتی ہو؟ اپنی بات کہو اور جاؤ۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ تم پر ضایع کروں۔ پکی بات!،،

''تمہیں یاد ہے اس وقت تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے ساکار سے پوچھا نہیں ہے۔ لیکن میں جانتی ہوں وہ اس کے خلاف ہوگا۔،،

داویدوف اچھلا اور اس نے بازو ہوا میں اچھال دئے۔

''میں مصروف ہوں! بعد میں دیکھا جائےگا! بعد میں!،،

اس کا بس چلتا تو لوشکا کے منہہ پر ھاتھ رکھ کر اس کے قہقہے کو دبا دیتا۔ لوشکا سمجھ گئی اور اس نے نہایت خشمگیں انداز میں تیوریاں چڑھائیں۔

''اوہ! اور تم اپنے آپ کو کہتے ہو... خیر کوئی بات نہیں۔ مجھے اپنا کوئی اخبار دو جس میں کوئی مزے کی بات ہو۔ میں اسی لئے آئی تھی۔ تمہیں پریشانی ہوئی۔ مجھے بہت افسوس ہے۔ واقعی!،،

وہ چلی گئی تو داویدوف نے اطمینان کا سانس لیا۔ لیکن اگلے ھی منٹ وہ میز کے پاس بیٹھا تھا۔ اس کی انگلیاں بالوں میں کنگھا کررھی تھیں، اور وہ سوچ رہا تھا: ''میں بھی کیسا پتنگا ہوں! بھلا ان باتوں میں کوئی کچھ کہے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کیا کوئی عورت مجھ سے ملنے بھی نہیں آسکتی؟ میں کیا ہوں، کوئی پادری یا سنت سادھو ہوں؟ اگر میں اسے پسند کرتا ہوں، تو اس کے ساتھ وقت بتا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ اس سے کام پر اثر نہ پڑے، باقی کسی چیز کی پروا بیکار ہے۔ اور اب وہ نہیں آئےگی۔ پکی بات! میں نے بہت ھی برا سلوک کیا۔ اس نے یہ بھی دیکھ لیا کہ میں ذرا ڈر گیا ہوں۔ لعنت ہو، میں نے سارا کھیل بگاڑ دیا!،،

''نہیں ذرا بھی نہیں - پکی بات! تمہیں کسی سلسلے میں مجھ سے بات کرنی ہے کیا؟''

''ہاں... اخباروں میں کیا خبریں ہیں؟ عالمی انقلاب کے بارے میں کیا لکھا ہے؟'' لوشکا کہنیوں کے سہارے آگے کو جھک گئی اور اس کے چہرے پر سنجیدگی پیدا ہوگئی — موضوع سے بالکل ہم آہنگ - اس کے ہونٹوں سے شریر مسکراہٹ غائب ہوگئی جیسے اس مسکراہٹ کا کبھی کوئی وجود تھا ہی نہیں -

''طرح طرح کی باتیں ہوتی ہیں - بتاؤ تم مجھ سے کس سلسلے میں ملنا چاہتی تھیں؟'' داویدوف نے اپنا بھرم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا -

گھر کی مالکن شاید ان کی گفتگو سن رہی تھی - داویدوف اپنے کو جلتے کوئلوں پر محسوس کر رہا تھا - وہ ایک ناممکن، ناقابل تصور صورت حال میں پھنس گیا تھا - کل گھر کی مالکن پورے گریمیاچی‌لوگ میں یہ قصہ پھیلا دےگی کہ ناگل کی سابق بیوی اس کے کرایہ‌دار کے یہاں رات کو آتی ہے اور داویدوف کے نام پر کالک پت جائےگی - گاؤں کی عورتوں کو تو مسالہ ہاتھ آ جائےگا - وہ گلیوں اور نکڑوں پر، کنوؤں کے پاس یہی بات کریں گی - پنچائی کسان ملیں‌گے تو اس انداز سے چہکیں‌گے جیسے سب کچھ جانتے ہوں - رازمیوتنوف اپنے ایک رفیق کے بارے میں کدورت آمیز باتیں کہےگا — اس کے خیال میں یہ کامریڈ لوشکا کے جال میں پھنس چکا ہے - پھر یہ بات ضلع تک پہنچےگی، ضلع زرعی یونین تک - اور کھٹ سے تفتیش شروع ہوجائےگی اور وہ کہیں‌گے: ''جب ہی تو دسویں تک بوائی پوری ہو سکی - جب رات رات بھر عورتیں آئیں‌گی تو یہی ہوگا - عشق و عاشقی زیادہ اور کام کم!'' یہی وجہ تھی کہ جب علاقائی کمیٹی کے سکریٹری نے پچیس ہزاریوں کو ضلعوں میں بھیجا تو کہاتھا: ''مزدور طبقے کے اختیار و وقار — انقلاب کے اگوا دستے کے اختیار و وقار کو دیہاتوں میں اعلی‌ترین سطح پر برقرار رکھنا ہوگا - ساتھیو، تمہیں انتہائی احتیاط سے کام لینا ہوگا - میری مراد صرف بڑی بڑی چیزوں سے نہیں ہے - روزمرہ کی زندگی میں بھی تمہیں بہت چوکس رہنا پڑےگا - گاؤں میں ایک کوپک میں پینے کو بوتل مل جائےگی لیکن اس کی قیمت تمہیں ایک سو سیاسی روبل میں ادا

''لیکن ہمیں ٹنوں روپیہ درکار ہے۔ ہمیں چند ایسے گایوں کی بچھیاں خریدنی ہوں گی جو بہت زیادہ دودھ دیتی تھیں۔ ہمارے پاس ایک اصل نسل کا شاندار سانڈ ہونا چاہئے۔ اور یہ سب جلد سے جلد ہونا چاہئے۔ اگر ڈیری فارم کا انتظام اچھی طرح ہوگیا تو اس سے بہت منافع ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے پنچائتیفارم کا بجٹ بہت مضبوط اور پائدار ہو جائےگا۔ اس وقت ان کے پاس کیا ہے؟ لے دے کے ایک مکھن نکالنے والی مشین ہے جو کسی کام کی نہیں اور موسم بہار میں جتنا دودھ ہوتا ہے اس سے بنٹنا اس کے بس کا نہیں۔ بس۔ دودھ متھنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اور وہ اب بھی دودھ اس طرح نکالتے ہیں، جس طرح باوا آدم کے وقت میں کرتے تھے۔ اس سے کیا حاصل ہوگا؟ تم کہتی ہو ان کا دودھ کھٹا ہو جاتا ہے۔ لیکن کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ دودھ میلے برتنوں میں ڈالتے ہوں گے۔''

''کڑھائیاں ٹھیک طرح سے گرم نہیں کی جاتی ہیں اس لئے چکنائی نہیں نکلتی اور دودھ کھٹا ہوجاتا ہے۔''

''ہاں، میں یہی کہہ رہا ہوں۔ یہ لوگ برتنوں کی دیکھ بھال ٹھیک سے نہیں کرتے۔ تم یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لو اور سب کچھ ٹھیک ٹھاک کردو۔ جو بھی ضروری ہو کرو انتظامیہ تمہارا ساتھ دےگا۔ ورنہ کیا ہوگا؟ دودھ مستقل برباد ہوتا رہےگا۔ اگر ان پر نظر نہ رکھی گئی، دودھ دوہنے کا کام اسی طرح ہوتا رہا جس طرح کل میں نے ایک گوالن کو دیکھا تھا۔ وہ گائے کی کمر کے نیچے بیٹھ گئی، تھن کو دھویا بھی نہیں۔ اپنے ہاتھ تک نہیں دھوئے۔ مجھے اب تک اس کام پر غور کرنے کا وقت نہیں ملا ہے۔ لیکن میں یہ کام کروں گا! پوڈر غازے میں اتنا زیادہ وقت برباد کرنے کے بجائے تم یہ کام اپنے ہاتھ میں کیوں نہیں لے لیتیں، ایں؟ ہم تم کو مینجر بنا دیں گے۔ تمہیں باہر بھیج دیا جائےگا۔ ٹریننگ پوری کرکے آؤگی تو تمہیں سائنسی ڈھنگ سے کام کرنے کا فن آجائےگا اور تم ایک پڑھی لکھی عورت بن جاؤگی۔''

''اوہ، ان کو میرے بغیر کام چلانے دو۔'' لوشکا نے ٹھنڈی سانس لی۔ ''وہاں میرے علاوہ بہت سی ہیں جو ہر کام ٹھیک ٹھاک کر لیں گی۔ میں مینجر بننا نہیں چاہتی۔ اور میں پڑھنے پڑھانے جانا نہیں

لیکن اس کا ڈر بےبنیاد تھا ۔ لوشکا ان لوگوں میں سے نہیں تھی جو آسانی سے اپنے منصوبوں کو تج دیتے ہیں ۔ اور اس کا منصوبہ تھا داویدوف کو فتح کرنا ۔ آخر، زندگی بھر خود کو کسی گریمیاچی کے چھوکرے سے باندھ کر تو رکھنا نہیں چاہتی تھی ۔ اور بھلا کیوں؟ بڑھاپے میں چولھے کے پاس جلتی بھنتی رہنے کےلئے، اپنا حسن بیلوں اور کاشتکاری میں گوانے کے لئے؟ اور پھر داویدوف چوڑے چکلے شانوں‌والا، اچھا، نیک طبیعت آدمی تھا ۔ ما کار سے بالکل مختلف، جس پر اپنے کام کی دھن میں اور عالمی انقلاب کے انتظار میں زنگ سا لگ گیا تھا ۔ وہ تیموفئی کی طرح بھی نہیں تھا ۔ داویدوف میں ایک چھوٹی‌سی خرابی تھی — اس کا ٹوٹا دانت ۔ اور وہ بھی بالکل سامنے، پہلی نظر میں دروازے کی طرح دکھائی دیتا تھا ۔ لیکن لوشکا نے اپنے منظور نظر میں اس عیب کو قبول کرلیا تھا ۔ اس نے مختصر مگر بھرپور تجربے سے سیکھا تھا کہ مرد کی قدروقیمت اس کے دانتوں سے نہیں ہوتی ۔

اگلے دن شام کو وہ پھر آئی ۔ اس بار وہ اپنے بہترین لباس میں تھی اور انداز بھی ذرا زیادہ اکسانے والا تھا ۔ آنے کا بہانہ وہی اخبار تھا ۔

"تمہارا اخبار واپس لائی ہوں ۔ کچھ اور اخبار دے سکتے ہو؟ تمہارے پاس تو کتابیں بھی ہوں‌گی؟ میں کوئی بڑھیا چیز پڑھنا چاہتی ہوں ۔ کچھ محبت کے بارے میں ۔"

"تم اخبار لے جا سکتی ہو ۔ لیکن میرے پاس کتابیں نہیں ہیں ۔ یہ کوئی لائبریری نہیں ہے ۔"

لوشکا دعوت کا انتظار کئے بغیر بیٹھ گئی اور نہایت سنجیدگی سے تیسری ٹیم میں بوائی کے بارے میں بات کرنےلگی ۔ اس نے ڈیری فارم کی کوتاهیوں کا ذکر چھیڑدیا ۔ یہ فارم گریمیاچی لوگ میں ابھی ابھی قائم ہوا تھا ۔ نہایت سادگی اور پرکاری کے ساتھ اس نے داویدوف کو داؤ پر لانے کا کام شروع کردیا ۔ وہ ان باتوں کا جال سا بن رہی تھی جن میں داویدوف دلچسپی لےسکتا تھا ۔

داویدوف پہلے اسکی باتیں ذرا شبہے سے سنتا رہا لیکن بعد کو وہ باتوں کے ریلے میں ایسا بہا کہ ڈیری فارم کے بارے میں اپنے منصوبوں پر باتیں کرنے لگا ۔ باتوں باتوں میں یہ بھی بتا گیا کہ دودھ سے تیار ہونے والی چیزیں بنانے کے تازہ‌ترین طریقے کیا ہیں جو اب دوسرے ملکوں میں استعمال ہو رہے ہیں ۔ اور آخر میں قدرے مایوسی سے بولا :

وہ اس کی طرف بڑھے۔ لوشکا نے اپنا اسکرٹ سمیٹا اور عملی بات سمجھائی:

''تم اپنا کوٹ پھیلا دو زمین پر۔ میں اپنا اسکرٹ خراب کرنا نہیں چاہتی۔ یہ میرا سب سے اچھا اسکرٹ ہے۔،،

اور جب دونوں کوٹ پر ایک ساتھ بیٹھے تو اس نے اپنا چہرہ، جو یکایک بہت سنجیدہ ہوگیا تھا اور جس میں ایک عجیب حسن پیدا ہو گیا تھا، داویدوف کے منہہ کے قریب کر دیا جس پر ایک شریر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ وہ بولی:

''گیہوں اور پنچائتی‌فارم کی باتیں بہت ہو گئیں! یہ وقت اس کے بارے میں بات کرنے کا نہیں ہے۔ نئے سفیدے کی شاخوں پر پھوٹتی ہوئی کونپلوں کی مہک نہیں محسوس ہوتی تمہیں؟،،

اور اس طرح داویدوف نے لوشکا کی کشش اور اپنا اثر و وقار کھونے کے خوف کے درمیان بھٹکنے کا سلسلہ ختم کردیا۔

... بلبلیں لہک لہک کر گا رہی تھیں۔ داویدوف اٹھا اور اس کے پیروں تلے خشک مٹی سرسرا کر گڈھے میں گری۔ بلبلوں کا نغمہ سنتے سنتے داویدوف نے قدرے جھنجھلا کر سوچا: ''کیسی چڑیل ہے یہ چڑیا! یہ کم‌بخت دنیا کے سب سے ہوش و حواس‌والے انسان کو بھی پاگل بنا کر اس گڈھے میں گرا سکتی ہے۔ پکی بات!،،

لوشکا اب تک چت لیٹی تھی۔ اس کے بازو پھیلے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں خمار کے بوجھ سے بند ہوئی جا رہی تھیں۔ ایک منٹ تک دونوں نے ایک دوسرے سے کچھ نہیں کہا۔ پھر وہ غیرمتوقع تیزی سے اٹھی، بازوؤں کو گھٹنوں کے گرد باندھا اور خاموش قہقہے سے اس کا پورا جسم لرزنے لگا۔ وہ یوں ہنس رہی تھی جیسے کوئی اسے گدگدا رہا ہو۔

''کیا بات ہے؟،، داویدوف نے براسان کر حیرت سے پوچھا۔

لیکن اچانک لوشکا نے ہنسنا بند کردیا۔ اس نے ٹانگیں پھیلا دیں اور رانوں اور پیٹ کو ہتھیلیوں سے سہلانے لگی اور اس نے قدرے پھنسی پھنسی سی اور مسرت بھری آواز میں کہا:

''اوہ میں کتنا ہلکاپن محسوس کررہی ہوں!،،

''پر لگا لو، پھر دیکھو کس طرح اڑتی ہو ہوا میں؟،، داویدوف نے بپھرتے ہوئے کہا۔

چاھتی ۔ اتنا زیادہ جھگڑا میں نہیں پالنے کی۔ میں تو آسان کام پسند کرتی ہوں ۔ آسان کام اور زندگی میں آزادی ۔ جہاں تک کام کا سوال ہے تو اس سے بیوقوف ہی محبت کرتے ہیں ۔،،

''تم پھر بکواس کرنے لگیں ۔،، داویدوف نے چڑکر کہا، لیکن اس نے بحث کرنے کی کوشش نہیں کی۔

لوشکا نے کہا کہ اسے گھر جانا چاھئے ۔ داویدوف اسے رخصت کرنے کو نکلا ۔ دونوں پہلو بہ پہلو تاریک سڑک پر چل رہے تھے ۔ دیر تک خاموش چلتے رہے ۔ اس کے بعد لوشکا نے، جسے بہت کم وقت میں داویدوف کی تمام فکروں کا علم ہو گیا تھا، پوچھا :

''پچھلے دنوں کوبانکا کی فصل دیکھنے گئے تھے تم؟،،

''ہاں ۔،،

''کیسی ہے؟،،

''بری! اس ہفتے بارش نہیں ہوئی تو مجھے اندیشہ ہے کہ کونپلیں نہیں پھوٹیں گی۔ اور تم جانتی ہو اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ فصل مرجائے گی! وہ سٹھیائے ہوئے بڈھے جو مجھ سے دعا کی اجازت مانگنے آئے تھے، خوب باتیں بنائیں گے ۔ پکی بات! وہ کہیں گے : 'دیکھا! تم نے ہمیں دعا کی اجازت نہیں دی ۔ سو دیکھ لو خدا نے بارش نہیں بھیجی!'، حالانکہ اس کا خدا سے کوئی سروکار نہیں ۔ موسم صاف ہے تو خدا کیا کرے ۔ اور اس طرح اُن کا احمقانہ عقیدہ اور مضبوط ہوگا ۔ بڑی تباہی ہوگی! قصور ہمارا بھی ہے ۔ ہمیں چاھئے تھا کہ جب تک گیہوں کی بوائی ہو رہی ہے، اس وقت تک ترکاریوں وغیرہ کی فصل کو انتظار کرنے دیں ۔ بس چوک ہوگئی ۔ اس ''سیلیونوپس،، کے سلسلے میں بھی ہم سے یہی غلطی ہوئی ۔ میں نے سائنسی اعدادوشمار کی مدد سے اس کندۂ ناتراش لیوبیشکین کو یہ ثابت کرکے دکھا دیا کہ وہ گیہوں ہمارے حالات کے لئے بہترین تھا ۔،، داویدوف پھر جوش میں آگیا ۔ اب وہ اسی طرح گھنٹوں جوش وخروش سے باتیں کرسکتا تھا لیکن لوشکا کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا اور اس نے بات کاٹ دی :

''اوہ، ہر وقت گیہوں گیہوں مت کیا کرو ! آؤ کہیں تھوڑی دیر کو بیٹھ جائیں ۔،، اور اس نے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا جو چاندنی میں زردی مایل نیلا نظر آرہا تھا ۔

اس نے نمی سے پھولی ہوئی کھیتوں کی مٹی کو سراہا اور آنکھوں آنکھوں میں اس فصل کو چوما جس سے تازگی پھوٹ رہی تھی، جس کی بالیوں کو بارش نے جھکا دیا تھا۔ اس نے نہایت مایوسی اور افسوس کے ساتھ سوچا: ''سو دیکھ لو، دندان شکستہ شیطان کو آخر بارش مل ہی گئی۔ آخرکار کوبانکا کی فصل ہوگی۔ لگتا ہے خدا بھی اس مردود سرکار کے ساتھ ہے۔ ایک ہمارا زمانہ تھا جب ہر سال فصل مرجاتی تھی اور اب دیکھ لو ۱۹۲۱ء سے ہر سال لہلہا کے فصل آرہی ہے۔ اگر قدرت بھی سوویت سرکار کے ساتھ ہے تو پھر ہمیں نہ جانے کب تک اس حکومت کی تباہی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اگر ان اتحادیوں نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو ہم کمیونسٹوں کو ہرگز نکال نہیں سکیں گے۔ یہ ہمارے بس کا روگ نہیں! کوئی بھی پولوفتسیف ان کا سامنا نہیں کر سکیں گے چاہے ان کا دماغ کتنا ہی تیز کیوں نہ ہو۔ تنکا بھلا طوفان کے سامنے کیا ٹکرے گا۔ طاقت کے آگے کس کی چلتی ہے؟ اور آج کل ہر قسم کے زہریلے اور بےدماغ لوگ ہر طرف بکھرے پڑے ہیں۔ ایک دوسرے کی ٹوہ لیں گے اور حکام کے کان بھریں گے۔ یہ پلے بس اپنی جان کی فکر میں رہتے ہیں رات دن! برا وقت ہے! اور نہ جانے ایک دو سال میں کون سی چال چلی جائے ہمارے خلاف — کون جانے! لیکن لگتا ہے میں قسمت کا دھنی ہوں۔ ورنہ پولوفتسیف کے ساتھ یہ معاملہ اتنی اچھی طرح ختم نہ ہوتا۔ بڈھا سانڈ اب تک بوچڑخانے پہنچ چکا ہوگا۔ خیر، خدا کا شکر ہے! آخر میں انجام ٹھیک رہا۔ آگے آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے! ابھی تو سوویت اقتدار سے پنڈ چھڑانا ممکن نظر نہیں آتا۔ لیکن شاید اگلی بار ہماری قسمت کا ستارہ جگمگائے!

شبنم کے موتیوں کے ہار دھوپ میں نہائی ہوئی گھاس پر تھرتھرا رہے تھے، پچھوا ہوا میں جھوم رہے تھے۔ شبنم کی بوندیں ٹپک رہی تھیں، ان کی چمک آنکھوں میں کوند جاتی۔ شبنم کے موتی بارش کی خوشبو میں بسی ہوئی زمین پر بکھر جاتے جس کے لئے ان کے دل مچل رہے تھے۔

بارش کا پانی کہیں کہیں زمین میں جذب نہیں ہوا تھا اور راستے کی دراڑوں میں بھرا تھا۔ لیکن گریمیاچی لوگ کے اوپر چھائی ہوئی صبح کی گلابی دھند سفیدے کے پیڑوں سے اوپر اٹھ چکی تھی۔ اور نیا نیا چاند، جو صبح کے جال میں پھنس کر رہ گیا تھا، آسمان کی بوجھل

''نہیں، یہ تم ناحق ... ناحق خفا نہ ہو۔ میرا پیٹ ہلکا ہو گیا، خالی اور ہلکا۔ اس لئے میں ہنس پڑی۔ مجھ سے آخر تم کیا چاہتے ہو۔ میں کیا کروں۔ بیوقوف! روؤں! بیٹھو۔ تم اچھل کر کھڑے کیوں ہو گئے؟''

داویدوف اپنی مرضی کے خلاف اس کا حکم بجا لایا۔ ''اب میں اس کے ساتھ کیا کروں؟ مجھے رجسٹر کرانا پڑے گا۔ ورنہ ما کار کے ساتھ میرا سلسلہ بڑا بے تکا ہوجائے گا۔ اور ویسے بھی... جیسے پہلے میری مصیبتیں کم تھیں! اس نے کنکھیوں سے لوشکا کے چہرے کو دیکھا جو اب چاندنی میں سبزی مایل نظر آرہا تھا۔

وہ زمین پر ہاتھ ٹکائے بنا، بڑی چستی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور آنکھیں میچ کر مسکراتے ہوئے اس نے پوچھا:

''خوبصورت ہوں میں؟ نا؟''

'اوں ... کیسے بتاؤں تمھیں'' داویدوف نے کچھ گول مول سا جواب دیا اور اپنے بازوؤں میں لوشکا کے تنگ شانے لے لئے۔

چالیسواں باب

جس دن گریمیاچی لوگ میں موسلا دھار بارش ہوئی اس سے اگلے دن استروونوف یا کوف لوکیچ گھوڑے پر سوار ہو کر کراسنایا جنگل کی طرف روانہ ہوگیا۔ اسے خود اپنے ہاتھ سے ان درختوں پر نشان لگانا تھا جن کو کاٹ کر گرانا تھا کیوں کہ اس سے اگلی صبح پوری تیسری ٹیم کو جنگل پہنچ کر بندھ کے لئے لکڑی کاٹنا تھا۔

یا کوف لوکیچ صبح ہی صبح روانہ ہوگیا۔ اس کا گھوڑا آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ گھوڑے کی دم، جو بڑے قاعدے سے بندھی ہوئی تھی، پھڑک رہی تھی۔ اس کے اگلے کھر دلدلی، پھسلواں کیچڑ میں چپک رہے تھے۔ لیکن یا کوف لوکیچ نے ایک بار بھی چابک نہیں اٹھایا۔ اسے جلدی نہ تھی۔ لگام کو زین کی موٹھ پر چھوڑ دیا۔ سگریٹ کا کش لیا اور استیپ پر نظر دوڑائی جو گریمیاچی لوگ کے چاروں طرف پھیلتا چلا گیا تھا۔ جہاں ہر نالہ، ہر گھاٹی، گلہری کا ہر کھو کھل بچپن سے اس کا جانا پہچانا تھا، اس کے دل کی ٹھنڈک تھا۔

یاکوف لوکیچ کے دماغ میں یہ خیالات چکر لگا رہے تھے اور اس کے دل میں یکایک ہوک سی اٹھی۔ اس کا دل تڑپا اور دہشت کے تھپیڑے نے اسے جھنجھوڑ دیا۔ ایک عجیب سے وسوسے نے اسے آن گھیرا۔ ''ممکن ہے میں تمہاری جان بخش دوں۔ ممکن ہے میں تمہیں کٹنے اور گرنے نہ دوں۔ ہرچیز پنچائتی فارم کا ایند ھن بننے کے لئے نہیں ہے۔،، اور اس نے مسرت انگیز طمانیت کے ساتھ طے کیا: ''جیو، جیو! اسی طرح حسن بکھیرتے رہو۔ آخر زندہ کیوں نہ رہو تم! تم کوئی ٹیکس تو ادا کرتے نہیں۔ تمہیں پنچائتی فارم میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں۔ خدا نے چاہا تو ابھی اور جیوگے!،،

وہ جلدی سے اٹھا اور گیلی مٹی کی تہہ اس چھلے ہوئے حصے پر جمادی۔ اور مطمئن اور مگن سا گڈھے سے باہر آگیا۔

نرم دل یاکوف لوکیچ نے سب ملاکر سرسٹھ درختوں پر نشان لگائے، گھوڑے پر سوار ہوا اور جنگل کے کنارے کنارے چل پڑا۔

''یاکوف لوکیچ ذرا ایک منٹ کو رکنا!،، کھلے ہوئے حصے کے دامن سے ایک آواز نے اس کو پکارا۔

ایک شخص بھیڑ کی کالی کھال کی ٹوپی اور بے بٹن کی جیکٹ پہنے جو فوجی وردی سے تیار کیا گیا تھا جھاڑیوں کے پیچھے سے ابھرا۔ اس کا چہرہ سنولایا ہوا اور موسم کی چیرہ دستیوں کا غماز تھا۔ رخساروں کی ہڈیوں پر کھال تنی ہوئی تھی، آنکھیں خول میں دھنسی ہوئی تھیں اور پپڑیوں بھرے سفید ہونٹوں کے اوپر ہلکی مونچھوں سے سیاہ چمک چھن رہی تھی، جیسے یہ مونچھیں کوئلے سے بنائی تھیں۔

''مجھے پہچانا نہیں؟،،

اس شخص نے ٹوپی ہٹائی اور مشتبہ نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے حصے میں نمودار ہوا۔ تب ہی یاکوف لوکیچ نے پہچانا کہ یہ اجنبی پھٹا تیموفئی ہے۔

''تم کہاں سے آئے؟،، اس نے پوچھا۔ وہ اس ملاقات پر حیرت زدہ تھا۔ ملاقات پر ھی نہیں بلکہ تیموفئی کے پورے حلیے پر بھی۔ جو اتنا بدل گیا تھا کہ اس کو پہچاننا مشکل تھا۔

''جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا! جلاوطنی سے۔ کوتلاس سے۔،،

''مطلب یہ کہ تم بھاگ کر آئے ہو؟،،

نیلاهٹ میں بجھ رہا تھا۔ جیسے موسلادھار بارش نے اس کو بھی دھو دیا ہو۔

چاند بہت صاف ابھرا ابھرا سا لٹکا نظر آرہا تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ خوب بارش ہوگی۔ اور جب یاکوف لوکیچ نے اس پر نظر ڈالی تو اس نے فصلہ کن انداز میں طے کرلیا کہ فصل زوردار ہوگی۔

وہ دوپہر تک جنگل پہنچا۔ گھوڑے کی ٹانگیں باندھنے کے بعد اس کو گھاس چرنے کے لئے چھوڑدیا۔ اپنی کمر کی پٹی سے بڑھئی والی چھوٹی سی کلہاڑی نکالی اور شاہ بلوط کی طرف چل پڑا۔ یہ جنگل کا وہ حصہ تھا جو جنگل کے نگہبان نے گریمیاچی لوگ کو دیا تھا۔

ایک گڈھے کے کنارے پر اس نے شاہ بلوط کے چھ درختوں پر نشان لگائے۔ اور اس کے بعد اگلے جھنڈ کی طرف بڑھ گیا۔ گلنار کے پرانے پستہ قد درختوں کے بیچ ایک عظیم الشان اور قدآور شاہ بلوط، ستون کی طرح سر بلند، سجل اور سڈول کھڑا تھا۔ اس کی پھننگ میں کوے کا گھونسلہ تھا جو گھنے چمکیلے اور چکنے سبزی مائل پتوں کے درمیان لٹک رہا تھا۔ اس کے تنے کی موٹائی سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ شاہ بلوط کا پیڑ خود یاکوف لوکیچ کا ہم‌عمر ہوگا۔ اس نے اپنی ہتھیلیوں پر تھوکتے ہوئے اوپر کی طرف دیکھا اور اس کا دل اس فنابدوش درخت کے خیال سے بھر آیا۔

اس نے بلوط کے تنے پر دانتا کاٹا اور بیگنی پنسل سے اس پر ''گ — ک،، لکھ دیا۔ اس نے پیڑ کی بھیگی ہوئی، خون اگلتی چھپٹیاں ایک طرف ہٹائیں اور بیٹھ کر تمباکو کے کش لگانے لگا۔ ''تم کتنے عرصے زندہ رہے میرے بھائی! کسی نے تم پر حکم نہیں چلایا۔ اور اب اجل تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے۔ کسان تمہیں کاٹ کر گرائیں گے، تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، کلہاڑیوں کی چوٹ سے تمہارا حسن بکھر جائے گا، تمہاری تمام شاخیں اور ٹہنیاں مٹ جائیں گی۔ پھر وہ تمہیں بند پر لےجائیں گے اور کھمبا بنا کر گاڑ دیں گے۔،، یاکوف لوکیچ نے اوپر دیکھا، درخت کے خیمہ نما تاج کو۔ ''اور تم پنچائتی فارم کے تالاب میں پڑے سڑتے رہوگے۔ یہاں تک کہ نرم پڑجاؤ گے۔ تب موسم بہار کا سیلاب آئے گا اور تمہیں بہا لے جائے گا، نالے کے دھانے پر اور بس تمہارا قصہ پاک!،،

"لوشکا کہاں ہے؟"، تیموفئی نے جلدی سے پوچھا۔
"اپنی خالہ کے ساتھ رہتی ہے۔ اب وہ اپنی مالک آپ ہے۔"
"چچا یاکوف دیکھو، میری خاطر ایک کام کر دو۔ تم گاؤں پہنچتے ہی اس سے کہو کہ میرے لئے کچھ کھانے کو لے آئے۔ میں بہت بھوکا ہوں۔ خود تو جا نہیں سکتا۔ مجھے دن کے وقت چھپ کر رہنا ہے۔ میں بھی تھکا ہوا ہوں۔ تم خود ہی جانتے ہو رات کے وقت ایک سو ستر ورست کا سفر طے کرنے کے معنی کیا ہوتے ہیں۔ وہ بھی ایک انجانی سرزمین پر۔ آنکھ بند کرکے آدمی چلتا رہتا ہے۔ لوشکا سے کہنا میرے لئے کچھ کھانے کو لے آئے اور بس۔ لیکن جیسے ہی میری طاقت واپس آئےگی میں خود گاؤں پہنچ جاؤں گا۔ گھر کی یاد مجھے کتنا ستاتی رہی ہے کچھ نہ پوچھو۔"، یہ کہہ کر وہ مجرمانہ انداز سے مسکرایا۔
"آخر مستقبل کے بارے میں کیا سوچا ہے، کس طرح زندگی گزاروگے؟"، یاکوف لوکیچ نے پوچھا۔ اس ملاقات نے اس کو ناخوشگوار حد تک حیرت‌زدہ کر دیا تھا۔
تیموفئی کا چہرہ سخت ہوگیا اور اس نے کہا:
"تم نہیں جانتے؟ میں تنہا بھیڑیا ہوں۔ ابھی کچھ دیر آرام کروں گا۔ پھر رات کو گاؤں آؤں گا۔ اپنی رائفل زمین سے کھود کر نکالوں گا۔ غلہ گاھنےوالی چوکی میں دفن ہے۔ پھر کام شروع کر دوں گا! ایک بار مجھے مجرم بنا دیا گیاتو بس میں مجرم ہی رہونگا۔ کسی کو میں تحفہ دوں گا۔ اور یہ اس کے لئے واقعی دھماکا ہوگا۔ میں خزاں تک جنگلوں میں ٹھہروں گا۔ جب پالا پڑےگا تو کوبان یا کہیں اور چلا جاؤں گا۔ یہ دنیا بہت بڑی ہے۔ میری طرح کے کئی سو آدمی منڈلاتے پھر رہے ہیں۔"
"وہ لوشکا، ماکار کی بیوی لگتا ہے، پنچائتی فارم کے صدر سے پینگیں بڑھا رہی ہے"، یاکوف لوکیچ نے کچھ جھجھکتے ہوئے کہا۔ اس نے کئی بار لوشکا کو دایدویدوف کے گھر کی طرف جاتے دیکھا تھا۔
تیموفئی جھاڑی کے نیچے لیٹ گیا۔ اسکے پیٹ میں ناقابل برداشت درد اٹھا تھا پھر بھی اس نے اٹک اٹک کر کہا:
"پہلے داویدوف، سور... تم اس کے لئے چاہو تو ابھی سے فاتحہ پڑھ لو۔ لیکن لوشکا میری وفادار ہے۔ لوگ پرانی محبت کو فراموش

''ھاں میں مفرور ھوں۔ چچا یاکوف تمھارے پاس کچھ نہیں؟ کھانے کو روٹی ووٹی؟''

''ھے۔''

''مجھے دو، یسوع مسیح کے نام پر دو مجھے۔ میں چار دن سے جنگلی سیبوں پر زندگی گزار رھا ھوں...'' اور وہ تڑپ کر تھوک گھونٹنے لگا۔

یاکوف لوکیچ نے جیکٹ سے روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا۔ اسے دیکھ کر اس کے ھونٹ لرزنے اور آنکھیں بھیڑئے کی آنکھوں کی طرح چمکنے لگیں۔

تیموفئی روٹی پر ٹوٹ پڑا۔ بھوک کا یہ جنون دیکھ کر یاکوف لوکیچ دم بخود رہ گیا۔ اس نے باسی روٹی کی بالائی پرت دانتوں سے نوچ لی، نرم حصے کو ناخن سے نوچا اور نگلنے لگا۔ اس میں نوالے کو چبانے کی بھی تاب نہ تھی۔ اس کے گلے کے کنٹھے کے لئے حرکت کرنا مشکل ھو رھا تھا۔ اس نے اپنی نشیلی آنکھیں صرف اس وقت اوپر اٹھا کر، یاکوف لوکیچ کی طرف دیکھا جب روٹی کا آخری ٹکڑا بھی گلے سے اتر چکا۔ اس کی آنکھوں کی پہلےوالی آتشیں چمک کھو چکی تھی۔

''تم بھوکے ھو لڑکے''، یاکوف لوکیچ نے ھمدردی کے ساتھ کہا۔

''میں نے کہا نا کہ میں صاف جنگلی سیب اور گوندینوں پر گزر کرتا رھا ھوں پچھلے چار دن سے۔ میں فاقے کر رھا ھوں۔''

''اچھا، تم یہاں پہنچے کیسے؟''

''اسٹیشن سے پیدل۔ راتوں رات''، تیموفئی نے تھکی ھوئی آواز میں کہا۔

اس کا رنگ زرد نظر آرھاتھا۔ ایسا معلوم ھوتا تھا کہ اس نے اپنی بچی کھچی طاقت کھانے پر صرف کر دی تھی۔ اسے بے تحاشا ھچکیاں آ رھی تھیں۔ اس کا چہرہ مارے درد کے مسخ ھوا جا رھاتھا۔

''تمھارے باپ زندہ ھیں؟ گھر کے لوگ وھاں کس طرح زندگی گزار رھے ھیں؟''، یاکوف لوکیچ نے پوچھا لیکن گھوڑے سے اترا نہیں۔ وہ کبھی کبھی ادھر ادھر اندیشے بھری نظر سے دیکھ لیتا تھا۔

''باپ تو پیٹ کی سوجن سے مرگئے۔ ماں اور بہن وھاں ھیں۔ لوشکا ناگولنووا گاؤں میں کس طرح گزر بسر کر رھی ھے؟''

''لڑکے، اس نے اپنے شوھر سے طلاق لےلی ھے۔''

تعریف بہت زیادہ اونچی اور ہوائی معلوم ہو تو عرض ہے۔ ایک جواری جس کی جیب میں ایک روبل بھی نہیں!،،

جب اس نے جواب میں پولوفتسیف کی خرخرائی ہوئی بھاری آواز سنی تو یاکوف لوکیچ کا خون جم گیا۔ وہ چکراتا ہوا دیوار سے لگ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ سے سر تھام لیا۔

پرانا قصہ پھر شروع ہورہاتھا۔

نہیں کرتے۔ یہ اس کھانے کی طرح نہیں ہے جو کوئی تمہیں عطا کرتا ہے۔ میں پھر اس کے دل میں گھر کر لوں گا۔ مجھے یقین ہے وہ اس محبت پر کائی نہیں جمنے دے گی۔ چچا تم نے روٹی کھلا کر میرے چتھڑے اڑا دئے ہیں۔ میری تو جان نکلی جا رہی ہے... لوشکا سے کہنا خوب ڈھیر سی روٹی لائے۔ روٹی اور سور کا گوشت۔،،

یا کوف لوکیچ نے تیموفئی کو خبردار کیا کہ اگلے دن درختوں کے کاٹنے اور گرانے کا کام شروع ہوگا۔ پھر وہ کھلے حصے سے نکلا اور دوسری ٹیم کی زمین کی طرف چل دیا جس پر کوبانکا کے بیج بوئے گئے تھے۔ پوری زمین جو کل تک کوئلے کی طرح سیاہ نظر آتی تھی۔ اب ہری کونپلوں سے ڈھکی تھی۔ اناج کی فصل نے آخر زمین کا سینہ چیر دیا تھا۔

یا کوف لوکیچ رات تک گاؤں نہیں پہنچا۔ وہ پنچائتی فارم کے اصطبل سے گھر پیدل گیا۔ وہ اب تک تیموفئی سے اپنی ملاقات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ پورے دن اس کے دماغ پر ایک بوجھ سا رہا۔ اور گھر پر اس سے کہیں زیادہ بڑی، حد سے زیادہ بڑی مصیبت اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ابھی اس نے گھر میں قدم ہی رکھا تھا کہ اس کی بہو باورچی خانے سے چپکے سے نکلی اور سرگوشی میں اسے خبردار کیا:

''ابا، ہمارے گھر میں مہمان آئے ہوئے ہیں۔،،

''کون؟،،

''پولوفتسیف اور وہ... ایک آنکھ والا۔ اندھیرا ہوتے ہی آگئے تھے۔ میں اور ماں — دونوں گائے دوھ رہے تھے۔ دونوں بیٹھک میں بیٹھے ہیں۔ پولوفتسیف نشے میں دھت ہے۔ اور وہ دوسرا، اس کو تو پہچاننا مشکل ہے۔ دونوں کی حالت بہت خراب ہے! بدن پر جوئیں دوڑ رہی ہیں۔ ان کے کپڑوں تک پر جوئیں رینگتی نظر آتی ہیں!،،

بیٹھک سے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لاتیفسکی کھانس رہا تھا اور تیز اور بھنائی آواز میں بول رہا تھا۔

''... لیکن ظاہر ہے! جناب آپ کون ہیں؟ حضورعالی؟ میں آپ سے پوچھ رہا ہوں، جناب پولوفتسیف۔ اچھا ٹھیک ہے، میں بتاتا ہوں حضور عالی کون ہیں۔ بتاؤں؟ میں خوشی سے یہ خدمت انجام دوں گا۔ ایک بے وطن محب وطن، بنا فوج کے سپہ سالار، اور اگر آپ کو یہ

30*